تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

انّہ من سلیما ن و انّہ بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

تحریک ختم نبوت

۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء

حصہ نہم

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

مکتبہ قدوسیہ

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ نہم
مؤلف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین
صفحات	۵۴۴
طبع اول	۲۰۰۹ء
زیر اہتمام	مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

فہرست

تحریک ختم نبوت

ایک عظیم تاریخی دستاویز

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوۃ و السّلام علی سیّد المرسلین محمّد و علی آلہ و صحبہ اجمعین ۔ امّا بعد۔

اللہ سبحانہ وتعالی، اللہ تبارک وتعالی، رب العالمین، احکم الحاکمین، اللہ عز وجل وحدہ لا شریک لہ، تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور زبردستوں کا زبردست، حاکم اعلی اور ساری کائنات کا، اور اس کائنات کے ایک ایک ذرے کا، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اور اس پر پورا پورا اختیار رکھنے والا، اور مختار کل، حاجت روا، مشکل کشا ہے۔ مصائب اور پریشانیوں کو دور کرنے والا ہے۔ وہ صرف اللہ تبارک وتعالی کی ذات ہے جس کے لئے ساری تعریفیں ساری حمد وثنا ہے۔ اور کروڑوں درود وسلام حضرت محمد ﷺ پر کہ جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اس کائنات میں مبعوث فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالی نے حضرت محمد ﷺ کو بے پناہ عظمت، اوصاف وکمالات اور فضائل و مناقب سے بہرہ مند فرمایا۔ اس کے علاوہ دنیا وآخرت کی ان گنت نعمتوں سے نوازا۔ آپ علیہ السلام سید ولد آدم، امام الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالی قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے

ما کان محمّد ابا احدٍ مّن رّجا لکم و لکن رّسول اللّٰہ و خاتم النّبیین ۔ و کان اللّٰہ بکلّ شیء علیماً (الاحزاب : ۴۰) تمہارے مردوں میں سے محمد (ﷺ) کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔

امام عبدالستار محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے فوائد ستاریہ میں لکھا ہے کہ :

یہ آیت نص ہے اس میں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی کی نفی ہوئی

تو رسول کی نفی بطریق اولی ثابت ہوئی کیونکہ رسالت کا مقام نبوت کے مقام سے زیادہ خاص ہے، تو عام کی نفی سے خاص بھی منفی ہو جاتا ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہیں آتی ۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا میری مثال اور پیغمبروں میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک اچھا کامل گھر بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی چھوڑ دی تو لوگوں نے اس کی عمارت کو پسند کر کے خالی جگہ پر تعجب کیا۔ پس وہ خالی جگہ میں نے آکر پر کر دی ۔ میرے آنیکے بعد نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔ قرآنی آیات اور بے شمار احادیث میں ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہو چکا ہے (قرآن مع فوائد ستاریہ ص ۶۷۵

مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف صاحب (تفسیر احسن البیان ۔ ص ۵۵۴) لکھتے ہیں :

خاتم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے ۔ یعنی آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ نبی نہیں ، کذاب و دجال ہوگا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے ۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہو گا جو صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے تو وہ نبی کی حیثیت سے نہیں آئینگے بلکہ نبی ﷺ کے امتی بن کر آئیں گے، اس لئے ان کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

انیّ عند اللّٰہ مکتوب خاتم النّبیین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ (مشکوۃ للالبانی رقم الحدیث ۵۷۵۹) ۔ میرا خاتم النبیین ہونا اس وقت اللہ تعالی کے ہاں طے ہو گیا تھا جب آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ترجمہ) مجھے دوسرے انبیاء کے مقابل چھ باتوں پر فضیلت دی گئی ہے ۱ ۔ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں ۔۲۔ دشمن پر رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ۔۳۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ۔۴ ۔ ساری زمین میرے لئے پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنائی گئی ہے ۔۵ ۔ مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ۔۶ ۔ و ختم بی النّبییون اور نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو گیا ہے (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و الّذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ و ترکمتمونی

لضللتم عن سواء السّبيل و لو کان حیّا و ادرك نبوّتی لاتّبعنی ۔

(دارمی)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر آج موسیٰ تشریف لے آئیں اور تم لوگ میرے بجائے ان کی اتباع شروع کر دو، تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے

ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

لو کان بعدی نبیّ لکان عمر بن الخطاب ۔ رواہ ترمذی ۔ میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمرؓ بن خطاب ہوتے ۔

قرآنی آیات اور مذکورہ بالا احادیث سے نبی ﷺ کا خاتم النبیین ہونا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ ان قطعی دلائل کے باوجود اگر کوئی ختم نبوت کے مسئلے کو نہیں سمجھتا تو وہ سراسر گمراہی کے راستے پر چل رہا ہے۔ اسے اپنی اصلاح کرنا چاہیے۔

تحریک ختم نبوت کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب اسود عنسی جیسے ملعون نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تھا۔ پھر مختلف ادوار میں کئی جھوٹے پیدا ہوئے جنہوں نے ختم نبوت کی چوکھٹ میں نقب لگانے کی کوشش کی اور ذلیل وخوار ہوئے ۔عرب سے یہ فتنہ برصغیر میں بھی آیا اور انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک قصبے قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں یہ فتنہ پھیلا اور اس نے بڑھ چڑھ کر اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا اور آئے روز اپنے جھوٹے دعووں اور لایعنی پیش گوئیوں سے امت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی ۔ مرزا قادیانی کے دعوی نبوت پر اسلامی حلقوں نے بے پناہ نفرت کا اظہار کیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم دین تھے جو خم ٹھونک کر مرزا کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے مرزا کو آڑے ہاتھوں لیا اور اس کی جھوٹی نبوت اور جھوٹے دعووں کی قلعی کھول کر رکھ دی ۔ پھر قادیانی فتنے کی بیخ کنی کے لئے فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریری تصنیفی اور مناظروں کے ذریعہ بے پناہ خدمات سرانجام دیں اور وہ اس میدان میں اس قدر آگے نکل گئے کہ مرزائی انہیں اپنا سب سے بڑا مخالف سمجھنے لگے ۔

ان علمائے کرام کے علاوہ دیگر اہل حدیث علماء نے بھی مختلف ادوار میں مرزائیت کا خوب رد کیا اور مرزائی مبلغوں کو ناکوں چنے چبوائے ۔ جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مجدد، مسیح، مہدی اور نبی ہونے کا دعوی کیا تھا اس دور میں ہمارے دادا مولانا عبدالوہاب محدث

دہلوی، دہلی میں فروکش تھے اور انہوں نے وہاں اپنے مدرسہ دار الکتاب والسنہ صدر بازار دہلی میں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کررکھا تھا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کو دیکھ کر اپنے وعظ و تقریر میں اس کی خوب تردید اور مخالفت کی تھی اور مرزا قادیانی کو یہود و نصاری کا ایجنٹ اور امت مسلمہ کا دشمن قرار دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی نے جن علمائے اسلام کو ایک اشتہار میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا، اس اشتہار میں اس نے مولانا عبدالوہاب دہلوی مرحوم کا نام ۳۵ ویں نمبر پر لکھا تھا۔

پھر اسی طرح ہمارے والد گرامی حضرت مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے سرگرم عمل رہے اور انہوں نے اس سلسلے میں مرزائیوں سے کئی کامیاب مناظرے بھی کیے اور حیات مسیح کے نام سے ایک بہت ہی عمدہ کتاب بھی لکھی

بلا شبہ تحریک ختم نبوت کی داستان بڑی طویل اور دلچسپ ہے اور بہت سے تاریخی حقائق و واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ علمائے اہل حدیث نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ایک عرصے سے ضرورت تھی کہ تحریک ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ کو صحیح حقائق کی روشنی میں مرتب کر دیا جائے۔ اس مبارک کام کیلئے اللہ تبارک وتعالی نے تحریک ختم نبوت کے بانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اول المکفرین، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاقے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب حفظہ اللہ کو توفیق دی اور انہوں نے کئی جلدوں پر محیط ,تحریک ختم نبوت، کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس وقت اس کتاب کی طبع شدہ ابتدائی چھ جلدیں میرے سامنے ہیں۔ ان میں ۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء تک کی تحریک ختم نبوت کے اہم واقعات، تاریخی حقائق، اس تحریک کا پس منظر، مرزا غلام احمد کی کتابوں سے اس کے کفریہ عقاید ونظریات، افکار، ہفوات، کذبات کو نقل کر کے اس کا ردّ کیا گیا ہے۔ اس دور کے اولین مجاہدین ختم نبوت کا خوب صورت تذکرہ کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کے خلاف پہلا فتوی کفر مرتب کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتوی کفر کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ علمائے اہلحدیث کی مرزائیت کے خلاف تحریری، تقریری اور مناظرانہ سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ مولانا بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کا بہت سا حصہ، جو مرزائیت کے رد میں تھا، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہل حدیث سے مرزائیت کے رد میں شائع ہونے والا بہت سا مواد اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ علمائے اہل حدیث کی بہت سی نادر اور نایاب

تحریریں اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں ۔ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جو انہوں نے یہ کتاب لکھ کرانجام دیا ہے ۔قاموسی نوعیت کی اس تاریخی دستاویز کو پڑھ کر علماء اہلحدیث کی دین اسلام اور تحفظ ختم نبوت کے لئے کی گئی مساعی کا خوب صورت پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے ۔

جنوری ۲۰۰۹ھ محرم ۱۴۳۰ھ کے صحیفہ اہل حدیث کراچی میں مولانا محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آبادی کا ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کے حالات و واقعات اور تصنیفی خدمات پر ۲ قسطوں میں مضمون پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے تاریخ اہل حدیث پر بھی کام شروع کر رکھا ہے اور اس کی پانچ جلدیں تیار کر چکے ہیں جب کہ اس کی ابتدائی دو جلدیں، جو ۱۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہیں، مکتبہ ترجمان دہلی، ہندوستان سے شائع ہو چکی ہیں ۔اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے جماعت اہل حدیث کے عقائد، دین خالص کا تعارف، قرآن و حدیث کی اولیت و اہمیت، سلفیت کا مفہوم، اہل حدیث کی تعریف، اہلحدیث کے عقاید وغیرہ پر عمدگی سے گفتگو کی ہے اور اہل حدیث کے عقاید کو اکابرین جماعت کی کتابوں سے کھول کر بیان کیا ہے ۔

تاریخ اہل حدیث اور تحریک ختم نبوت لکھ کر ڈاکٹر بہاء الدین نے جماعت اہل حدیث پر احسان عظیم کیا ہے ۔امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے قلم کو رواں رکھیں گے اور ان کا رہوار قلم جماعت اہل حدیث کی مساعی اور علمائے اہل حدیث کے کارناموں کو ضبط کتابت میں لانے کے لئے حرکت میں رہے گا ۔میں ان دونوں کتب کی تصنیف و اشاعت پر اپنی جماعت کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی اور ایمان کی حالت میں رکھے ۔آمین

(مولانا) حافظ عبدالرحمٰن سلفی

امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان

تحریک ختم نبوت

ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی عظیم تاریخی خدمت

عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان پر واضح ہے، امت مسلمہ کی اجتماعیت اسی عقیدے سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی شخص ختم نبوت کی نفی کرتا ہے یا اس میں کمی بیشی کا مرتکب ہوتا ہے تو گویا وہ اسلام کی خوبصورت عمارت میں نقب زنی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین (الاحزاب) کہ حضور مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ نہ صرف اللہ کے رسول ہیں بلکہ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں، اور خود آپ ﷺ نے فرمایا ہے: انا خاتم النّبیین لا نبیّ بعدی (الحدیث) (میں انبیاء کے ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ان فرامین کے تحت تمام امت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع واتحاد ہے جس سے اختلاف یا انحراف متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے اخراج ہے۔ پوری امت کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرے گا تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ امت اس پر بھی متفق ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جنہیں زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے، انہی کا نزول دوبارہ ہوگا۔

سرزمین ہند میں جب قادیان کے مرزا غلام احمد نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تو علمائے امت نے اس فتنہ کے سد باب کے لئے بھر پور کردار ادا کیا، اور اس عظیم جد و جہد میں علمائے اہلحدیث کی خدمات سرفہرست اور امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری تصنیف تحریک ختم نبوت میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلے سرکوبی کرنیوالے مولانا محمد حسینؒ بٹالوی اہل حدیث تھے جنہوں نے جگہ جگہ مرزا کا پیچھا کر کے اس کے مذموم عقائد اور دعاوی کو باطل ثابت کیا۔ انہوں نے اپنے استاد گرامی میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ایسے غلط عقائد اور دعوے کرنے والے شخص کے بارے میں کفر کا فتوی حاصل کیا جب کہ دیگر مکاتب فکر ابھی سوچ بچار کر رہے تھے اور مرزا کے گمراہ کن عقائد کے صغرے کبرے بنانے میں مصروف تھے۔ انہی دنوں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے تو قادیان جا کر مرزا کو للکارا لیکن اسے مولانا موصوف کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس سلسلہ میں مولانا قاضی محمد سلیمان

منصور پوریؒ اور مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کی تحریری وتقریری کاوشوں کو کون نظر انداز کر سکتا ہے ..

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ (جو اس تحریک کی مجلس عمل کے جنرل سکرٹری تھے)، مولانا محمد اسماعیلؒ سلفی گجرانوالہ، مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ، علامہ محمد یوسف کلکتویؒ، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد گوجرانوالا۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، مولانا عبید اللہ احرارؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حافظ محمد اسماعیل ذبیحؒ، حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ، مولانا احمد دین گکھڑویؒ، مولانا محمد صدیقؒ کا کردار نمایاں تھا۔ راقم الحروف بھی اپنی صغرسنی میں والد حاجی عبدالرحمٰن پٹویؒ کے ہمراہ چند ہفتے جیل میں رہا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع ہوئی اور اس میں فیصل آباد کے علماء مثل مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، اور راقم الحروف سرگرم رہے۔ ملکی سطح پر میاں فضل حق، علامہ احسان الٰہی ظہیر، حافظ عبدالقادر روپڑی، حافظ عبدالحق صدیقی ساہیوال، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ قیادت کرتے رہے۔ اور صرف تین ماہ دس دن میں اسے اللہ تعالی نے کامیابی سے ہم کنار کر دیا اور ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس واقعہ کی یاد میں ایک مکتب فکر کے حضرات ۷ستمبر کو یوم فتح کے طور پر ہر سال مناتے ہیں اور زبان وقلم پر اس روز طرح طرح کی کہانیاں زور شور سے لاتے ہیں لیکن اسے کم ظرفی وتنگ دلی یا تجاہل عارفانہ کہیں کہ تحریک کے آغاز وپس منظر اور محرکین کے نام تک نہیں لیتے کیونکہ ان میں اہل حدیث علماء کا کردار سر فہرست ہے۔

اکابر علمائے اہل حدیث نے قادیانی فتنے کے خلاف جو تگ وتاز کی اس کی تفصیل سے ان علماء کی تصانیف اور رسائل وجرائد بھرے پڑے ہیں اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے دیرینہ دوست ڈاکٹر محمد بہاء الدین کو جنہوں نے دیار مغرب میں بیٹھ کر ان سب کو تحریک ختم نبوت کے نام سے کئی جلدوں میں ایک مبسوط صورت میں نہ صرف یک جا کر دیا بلکہ اپنی کمال ذہانت وفطانت سے مرزا کے اکاذیب پر ایسی گرفت کی کہ اس کی نظیر قبل ازیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ انداز تحریر بھی ایسا سلیس ودلآویز کہ جس کی چاشنی سے لطف دوبالا ہو ہو جاتا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

فتنہ مرزائیت کے خلاف علمائے اہل حدیث کی خدمات پر مشتمل ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی مؤلفہ تحریک ختم نبوت کی چھ جلدیں اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء تک

کے دور کی چھ ضخیم جلدوں کی یہ تاریخ ہندوستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے دہلی سے شائع کی ہے اور پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کے زیر اہتمام ڈاکٹر صاحب نے خود شائع کروائی ہے۔مزید دو جلدیں زیر طبع ہیں اور تین جلدیں اس وقت ترتیب وتسوید کے مختلف مراحل میں ہیں۔

محترم ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی زیر نظر تاریخی تالیف ،تحریک ختم نبوت ، کی آخری جلد میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تذکرہ کیا جائے گا اور اس سلسلہ کی آخری جد و جہد اور محنت بھی یقینی طور پر اہل حدیث علماء ہی کی ہے جن کی مساعی حسنہ کی زیادہ تفصیل ڈاکٹر صاحب کے علم و وسیع مطالعہ میں ہوگی ۔ بلا ریب ڈاکٹر صاحب کی یہ قابل قدر کاوش موضوع کے لحاظ سے ایک انسائیکلو پیڈیا کی حامل ہوگی ہمارے اکابر کی ان گنت تحریروں کو جمع کرنا اور انہیں ماہ وسال کی ایک ترتیب وتزئین سے آراستہ گلدستہ تیار کرنا بڑے جان جوکھوں کا کام تھا اور پھر انگلینڈ کے بھی ایک دورافتادہ مقام پر رہائش پذیر ہوکر سارا مواد اکٹھا کرنا اور بھی کارے دارد تھا جسے ڈاکٹر صاحب بڑی جانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالی انہیں صحت کے ساتھ ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ وہ اسے اپنے عزم وارادہ کے مطابق اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچاسکیں۔

آج سے قریباً نصف صدی پیشتر ڈاکٹر صاحب کے جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) میں قیام کے دوران ان کی نگارشات وعلمی ادبی مجالس سے ہم مستفید ہوتے رہے ہیں :

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

جامعہ سلفیہ میں تدریسی اور تنظیمی وانتظامی کئی ایک امور کی نگرانی کے ساتھ ساتھ تصنیفی طور پر ان کی اس دور کی کاوشوں کی حسین یادداشتیں اب بھولی بسری یادوں میں تبدیل ہوچکی ہیں۔ جامعہ کے بعد بہاولپور یونیورسٹی میں جاکر ان کی صلاحیتوں کو بفضلہٖ تعالی چار چاند لگ گئے جس کا پورا پورا اظہار بقول اقبال: مغرب کی وادیوں میں گونجی اذان ہماری ، کے مصداق اس طرح ہوا کہ اللہ تعالی نے اس ظلمت کدہ میں انہیں اسلام کی روشنی کے ایک مینار کے طور پر اجاگر فرما دیا اور آج کے دور انحطاط میں عظیم الشان دینی کاز کی انجام دہی کی توفیق مرحمت فرمادی :

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(مولانا) محمد یوسف انور فیصل آباد

نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

تعارف مؤلف

تحریک ختم نبوت کے مؤلف ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث کے اس گروہ با صفا سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنہوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ دینی و جماعتی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کا شمار عصر رواں کے نامور قلم کاروں میں ہوتا ہے اور انہوں نے قلم و قرطاس کے ذریعہ تاریخ کے سینے پر ان مٹ نقوش ثبت کئے ہیں، اب ان کا شمار برصغیر پاک و ہند اور برطانیہ کی جماعت اہل حدیث کے چوٹی کے مصنفین میں ہونے لگا ہے اور لوگ انہیں تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث کے محقق و مورخ کے طور پر جاننے لگے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب برصغیر پاک و ہند کی مذہبی و سیاسی تحریکوں کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں اور ان سے متعلق موضوعات پر انہیں کامل دستگاہ حاصل ہے۔ ان کا مطالعہ وسعت پذیر اور ذہن اخاذ ہے۔ اللہ تعالی نے ان کو علم و تحقیق کے جوہر سے خوب بہرہ مند فرمایا ہے۔ مسلک اہل حدیث سے انہیں بے پناہ شیفتگی ہے اور آپ بابائے تبلیغ مولانا محمد عبد اللہ گورداسپوری حفظہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی قدر ہیں۔ اپنے عالی قدر باپ کی طرح علم و فضل میں صاحب کمال ہیں۔ تقسیم ہند سے کچھ عرصہ قبل دھاریوال ضلع گرداسپور (ہند) میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد بوریوالہ میں شعور کی آنکھ کھولی اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دینی تعلیم کے ساتھ سکول و کالج میں عصری تعلیم بھی حاصل کی۔ بورے والا ڈگری کالج میں ۱۹۶۸ء میں اول آنے پر گولڈ میڈل سے نوازے گئے۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں دو سال زیر تعلیم رہ کر علوم اسلامیہ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور پورے پنجاب کے طلبا میں امتحان میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر یونیورسٹی گولڈ میڈل سے نوازے گئے۔ (یاد رہے کہ اس وقت پاکستانی پنجاب میں ایک ہی یونیورسٹی ہوا کرتی تھی)۔ اس کے بعد اسی یونیورسٹی میں ایک سال مزید زیر تعلیم رہ کر عربی میں ایم اے کیا۔

ایم اے عربی کی تعلیم کے دوران ہی انہیں جامعہ سلفیہ لائل پور (حال فیصل آباد) میں انگریزی زبان کے استاد کی حیثیت سے متعین کر دیا گیا اور یوں وہ لاہور اور فیصل آباد کے درمیان

تقسیم ہو گئے۔ جامعہ سلفیہ میں بی اے کرنے کے خواہشمند طلباء کو انگریزی پڑھانے کے علاوہ جامعہ کی لائبریری کا انچارج بھی انہیں بنا دیا گیا اور انکی کوشش سے یہ لائبریری مدارس اسلامیہ کی بڑی اور منظّم لائبریریوں میں شمار ہونے لگی۔

کچھ عرصہ بعد انہوں نے سرکار کے محکمہ تعلیم سے منسلک ہو کر سیالکوٹ کے ایک کالج میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ بعد ازاں لاہور کے ایک مشہور کالج میں پڑھایا۔ کچھ عرصہ بہاولپور یونیورسٹی میں تاریخ اسلام اور تقابل ادیان کے مضامین پڑھاتے رہے۔ برطانیہ کی اڈنبرا یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہ کر ڈاکٹریٹ کی۔ بعد میں چند سال وہ اسی یونیورسٹی میں پوسٹ ڈاکٹرل فیلو کی حیثیت سے تحقیقی کاموں میں منہمک رہے۔ ۱۹۹۰ء کے عشرے کے ابتدائی برسوں میں انہوں نے لیسٹر یونیورٹی میں زیر تعلیم رہ کر سوشل ورک میں ایم اے کیا۔اس کے بعد بحالی مجرمین کے ایک محکمے میں کچھ عرصہ خدمات انجام دینے کے بعد خرابی صحت کی بنا پر ریٹائر ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب نے زمانہ طالب علمی میں ہی قلم و قرطاس اور تحریر و تقریر سے ناطہ جوڑ لیا تھا۔ ہائی سکول میں تعلیم کے دوران انہیں بہترین مقرر Best Orator کا سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا۔ بورے والہ ڈگری کالج کے میگزین الفرید کے اڈیٹر رہے۔ بہاولپور یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے مجلّہ بصائر کے انچارج رہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے ترجمان الحدیث لاہور کی مجلس ادارت میں کچھ عرصہ شامل رہے۔

ڈاکٹر صاحب بہت اچھے مضمون نگار اور صاحب علم محقق ہیں۔ ان کے علمی و تحقیقی مضامین معروف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔جن میں سے چند ایک عنوان یہ ہیں: شریف مکہ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۷ جنوری ۱۹۷۱ء)؛ سرگذشت یہود (کئی اقساط پر مشتمل سلسلہ مضامین)؛ یہود کا مذہبی لٹریچر (کئی اقساط پر مشتمل سلسلہ مضامین)؛ کنعان کنعانیوں کا ہے (کئی اقساط پر مشتمل مضمون۔ ماہنامہ محدیث لاہور جلد ۸، ۱۳۹۸ھ)؛ تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد حسین بٹالوی کی خدمات۔ (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور)؛ حضرت عیسیٰؑ انجیل کے آئینے میں (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور)؛ حضرت عیسیٰؑ تاریخ کے آئینے میں؛ (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور)؛ (عہد رسالت ﷺ کے قریش کی حربی صلاحیت (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)؛ عبدالمطلب اور بنوخزاعہ کا باہمی معاہدہ اور عہد رسالت میں اس کے اثرات (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)؛ تحریک آزادی کی تاریخ مسخ کرنے کی کوشش؛ (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)؛ شاہ احمد رضا خان (الحق اکوڑہ خٹک میں تحریک آزادی پر شائع ہونے

والے ان کے ایک طویل مضمون کو مولانا عطاء اللہ حنیف نے مختصر کتابچے کی صورت میں شائع کروایا)؛ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق، کتب شیعہ کی روشنی میں (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)؛انیسویں صدی کی واحد سیاسی جماعت؛ پیغمبر ﷺ کا وصی کون؟ (کتب شیعہ کی روشنی میں۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ستمبر ۱۹۷۶ء)؛ سیدہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ (ماہنامہ محدث لاہور)؛ امام دارالجرۃ؛ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور)؛حضرت خضر علیہ السلام (ہفت روزہ احدیث لاہور ۶۔اپریل ۱۹۷۳ء)؛ ذکر ومحبت (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور)؛ برطانوی ہند میں جہاد کی بحث (دوماہی اشاعۃ السنہ دہلی، ماہنامہ البلاغ ممبئی)؛ اہل الرائے اور اہل الحدیث (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۲ مارچ، ۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء)؛ حضرت موسیٰؑ کے حالات زندگی (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۳، ۳۰ مارچ ۱۹۷۳ء)؛ قبل بدر مہمات کے شرکاء اور مقاصد: سید احمد شہید کا سر کہاں دفن ہے؟ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور)؛تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دو سال: تحریک ختم نبوت کے گم شدہ اوراق (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور ۱۹۷۸ء کئی اقساط)؛ تحریک ختم نبوت کا میر کاروان کون۔ مہر علی گولڑوی یا محمد حسین بٹالوی؟ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۷۔اگست ۲۰۰۱ء)؛ (تحریک ختم نبوت میں) قصہ ایک کرسی کا (ہفت روزہ الاعتصام لاہور)؛ (تحریک ختم نبوت کے دوران) جلسہ لاہور ۱۹۰۰ء (ہفت روزہ الاعتصام لاہور)؛مباحثہ دیوبند ۱۸۸۵ء (ہفت روزہ الاعتصام لاہور)؛ مدرسہ رحیمیہ دہلی (ماہنامہ محدث لاہور)؛کیا حضرت عمرؓ نے سزائے قطع ید منسوخ کردی تھی؟؛ تحریک ختم نبوت کے بانی (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۲۔اکتوبر ۱۹۸۴ء)؛ کوفیوں کے خطوط بنام حضرت امام حسینؑ کہاں گئے؟ (ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم)؛؛ جامع اموی دمشق (ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم)؛ اصحاب ثلاثہ (حافظ محمد لکھوی، سید عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی) کا سفر دہلی (ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم)؛ الطاف حسین حالی کی، حیات جاوید، سے ایک اقتباس (ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم)؛ آیا تھا جب مزاج ترا امتحان پر؛ شیخ الکل کا سفر حج اور مقلدین کا متحدہ محاذ (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور)؛ بالاکوٹ سے چمرقند؛ آمادہ بقتل من آں شوخ ستم گارے؛ شیخ الکل کی سیاسی زندگی؛فضل حق خیر آبادی (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک) وغیرہ۔

تحریک ختم نبوت پر ان کا لکھا جانے والا مضمون کئی سال تک ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم میں شائع ہوتا رہا اور ہندو پاک کے چند جماعتی جرائد میں بھی اس کی جستہ جستہ اقساط شائع ہوتی رہیں، اور اس کے بعض حصوں کو ہندی اور عربی میں ترجمہ کرکے بھی شائع کیا گیا۔ تقسیم ہند سے قبل اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان از مولانا عزیز الدین مراد آبادی کے بعد اہل حدیث کی صحافتی

تاریخ کا شائد یہ طویل ترین مضمون ہے۔

ان عنوانات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ موضوع کس قدر اہمیت کے حامل ہیں اور محترم ڈاکٹر صاحب نے ان مضامین میں خوب داد تحقیق دی ہے اور اپنی وسعت معلومات سے تاریخی حقائق کھول کر بیان کئے ہیں۔کسی صاحب ذوق کو چاہیے کہ ان مقالات کو رسائل سے نکال کر ترتیب دے کر شائع کر دے، یہ بہت بڑی دینی وعلمی خدمت ہوگی۔

ڈاکٹر بہاء الدین تصنیف وتالیف کا بڑا صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ان کی کتابوں میں عقیدے کی پختگی،فکر کی بلندی،تاریخی حالات وواقعات کی صحت وثقاہت،توحید وسنت کا احیاء اور مسلک اہل حدیث کی حقانیت کے پہلو نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔قلم کی زبان نہایت شستہ وسلیس اورندرت کا پہلو لئے ہوئے ہے ان کی تحریر میں علمی شان اور مؤرخانہ بصیرت واضح دکھائی دیتی ہے۔ڈاکٹر صاحب کے رواں اور پر بہار قلم سے جو علمی تاریخی اور تحقیقی کتب معرض وجود میں آئی ہیں اس کی تفصیل یہ ہے:

☆ تحریک ختم نبوت۔ڈاکٹر صاحب کی یہ نہایت بلند پایہ تاریخی کتاب ہے اس میں انہوں نے علماء اہل حدیث کی فتنہ مرزائیت کے خلاف خدمات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء تک کے دور کی تاریخ پر مشتمل اس کتاب کی چار ہزار صفحات پر مشتمل ۸ جلدیں تیار ہو چکی ہیں۔ان میں سے ۶ جلدیں ہندوستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور پاکستان میں آٹھ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔یہ قاموسی انداز کا تاریخی نوعیت کا کام ہے جس میں تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے واقعات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی اس ضمن میں انہوں نے مرزا قادیانی اور اس کے قریبی لوگوں کی کتابوں سے اس کے افکار ونظرت عقائد باطلہ، ہفوات وکذبات اور اس کی پیش گوئیوں کو نقل کر کے اس کی سخت گرفت اور نکیر کی ہے اور زیر نظر دور میں ان موضوعات پر پیدا ہونے والے لٹریچر کے احیاء کی کوشش کی ہے۔اپنے موقف کی تائید میں سینکڑوں حوالے دیئے ہیں اور اس کے علاوہ بعض جلدوں میں شخصیات کا عنوان دے کر اس دور کے مجاہدین ختم نبوت کی مساعی کا دل آویز تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب میں علمائے اہل حدیث کی ردّ قادیانیت پر نادر ونایاب تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں جو کہ مرور زمانہ کے سبب ناپید ہوتی دکھائی دیتی تھیں

مرزا قادیانی کے خلاف جاری ہونے والے پہلے متفقہ فتوی تکفیر کو اس میں شامل کر دیا گیا ہے اور اس فتوی کے مرتب کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کا

ایک تہائی حصہ جو کہ ردّ قادیانیت پر تھا، اڈیٹ کر کے تلخیص واختصار کے ساتھ اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ (چند سو صفحات کا مواد تا حال میسر نہیں ہو سکا۔ اگر اللہ تعالی کی عنایات کے نتیجے میں وہ مواد میسر آ گیا تو اسے بھی کسی آئندہ جلد میں شامل کرنے کا ارادہ ہے)۔ اسی طرح شحنۂ ہند میرٹھ کے ضمیمہ سے ردّ قادیانیت پر قیمتی مواد، اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تائید الاسلام اور غایۃ المرام، مولانا محمد اسماعیل علی گڈھی کی اعلاء الحق الصریح۔ اور مولانا محمد بشیر سہسوانی کی الحق الصریح فی حیاۃ المسیح اور مولانا عبدالمجید دہلوی کی بیان للناس، مولانا عبداللہ شاہجہان پوری کی شفاء للناس، مولانا محمد جعفر تھانیسری کی تائید آسمانی، شیخ غلام حیدر کی عشرہ کاملہ، مولانا ثناء اللہ کی شاہ انگلستان اور مرزا، اور ان کی تفسیر ثنائی سے ردّ قادیانیت کے مضامین، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی الخبر الصحیح، اور شہادۃ القرآن ملخصاً، اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ کے اخبار اہل حدیث سے بیسیوں واقعات اور حوالے جو مرزائیوں کے خلاف تھے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر قاری کو صحیح حقائق اور قادیانیت کے خلاف علمائے اہل حدیث کی مساعی سے کامل آگاہی ملتی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ لائق مصنف نے تاریخی حقائق بیان کرنے میں مسلکی تعصب سے کام نہیں لیا بلکہ وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے اس دور میں بعض دوسرے مسالک کے بزرگوں کی خدمات کو بھی بیان کیا ہے جن میں مولانا غلام دستگیر قصوری،، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی، مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، مولانا کرم الدین بھیں، مفتی کفایت اللہ دہلوی،، مولانا انور شاہ کشمیری،، مولانا احمد رضا خان بریلوی، وغیرہ شامل ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں فتنہ قادیانیت کی تردید، اسکی بیخ کنی کے آغاز کی تاریخ، مرزا قادیانی کی راہ میں حائل شخصیات کا تذکرہ، سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتوی تکفیر کی داستان اور تحریک ختم نبوت کے حقیقی اولین بانی اور قائدین کے حالات و واقعات پر بڑی تحقیق کے ساتھ ضبط کتابت میں لانے کی سعی کی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب تحریک ختم نبوت پر ایک مستند مدلل اور تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کی کیفیت وکمیت کے لحاظ یہ کہنا درست قطعاً مبالغہ نہیں ہوگا کہ زیر نظر موضوع پر ایسی کتاب اس سے پہلے مرتب نہیں ہوئی۔

ہندوستان میں یہ کتاب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شائع کر رہی ہے اور پاکستان میں کتابت وطباعت کے جملہ محاسن سے آراستہ کر کے مکتبہ قدوسیہ کے زیر اہتمام ڈاکٹر صاحب

اپنے مصارف پر خود شائع کروا رہے ہیں۔

☆ تاریخ اہل حدیث: ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی طرف اس کتاب کی ترتیب و تدوین جماعت کیلئے بڑی خوش آئند ہے۔ ایک عرصے سے تاریخ اہل حدیث پر جامع اور مستند کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی اس سلسلے میں مرکزی جمعیت اہل ہند نے اس کام کی اہمیت وافادیت پر سنجیدگی سے توجہ کی اور اس کام کے لئے مولانا اصغر علی سلفی نے چار پانچ سال پیشتر اپنے ایک دورہ برطانیہ کے دوران ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سے ملاقات کر کے انہیں اس اہم ذمہ داری کی انجام دہی پر راضی کیا۔ ڈاکٹر صاحب تاریخ اہل حدیث جلد اول کے مقدمے میں تحریر فرماتے ہیں:

جناب اصغر علی امام مہدی اپنے تبلیغی تحریکی تنظیمی اسفار کے باعث جہاں گشت بن چکے ہیں چند ماہ قبل وہ برطانیہ تشریف لائے تو جناب شیر خان جمیل احمد عمری کی مدد سے اس فقیر بے نوا کو ڈھونڈ نکالا۔ جمعیت اہل حدیث ہند جیسی بڑی تنظیم کے ناظم اعلی کا ہزاروں میل کا سفر کر کے میرے غریب خانے پر پہنچ جانا پیادہ کے گھر سالار کی تشریف آوری سے کم نہ تھا۔ میں اپنی خوبی قسمت پر ناز ہی کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک تاریخ اہل حدیث مرتب نہیں ہوسکی اس لئے آپ اپنی دیگر مصروفیات مؤخر کر کے یہ قرض چکا دیجئے اور جمعیت اہل حدیث ہند کو اس کے حقوق دے کر ہمیں اس کی اشاعت کا شرف دے دیجئے۔

یوں جناب اصغر علی امام مہدی سلفی کی تحریک وتشویق سے یہ مرحلہ طے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے تاریخ اہل حدیث پر لکھنا شروع کیا تو ان کا اشہب قلم چوکڑیاں بھرنے لگا اس کتاب کی پہلی دو جلدیں تیرہ پچاس صفحات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور مکتبہ ترجمان دہلی سے شائع ہوچکی ہیں۔ تیسری جلد عنقریب پریس میں جاچکی ہے، اور چوتھی اور پانچویں جلدوں کی تیاری ان دنوں مختلف مراحل میں ہے۔

☆ تاریخ اہل حدیث کی جلد اول میں اہل حدیث کے عقائد، دین خالص کا تعارف، قرآن و حدیث کی اولیت اور اہمیت، سلفیت کا مفہوم، اور بعض سلفی اکابر کے حالات اجمال و تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اس میں قارئین گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را کا لطف اٹھا سکتے ہیں اور وہ قارئین جو جماعت اہل حدیث سے متعارف ہونا چاہتے ہیں وہ اس کے مطالعہ سے اس کے بنیادی عقائد اور تاریخ وخدمات سے واقف ہوسکتے ہیں۔ اس کتاب میں سلفیت سے

متعلق ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔توحید وسنت اور سلفی منہج پر اختصار کے ساتھ بڑی مستند اور جامع معلومات دی گئیں ہیں۔عہد صحابہ،عہد تابعین میں عمل بالحدیث پر گفتگو،اہل حدیث کی تعریف،اہل حدیث کے عقاید۔مقام صحابہ،بدعت حسنہ،سواد اعظم،شرک کی اقسام،رفع الیدین آمین بالجہر فاتحہ خلف الامام،طلاق ثلاثہ،سینے پر ہاتھ باندھنا،اقسام حدیث وغیرہ اس کتاب کے اہم عنوانات ہیں اور شاہ فاخر کے رسالہ نجاتیہ،شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ سے چند ضروری مباحث، شاہ اسماعیل کی تقویۃ الایمان ملخصاً،اور تنویر العینین ملخصاً،مولانا ولایت علی صادقپوری کی عمل بالحدیث مکمل،مولانا محمد حسین بٹالوی کے اشاعۃ السنہ سے بعض ضروری مباحث،مولانا ثناء اللہ امرتسری کی اہل حدیث کا مذہب مختصراً،مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ہدایۃ المعتدی مکمل، مولانا محمد ابراہیم میر کی تاریخ اہلحدیث سے چند ضروری مباحث اس جلد میں شامل کردیئے گئے ہیں۔ بلاشبہ تاریخ اہلحدیث کی یہ جلد مرتب کر کے ڈاکٹر صاحب نے جماعت اہلحدیث پر احسان عظیم کیا ہے۔

☆ تاریخ اہل حدیث کی دوسری جلد ۶۵۶ صفحات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس کے شروع میں مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ناظم اعلی جمیعت اہل حدیث ہند،ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری صدر جامعہ سلفیہ بنارس، شیخ عبدالمعید مدنی اڈیٹر الاستقامہ دہلی،،مولانا ثناء اللہ سیالکوٹی امیر جمیعت اہل حدیث برطانیہ،ڈاکٹر عبدالعلی ازہری پروفیسر مسلم کالج لندن،مولانا شیر خان جمیل احمد عمری ناظم تعلیمات جمیعت اہل حدیث برطانیہ کے تاثرات ہیں۔اس کے بعد تاریخ اہل حدیث کے بارے ڈاکٹر بہاء الدین کا نہائت پرمغز اور جامع پیش لفظ ہے جس میں تاریخ اہل حدیث کے مختلف پہلو وں کو اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس جلد کو مختلف ابواب میں منقسم کر کے ان پر قرآنی آیات سے لطیفانہ استدلال کئے ہیں اس سے لائق مصنف کے اعلی ذوق کی عکاسی ہوتی ہے۔آغاز میں برصغیر میں اسلام کی آمد اور اس خطے میں آنے والے اہل حدیث حضرات کے متعلق تفصیل دی گئی ہے۔ظلمات بعضها فوق بعض ، کے تحت اس خطے میں فقہی جمود،ارکان اسلام پر ہندی فقہاء کی مشق ستم، عائلی زندگی پر ہندی فقہاء کی نظر کرم، فقہاء ہند کی قرآن وسنت سے بے اعتنائی کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔مصابیح اللیل کا عنوان دے کر ایسے علماء آئمہ شیوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ہند کے صنم کدہ ظلمت میں توحید وسنت کی ضیا پاشیاں کیں اور لوگوں کو صراط مستقیم دکھائی۔افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیه تدرسون کے تحت تکفیری مہم ،باب تاویل اور احناف کی کتب احادیث میں

تحریف کے مجرمانہ فعل کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ جماعت اہل حدیث نے ہند میں اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ابتدائی دور میں احناف سے جو مباحثے کئے اس کی بھی اچھی خاصی تفصیل بیان کردی ہے اور بہت سے مباحثات کی تفصیل دے دی ہے اور اس پر انہوں نے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس خطے میں جماعت اہل حدیث پر بہت سے جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور انہیں مختلف طریقوں سے تنگ اور پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے ۲۰ کے قریب معروف مقدمات کا ذکر کیا ہے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کا متن (اردو ترجمہ) بھی دے دیا ہے (اور بعض عدالتی فیصلوں کا انگریزی متن بھی نقل کر دیا ہے)۔ ان مباحث کے علاوہ اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے فقہی مذاہب، اس خطے میں فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب، فقہی جمود اور تقلیدی غلو، اہل حدیث پر جبر وتشدد اور اخراج عن المساجد، اشتہار رسائل عشرہ اور ادلہ کاملہ، مباحثہ فرید کورٹ ۱۸۸۳ء سے متعلق غلط بیانی وغیرہ کے عنوانات پر حقائق، مستند حوالہ جات کی روشنی میں پیش کر دیئے ہیں۔ یہ جلد اپنے مشمولات کے اعتبار سے بہت سی تاریخی معلومات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، اس کے مطالعہ سے تحریک اہل حدیث کا خوب صورت پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے اور قاری کو معلوم ہوتا ہے کہ اس خطے میں توحید وسنت کے احیاء کے لئے جماعت اہل حدیث نے کس قدر جد و جہد کی اور کتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب واشاعت پر ڈاکٹر صاحب اور ان کے رفقاء بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کو صحت وسلامتی سے رکھے کہ وہ اس کتاب کی بقیہ جلدیں بھی جلد از جلد حوالہ قرطاس کرسکیں۔ آمین

۱۹۷۰ء کے عشرے کے ابتدائی برسوں میں ڈاکٹر صاحب تین سال جامعہ سلفیہ سے منسلک رہے۔ آپ جامعہ میں بی اے کرنے کے خواہشمند طلبا کو انگریزی پڑھاتے تھے اس کے ساتھ آپکو جامعہ سلفیہ کی لائبریری کا انچارج بھی بنا دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی کوشش اور توجہ دلانے پر میاں فضل حق مرحوم صدر جامعہ سلفیہ کمیٹی نے لائبریری کے لئے ماہانہ فنڈ منظور کیا۔ یوں لائبریری کے لئے تسلسل کے ساتھ نئی کتب خریدی جانے لگیں۔ اس خدمت کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے کوشش کر کے مرحوم علماء کے وارثوں سے ان کے کتب خانے جامعہ سلفیہ میں منتقل کرانے شروع کئے اور اس سلسلے میں جماعت اہل حدیث کے دو مشہور مناظرین مولانا ملک عبدالعزیز ملتانیؒ اور مولانا احمد دین گکھڑویؒ کے کتب خانے ڈاکٹر صاحب نے خود ان کے ورثا سے حاصل کر کے جامعہ

سلفیہ کی لائبریری میں شامل کیئے ۔اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے جامعہ سلفیہ میں نشرو اشاعت اور طبع وتالیف کا ایک شعبہ بنوایا۔اس کے تحت ہر ماہ باقاعدگی سے چھوٹے چھوٹے خوبصورت کتابچے شائع کیئے جاتے تھے۔اسی شعبہ کے تحت ڈاکٹر صاحب کے تین معروف کتابچے ، شیخ محمد بن عبدالوہاب اور انکی دعوت ، برصغیر پاک وہند میں تعلیم وترویج حدیث ، اور ہمارے اکابر، شائع ہوئے ۔اسکے علاوہ مولانا غلام احمد حریریؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے مقالات بھی شائع ہوئے ۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب کی تجویز پر یہ طے ہوا کہ تحقیقی کام کے خواہش مند طلباء اپنی تعلیم کے آخری سال کسی منتخب موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھا کریں ۔اور پھر ڈاکٹر صاحب کی نگرانی اور موجودگی میں کئی مقالات لکھے گئے ،اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے ۔

ڈاکٹر بہاء الدین نہایت با اخلاق ملنسار اور نیک انسان ہیں ۔مسلک اہل حدیث سے محبت اور شیفتگی انہیں ورثہ میں ملی ہے ۔ علمائے سلف اور اکابرین جماعت سے بڑی محبت وعقیدت رکھتے ہیں ۔انہوں نے راقم الحروف کو بتایا ہے کہ جب علمائے کرام، والدصاحب کو ملنے ہمارے ہاں بورے والا تشریف لایا کرتے تھے تو مجھے ان کی گفتگو سننے اور ان کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ان علماء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ،مولانا عبدالستار امام جماعت غرباء اہل حدیث،حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب اوڈانوالہ وغیرہم شامل ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب جماعت کا عظیم سرمایہ ہیں ، انہوں نے تصنیف وتالیف سے جماعت کے لئے گراں قدرخدمات سر انجام دی ہیں ۔ اگست ۲۰۰۵ء میں جمیعت اہل حدیث ہند نے انہیں مورخ عصر کے خطاب سے نوازا،اور فریوائی اکیڈیمی (ہند) نے ان کی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۰۸ء کے لئے ابوہریرہ ایوارڈ سے نوازا ہے ۔ دعا ہے اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کوصحت وسلامتی سے رکھے اوران کا راہوار قلم جماعت کے لئے لؤلو ولالہ بکھیرتا رہے۔ آمین

(مولانا) محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

کتاب ہذا کی جلد ششم میں ۱۸۹۱ء میں دہلی میں ہونے والے مباحثہ مابین سہسوانی و قادیانی میں فریقین کے تین تین پرچے نقل ہوئے تھے۔ مرزا غلام احمد چونکہ اپنا تیسرا پرچہ پیش کرنے کے بعد مباحثہ سے گریز کر گئے تھے۔ حضرت مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ نے جب مباحثے کی روداد بعنوان الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح شائع فرمائی تو انہوں نے اس میں اپنا چوتھا پرچہ بھی شامل کیا اور ایک مقدمہ بھی لکھا۔ ۱۳۰۹ھ میں شائع ہونے والی اس دستاویز کی فوٹو کاپی ہمیں مولانا محمد داؤد ارشد (کوٹلی ورکاں) سے حاصل ہوئی اور جلد ہذا کا آغاز ہم مولانا سہسوانیؒ کے مقدمہ الحق الصریح اور ان کے چوتھے پرچے سے کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس مباحثے میں مرزا صاحب نے سارا زور اس بات پر لگایا تھا کہ سورہ نساء کی آیت و ان مّن اھل الکتاب الّالیؤمننّ بہ قبل موتہ۔ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً (اور اس کے مرنے سے پہلے پہلے سب اہل کتاب اس کو مان جائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان کی شہادت دے گا) میں موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰؑ ہیں یا اہل کتاب میں سے کوئی۔ حضرت مولانا سہسوانیؒ کا موقف تھا کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہے، اور مرزا صاحب کو اس سے انکار تھا۔ اور ساتھ ہی مرزا صاحب نے کہا تھا کہ فریقین (یعنی سہسوانی اور مرزا قادیانی) کے:

پرچے شائع ہو جائیں گے تو فریقین کے سچ جھوٹ کا فیصلہ لوگ خود کر لیں گے۔

مولانا محمد داؤد ارشد نے توجہ دلائی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے، چوتھے قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد نے قرآن پاک کا جو ترجمہ کیا ہے، اس میں سورہ نساء کی مذکورہ آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

اور اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر اس کی موت سے پہلے یقیناً اس پر ایمان لائے گا

اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

(ترجمہ قرآن از مرزا طاہر احمد قادیانی۔ طبع ربوہ۔۲۰۰۰ء ص ۱۶۳)۔

یہ ترجمہ شھد شاھد مّن اھلھا کی تعبیر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے اور اس کی گدی کے وارث نے مباحثہ دہلی کے ۱۰۹ سال بعد حضرت مولانا سہسوانیؒ کے حق میں اور اپنے دادے کے خلاف علی رؤس الاشہاد فیصلہ سنایا ہے۔ اس ترجمے کے بعد مرزا صاحب کے مباحثہ دہلی کے تمام پرچے، اور حیات مسیح کے خلاف اور وفات مسیح کے اثبات پر ان کے سب مقالات حرف غلط کی طرح مٹ گئے ہیں۔

یاد رہے کہ اس سے قبل قادیانیوں کے دوسرے سربراہ مرزا محمود احمد اس آیت کے ترجمہ میں لکھ چکے ہیں:

اہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ) پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے، اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ (تفسیر صغیر از مرزا محمود احمد۔ص ۱۳۶)

اور مرزا محمود احمد کے ماموں میر محمد اسحاق اس آیت کے ترجمہ میں یوں لکھ چکے ہیں:

اور نہیں کوئی اہل کتاب مگر البتہ ضرور ایمان لاوے گا اس (واقعہ قتل پر) پہلے موت اپنی کے اور بروز قیامت وہ (مسیح) ہوگا خلاف ان کے گواہ۔

(ترجمہ قرآن از میر محمد اسحاق قادیانی۔ص ۱۴۹)

مرزا محمود احمد اور میر محمد اسحاق کے تراجم کو سامنے رکھ کر قادیانیوں کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ پڑھئے اور دیکھئے کہ حق کس طرح بالآخر آشکار ہوا ہے۔

تحریک ختم نبوت کے زیر نظر حصہ میں ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۸ سے حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی کئی تحریریں نقل کی گئی ہیں جن میں مرزا صاحب کے چیلنجوں کا جواب بھی ہے اور مرزا صاحب کو انعامی چیلنج بھی کئے گئے ہیں۔

اور ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۲۲ سے مولانا بٹالویؒ کا مقالہ بعنوان آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی نقل کیا گیا ہے۔ مولانا مرحوم کا کہنا ہے کہ عام متداول روایات (قطع نظر صحت وضعف) سے جو تصور مہدی عوام میں موجود ہے، مرزا کی مسیحیت اور مہدویت اس پر بھی منطبق نہیں ہوتی۔

یاد رہے کہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ میں ردّ قادیانیت کا موضوع اس کی جلد ۱۲ کے ربع آخر سے شروع ہوتا ہے جو ۱۸۹۱ء کے نصف اول میں شائع ہوئی تھی۔ اور ہم نے جلد ۱۲، جلد ۱۳، جلد ۱۴،

جلد، ۱۵، جلد، ۱۶، جلد ۱۸، جلد ۲۰، جلد ۲۱، جلد ۲۲ میں موجود ردّ قادیانیت سے متعلق مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی بیشتر تحریریں تلخیص واختصار اور مناسب اڈیٹنگ کے بعد اپنے اس سلسلہ کتب میں شامل کر دی ہیں۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۷ ہمارے پاس موجود ہے لیکن وہ کسی اور موضوع پر ہے۔ اور اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ کا صرف ربع آخر ہمیں دستیاب ہوا ہے جس میں ردّ قادیانیت پر کچھ نہیں ہے۔ اس کے ربع اول، دوم اور سوم کی تلاش جاری ہے۔ دست یابی کی صورت میں ان میں موجود ردّ قادیانیت کے مضامین بھی انشاء اللہ نذر قارئین کئے جائیں گے جس کے ساتھ اشاعۃ السنہ کے اس ایک تہائی حصہ کا احیاء ہو جائے گا جو تحریک ختم نبوت سے متعلق ہے۔

- ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر کے ۱۹۱۲ء کے شماروں سے مولانا عبداللہ پٹنوی کا ایک مقالہ نقل ہوا ہے جس کا تعلق ردّ قادیانیت سے ہے۔

- ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء کے دور میں اہل حدیث علماء کے علاوہ احناف نے بھی تحریک ختم نبوت میں خوب کام کیا ہے اور ہمیں ان کی تحریروں کی تلاش رہی ہے۔ فتاوی قادریہ سے کشف الغطا کے عنوان لدھیانہ کے حنفی علماء کی ایک تحریر ہم حصہ ششم میں ملخصاً نقل کر چکے ہیں۔ نیز پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے شمس الہدائت اور سیف چشتیائی سے اقتباسات بھی حصہ ششم میں نقل کر چکے ہیں۔ زیر نظر حصے میں الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی والمسیح مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو شامل اشاعت کیا گیا ہے جو تحریک کے زیر نظر دور کا لٹریچر ہے۔ اس کتاب کو مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ جلد پنجم میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تصنیف قرار دے کر اس پر نقد وجرح کی ہے اور کئی صفحات سیاہ کئے ہیں۔

نیز شاہ احمد رضا خان کی دو تحریریں شامل اشاعت ہیں جو تحریک ختم نبوت کے زیر نظر دور (۱۸۹۱۔۱۹۱۲ء) کا لٹریچر ہے۔ پہلی تحریر انکا ایک فتوی ہے جو علماء امرتسر کے ایک فتوے پر السوء العقاب علی المسیح الکذاب کے عنوان سے ان کی تائیدی وتصدیقی تحریر ہے۔ دوسری تحریر ان کا رسالہ قھر الدیان علی مرتدٍ بقادیان ہے جو زیر نظر دور سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ دونوں تحریریں ہم نے فتاوی رضویہ سے ملخصاً نقل کی ہیں۔

ردّ قادیانیت پر پنجابی شعراء، واعظین اور علماء مثل مولانا خدا بخش واعظؒ اور مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹیؒ نے بھی بہت کام کیا ہے کیونکہ تردید قادیانیت پر پنجابی اشعار پنجاب میں زبان زد عام رہے ہیں، لیکن ابھی تک کوئی پنجابی تصنیف ہمارے اس سلسلہ کتب میں شامل نہ ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مولانا ابوالحسنؒ کی پنجابی منظوم کتاب ،بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی ،فوٹو کاپی کی شکل میں ضلع سیالکوٹ (پاکستان) سے دست یاب ہوگئی ہے جو پانچ ہزار سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے۔ہم نے اس کا انتخاب (جو کل کتاب کا کم و بیش نصف ہے) شامل اشاعت کیا ہے۔

جلد ہذا کی تیاری میں استعمال ہونے والے بیشتر لٹریچر کی فراہمی کے لئے میں مولانا محمد داؤد ارشد کوٹلی ورکاں ، جناب عبدالحفیظ مظہر ڈسکہ، جناب محمد فاروق ریحان چیمہ ضلع سیالکوٹ ، مولانا محمد یحیٰ گوندلوی (مرحوم) حافظ شفیق اختر سیالکوٹ،عزیزم محمد سہیل بورے والا ، جناب محمد رئیس الاعظم فیضی دہلی ، ڈاکٹر عبدالوہاب کاسگنج ، ڈاکٹر صہیب حسن لندن ،جناب محمد اشرف جاوید فیصل آباد ، کاممنون ہوں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔برادرم شیر خان جمیل احمد عمری کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس موزوں الفاظ نہیں ہیں۔مواد کی فراہمی، تنقیح و ترتیب اور تخریج و تصحیح میں ان کا تعاون ان مول ہے۔اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی سعادتوں سے ان کے دامن بھر دے آمین۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس سلسلہ کتب کے حصہ دہم کا کام بھی بڑی حد تک مکمل ہو چکا ہے اور اس میں قاضی فضل احمد لدھیانوی کی کلمہ فضل رحمانی ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی الہامات مرزا، اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے رسائل (الذکر الحکیم نمبر۴ ، المسیح الدجال، کانا دجال) کی تلخیص اور زیر نظر دور کا کچھ مزید لٹریچر نذر قارئین کیا جائے گا۔انشاء اللہ۔ قارئین سے دعائے خیر کی درخواست ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

فقیر بارگاہ صمدی **محمد بہاء الدین** ۱۲ مئی ۲۰۰۹ء

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح

مولانا محمد بشیر سہسوانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان دہلی میں ۱۸۹۱ء میں ہونے والے مباحثے کے فریقین کے تین تین پرچے قادیانی رسالہ الحق سے جلد ششم میں نقل ہوچکے ہیں قادیانی حضرات نے چونکہ تین تین پرچے ہی شائع کئے تھے اس لئے ہم بھی انہی تک محدود رہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس مباحثے کی جو روداد مولانا محمد بشیر نے الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح کے نام سے چھپوائی تھی اس میں مولانا کا چوتھا پرچہ بھی شامل ہے۔ نیز مولانا کی شائع کردہ روداد میں ایک بسیط مقدمہ بھی شامل ہے جس میں مباحثے کا پس منظر، چند دلائل فریقین کا اختصار اور مباحثے سے قبل فریقین میں ہونے کی خط و کتابت بھی شامل ہے۔ مولانا نے یہ مکمل روداد ۱۳۰۹ھ میں شائع کروائی تھی اور اس کا ٹائٹل صفحہ کچھ یوں ہے:

الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح

مشتمل بر کیفیت مناظرہ دہلی جو مابین حامی سنت سید المرسلین قامع اساس مبتدعین فاضل عدیم النظیر مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مثلیت مسیح کے حیات و وفات حضرت مسیح ابن مریم کے باب میں واقع ہوا۔

در مطبع انصاری واقع دہلی باداره مولوی محمد عبدالمجید صاحب حلیہ طبع پوشید سنہ ۱۳۰۹ھ

اپنے سلسلہ کتب میں اس مباحثے کو مکمل کرنے کی خاطر مولانا سہسوانیؒ کا مقدمہ اور ان کا پرچہ چہارم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ مولانا سہسوانیؒ مقدمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں:

یہ کیفیت ہے اس مناظرہ کی جو میرے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت کے درمیان بمقام دہلی واقع ہوا۔ مرزا صاحب نے دہلی میں آکر دو اشتہار، ایک مطبوعہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء، دوسرا مطبوعہ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بمقابلہ جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلی مدظلہم العالی کے شائع کئے اور طالب مناظرہ ہوئے، اور وہ دونوں اشتہار خاکسار کے بھی دیکھنے میں آئے۔ خاکسار نے محض بنظر نصرت دین وسنت وازالہ الحاد و بدعت قصد مناظرہ مصمم کر کے جواب اشتہار مرزا صاحب کے پاس بوساطت جناب حاجی محمد احمد صاحب دہلوی کے بھیجا اور اس جواب میں مرزا صاحب کے سب شروط کو تسلیم کر کے صرف شرط ثالث میں قدرے ترمیم چاہی۔ مرزا صاحب نے بھی اس ترمیم کو قبول کیا۔ بعد ترمیم کے یہ تین شرطیں قرار پائیں:۔

اول: یہ کہ امن قائم رکھنے کے لئے سرکاری انتظام ہو۔

دوسری: یہ کہ فریقین کی بحث تحریری ہو۔ ہر ایک فریق، مجلس بحث میں سوال لکھ کر اور اس پر اپنے دستخط کر کے پیش کرے اور ایسا ہی فریق ثانی لکھ کر جواب دے۔

تیسری: یہ کہ اول بحث، حیات مسیح علیہ السلام میں ہو۔ اگر حیات ثابت ہو جائے تو مرزا صاحب مسیح موعود کا دعوی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر وفات ثابت ہو، تو مرزا صاحب کا اصل دعوی عدم نزول حضرت عیسیٰؑ اور مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوگا، پھر حضرت مسیح کے نزول اور مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کی جائے گی۔ اور جو شخص ترک بحث کرے گا اس کا گریز سمجھا جاوے گا۔

جب تصفیہ شرائط کا ہو گیا تو جناب حاجی محمد احمد صاحب نے حسب ایماء مرزا صاحب کے خاکسار کو طلب کیا۔ چنانچہ شب شانزدہم ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو میں بھوپال سے روانہ ہو کر روز سہ شنبہ تاریخ شانزدہم ماہ مذکور.. دہلی میں داخل ہوا۔ اور مرزا صاحب کو اطلاع اپنے آنے کی دی تو مرزا صاحب نے مختلف رقعوں کے ذریعہ سے شروط میں تبدیلی ذیل فرمائی:

حیات مسیح کا ثبوت آپ کو دینا ہوگا۔

بحث اس عاجز (مرزا) کے مکان پر ہو۔

جلسہ عام نہیں ہوگا اور صرف دس آدمی جو معزز خاص ہوں، آپ ساتھ لا سکتے ہیں مگر شیخ (محمد حسین) بٹالوی اور مولوی عبد المجید (دہلوی) ساتھ نہ ہوں۔

پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔

ان سب شروط کا قبول کرنا، نہ تو خاکسار پر لازم تھا اور نہ میرے احباب کی رائے ان کے تسلیم کرنے کی تھی، مگر محض اس خیال سے کہ مرزا صاحب کو کوئی حیلہ مناظرہ سے گریز کا نہ ملے، یہ سب باتیں منظور کی گئیں۔ بعد اس کے تاریخ نوز دہم ربیع الاول (۱۳۰۹ھ) بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مناظرہ شروع ہوا۔

خاکسار نے ان کے مکان پر جا کر مجلس بحث میں پانچ ادلّہ حیات مسیح کے لکھ کر حاضرین کو سنا دیئے اور دستخط اپنے کر کے مرزا صاحب کو دیدیئے۔ مرزا صاحب نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا۔ ہر چند حاجی محمد احمد صاحب وغیرہ نے ان کو الزام نقض عہد و مخالفت شروط کا دیا مگر مرزا صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں جواب لکھ رکھوں گا۔ آپ لوگ کل دس بجے آیئے۔

ہم لوگ دوسرے روز دس بجے گئے، تو مرزا صاحب مکان کے اندر تھے۔ اطلاع دی گئی تو مرزا صاحب باہر نہ آئے اور کہلا بھیجا کہ ابھی جواب تیار نہیں ہوا۔ جس وقت تیار ہوگا اس وقت آپ کو بلا لیا جائے گا۔

پھر غالباً دو بجے کے بعد ہم لوگوں کو بلا کر جواب سنایا اور یہ کہا کہ اب مجلس بحث میں جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ مکان پر لے جائیں۔ چنانچہ میں اس تحریر کو مکان پر لے آیا۔ اسی طرح چھ روز تک سلسلہ بحث جاری رہا۔

چھٹے روز کہ تین پرچے میرے ہو چکے تھے اور تین پرچے مرزا صاحب کے، مرزا صاحب نے پہلی ہی بحث کو ناتمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا، اور یہ ظاہر کیا کہ اب مجھے زیادہ قیام کی گنجائش نہیں ہے، اور زبانی فرمایا کہ میرے خسر بیمار ہیں۔ اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رکھا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت شروط ہوئی، مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین کو سنا دیا گیا۔ حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو الزام دیتے تھے مگر مرزا صاحب نے ایک نہ سنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے۔

مرزا صاحب کے یہ افعال اول دلیل ہیں کہ ان کے پاس اصل مسئلہ یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اصل بحث کے لئے دو سدّیں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ ایک بحث حیات و وفات مسیح، دوسرے نزول عیسی۔ جب دیکھا کہ ایک سدّ جو ان کے زعم میں بڑی راسخ تھی، ٹوٹنے کے قریب ہے، اس کے بعد دوسری سدّ کی جو ضعیف ہے، نوبت پہنچے گی، پھر اصل قلعہ پر حملہ ہوگا، وہاں کچھ ہے ہی نہیں تو قلعی کھل جائے گی، اس لئے فرار مناسب سمجھا۔

بعد انقطاع مباحثہ اور چلے جانے مرزا صاحب کے احقر دو روز دہلی میں متوقف رہ کر روز شنبہ کو ڈاک گاڑی میں روانہ بھوپال ہوا۔

اب بنظر فائدہ عام یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبل نقل ان رقعوں اور پرچوں کے جو مباحثہ کے متعلق ہیں، ادلہ حیات مسیح پر جو مرزا صاحب کے مباحثہ میں پیش کئے گئے ہیں، اور نیز دیگر ادلّہ واضح طور پر عام فہم عبارت میں لکھ دیئے جائیں تا کہ ہر خاص و عام سمجھ سکے۔ اور مرزا صاحب کی طرف سے جو اعتراضات ان پر ہوئے وہ بھی بطور خلاصہ لکھ دیئے جائیں۔ اور مرزا صاحب نے جو اپنی اخیر تحریر (سوم) میں دو دلیلیں وفات کی لکھی ہیں وہ، اور جو کچھ جواب اس کا خاکسار نے لکھا اس کا بھی خلاصہ لکھ دیا جائے۔ اللّٰھم انت عضدی و نصیری و بک احول

دلیل اول: حیات مسیح کے باب میں سورہ نساء کی یہ آیت ہے:

و ان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً۔

اس آیت کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب نے یوں کیا ہے:

ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آورد بہ عیسی پیش از مردن عیسیؑ و روز قیامت باشد عیسی گواہ بر ایشان۔

فائدہ میں لکھا ہے: مترجم گوید یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیؑ را البتہ ایمان آرند۔

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ اس طرح کیا ہے:

اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا او پر ان کے گواہ۔

شاہ عبد القادر صاحب نے اس طرح ترجمہ کیا ہے:

اور جو زندہ ہے کتاب والوں میں سے سو اس پر ایمان لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان کا بتانے والا۔

فائدہ میں یہ لکھا ہے: حضرت عیسیؑ ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں آکر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاری سب ان پر ایمان لاویں گے کہ یہ مرے نہ تھے۔

یہ آیت قطعیۃ الدلالت حیات مسیح پر ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ موتہ کی ضمیر میں مفسرین کے دو ہی قول ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیؑ کی طرف پھرتی ہے دوسرا یہ کہ اہل کتاب کی

طرف پھرتی ہے۔ پہلی صورت میں تو قطعاً مطلب حاصل ہے کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابھی مرے نہیں، لیؤمنن کو خواہ خالص مستقبل کے لئے لیجئے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر اتفاق ہے سب نحویوں کا، اور خواہ حال یا استمرار کے لئے لیجئے جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں، اگر چہ اس تقدیر پر معنی فاسد ہوتے ہیں، مگر ہمارا مطلب فوت نہیں ہوتا ہے اور ماضی کے معنی لینا بالبداہت باطل ہے کیونکہ ایسا مضارع جس کے اول میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ہو بمعنی ماضی نہیں آتا ہے ومن یدعی فعلیه البیان۔

اور ایسا ہی بہ کی ضمیر کو خواہ عیسیٰؑ کی طرف عائد کیجئے یا اللہ کی طرف یا آنحضرت ﷺ کی طرف، اگر چہ اول ہی صحیح ہے مگر ہمارا مطلب ہر صورت میں حاصل ہے۔ مفسرین کا اختلاف اس ضمیر میں ہمارے مطلوب میں کچھ خلل نہیں ڈالتا ہے۔

دوسرے قول پر، یعنی اگر ضمیر موته کی اہل کتاب کی طرف پھیری جائے، ہمارا مطلب حاصل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس وقت ہم پوچھتے ہیں کہ بہ کی ضمیر کس کی طرف پھیرو گے۔ اگر آنحضرت ﷺ یا اللہ کی طرف پھیرتے ہو، تو یہ باطل ہے تین وجوہ سے:

اول یہ کہ سب ضمیریں واحد کی جو اس سے قبل و بعد آئی ہیں بالاجماع حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہیں۔ پس ظاہر نص یہی ہے کہ ضمیر بہ کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجع ہو۔ فان النّصوص تحمل علی ظواهرها و صرف النّصوص عن ظواهرها بغیر صارف قطعی الحاد۔ اور یہاں کوئی صارف قطعی پایا نہیں جاتا ہے ومن یدعی فعلیه البیان۔

دوم: ظاہر ضمیر غائب میں یہ ہے کہ غائب کی طرف پھرے اور آنحضرت ﷺ مخاطب ہیں اسی لئے اس رکوع میں اس آیت کے قبل و بعد جتنی ضمیریں آنحضرت ﷺ کی طرف پھرتی ہیں وہ سب ضمیریں مخاطب کی ہیں، وہ یہ ہیں یسئلک ان تنزل الیک من قبلک۔ اگر یہ ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف راجع ہوتی تو یوں کہنا مناسب تھا لیؤمنن بک۔ علاوہ اس کے اس مقام پر آنحضرت ﷺ کے لئے کوئی اسم ظاہر نہیں آیا ہے کہ وہ مرجع اس ضمیر کا قرار دیا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے اسی لئے اس رکوع میں اس آیت کے قبل و بعد جتنی ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں وہ سب ضمیریں متکلم کی ہیں وہ یہ ہیں، فعفونا، آتینا، قلنا، اخذنا، حرمنا سنؤتیهم۔ اگر یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو یوں کہنا مناسب تھا لیؤمنن بی، یا، لیؤمنن بنا، اور صرف عن الظاہر بغیر صارف قطعی غیر جائز ہے اور یہاں کوئی صارف قطعی نہیں۔

و من ید عی فعلیه البیان۔

سوم ۔ اس تقدیر پر اس آیت میں کچھ ذکر حضرت عیسیٰؑ کا نہ ہوگا اور حالانکہ قبل و بعد حضرت عیسیٰؑ کا قصہ مذکور ہے۔ اور اجنبی محض کا بلا فائدہ درمیان میں لانا خلاف بلاغت ہے اور اس اجنبی کا یہاں کوئی فائدہ نہیں ہے و من ید عی فعلیه البیان۔

پس ثابت ہوا کہ به کی ضمیر قطعاً حضرت عیسیٰؑ کی طرف عائد ہے۔

بعد اس تمہید کے میں کہتا ہوں کہ اس تقدیر پر سب ضمیریں واحد غائب کی موته کے پہلے کی اور بعد کی راجع ہوئیں طرف حضرت عیسیٰؑ کے۔ پس ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ ضمیر موته بھی راجع ہو طرف حضرت عیسیٰؑ کے اور صرف نص کا ظاہر سے بغیر صارف قطعی جائز نہیں اور یہاں کوئی صارف قطعی موجود نہیں و من ید عی فعلیه البیا ن۔

پس جس تقدیر پر ضمیر کا عائد ہونا کتابی کی طرف فرض کیا گیا تھا اس تقدیر پر بھی ضمیر کا عائد ہونا طرف حضرت عیسیٰؑ کے لازم آیا۔ .... یہ محذور اس سے ناشی ہو کہ ضمیر موته کی کتابی کی طرف پھیری گئی پس ثابت ہوا کہ ارجاع ضمیر مو ته کا طرف کتابی کے باطل ہے ۔ پس متعین ہوا کہ ضمیر مو ته کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے و هو المطلو ب

دوسری وجہ اس بات کی کہ موته کی ضمیر کتابی کی طرف عائد کرنا باطل ہے، یہ ہے کہ اس تقدیر پر ایمان سے جو لیؤمنن میں ہے، کیا مراد ہے۔ آیا وہ ایمان جو زہوق روح کے وقت ہوتا ہے اور وہ جو شرعاً غیر معتد بہ و غیر نافع ہے جیسا کہ مفسرین نے اس تقدیر پر اس کے ارادہ کی تصریح کی ہے تو یہ باطل ہے، اس لئے کہ استقراء آیات قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں سب جگہ لفظ ایمان سے وہ ایمان مراد ہے جو قبل زہوق روح کے ہوتا ہے اور جو شرعاً معتد بہ اور نافع ہے مگر جہاں قرینہ صارفہ قطعیہ ہے چند مقامات بطور نظیر لکھے جاتے ہیں۔

بقرہ: یؤمنو ن بالغیب ؛ یؤمنو ن بما انز ل الیک ؛ لا یؤمنو ن ؛آ منا با لله ؛ ما هم بمؤمنین ؛ یخا دعو ن الله و الذین آ منوا ؛ و اذا قیل لهم آ منوا کما آمن الناس قا لوا انؤمن کما آ من السفهاء؛ و اذا لقوا الذ ین آ منوا قالوا آ منا ؛ فاما الذ ین آ منوا فیعلمو ن .. الحق من ر بهم ؛ وآ منوا بما انز لت ؛ ان الذین آمنوا و الذ ین ها دوا و النصاری و الصا بئین من آ من با لله ؛ ا ذا لقو الذین آمنوا قا لوا آ منا ؛ و الذ ین آ منوا و عملوا الصا لحا ت ؛ و اذا قیل لهم آ منوا

بما انزل الله قا لوا ؟ نؤمن بما انز ل علينا ۔ ان كنتم مؤمنين ؛قل بئسما يا مر كم به ايما نكم ان كنتم مو منين ؛ و لو ا نهم آ منوا و اتقوا ؛ يا ايها الذ ين آ منوا لا تقو لوا را عنا ؛ و من يتبد ل الكفر با لا يما ن ؛لو ير دو نكم من بعد ايما نكم ؛ او لئک يؤمنو ن به؛ و ارزق اهله من الثمرات من آمن با لله ؛ قولوا آ منا بالله؛ فان آ منوا بمثل ما آ منتم به ؛ ما كا ن الله ليضيع ا يما نكم؛ يا ايهاالذين آ منوا استعينوا با لصبر و الصلوة؛ والذ ين آ منوا اشد حباً لله؛ يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبا ت ما رز قنا كم؛ و لكن البر من آ من با لله؛ يا ايها الذ ين آمنوا كتب عليكم الصيا م؛ و اليؤمنوا بی؛ يا ايها الذين آ منوا ادخلوا فی السلم ؛ و ... من الذين آ منوا ؛ والذين آ منوا معه ؛ ان الذين آ منوا والذين هاجروا ؛ و لا تنكحواا لمشر كين حتی يؤمنوا و لعبد مومن؛ و بشر المؤمنين؛ من كا ن منكم يؤمن با لله؛ ان كنتم مؤمنين؛ فمنهم من آ من؛ و يؤمن با لله؛ الله ولی الذين آ منوا ؛ قا ل او لم تؤمن؛يا ايها الذين آ منوا لاتبطلوا ؛ولا يؤمن با لله؛ يا ايها الذين آ منوا انفقوا ؛ ان الذين آ منوا و عملوا الصا لحا ت؛ يا ايها الذين آ منوا اتقوا الله و ذروا ما بقی من الر بوا ان كنتم مؤمنين؛آمن الرسول بماانز ل اليه من ر به و المؤمنو ن كل آمن با لله

پس ظا ہر ایمان سے وہ ایمان ہے جو قبل زھوق روح کے ہوتا ہے اور صرف نص کا ظا ہر سے بغیر صا رف قطعی جا ئز نہیں اور یہاں کو ئی صا رف قطعی مو جود نہیں۔ و من يد عی فعليه البيان ۔

علاوہ اس کے اس وقت لفظ قبل کو ظا ہر معنی سے صرف کر کے بمعنی عند يا وقت کے لینا پڑے گا اور کوئی صا رف قطعی یہاں مو جود نہیں ہے و من يد عی فعليه البيا ن ۔اس وقت بجائے قبل موته کے عند موته يا حين موته يا وقت موته کہنا مقتضائے حال تھا اس سے عدول کر نے کی کیا وجہ ہے۔

یا مراد ليؤمنن میں ایما ن سے مرا د وہ ہے جو قبل ز ہوق رو ح کے ہوتا ہے پس اس صورت میں یا یہ حکم عام ہے ہر کتا بی کے لئے تو کذ ب صریح حق تعا لی کے کلام میں لا زم آ تا ہے کیونکہ ہم بالبدا ہت د یکھتے ہیں کہ صد ہا ہزار اہل کتاب مرتے ہیں اور ا پنے مرنے سے پہلے یعنی

قبل زہوق روح کے وہ ایمان شرعی کو معتد بہ اور نافع ہے نہیں لاتے، تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

اور کسی خاص زمانہ کے اہل کتاب کے لئے یہ حکم ہے تو قید قبل موتہ کی لاطائل ہوتی ہے۔ یہ کلام تو بعینہ ایسا ہوا کہ کوئی کہے کہ:

آج میں نے اپنی موت سے پہلے نماز پڑھ لی؛

آج میں نے اپنی موت سے پہلے کھانا کھالیا؛

آج میں نے اپنی موت سے پہلے سبق پڑھ لیا؛

آج میں اپنی موت سے پہلے کچہری گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ کلام مجنونانہ ہے ایسا ہی اللہ تعالی کے کلام کا کلام مجنونانہ ہونا لازم آتا ہے تعالی اللہ عما یقولہ الظالمون۔

مرزا صاحب خود بھی اپنی کتاب توضیح المرام اور ازالہ اوہام کے چند مواضع میں ضمیر موتہ کا حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرنا تسلیم کر چکے ہیں۔ اب اگر تسلیم کرتے ہیں تو مدعا ہمارا حاصل ہوا اور اگر نہیں تسلیم کرتے تو اس کی وجہ بیان کریں کہ توضیح المرام اور ازالہ اوہام میں کیوں حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیری۔

اب بدلیل تحقیقی والزامی ثابت ہوگیا کہ مرجع ضمیر موتہ کا حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس تقدیر پر ہمارا مدعا یعنی حیات مسیح قطعاً ثابت ہوا۔ فتح البیان میں ہے کہ سلف میں ایک جماعت کا یہی قول ہے اور یہ ظاہر ہے اور بہت سے تابعین وغیرھم اسی طرف گئے ہیں۔ فتح الباری میں ہے ابن جریر نے اس قول کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اور ابن جریر وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ حدیث بخاری ومسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہؓ کا یہی قول ہے ابن عباسؓ سے بھی بسند صحیح یہی منقول ہے اور اس کے برخلاف جو روایت ان سے ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مرقوم ہے۔ ابن کثیر میں ہے کہ ابو مالکؒ وحسن بصریؒ وقتادہؒ وعبدالرحمٰنؒ بن زید بن اسلم وغیر واحد کا یہی قول ہے اور یہی حق ہے۔

مرزا صاحب کی طرف سے اس دلیل پر دو اعتراض ہوئے۔ ایک یہ کہ یہ آیت ذوالوجوہ ہے، چند احتمالات مفسرین نے اس کے معنی میں لکھے ہیں، پس یہ آیت کیسے قطعی الدلالۃ ہوسکتی ہے۔ اس کا جواب خاکسار کی طرف سے دیا گیا کہ آیت کا ذوالوجوہ ہونا اور اس کے معنی میں چند احتمالات

کا ہونا منافی قطعیت نہیں ہے کیونکہ ہم نے سب وجوہ واحتمالات مخالفہ کو دلیل الزامی وقطعی سے باطل کر دکھایا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہوا کہ اثر ابن عباسؓ وقرأت ابی بن کعبؓ اس پر دال ہے کہ مرجع موتہ کا کتابی ہے نہ حضرت عیسیٰؑ۔ اس کا جواب خاکسار کی طرف سے یہ ہوا کہ یہ اثر وقرأت مجروح ہیں، احتجاج کے لائق نہیں ہیں، چہ جائے کہ صارف قطعی ہوں۔ ایک طریق اثر مذکور میں ایک راوی ابوحذیفہ ہے۔ یہ ابوحذیفہ یا موسیٰ بن مسعود ہے یا یحیٰ بن ہانی بن عروہ کا شیخ۔ پہلا سیّء الحفظ ہے دوسرا مجہول ہے اور اس طریق میں عبداللہ بن ابی نجیح الیسار؟ مکی ہے وہ مدلس ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں۔ دوسرے طریق میں محمد بن حمید رازی ہے وہ ضعیف ہے۔ تیسرے طریق میں عتاب بن بشیر وخصیف واقع ہیں۔ روایات عتاب کی خصیف سے مناکیر ہیں اور خصیف میں بہت جرح ہے۔ چوتھے طریق میں سلیمان بن داؤد طیالسی ہے وہ کثیر الغلط ہے۔ ہزارا حادیث کی روایت میں اس نے خطا کی۔ قرأت ابی بن کعب کی روایت میں بھی عتاب وخصیف واقع ہیں۔ عبارات ان راویوں کے متعلق تحریر چہارم میں منقول ہیں (جوعنقریب نقل ہورہی ہے۔ بہاء)۔

☆ دلیل دوم۔ سورہ نساء کی یہ آیت ہے:

و ما قتلواہ یقیناً بل رفعه الله الیه وکان اللّٰه عزیزاً حکیماً

شاہ ولی اللہ صاحب اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وبیقین نہ کشتہاند اورا بلکہ برداشت اورا خدا تعالیٰ بسوئے خود وہست خدا غالب استوار کار

شاہ رفیع الدین اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

اور نہ مارا اس کو بیقین بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا

شاہ عبدالقادر نے یوں ترجمہ کیا ہے:

اور اس کو مارا نہیں بے شک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے طرف اپنے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

فائدہ میں لکھتے ہیں: فرمایا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے اس کی ایک صورت ان کو بنادی اس صورت کو سولی پر چڑھایا۔ انتہی ملخصاً

وجہ استدلال یہ ہے کہ مرجع رفعه کی ضمیر کا مسیح بن مریم رسول اللہ ہیں اور مراد مرجع سے قطعاً روح مع الجسد ہے کیونکہ مورد قتل روح مع الجسد ہے نہ صرف روح اور ایسا ہی ضمائر و ما قتلوہ و ما صلبوہ یقیناً سے بھی مراد قطعاً روح مع الجسد ہے اور جس کے قتل کا یہود دعویٰ

کرتے تھے اسی کے قتل وصلب کی نفی اور رفع کا اثبات حق تعالی کو منظور ہے۔ پس ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ رفعہ سے مراد رفع روح مع الجسد ہے۔ رفعہ کی ضمیر صرف روح کی طرف عائد کرنا یا مضاف مقدر ماننا یعنی تقدیر عبارت یوں کرنا بل رفع روحہ، صرفِ نص لاظاہر سے ہے اور صرف النص عن الظاہر بغیر صارف قطعی کے جائز نہیں اور صارف قطعی یہاں غیر متحقق ہے ومن یدعی فعلیہ البیان۔ اور مؤید اس کی یہ بات ہے کہ بل رفعہ میں بل اضراب کا ہے۔ پس وہ رفع مراد ہونا چاہیے جو مقابل ہو قتل کا۔ یعنی قتل کے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور رفع روحانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ عموماً اہل اسلام جانتے ہیں کہ شہداء جو اللہ تعالی کی راہ میں قتل ہوتے ہیں ان کیلئے بھی رفع روحانی ہوتا ہے۔ پس متعین ہوا کہ مراد رفع سے رفع روح مع الجسد ہے۔ و ھو المطلوب۔

اور یہ بات بھی اس کی مؤید ہے کہ رفع کا لفظ صرف دو نبیوں کے لئے آیا ہے۔ ایک حضرت عیسیٰؑ دوسرے حضرت یونسؑ ۔ اس تخصیص کی کیا وجہ ہے، رفع روحانی کو تو کچھ ان دو نبیوں کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے۔ یہ رفع تو سب نبیوں بلکہ عامہ صالحین کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اثر صحیح ابن عباسؓ جس کے رجال، رجال صحیح ہیں، اور حکماً وہ مرفوع ہے رفع الروح مع الجسد پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی عبارت آئندہ نقل کی جائے گی۔ فانتظر

مرزا صاحب نے اس دلیل کے جواب میں یہ لکھا کہ اس آیت میں اس وعدے کے ایفاء کی طرف اشارہ ہے جو دوسری آیت میں ہو چکا ہے اور وہ آیت یہ ہے یا عیسی انی متوفیک و رافعک الیّ ۔ گویا مرزا صاحب نے آیت یا عیسی انی متوفیک و رافعک الیّ کو صارف ٹھہرایا ظاہر معنی وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ سے۔ لیکن اس آیت کا صارف ہونا اس وقت ہوسکتا ہے کہ توفّی سے مراد قطعاً موت ہو اور یہ متوقف اس پر ہے کہ حقیقی معنی توفّی کے موت کے ہوں بلا قرینہ یہ معنی متبادر ہوتے ہوں۔ حالانکہ ہم نے تحریر چہارم میں ثابت کر دیا کہ توفّی کا استعمال جس جگہ بمعنی موت قرآن مجید میں آیا ہے وہاں قرینہ قائم ہے اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ حقیقی معنی توفّی کے اخذ الشیء وافیاً کے ہیں یعنی کسی چیز کا پورا لینا۔ اس آیت کو اگرچہ خاکسار نے تحریر اول میں غیر قطعیۃ الدلالۃ لکھا ہے مگر اب میری رائے یہ ہے کہ آیت بھی قطعی الدلالۃ ہے۔

☆ حیات مسیح کی تیسری دلیل سورۃ آل عمران کی یہ آیت ہے:

و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ۔اذ قال اللہ یا عیسی انی

متوفّیک و رافعک الیّ و مطهّرك من الّذ ین کفروا و جا عل الّذین اتّبعوك فوق الّذ ین کفروا الی یوم القیامۃ ۔

ترجمہ شاہ ولی اللہ:

....خدا قوی تر است از ہمہ بدسگالاں آنگاہ کہ گفت خدا. اے عیسی ہر آئینہ بر گیرند توام و بر دارندہ توام بسوئے خود و پاک کنندہ توام از صحبت کسانی کہ کافر شدند گر دانندہ و تابعان توام بالائے کافراں تا روز قیامت

شاہ رفیع الدین نے یوں ترجمہ کیا ہے:

اور مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا۔ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسی تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کرینگے تیری اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن تک ۔

شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ:

اور فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے جس وقت کہا اللہ نے اے عیسی میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا کافروں سے اور رکھوں گا تیرے تابعوں کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک

فائدہ میں شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں:

یہود کے عالموں نے اس وقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے، توریت کے حکم کیخلاف بتاتا ہے۔ اس نے لوگ بھیجے کہ کہ ان کو پکڑ لاویں۔ جب وہ پہنچے حضرت عیسی کے یار سرک گئے ۔اس شتابی میں حق تعالی نے حضرت عیسی کو آسمان پر اٹھا لیا اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا۔

وجہ استدلال کی یہ ہے کہ توفّی کے اصلی وحقیقی معنی اخذ الشّیء وافیاً کے ہیں جیسا کہ بیضاوی وقسطلانی وفخر رازی وغیرھم نے لکھا ہے۔ عبارات ان کی تحریر چہارم میں منقول ہیں ۔ اور موت توفی کے معنی مجازی ہیں نہ حقیقی۔ اسی واسطے بغیر قیام قرینہ کے موت میں استعمال نہیں ہوتا ہے۔ تحقیق اس کی تحریر چہارم میں بیان کی گئی اور یہاں کوئی قرینہ موت کا قائم نہیں ہے و من ید عی فعلیه البیا ن ۔اس لئے اصل وحقیقی معنی یعنی اخذ الشّئی وافیاً مراد لئے

جاویں گے اور انسان کا وافیاً لینا یہی ہے کہ مع روح وجسم کے لیا جائے۔ و ھو المطلوب۔

یہ آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح پر۔ مرزا صاحب اوران کے اتباع اس آیت کو قطعیۃ الدلالۃ وفات مسیح پر سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے اس کا قطعی الدلالۃ ہونا حیات مسیح پر اس عاجز سے ثابت کرادیا۔

اگر کہا جائے کہ توفّی اس وقت عین رفع ہوئی تو قول اللہ تعالی کا ورافعک تکرار ہوگا تو جواب اس کا یہ ہے کہ توفّی کا لفظ چونکہ بمعنی موت ونوم بھی آتا ہے اس لئے لفظ رافعک سے تعیین مراد مقصود ہے۔ اب تکرار نہ ہوئی جیسا کہ آیت ثمّ بعثنا کم من بعد موتکم میں بعث کو موت کے ساتھ مقید کیا ہے اسلئے کہ بعث، اغمار ونوم سے بھی ہوتا ہے اور جیسا کہ حتی یتوفھن الموت میں موت کا لفظ تعیین مراد کے لئے ہے۔

☆ چوتھی دلیل: سورہ مائدہ کی یہ آیت ہے:

و کنت علیھم شھیداً مّا دمت فیھم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیھم۔

شاہ ولی اللہ کا ترجمہ:

و بودم بر ایشاں نگاہبان مادامیکہ درمیان ایشاں بودم پس وقتیکہ برگرفتی مرا تو بودی نگہبان بر ایشاں۔

فائدہ میں لکھتے ہیں: یعنی بر آسمان بردی

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ:

اور تھا میں اوپر ان کے شاہد جب تک میں رہا بیچ ان کے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے۔

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ:

اور میں ان سے خبردار تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی خبر رکھتا تھا ان کی۔

وجہ استدلال وہی ہے جو اوپر کی آیتمیں گذری یعنی معنی حقیقی توفّی کے اخذ الشّئی وافیاً ہیں اور صرف حقیقت سے مجاز کی طرف بغیر صارف کے جائز نہیں اور صارف یہاں موجود نہیں ہے بلکہ ایک لفظ تعیین مراد کرنے والا یعنی رافعک آیت سابقہ میں موجود ہے۔ مخفی نہ رہے

کہ حق تعالی نے آیت انی متوفّیک و را فعک الیّ میں توفّی و رفع کو جمع کیا ہے اور بل رفعه اللّٰه الیه میں رفع پر قصر کیا ہے اور فلمّاتوفّیتنی میں توفّي پر قصر کیا ہے۔اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توفی و رفع ایک چیز ہے، مقصود زیادت لفظ سے صرف تعیین مراد ہے۔ یہ آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح پر۔

مرزا صاحب اور ان کے اتباع اس آیت کو بھی قطعی الدلالۃ وفات پر سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالی نے محض اپنی رحمت سے اس آیت کا قطعی الدلالۃ حیات مسیح پر ہونا اس ہیچ مدان پر ظاہر فرمایا ۔الحمد للّٰه علی ذلک

پانچویں دلیل۔ سورہ آل عمران کی یہ آیت ہے:

و یکلّم النّاس فی المهد و کهلا و من الصّالحین۔

شاہ ولی اللہ کا ترجمہ:

وسخن گوید با مردماں در گہوارہ و وقت معمری و باشد از شائستگان۔

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ:

اور وہ باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور صالحوں سے ہے۔

شاہ عبد القادر کا ترجمہ :

اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا، اور نیک بختوں میں سے ہوگا۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اصل سن کہولت میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک تیس ہے بعض کے نزدیک بتیس اور بعض کے نزدیک تینتیس اور بعض کے نزدیک چالیس ۔قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے:

اولها ثلاثون و اثنتا ن و ثلا ثون او ثلث و ثلا ثو ن او ار بعو ن و آ خر ها خمسو ن او ستون ثمّ ید خل فی سنّ الشیو خة ۔

شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی میں لکھتا ہے:

اول سن الکهو لة ثلا ثو ن و قیل ا ثنان و ثلا ثو ن و قیل ثلث و ثلا ثون و قیل ار بعون آخر سنها خمسون و قیل ستون ثمّ ید خل الا نسان فی سنّ الشیخو خة ۔

اور ہم مامور ہیں اس بات کے ساتھ کہ جب اختلاف ہوتو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ردّ کریں ۔قال اللہ: فان تنازعتم فی شئی فردّوہ الی اللّٰه و الرّسول۔ موافق اس کے اب ہم رجوع حدیث کی طرف کرتے ہیں ،تو حدیث ابو ہریرہؓ میں اہل جنت کے حق میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا لا یفنی شبا بہ ۔ رواہ مسلم۔ اور حدیث ابوسعید خدری وابو ہریرہ میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا ۔ ان لکم ان تشبوا فلا تھرموا ابداً ، رواہ مسلم ۔ نمبر ۲۸۳۷ اوراس باب میں احادیث بکثرت ہیں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ اہل جنت کا شباب کبھی زائل نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ۳۳ برس کی عمر کے ہوں اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ۳۳ برس کی عمر میں اٹھائے گئے، اس کے ثبوت کے لئے تفسیر ابن کثیر کی یہ عبارت کافی ہے:

فانّہ رفع ولہ ثلاث و ثلا ثون سنۃ فی الصحیح و قد ورد فی حد یث فی اھل الجنۃ انّھم علی صورۃ آ دم و میلاد عیسی ثلث و ثلا ثین سنۃ ۔

اور تفسیر ابن کثیر میں سورہ واقعہ کی تفسیر میں تحت آیت ..اصحاب الیمین کے مرقوم ہے:

و روی الطبرا نی و ا للفظ لہ من حد یث حماد ... عن علی بن زید بن جدعان عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ ید خل اھل الجنۃ جرداً مرداً بیضاء... ابناء ثلث و ثلا ثین ھم علی خلق آ دم ستون زرا عاً فی عر ض سبعۃ ا ذرع و روی التر مذی من حد یث ابی دا ئود الطیا لسی عن عمرا ن بن القطان عن قتادہ عن شھر بن حوشب عن عبد الر حمن بن غنم عن معا ذ بن جبل انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال ید خل اھل الجنۃ الجنۃ جر داً مر داً ... ثلث و ثلا ثین سنہ ثمّ قال حسن غر یب قال ابن و ھیب .....

پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ۳۳ برس کا سن سن شباب ہے نہ سن کہولت ور نہ فنا شباب اہل جنت لازم آتا ہے و ھو خلاف ما ثبت بالا حا دیث الصحیحہ۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ سن شباب میں اٹھائے گئے نہ سن کہولت میں ۔ علاوہ اصل معنی کہل کے من .. الشیب و رأیت ایجا لہ ہیں جیسا کہ قاموس وصراح وغیرہ میں ہے کہ کہل وہ شخص ہے جس کے

بالوں میں سفیدی مخلوط ہو جائے اور دیکھی جائے اس کے لئے بزرگی ۔اور اقوال مختلفہ جو اول میں کہولت میں منقول ہیں وہ فی الواقعہ مختلف نہیں ہیں بلکہ یہ اختلاف مبنی ہے اختلاف قوی اشخاص پر۔ جو اعلی درجہ کی قوت رکھتا ہے اس کا اول سن کہولت چالیس یا قریب چالیس کے ہوتا ہے۔ اختلاف زمانہ کو اختلاف قوی میں بہت دخل ہے۔جس قدر زمانہ کو خلق آدم سے بعد ہوتا جاتا ہے اس قدر قوی ضعیف ہوتے جاتے ہیں۔اس پر مشاہدہ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ ناطق ہیں، ان میں سے حدیث ابی ہریرہؓ جو مرفوع و متفق علیہ ہے فلم يزل الخلق ينقص بعده حتى الآن ۔ یہ عمدہ صورت ہے اقوال مختلفہ میں توفیق کی ۔

بعد اس تمہید کے میں کہتا ہوں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سے تجاوز کر گئی تھی لیکن آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک میں گنتی کے بیس بال سے کم سفید تھے۔ بخاری و مسلم میں انسؓ سے روایت ہے:

و توفاه على رأس ستين سنة و ليس فى رأسه و لحيته عشرون شعرة بيضاء وعن ثا بت قال سئل انس عن خضاب رسول الله فقال انه لم يبلغ ما يخضب لو شئت....

حضرت عیسیؑ آپ ﷺ سے چھ سو برس پہلے تھے۔اور ظاہر ہے کہ اس زمانے کے قوی بہ نسبت آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ضرور قوی تر ہوں گے۔ پس ہرگز یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ ۳۳ برس کی عمر میں حضرت عیسیؑ کے بالوں میں سفیدی مخلوط ہوگئی ہو...

... ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ جس سن میں حضرت عیسیؑ اٹھائے گئے ہیں وہ سن شباب تھا نہ سن کہولت ۔ مرزا صاحب نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ کہل کے لفظ سے درمیان عمر کا آدمی مراد لیتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں، صحیح بخاری اور قاموس اور تفسیر کشاف وغیرہ میں کہل کے معنی جوان مضبوط کے لکھے ہیں ۔ اس کا جواب خاکسار کی طرف سے یہ ہے کہ صحیح بخاری میں تو ہے و قال مجاهد الكهل الحليم ۔ جوان مضبوط اس سے کس طرح سمجھا جاتا ہے۔ اس کا جواب مرزا صاحب نے یہ دیا کہ حلیم وہ ہے جو بلغ الحلم کا مصداق ہو اور جو حلم کے زمانہ تک پہنچے وہ جوان مضبوط ہی ہوتا ہے۔ اس کا جواب خاکسار کی طرف سے یہ ہوا کہ یہ حصر غیر مسلّم ہے کیونکہ قرآن مجید میں صفت غلام کی آئی ہے۔ فرمایا خدا تعالی نے فبشّرناه بغلام حليم ۔ اور غلام کے معنی کودک صغیر کے ہیں کما فى الصراح ۔ پس محتمل ہے کہ حلیم اس جگہ پر ماخوذ ہو حلم سے جو آہستگی

اور بردباری کے معنی میں ہے۔اس کا جواب مرزا صاحب نے کچھ نہیں دیا۔

اب میں کہتا ہوں فتح الباری میں ہے:

و قد قال ابو جعفر النّحاس ان هذا لا يعرف فى اللّغة و انّما الكهل عند هم من ...الاربعين او قاربها و قيل من جاوز الثلاثين و قيل ابن ثلث و ثلاثين....

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ کہل کے معنی جوان مضبوط کے نہ صحیح بخاری میں ہیں اور نہ قاموس اور نہ کشاف میں۔ اور کہل کے معنی جوان کے کیونکر ہو سکتے ہیں حالانکہ شباب اور کہولت میں تضاد ہے...اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے۔

☆ چھٹی دلیل سورہ زخرف (٦١) کی یہ آیت ہے

و انّه لعلم للسّاعة۔ فلا تمترنّ بها و اتبعون۔ هذا صراط مستقيم

ترجمہ شاہ ولی اللہ:

ہر آئینہ عیسیٰ نشان است قیامت را پس شبہ نہ کنید در قیامت و بگو یا محمد پیروی من کنید ایں است راہ راست۔

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ:

اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہیں پس مت شک کرو ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری، یہ ہے سیدھی راہ۔

ترجمہ شاہ عبدالقادر:

اور وہ نشان ہے اس گھڑی کا سو اس میں دھوکہ نہ کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے

فائدہ: حضرت عیسیٰؑ کا آنا نشان ہے قیامت کا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

و قوله سبحانه و تعالى و انه لعلم للسّاعة تقدم تفسير ابن اسحاق انّ المراد من ذلك ... عيسى عليه السلام من احياء الموتى و ابراء الاكمه والابرص و غير ذلك من الاسقام و فى هذا نظر و ابعد منه ما حكاه قتاده عن الحسن البصرى و سعيد بن جبير ان الضمير فى و انّه ، عائد على القرآن بل الصحيح انّه عائد على

عیسی فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذلک نزولہ قبل یوم القیامۃ کما قال تبارك و تعالی و ان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسی علیہ الصّلوۃ والسّلام ثمّ یوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا و یؤیّدھذا المعنی القرأۃ الاخری و انّہ لعلم للسّاعۃ ای امارۃ و دلیل علی وقوع السّاعۃ قال مجاھد و انّہ لعلم للسّاعۃ ای آیۃ للسّاعۃ خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامۃ و ھکذا روی عن ابی ھریرہ و ابن عباس و ابی العالیۃ و ابی مالک و عکرمۃ والحسن و قتادہ و ضحاك و غیرھم و قد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسی قبل یوم القیامۃ اماماً عادلاً و حکماً مقسطاً ۔

۔ اور بھی اس میں ہے و قال الامام احمد حدثنا ھاشم ..

بیضاوی میں ہے:۔

و انّہ ، و ان عیسی لعلم للسّاعۃ لان حدوثہ و نزولہ من اشراط السّاعۃ یعلم بہ .... ولان احیاء ہ الموتی یدل علی قدرۃ اللّٰہ علیہ و قریٔ العلم ای علامۃ و لذکر علی تسمیۃ ما یذکر بہ ذکرا و فی الحدیث ینزل عیسی اعلی ثنیۃ بالارض المقدسۃ ۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

و انّہ و ان عیسی لعلم للسّاعۃ ای انّہ بنزولہ شرط من اشراطھا و تسمیۃ ... یجدونہ بغیر اب او باحیاء الموتی دلیل علی صحۃ البعث الّذی ھو معظم ما ینکرہ الکفرۃ من الامور الواقعۃ فی السّاعۃ۔

جلالین میں ہے: و انّہ ای عیسی لعلم للسّاعۃ لعلم بنزولہ ۔

جمل میں ہے: و المعنی و ان نزولہ علامۃ علی قرب السّاعۃ ۔

تفسیر مدارک میں ہے: ای و ان نزولہ علم للسّاعۃ ۔

تفسیر جامع البیان میں ہے:

و انّه عیسی لعلم للسا عة ای علا متها فا نّ نزوله من اشرا طها

وجہ استدلال کی یہ ہے کہ انہ کی ضمیر میں مفسرین نے تین احتمالات لکھے ہیں۔ایک یہ کہ وہ عاید ہے طرف حضرت عیسیٰؑ کے۔دوسرا یہ کہ وہ عاید ہے طرف قرآن مجید کے۔تیسرا یہ کہ وہ عاید ہے طرف آنحضرت ﷺ کے۔احتمالین اخیرین بالبداہت باطل ہیں کیونکہ قرآن مجید و آنحضرت ﷺ کا اوپر کہیں ذکر نہیں بخلاف حضرت عیسیٰؑ کے کہ ان کا ذکر قبل و بعد موجود ہے۔پس یہ بات متعین ہوئی کہ مرجع انّہ کا حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

اب یہاں تین احتمالات ہیں: یا نزول مقدر مانا جاوے، یا معجزات یا حدوث۔ احتمالین اخیرین صحیح نہیں اور ان کی عدم صحت کی وجہ تحریر اول خاکسار میں موجود ہے اور مرزا صاحب نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ علاوہ اس کے یہ دونوں احتمال غیر ناشی عن الدلیل ہیں اور نزول کے مقدر ماننے پر دلیل موجود ہے۔ اول حدیث ابن عباسؓ جس کو امام احمدؒ نے موقوفاً اور حاکم اور ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔دوسری حدیث حذیفہ بن الاسید غفاریؓ،

قال اطلع النّبیّ ﷺ علینا و نحن نتذا کر فقال ما تذ کرو ن قا لوا نذکر السّاعة قال انّها لن تقوم حتّی تروا قبلها عشر آ یا ت فذ کر الدّخا ن و الدّجال و الدّابة و طلوع الشّمس من مغربها و نزول عیسی بن مر یم۔ الحدیث ۔ رواہ مسلم ۔

و دیگر احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرھما کہ جو بکثرت نزول عیسیٰؑ میں وارد ہوئی ہیں اور یہی قول ابن عباسؓ و ابو ہریرہؓ و مجاہد و ابوالعالیہ و ابو مالک و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و سدی وغیرھم کا ہے اور سب مفسرین نے اس احتمال کو ترجیح دی ہے۔

یہ دلیل اگر قطعی نہیں تو قریب قطعی کے تو ضرور ہے مرزا صاحب نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ:

> اس آیت کو حضرت مسیح کے دوبارہ نزول سے شکی طور پر بھی کچھ تعلق نہیں اور خواہ نخواہ تحکم کے طور پر اس جگہ نزول مسیح مراد لیا جائے اور وہی نزول ان لوگوں کے لئے جو آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھے نشان قیامت ٹھہرایا جاوے تو یہ استدلال وجود قیامت تک ہنسی کے لائق ہوگا اور جن کو یہ خطاب کیا گیا کہ مسیح آخری زمانہ میں نزول کر کے قیامت کا نشان ٹھہرے گا اب تم باوجود اتنے بڑے نشان کے قیامت سے کیوں انکاری ہوتے ہو، وہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ

دلیل تو ابھی موجود نہیں پھر یہ کہنا کس قدر عبث ہے کہ اب قیامت کے وجود پر ایمان لے آ ؤ، شک مت کرو ہم نے پختہ دلیل قیامت کے آنے کی بیان کر دی۔

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اس آیت کو حضرت مسیح کے دوبارہ نزول سے شکی طور پر بھی کچھ تعلق نہیں، آنحضرت ﷺ وابن عباسؓ وابو ہریرہؓ ومجاہد وابو العالیہ وابو مالک و عکرمہ وحسن وقتادہ وضحاک وسدی وسائر مفسرین پر جنہوں نے اس آیت سے نزول عیسی سمجھا ہے جہالت کا الزام لگانا ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ۔

اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ :

اگر نزول مسیح مراد لیا جائے تو یہ استدلال وجود قیامت تک ہنسی کے لائق ہوگا۔ الخ،

نہائت ہنسی کے لائق ہے۔ مرزا صاحب آیت کا مطلب ہی نہیں سمجھے اور منشاء غلط یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلا تمترنّ بھا میں جو فاء سببیہ آئی ہے وہ چاہتی ہے اس امر کو کہ اس کا ماقبل سبب ہو اور مابعد مسبب۔ پس نزول عیسیؑ کا قیامت کی نشانی ہونا سبب ہوا قیامت میں نہ شک کرنے کا اور نزول ابھی متحقق ہی نہیں ہے پس کیسے کہا جا سکتا ہے کہ پس قیامت میں شک نہ کرو۔

جواب اس کا یہ ہے کہ نفس تحقق نزول عیسی قطع نظر اس سے کہ اللہ نے اس کے علم ساعۃ ہونے کی خبر دی ہے کسی طرح پر قیامت یا قرب قیامت پر دلالت نہیں کرتا ہے، ہاں حق تعالی کا یہ خبر دینا کہ نزول عیسی، علم ساعۃ ہے البتہ قطعاً وقوع قیامت پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ اگر قیامت کا وقوع نہ ہو، تو نزول عیسی کا علم ساعۃ ہونا باطل ہوا جاتا ہے۔ پس عیسیؑ کا علم ساعت ہونا اس جہت سے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی نے اس کی خبر دی ہے، بے شک سبب ہے عدم امتراء بالقیامۃ کا، اور اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت ہیں کہ ماقبل فاء سببیت کا بنظر نفس ذات اپنی کے سبب نہیں ہے مابعد کا لیکن اس اعتبار سے کہ حق تعالی نے اس ماقبل کی خبر دی ہے وہ سبب ہے مابعد کا۔

سورہ بقرہ میں ہے: الحقّ من رّبک فلا تکوننّ من الممترین ۔ یہاں مراد استقبال کعبہ کا حق ہونا ہے اور یہ بغیر حق تعالی کے اخبار کے سبب عدم امتراء کا نہیں ہوسکتا۔

سورہ آل عمران میں ہے: الحق من رّبک فلا تکن من الممترین۔

سورہ نساء میں ہے:

انّما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم و روح منہ فآمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلاثہ انتھوا ھو خیر لکم

سورہ شعراء میں ہے: انّی لکم رسول اللّٰہ فا تّقوا اللّٰہ

سورہ فاطر میں ہے: انّ الشّیطا ن لکم عدوّ فاتخذوہ عدوّا۔

سورہ حم سجدہ میں ہے:

قل انّما انا بشر مّثلکم یو حی الیّ انّما الھکم الہ واحد فاستقیموا الیہ و استغفروہ

سورہ تغابن میں ہے:

زعم الّذین کفروا ان لّن یّبعثوا ۔قل بلی و ربّی لتبعثنّ ثم لتنبئونّ بما عملتم۔ و ذلک علی اللّٰہ یسیر۔ فآ منوا با للّٰہ و رسولہ و النّور الذی انز لنا۔

سورہ کوثر میں ہے: اعطینا ك الکوثر۔ فصلّ لربک و انحر

☆ ساتویں دلیل: سورہ حشر کی آیت ہے:

و ما آ تا کم الرّسو ل فخذوہ و ما نہا کم عنہ فا نتھوا

شاہ ولی اللہ کا تر جمہ:

و ہر چہ بدہد شمارا پیغا مبر بگیرید و ہر چہ منع کند شمارا ازاں باز ایستید

شاہ رفیع الدین کا تر جمہ:

اور جو کہ دیوے تم کو رسول پس لے لو اس کو اور جو کچھ کہ منع کرے تم کو اس سے پس باز رہو

شاہ عبد القادر کا تر جمہ:

اور جو دیوے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

موافق اس آیت کے جو احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کی گئی تو بکثرت اس باب میں احادیث صحیحہ موجود ہیں جن کا تواتر مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۵۷ میں تسلیم کیا ہے ان میں سے ہے حدیث متفق علیہ حضرت ابو ہریرہؓ کی:

قال قال رسول اللّٰہ و الّذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مر یم حکماً عد لاً فیکسر الصّلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجز یۃ و یفیض المال حتّی لا یقبلہ ا حد حتی تکون السّجدۃ الوا حدۃ خیر من الدّ نیا وما فیھا ثم یقو ل ابو ہر یرہ فا قرؤا ان شئتم و ان من اھل

الکتا ب الّا لیؤمننّ به قبل مو ته .. الآ یه ۔

تر جمہ۔ کہاابو ہریرہؓ نے کہ فر مایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ بے شک قریب ہے یہ کہ اترے گا تم میں بیٹا مریم کا حاکم منصف ہو کر پھر توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا سؤر کو اور موقوف کرے گا جزیہ کو اور بہے گا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی، یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا و مافیہا سے ۔ پھر کہتے تھے ابو ہریرہؓ پس پڑھو تم اگر چاہو تم یہ آیت و ان من اہل الکتا ب ....یعنی اورنہیں ہوگا اہل کتاب میں سے کوئی مگر البتہ تحقیق وہ ایمان لاوے گا عیسیٰؑ پر قبل مرنے ان کے ۔

تقر یر استد لا ل کی یہ ہے کہ معنی حقیقی ابن مریم کے خود عیسی بن مریم ہیں قر آ ن مجید و احادیث صیحہ میں بکثرت یہ لفظ وارد ہوا ہے اور سب جگہ حضرت عیسی (اصل) مراد ہیں مثیل ایک جگہ بھی مراد نہیں و النّصو ص تحمل علی ظوا ھر ھا و صرف النّصو ص عن ظواھر ھا بغیر صار ف قطعی الحاد ۔ اور یہاں کوئی صارف قطعی موجود نہیں ہے۔

پس ان احادیث سے نزول خود حضرت عیسیٰؑ کا قطعاً ثابت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے اس دلیل کا اپنی کسی تحریر میں جواب نہیں دیا۔ اگر کہا جائے کہ اخیر کی تین دلیلوں سے نزول حضرت عیسی بن مریم ثابت ہوتا ہے اور مقصود ثبوت حیات تھا پس تقریب تمام نہ ہوئی، تو جواب یہ ہے کہ مقصود بالذات اثبات نزول ہے اور حیات مقصود بالعرض ہے۔ پس اگر نزول موقوف حیات پر ہے اور مستلزم ہے حیات کو، تو ملزوم کے ثابت ہونے سے لازم خود ثابت ہو گیا، پس حیات ثابت ہوئی و ھو المطلو ب فی ھذا المقا م ۔ اور اگر نزول حیات کو مستلزم نہیں ہے تو اگر چہ حیات ثابت نہ ہوئی لیکن جو مقصود بالذات تھا یعنی نزول خود حضرت عیسیٰؑ وہی ثابت ہو گیا جس کے لئے حیات عیسی ثابت کی جاتی تھی پس اثبات حیات کی کچھ حاجت نہ رہی۔

☆ آٹھویں دلیل : صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے:۔

عن ابن عباس قال خطب رسول اللّٰہ ﷺ فقال یا ایھا النّاس انکم محشورو ن الی اللّٰہ حفاۃ و عرا ۃ... ثمّ قال کما بد أ نا اوّل خلق نعیدہ وعداً علینا انّا کنا فاعلین .. الخ ۔ ثمّ قال الا وان اول الخلائق یکسی یوم القیا مۃ ابرا ھیم الا و انہ ... بر جال من ا متی لیؤخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری

ما احدثوا بعدک۔ فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیهم فیقال انّ ہؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم۔

ترجمہ۔روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ ﷺ نے، پس فرمایا اے لوگو بے شک تم جمع کئے جاؤ گے اللہ کی طرف ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کئے۔ پھر پڑھی یہ آیت کما بدأنا اول خلق نعیده وعداً علینا انا کنا فاعلین الی آخرالایۃ ۔ پھر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ سب مخلوق سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔آگاہ ہوجاؤ اور بے شک لائے جاویں گے چند مرد میری امت میں سے، پھر لے جاویں گے ان کو بائیں طرف ۔ پھر میں کہوں گا، اے رب یہ میرے چھوٹے ساتھی ہیں۔ پس کہا جائے گا بے شک تو نہیں جانتا ہے کہ کیا نئی چیزیں نکالیں انہوں نے بعد تیرے۔ پس کہوں گا میں مانند کہ کہا بندہ صالح (یعنی عیسیٰ) نے و کنت علیهم شهیدا .. الخ۔ پس کہا جاوے گا کہ بے شک یہ لوگ پھر گئے اپنی ایڑیوں پر جب سے کہ چھوڑا تو نے ان کو۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے قول کو تشبیہ دی ساتھ قول حضرت عیسیٰؑ کے اور یہ نہیں فرمایا کہ فاقول ما قال العبد الصّالح، یعنی پس میں کہوں گا جو کہا بندہ صالح نے ۔ اور مشبہ اور مشبہ بہ میں مغائرت ہوتی ہے نہ عینیت ۔ پس معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے توفّی اور حضرت عیسیٰؑ کے توفّی میں مغائرت ہے نہ عینیت ۔ اور آنحضرت ﷺ کے توفّی تو قطعاً بذریعہ موت کے ہوئی پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی توفّی بذریعہ موت کے نہیں ہوئی بلکہ بذریعہ رفع واصعاد کے ہوئی جو مشابہ وہم شکل موت کا ہے اور یہی مدعا تھا۔

☆ نویں دلیل ۔اثر ابن عباس ہے جو حکماً مرفوع ہے۔فتح البیان میں ہے:

اخرج سعید بن منصور و النسائی و ابن ابی حاتم و ابن مردویه عن ابن عباس قال لما اراد اللّٰه ان یّرفع عیسی الی السّماء خرج الی اصحابه و فی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین البیت و رأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یّکفر بی اثنی عشرة مرة بعد ان آمن بی ثمّ قال ایّکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی فیکون معی فی درجتی فقال شاب من احدثهم سناً

فقال له اجلس ثم اعاد عليهم ثم قام الشّاب فقال ا جلس ثمّ اعاد عليهم فقام الشّاب فقال انا ، فقال انت ذاك۔ فالقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السّماء و جا ء الطّلب من یهود فاخذوا الشّبه فقتلوه ثمّ صلبوه فکفر به بعضهم اثنی عشر مرّة بعد ان آ من به و افترقوا ثلاث فرق فقالت طائفة کان اللّه فینا ما شاء ثمّ صعد الی السما ء فهؤلا ء الیعقوبیه۔ و قالت فر قة کان فینا ابن اللّه ما شا ء ثمّ رفعه اللّه الیه و هؤلا ء النسطوریه۔ و قا لت فرقة کان فینا عبد اللّه و رسوله و هؤلا ء المسلمون۔ فتظاهر ت الکافرتان علی المسلمة فقتلوا فلم یز ل الاسلام طامساً حتّی بعث اللّه محمّدا ﷺ فا نزل اللّه علیه فآ منت طا ئفة من بنی اسرائیل یعنی الطائفة التی آمنت فی زمن عیسی و کفرت طائفة یعنی التی کفرت فی زمن عیسی فایّدنا الّذین آمنوا فی زمن عیسی با ظهار محمّد دینهم علی دین الکا فر ین ۔ قال ابن کثیر بعد ان سا قه بهذا اللفظ عند ابن ابی حا تم قال ثنا ا حمد بن سنان ثنا ابو معا ویة عن الاعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فذ کروه و هذا اسناد صحیح الی ابن عباس و صدق ابن کثیر فهؤلا ء کلّهم من رّجال الصحیح و ا خر جه النّسائی من حدیث ابی کر یب عن ابی معا و یة بنحوه

تر جمہ : روایت کیا سعید بن منصور ونسائی وابن ابی حاتم وابن مر دو یہ نے ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ اٹھا وے حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف ، نکلے حضرت عیسیٰؑ اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ مرد تھے حواریوں میں سے۔ پس نکلے ان پر ایک چشمہ سے جو گھر میں تھا اور سر سے ان کے پانی ٹپکتا تھا۔ پس فرمایا کہ تحقیق بعض تم میں سے وہ ہے کہ کفر کرے گا میرے ساتھ بارہ بار بعد اس کے کہ ایمان لایا مجھ پر۔ پھر فرمایا کہ کون ہے تم میں سے کہ ڈالی جائے اس پر شبیہہ میری ۔ پھر قتل کیا جاوے وہ میری جگہ اور ہو میرے ساتھ میرے درجہ میں۔ پس کھڑا ہوا ایک جوان نو عمروں میں سے ۔ پس فرمایا واسطے

اسکے بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان ۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان ۔ پس کہا اس نے میں۔ پس فرمایا کہ تو وہی ہے ۔ پس ڈالی گئی اس پر شبیہہ عیسی کی اور اٹھائے گئے عیسی روشن دان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ اور آئے تلاش کرنے والے یہود کی طرف سے۔ پس پکڑ لیا انہوں نے شبہ کو پس قتل کیا اس کو پھر سولی پر چڑھایا اس کو۔ پس کفر کیا ساتھ ان کے بعض ان کے نے بارہ بار بعد اس کے کہ ایمان لایا ان پر۔ اور متفرق ہو گئے تین فرقے ۔ پس کہا ایک فرقہ نے رہا اللہ ہم میں جب تک کہ چاہا اس نے پھر چڑھ گیا آسمان کی طرف، پس یہ یعقوبیہ ہیں ۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا، ہم میں بیٹا اللہ کا جب تک کہ چاہا اس نے پھر اٹھالیا اس کو اللہ نے اپنی طرف اور یہ نسطوریہ ہیں ۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا ہم میں بندہ اللہ کا اور رسول اس کا، یہ مسلمان تھے۔ پھر چڑھائی کی کافروں نے مسلمانوں پر، پس قتل کیا ان کو پس ہمیشہ رہا اسلام مٹا ہوا یہاں تک کہ بھیجا اللہ نے محمد ﷺ کو پس اتاری اللہ نے ان پر یہ آیت فآمنت طا ئفة من بنی اسرا ئیل یعنی پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے یعنی وہ گروہ جو ایمان لایا حضرت عیسیؑ کے زمانہ میں اور کفر کیا ایک گروہ نے یعنی اس نے کہ کافر ہوا حضرت عیسیؑ کے زمانہ میں۔ پس تائید کی ہم نے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے زمانہ میں حضرت عیسیؑ کے اس طرح پر کہ محمد ﷺ نے ان کے دین کو کافروں کے دین پر غالب کیا۔ کہا ابن کثیر نے بعد اس کے کہ چلایا اس حدیث کو اس لفظ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے کہا حدیث کی ہم کو احمد بن سنان نے حدیث کی ہم کو ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے پس ذکر کیا اس کو اور یہ سند صحیح ہے ابن عباسؓ تک اور سچ کہا ابن کثیر نے پس یہ کل رجال رجال صحیحین میں سے ہیں اور روایت کیا اس کو نسائی نے حدیث ابی کریب سے انہوں نے معاویہ سے مثل اس کے۔

کہتا ہوں میں اس ناچیز نے سب رجال کو دیکھا تو سب رجال، رجال بخاری و مسلم کے ہیں سوائے منہال بن عمرو کے کہ وہ صرف رجال بخاری سے ہے اور اس اثر کے حکماً مرفوع ہونے پر یہ عبارت سخاوی کی دال ہے:

قال شیخنا فیه انّ ابا هریرة لم یکن یا خذ عن اهل الکتا ب و ان الصّحابی الّذی یکون کذلک اذا اخبر بمالامجال الرأی و الاجتهاد

فیه یکون للحدیث حکم الرفع ۔ انتھی ۔

و ھذا لیقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عن من لم یا خذ عن اھل الکتا ب۔ انتھی۔

اور بھی اس میں ہے و اصرح منه منع ابن عباس .... لو وافق کتابنا و قال لا حا جة و کذا نھی عن مثله ابن مسعود و غیرہ من الصحابة ۔

☆ دسویں دلیل: حدیث مرسل حسن کی تفسیر ابن کثیر میں ہے:

و قا ل ابن ابی حا تم حد ثنا ابی حد ثنا ا حمد بن عبد الر حمن حد ثنا عبد اللّٰه بن ابی جعفر عن ابیه حد ثنا الر بیع بن انس عن الحسن انه قا ل فی قو له تعا لی انی متو فیک یعنی وفاۃ المنام رفعه اللّٰه فی منا مه قال الحسن قا ل رسو ل اللّٰه للیھود انّ عیسی لم یمت و انّه را جع الیکم قبل یو م القیا مة ۔

(کہا حسن نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہود سے کہ تحقیق عیسیٰ نہیں مرے اور بے شک وہ رجوع کرنے والے ہیں تمہاری طرف دن قیامت سے پہلے)۔

اگر کہا جاوے کہ یہ حدیث مرسل ہے تو جواب یہ ہے کہ اس مرسل کی تقویت چند طرح پر ہوگئی ہے۔ اول یہ کہ حضرت حسن بصریؒ نے قسم کھا کر یہ بات کہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال ابن جر یر حد ثنا یعقو ب حد ثنا ابن علیه حد ثنا ابو رجاء عن الحسن و ان من اھل الکتا ب ا لا لیؤمنن به قبل مو ت عیسی و اللّٰه انه لحیّ الآن عند اللّٰه و لکن ا ذا نز ل آ منوا به اجمعو ن ۔

پس معلوم ہوا کہ یہ مرسل حسن کے نزدیک قوی ہے ورنہ قسم نہ کھاتے۔ دوم تہذیب میں ہے

و قا ل یو نس بن عبید سألت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قا ل رسو ل اللّٰه ﷺ و انک لم تد ر که قا ل یا ابن ا خی لقد سألتنی عن شیء ما سألنی عنه قبلک و لو لا منز لتک عنی ما اخبر تک فی... لما تری وکا ن فی عمل الحجا ج کل شیء سمعتنی اقول قال رسو ل اللّٰه ﷺ فھو عن علی بن ابی طا لب غیر انی فی

زما ن لا استطیع ان ا ذ کر علیاً ۔

نیز تہذیب میں ہے:

قال محمد بن ا حمد بن محمد بن ابی بکر المقد می سمعت علی بن المد ینی یقو ل مر سلات یحی بن ابی کثیر شبه الر یح ومر سلات الحسن البصری التی روا ھا عنه الثقا ت صحا ح اقل ما یسقط منھا

خلا صہ میں ہے:

قال ابو زرعه کل شیء قال الحسن قا ل رسو ل الله ﷺ و جد ت له اصلاً .... خلا ار بعة ا حا دیث ۔

جا مع تر مذی کی کتاب العلل میں ہے:

حد ثنا سوار بن عبد اللّٰه العنبری قال سمعت یحی بن سعید القطان یقول ما قال الحسن فی حدیثه قال رسول اللّٰه ﷺ الا وجدنا له ا صلاً ا لّا حد یثً او حد یثین ۔

سوم یہ مرسل معتضد ہے ساتھ تین آ ثار ابن عباس کے ۔ ایک بیا ن میں کیفیت رفع عیسی کی ، دوسرا تفسیر آ یت و ان من اھل الکتا ب ا لّا لیؤمنن به قبل مو ته میں، تیسرا تفسیر آیت و انه لعلم للسّا عة میں، کما تقدم ۔ اوران آ ثار میں سے دو کے رجا ل ، رجا ل صحیحین ہیں اور ایک حکماً مرفوع ہے اور ایک کو بعض مخر جین نے مرفوع کیا ہے اور معتضد ہے سا تھ ا ثر ابو ہر یرہؓ کے جو سند کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے اور معتضد ہے ساتھ حد یث مرفوع ابن عباس کے جو مسنداً صحیح بخاری میں مروی ہے اور معتضد ہے ساتھ آیت و ان مّن اھل الکتا ب ا لّا لیؤمننّ به قبل مو ته اور دیگر آیات شریفہ کے جوا ثبات حیات کے لئے بیان کی گئی ہیں اور مرسل اس سے کم میں قابل احتجاج ہو جا تا ہے ۔

الفیہ میں ہے:

لکن ا ذا صح لنا مخر جه مسند او مرسل یخر جه من .. یر وی عن رجال ا الاول نقبله ۔

سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں:

و کذا یعتضد بما ذکر مع مذ ھب الشا فعی کما سیأتی من موا فقة

قول الصحابی او فتوی عوام اهل العلم ۔

پس اس مرسل کے قوی وقابل احتجاج ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ تلک عشرة کاملہ۔ یہ پوری دس دلیلیں ہوئیں حیات مسیح علیہ السلام پر۔

مخفی نہ رہے کہ جو عبارات مفسرین کی تحریر چہارم میں نقل کی گئی ہیں ان سے صاف واضح ہے کہ سب اہل اسلام آنحضرت ﷺ کے وقت سے لے کر اس زمانہ تک صحابہ وتابعین وتبع تابعین وفقہاء اہل حدیث وعامہ مفسرین سب کا اعتقاد یہی ہے کہ حضرت عیسی آسمان پر زندہ مع الجسد موجود ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ مردہ ہیں اگرچہ اہل اسلام کا اس میں اختلاف ہے کہ اٹھائے جانے سے پہلے ان پر موت طاری ہوئی یا نہیں، جمہور اہل اسلام کا یہ مذہب ہے کہ موت طاری نہیں ہوئی اور یہی صحیح ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ موت طاری ہوئی لیکن اللہ تعالی نے پھر زندہ کر کے مع الجسد اٹھالیا ۔ یہ کوئی بھی نہیں کہتا ہے کہ اب وہ مردہ ہیں پس جو مذہب مرزا صاحب نے احداث کیا ہے یہ قول کسی کا اہل اسلام میں سے نہیں ہے۔

مولانا سہسوانی فرماتے ہیں: اب یہاں سے شروع کی جاتی ہے نقل ان رقعوں کی جو مباحثہ دہلی کے متعلق طرفین سے لکھے گئے ۔

نقل جواب اشتہارات مرزا صاحب از جانب راقم

جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے اتباع پر مخفی نہ رہے کہ آپ کے اشتہارات مؤرخہ ۲۔ اکتوبر ومورخہ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء جو بمقابلہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کے شائع ہوئے ہیں دیکھنے میں آئے۔ معلوم نہیں کہ جناب میاں صاحب نے کیا جواب دیا مگر یہ خاکسار محض بنظر احقاق حق وابطال باطل صرف حق تعالی کی نصرت پر اعتماد کر کے آپ کے ساتھ مناظرے کے لئے تیار ہے اور شروط مسلّمہ مندرجہ اشتہار ۶۔ اکتوبر کو تسلیم کرتا ہے لیکن شرط ثالث میں تھوڑی سی ترمیم چاہتا ہے وہ یہ کہ یہ تو آپ خود ہی حلفاً اقرار کرتے ہیں کہ اگر میں اس بحث وفات عیسی میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعوی خود چھوڑ دونگا اس میں اور زیادہ کر دیجئے کہ اگر میں اس بحث وفات عیسی میں صواب پر نکلا تو صرف اتنی بات سے میرا اصل دعوی یعنی عدم نزول حضرت عیسی اور میرا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوگا بعد اختتام بحث وفات عیسی کے ان دونوں امور میں بھی بلا عذر بحث کی جائے گی اور جو کوئی بھی طرفین میں سے عذر کرے گا تو گریز پر حمل کیا جائے گا اور نزول حضرت عیسی صرف

ثبوت وفات عیسی سے باطل متصور نہ ہوگا۔آپ کا دعوی جو تمام اہل اسلام کے مخالف سمجھا جاتا ہے وہ تو یہی دعوی عدم نزول عیسی اور دعوی آپ کے مسیح موعود ہونے کا ہے۔...

المعلن خاکسار محمد بشیر عفی عنہ از بھوپال محلّہ گوجر پورہ۔۹ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ

جواب مرزا صاحب:

مجھے یہ منظور ہے کہ اول حضرت مسیح ابن مریم کی وفات حیات کے بارے بحث ہو۔اس بحث کے تصفیہ کے بعد پھر ان کے نزول اور اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں مباحثہ کیا جائے اور جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کرے گا اس کا گریز کرنا سمجھا جائے گا۔

رقعہ مرزا صاحب موسومہ حاجی محمد احمد:

مکرمی اخویم مولوی محمد احمد صاحب سلمہ۔

...حسب استفسار آپ کے عرض کیا جاتا ہے کہ مجھے حضرت مولوی محمد بشیر صاحب سے مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بحث کرنا بدل و جان منظور ہے۔پہلی بہر حال یہی بحث ہوگی بعد اس کے حضرت مولوی صاحب ان کے نزول کے بارے میں بھی بحث کر لیں۔ بحث تحریری ہو گی، ہر ایک فریق سوال یا جواب لکھ کر حاضرین کو سنا وے گا۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵۔اکتوبر ۱۸۹۱ء

رقعہ اول از جانب راقم جو دہلی پہنچ کر لکھا گیا

جناب مرزا غلام احمد صاحب...خاکسار حسب طلب جناب کے آ گیا ہے اور جناب کی سب شروط کو پہلے ہی تسلیم کر چکا ہے اور آپ بھی میری ترمیم کو قبول فرما چکے ہیں۔آپ تاریخ و وقت واسطے مناظرہ کے تجویز فرما کر خاکسار کو مطلع کیجئے تاکہ واسطے مناظرہ کے حاضر ہو۔..

محمد بشیر عفی عنہ۔۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ

جواب رقعہ اول:

حضرت مولوی محمد بشیر صاحب سلمہ....

مجھے آپ کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی اور خط آمدہ اخویم مولوی سید محمد احسن

صاحب سے آپ کے اخلاق اور متانت اور تہذیب کا حال معلوم ہو کر دل پہلے سے ہی مشتاق ہو رہا تھا کہ اس مسئلہ میں آپ سے اظہاراً للحق بحث ہو سو الحمد للہ آپ تشریف لے آئے۔ آج مجھے بوجہ ضروریات فرصت نہیں کل انشاء اللہ القدیر کوئی تاریخ مقرر کر کے اطلاع دونگا لیکن بحث تحریری ہوگی تا ہر ایک فریق کا بیان محفوظ رہے اور دور دست کے لوگوں کو بھی رائے لگانے کا موقع مل سکے۔ سب سے اول مسئلہ حیات و وفات مسیح پر بحث ہوگی۔ حیات مسیح کا آپ کو ثبوت دینا ہوگا اس ثبوت کے بعد آپ دوسری بحث کر سکتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک اشتہار بھی بھیجا جاتا ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حیات و وفات مسیح میں کن شرائط کی پابندی سے آپ کو بحث کرنا ہوگا۔

خاکسار عبداللہ الصمد غلام احمد۔ ۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء

رقعہ دوم:

جناب مرزا صاحب ... دیروز آپ کا رقعہ مورخہ ۲۱۔ اکتوبر وصول ہوا آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ کل انشاء اللہ کوئی تاریخ مقرر کر کے اطلاع دونگا اب تک آپ کے ایفاء وعدہ کا انتظار رہا۔ اب گذارش ہے کہ آپ اس وعدہ کا ایفاء ضرور فرمایئے۔ آپ کی یہ بات کہ بحث تحریری ہوگی خاکسار پہلے ہی تسلیم کر چکا ہے اور یہ بھی کہ سب سے اول مسئلہ حیات و وفات میں بحث ہوگی۔ اب آپ کا یہ ارشاد ہے کہ حیات مسیح کا آپ کو ثبوت دینا ہوگا، یہ بھی بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور اس کے بعد نزول حضرت مسیح میں بحث کی جائے گی من بعد آپ کے مسیح موعود ہونے میں اور آپ بھی پہلے اس کو تسلیم فرما چکے ہیں ... خاکسار محمد بشیر عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ۔

جواب رقعہ دوم:

مکرمی اخویم مولوی صاحب ... کل دس بجے کے بعد بحث ہو یا اگر ایک ضروری کام سے فرصت ہوئی تو پہلے ہی اطلاع دے دونگا ورنہ انشاء اللہ القدیر دس بجے کے بعد تو ضرور بحث شروع ہوگی صرف اس بات کا التزام ضروری ہوگا کہ بحث اس عاجز کے مکان پر ہو اس کی ضرورت خاص وجہ سے ہے جو زبانی بیان کر سکتا ہوں۔ جلسہ عام نہیں ہوگا صرف دس آدمی تک جو معزز خاص ہوں آپ ساتھ لا سکتے ہیں مگر شیخ بٹالوی اور مولوی عبدالمجید ساتھ نہ ہوں۔ اور نہ آپ کو ان بزرگوں کی کچھ ضرورت ہے۔ .... مرزا غلام احمد۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

جواب رقعہ سوم (جوگم ہوگیا)

جناب مولوی صاحب ... میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان تمام شرطوں کو جو میں اپنے کل کے پرچے میں لکھ چکا ہوں قبول کرنے سے کسی قسم کا انحراف یا میلان انحراف ظاہر نہ کریں گے۔ میں نے جن لوگوں کو آنے سے روکا ہے تجربۃً اور مصلحۃً روکا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خیر و برکت اسی میں ہی بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعد از فراغ نماز جمعہ بحث شروع ہو اور شام تک یا جس وقت تک ممکن ہو سکے سلسلہ بحث جاری ہو اور دس آدمیوں سے زیادہ ہرگز ہرگز کسی حال میں آپ کے ساتھ نہ ہوں اور اس لحاظ سے کہ بحث کو بے فائدہ طول نہ ہو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔

مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ ص ۲۷ (الحق الصریح ص ۱ تا ۲۷)

اور پھر فریقین میں مباحثہ ہوا جس کے متعلق مرزا غلام احمد کے فرزند مرزا بشیر لکھتے ہیں:

مولوی محمد بشیر صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوا جس میں باہم فیصلہ ہوا تھا کہ فریقین کے پانچ پانچ پرچے ہوں گے لیکن جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ مولوی بشیر صاحب کی طرف سے اب وہی پرانی دلیلوں کا جو غلط ثابت کی جا چکی ہیں اعادہ ہو رہا ہے اور وہ کوئی نئی دلیل پیش نہیں کرتے تو آپ نے فریق مخالف کو یہ بات جتا کر کہ اب مناظرہ کو آگے جاری رکھنا تضیع اوقات کا موجب ہے تین پرچوں پر ہی بحث کو ختم کر دیا اور فریق مخالف کے طعن و تمسخر کی پرواہ نہیں کی۔

(سیرۃ المہدی ص ۹۰۔۹۱ جلد دوم)

اور مولانا محمد بشیر سہسوانی لکھتے ہیں:

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم: الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الھادین و علی آلہ واصحابہ الراشدین المھدیین۔ اما بعد بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے سب شرطیں اور ضدیں مرزا صاحب کی منظور کیں اور مرزا صاحب نے پھر بھی اپنے تحریر وتقریر کے خلاف کیا۔ حضرات سامعین و ناظرین آپ کو یاد رہے کہ مجھ کو مرزا صاحب نے بوساطت حاجی محمد احمد صاحب طلب کیا۔ میں آیا تو مرزا صاحب نے تحریری بحث کی شرط کی۔ میں نے منظور کی۔ مرزا صاحب نے پہلے مجمع عام میں بحث کا وعدہ کر کے پھر اپنے مکان پر

تخلیہ کی قید لگائی وہ بھی میں نے منظور کی ۔ پھر اس تخلیہ میں بھی یہ شرط کی کہ مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبدالمجید صاحب نہ ہوں میں نے اتماماً للحجۃ یہ بھی قبول کیا، حالانکہ یہ امر نہ مجھ کو زیبا تھا نہ مرزا صاحب کے لئے قابل اظہار تھا۔ مرزا صاحب نے گفتگو تحریری بالمواجہ ٹھہرائی تھی مگر جس وقت میں نے اپنا دعوی ان کے مکان پر لکھ کر پیش کیا ، تو کہا اس کو چھوڑ جاؤ، کل دس بجے جواب دونگا۔ میں نے یہ بھی منظور کیا۔ اور دوسرے دن دس بجے مرزا صاحب کے مکان پر گیا اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا مرزا صاحب کو اطلاع کرائی گئی تو خود نہ آئے اور کہلا بھیجا کہ ابھی پورا لکھا نہیں گیا ، دو پہر کو آنا۔ مرزا صاحب نے خود ہی اپنی تحریر میں لکھا تھا کہ جانبین کی پانچ پانچ تحریریں ہوں گی تا کہ بحث میں طول نہ ہو، میں نے یہ بھی منظور کیا، مگر ہنوز میری اور مرزا صاحب کی تیسری تحریر ہے اور آپ بحث ختم کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کے ذمہ بار ثبوت تھا، باوجود ادعا ہائے چناں وچنیں میرے ذمہ رکھا۔ میں نے یہ بھی منظور کیا اور ثبوت حیات مسیح قرآن وحدیث سے پیش کیا۔ مرزا صاحب نے نہ اس کو قبول کیا اور نہ اسکا جواب حسب قاعدہ مناظرہ دیا بلکہ فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع کیا جس سے عموماً ناظرین اور سامعین نتیجہ بحث سمجھ سکتے ہیں۔ آخر میں یہ بھی کہنا نا مناسب نہیں سمجھتا کہ قطع بحث باوجود ان تمام امور مذکورہ بالا کے مرزا صاحب ہی کرتے ہیں اور اپنے تمام رقعات کو ردّی کرتے ہیں جن میں یہ وعدہ لکھ چکے ہیں کہ اول بحث وفات وحیات مسیح میں ہو گی، پھر نزول مسیح میں اور تیسری بحث میرے (مرزا) مسیح موعود ہونے میں، جو کوئی ان میں انکار کرے اس کی گریز متصور ہو گی ۔ پس سب صاحب ایماناً اور انصافاً کہہ دیں کہ فی الواقع مرزا صاحب اپنے خیالات اور مقالات اور ایفاء وعدہ میں کس قدر سچے اور پکے اور مضبوط و قائم ہیں ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔(مرزا صاحب کو جواب تحریر سوم کے لینے پر اصرار کیا گیا لیکن حضرت نے نہ مانا مجبوراً خاکسار کی طرف سے یہ مضمون بعینہ سنایا گیا اس پر بھی مرزا صاحب نے ....اور کچھ جواب نہ دیا اور رات کو روانہ ہو گئے)

(منقول از ،الحق الصریح)

مولانا محمد بشیر سہسوانی کا چوتھا پرچہ

(یعنی تحریر چہارم جو بعد انقطاع مناظرہ ۱۳۰۹ھ میں لکھی گئی۔ ربط کے لئے دیکھئے مرزا صاحب کا پرچہ سوم تحریک ختم نبوت حصہ ۶ ص ۱۶۱۔۱۷۷)

الحمد للّٰہ الّذی ھدانا للاسلام و ماکنّا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ۔ و الصّلوۃ و السّلام علی سیّدنا محمّد و علی آلہ و صحبہ اجمعین ۔

قولہ (مرزا قادیانی): اما بعد اے ناظرین آپ صاحبوں پر واضح ہے کہ حضرت مولوی محمد بشیر صاحب نے مجھ سے تحریری مباحثہ شروع کر کے اس بات کا ثابت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا کہ حضرت عیسی بن مریم زندہ اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور آسمان پر اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔

اقول (محمد بشیر): حضرت مسیح بن مریم کا زندہ اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا آسمان پر اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہونا اگر چہ میرے نزدیک حق ہے مگر ابھی تک مرزا صاحب کے مقابلہ میں یہ دعوی میں نے نہیں کیا۔ بالفعل جو دعوی مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا گیا ہے وہ صرف یہی ہے کہ حضرت مسیح خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں مرزا صاحب نے یہ تدلیس دعوی کی شاید اس غرض سے کی ہے کہ آیت و ان من اھل الکتاب سے تو صرف حیات ثابت ہوتی ہے نہ خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا اور نہ آسمان پر اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہونا و ھذا بعید من التقوی و الدیانۃ

قولہ (قادیانی): پھر چار آیتوں کو تو خود اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دیا کہ ان سے حضرت مسیح کا جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہونا قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا یعنی کئی احتمال رکھتے ہیں اور قطعیۃ الدلالۃ نہیں ہیں

اقول (محمد بشیر): مخفی نہ رہے کہ قطعی الدلالۃ کی دو قسمیں ہیں ایک قطعی الدلالۃ لذاتھا اور دوسری قطعیۃ الدلالۃ لغیرھا۔ پہلی آیت تو قطعیۃ الدلالۃ لذاتھا ہے اور دوسری آیات قطعیۃ الدلالۃ لغیرھا ہیں یعنی بضمن آیت و ان من اھل الکتاب ۔ اور اس امر کی تصریح پہلی ہی تحریر میں خاکسار کر چکا ہے۔ پس مرزا صاحب کا عموماً اور مطلقاً یہ قول کہ پھر چار آیتوں کو تو خود اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دیا کہ ان سے حضرت مسیح کا جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہونا قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا، محض افتراء بہتان ہے کیونکہ جس اعتبار اور حیثیت سے ان کو میں نے قطعی کہا ہے

اس اعتبار سے میں نے ان کو ہرگز نہیں چھوڑا۔ میں ان کو اب بھی قطعی کہتا ہوں۔

قولہ: اور فرماتے ہیں کہ جو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ صحابی نے اس کے مخالف معنی کیے ہیں؟

اقول: اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے سوا ابن عباسؓ کے دوسروں نے بھی اس کے مخالف معنی کیے ہیں حالانکہ تفاسیر معتبرہ میں سوا ابن عباسؓ کے دوسرے کا قول منقول نہیں و من یدعی فعلیه البیان۔ اگر کہا جائے کہ ابی بن کعب کی قرأۃ میں قبل موتھم ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی بن کعب کے نزدیک بھی معنی آیت کے وہی ہیں جو ابن عباسؓ کے نزدیک ہیں تو جواب یہ ہے کہ اس قرأۃ سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ معنی آیت کے ابی بن کعبؓ کے نزدیک بھی وہی ہوں جو ابن عباسؓ سے منقول ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ اہل کتاب موجودہ زمانہ حضرت عیسیٰؑ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے نہ یہ کہ نزع روح کے وقت ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لاتا ہے اور مجرد موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف عائد کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اس کے قائل کے نزدیک یہ معنی ہوں کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے نزع روح کے وقت حضرت عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے بلکہ محتمل ہے کہ ان قائلین کی یہ مراد ہو کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد ہر کتابی ان پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے تصریح اسکے خلاف کی کر دی ہے

قولہ: مولوی صاحب کی اس تقریر کا حاصل کلام یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ابن عباسؓ اور عکرمہ اور ابی بن کعب وغیرہ صحابہ نحو نہیں پڑھے ہوئے تھے۔

اقول: ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ عکرمہ صحابہ میں سے ہیں، حالانکہ یہ غلط محض ہے۔ عکرمہ تو تابعین میں داخل ہے۔ علاوہ اس کے یہ قول دلالت کرتا ہے اس پر کہ سوائے ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ کے اور صحابہ نے بھی یہ معنی کیے ہیں حالانکہ یہ بھی غلط محض ہے و من یدعی فعلیه الاثبات

قولہ: اور اگر مولوی صاحب نحوی غلطی کا ابن عباس پر الزام قائم نہیں کرتے تو پھر کیا کوئی اور بھی وجہ ہے جس کی رو سے مولوی صاحب کے خیال میں ابن عباسؓ کے وہ معنی اس آیت متنازع فیہ میں رد کے لائق ہیں جن کی تائید میں ایک قرأۃ شاذہ بھی موجود ہے۔

اقول: مخفی نہ رہے کہ ابن عباس سے جو معنی منقول ہیں اس سے ابن عباس پر الزام نحوی غلطی کا نہیں لگایا جاتا ہے بلکہ اس معنی کے رد کی اور وجوہ ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو معنی ابن عباس سے منقول ہیں اس میں دو احتمال ہیں۔ اول یہ کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے خواہ زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں مگر وہ ایمان لاتا ہے حضرت عیسیٰؑ پر اپنے مرنے سے پہلے زہوق روح کے وقت

دوم یہ کہ ، نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے جو زمانہ نزول آیت میں زندہ موجود تھے مگر وہ ایمان لاوے گا حضرت عیسیٰؑ پر اپنے مرنے سے پہلے زہوق روح کے وقت۔

پہلے معنی کے موافق الزام نحوی غلطی کا آتا ہے نہ دوسرے معنی کے موافق۔ پس محتمل ہے کہ ابن عباس نے دوسرے معنی مراد لئے ہوں۔ پس الزام نحوی غلطی کا ان کی طرف عاید نہ ہوگا۔ ہاں جو لوگ کلام ابن عباس سے پہلے معنی سمجھے ہیں جیسے نووی، صاحب تفسیر مظہری وغیرہما ان پر البتہ الزام نحوی غلطی کا عائد ہوگا۔ رہی یہ بات کہ کوئی اور بھی وجہ ہے کہ جس کی رو سے ابن عباسؓ کے یہ معنی رد کے لائق ہیں، تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ ابن عباسؓ کے یہ معنی علاوہ ضعیف روایت کے قابل تسلیم نہیں بچند وجوہ۔ اول وہ وجہ جو تحریر دوم میں خاکسار نے بیان کی ہے اور مرزا صاحب نے اپنی تحریر دوم وسوم میں اس کا کچھ جواب نہیں دیا پس بمقتضائے، السکوت فی معرض البیان بیان کے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے اس کو تسلیم کرلیا۔ محصل اس کا یہ ہے کہ اس معنی کا مناط اس پر ہے کہ احتضار کے وقت ہر شخص پر وہ حق کھل جاتا ہے جس کو وہ نہ جانتا تھا اور یہ امر نفس الامر میں تینوں زمانوں کو شامل ہے۔ اب آیت کو اگر خالص استقبال کے لئے لیجئے گا تو یہ شبہ پیدا ہوگا کہ یہ امر زمانہ ماضی وحال کو شامل نہیں ہے اور یہ خلاف نفس الامر ہے۔ پس اس کلام میں یہ عیب ہوا کہ خلاف نفس الامر کا موہم ہے اور فائدہ کوئی نہیں اگر بجائے لیؤمنن لفظ یومن یا آمنون اختیار کیا جاتا تو وعید اور تحریض جو مطلوب ہے وہ بھی حاصل ہوتی اور اختصار بھی۔ پس قرآن مجید کی بلاغت جو حد اعجاز کو پہنچ گئی ہے اس کے خلاف ہے کہ ایسی عمدہ عبارت چھوڑ کر بجائے اس کے لیؤمنن اختیار کیا جاوے کہ جس میں ابہام خلاف نفس الامر ہے اور اطناب بلا فائدہ۔ دوم وہ وجہ ہے کہ جس سے سب معانی کا بطلان جو ہمارے مدعا کے مثبت نہیں ہیں ثابت ہوتا ہے خواہ وہ معانی ہوں جو اگلے مفسرین نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے اب تک لکھے ہیں خواہ وہ جو اس زمانہ میں مرزا صاحب اور ان کے اتباع نے اختراع کئے ہیں یا آئندہ قیامت تک کوئی اختراع کرے، اور یہ وجہ میرے نزدیک اقوی الوجوہ ہے اخیر تحریر کے لئے میں نے اس کو رکھ چھوڑا تھا اگر مرزا صاحب خلاف معاہدہ کے مباحثہ کو ناتمام چھوڑ کر دہلی سے نہ چلے جاتے تو ان شاء اللہ چوتھی یا پانچویں تحریر میں ذکر اس کا ضرور کرتا، اب میں اس کو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ضمیر قبل موتہ کی دو حال سے خالی نہیں، یا تو راجع ہے طرف حضرت عیسیٰؑ کے تو مطلوب حاصل ہے یعنی ثبوت حیات مسیحؑ، خواہ لیؤمنن کو استقبال کیلئے خاص کیجئے یا نہیں۔ بر تقدیر استقبال تو ثبوت مدعا

ظاہر ہے اور بر تقدیر حال، قطع نظر اس احتمال کے صحت وفساد سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نزول آیت تک حضرت عیسیٰؑ زندہ تھے جو زمانہ رفع عیسیٰؑ سے چھ سو برس سے زائد کے بعد آیا ہے، اور اس زمانہ کے بعد وفات پر کوئی دلیل نہیں ہے، پس حیات ثابت ہوئی۔ اور بر تقدیر استمرار قطع نظر اس احتمال کے صحت وفساد سے ثبوت مدعا اظہر من الشّمس ہے اور لیؤمنن کو ماضی کیلئے لینا قطع نظر اس احتمال کے صحت وفساد سے صریح البطلان ہے کیونکہ ایسا فعل مضارع جس کے اول میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ہو کہیں بمعنی ماضی نہیں آیا ہے و من یدعی فعلیه البیان۔ اور یا ضمیر قبل موته کی طرف راجح طرف کتابی کے ہے۔ پھر یہاں تین احتمالات ہیں یا تو ضمیر به کی راجع ہے طرف عیسیٰؑ کے، پس ضمائر ماقبل یعنی ضمائر و ما قتلوه و ما صلبوه؛ فیه؛ منه؛ به؛ و ما قتلوه؛ بل رفعه؛ به، یہ سب آٹھ ضمائر راجع ہوئے طرف حضرت عیسیٰؑ کے اور ضمیر مابعد یعنی ضمیر یکون بھی راجع ہے طرف عیسیٰؑ کے اور صرف نص کا ظاہر سے بلا صارف قطعی جائز نہیں کما تقرر فی الاصول و الکلام۔ اور یہاں کوئی صارف قطعی موجود نہیں ہے۔ اگر کہا جائے کہ بعض ضمائر ماقبل یعنی ضمیر الیه راجع طرف اللہ تعالیٰ کے ہے نہ طرف عیسیٰؑ کے، تو جواب یہ ہے کہ یہاں صارف موجود ہے۔ اثر ابن عباسؓ صارف قطعی ہو نہیں سکتا ہے کیونکہ اول تو حدیث موقوف حجت ہی نہیں ہے چہ جائے کہ قطعی ہو، دوم اس اثر کا معارض دوسرا اثر ابن عباس کا صحیح موجود ہے:

قال ابن کثیر فی تفسیره (ج ۱ ص ۵۷۶) ذکر من قال ذلک حدثنا بن بشار حدثنا عبد الرحمن عن سلیمان عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قال قبل موت عیسی ابن مریمؑ و قال العوفی عن ابن عباس مثل ذلک۔

اس اثر کے سب رجال، رجال صحیحین ہیں۔

سوم، اثر مذکور کی رواۃ مجروح ہیں۔ بیان اس کا یہ ہے کہ اثر چند طرق سے منقول ہے۔ پہلا طریق یہ ہے: حدثنا ابو حذیفه حدثنا سهیل عن ابن ابی نجیح عن مجاهد فی قوله: الا لیؤمنن به قبل موته، کل صاحب کتاب لیؤمنن بعیسی، قبل موته: قبل موت صاحب الکتاب و قال ابن عباسؓ لو ضربت عنقه لم

تخرج نفسه حتى يومن بعيسى (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۷۶)۔

اول راوی ابو حذیفہ ہے۔ یہ ابو حذیفہ یا موسیٰ بن مسعود ہے یا شیخ ہے یحیٰ بن ہانی بن عروہ کا۔ موسیٰ بن مسعود کا حال یہ ہے، تقریب (راوی ۷۰۱۰۔ تقریب التہذیب ص ۵۵۴) میں ہے:

صدوق سئى الحفظ و كان يصحف، من صغار التاسعة ما ت سنة عشرين او بعدها و قد جاوز التسعين و حد يثه عند البخارى فى المتا بعا ت ۔

میزان لاعتدال جلد ۴ صفحہ ۲۲۱ میں ہے:

تكلم فيه احمد و ضعفه الترمذى و قال ابن خز يمة لا يحتج به و قال عمرو بن على لا يحد ث عنه من يبصر الحد يث وقال ابو ا حمد الحا كم ليس بالقوى عند هم و قال ابرا هيم بن يعقو ب سمعت احمد يقول كان سفيان الذ ى يحد ث عنه ابو حذ يفه ليس هو سفيان الذى يحد ث عنه الناس و قال ابو حا تم صدوق معروف با لثورى كان سفيان لما نزل البصرة ينفذه فى حوا ئجه ولكن كان يصحف ۔

اور یحیٰ بن ہانی بن عروہ کا شیخ مجہول ہے۔ تقریب صفحہ ۴۰۱ میں ہے:

ابو حذ يفه منسو ب شيخ يحى بن ها نى بن عر وة مجهول من السادسة

اور طریق میں عبداللہ بن ابی نجیح یسار المکی ابو یسار الثقفی واقع ہے، وہ مدلس ہے۔

تقریب صفحہ ۱۹۱ میں ہے: و ربما يد لس من السا دسة ۔

میزان جلد ۲ ص ۵۱۵ میں ہے: قال يحى القطان لم يسمع التفسير كله من مجا هد بل كله عن القا سم بن ابى بذة ۔

اور عنعن مدلس کا مقبول نہیں ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے: حد ثنا ابن حميد حد ثنا ابو تميلة يحى بن واضح حد ثنا حسين بن واقد عن يز يد النحوى عن عكرمة عن ابن عباس قا ل لا يمو ت اليهودى حتى يشهد عيسى عبد الله و رسوله و لو عجل عليه با السلا ح (ابن کثیر ص ۵۷۷ ج ۱)۔

پہلا راوی اس کا محمد بن حمید رازی ہے وہ ضعیف ہے۔ تقریب صفحہ ۲۹۵ میں ہے:

محمد بن حميد بن حيا ن الرازى حا فظ ضعيف ۔

کاشف میں ہے:

محمد بن حمید الرازی الحافظ عن یعقو ب بن بشیر کثیر المنا کیر و قال البخاری فیه نظر و قال النسا ئی لیس ثقة۔

خلاصہ جلد۲ صفحہ ۳۹۶ میں ہے:

کذ به الکو سج و ابو زرعة و صا لح بن محمد و ابن فرا ش۔

میزان الاعتدال صفحہ ۵۳۰ جلد ۳ میں ہے:

محمد بن حمید الرازی الحافظ عن یعقو ب القمی و ابن المبارك من بحور العلم و هو ضعیف قال یعقوب بن شیبه کثیر المنا کیر و قال البخاری فیه نظر و کذ به ابو زرعة و قال فضلک الرازی عند ابن حمید خمسو ن الف حد یث ولا ا حد ث عنه بحرف و روی محمد بن شاذان عن اسحاق الکوسج قال قرأ علینا ابن حمید کتا ب البخاری عن سلمة فقلت اقرأه علیه ابن حمید یعنی عن سلمه فیتعجب علی و قال سمعه محمد بن حمید منّی و عن الکو سج قال اشهد انه کذا ب و قال صا لح جزرة کنا نتهم ابن حمید فی کل شئی یحد ثنا ما رأیت اجرء علی اللّٰه منه کان یاخذ احادیث النّاس فیقلب بعضه علی بعض و قال ابن فرا س ثنا ابن حمید و کان و اللّٰه یکذب و جاء عن غیر واحد ان ابن حمید کا ن یسرق الحد یث و قال النسا ئی لیس بثقة و قال صا لح الجذ ری ما ر أیت احذ ق با لکذ ب من ابن حمید و من ابن الشاذ کو فی و قال ابو علی النیشا بوری قلت لا بن خز یمة لوحد ث الاسناد عن ابن حمید فان احمد بن حنبل قد احسن الثناء علیه قال انه لم یعرفه و لو عرفه کما عر فناه لما اثنی علیه اصلاً و قال ابوا حمد الغسال سمعت فضلک الرزای یقول دخلت علی محمد بن حمید و هو یر کب الاسا نید علی المتون۔

تیسرا طریق یہ ہے (تفسیر ابن کثیر۔ج اص ۵۷۷):

حد ثنی اسحاق بن ابرا هیم بن حبیب بن الشهید حد ثنا عتاب بن

بشیر عن خصیف عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و ان من اھل الکتا ب الا لیومننّ به قبل موته قال ھی فی قرأة ابی قبل موتھم لیس یھودی یموت ابداً حتی یومن بعیسی الحد یث کذا

اس میں راوی عتاب بن بشیر ضعیف ہے اور وہ خصیف سے روایت کرتا ہے اور اس کی خصیف سے منکر ہیں۔ کاشف میں ہے:

قال احمد احا دیثه عن خصیف منکر ة ۔

ایسا ہی خلاصہ جلد۲ صفحہ ۲۵۸ میں ہے ۔

اور اس طریق میں دوسرا راوی خصیف ہے اور وہ بہت مجروح ہے، تقریب صفحہ ۹۲ میں ہے:

الخصیف بالحا ء المھملة مضعرا ابن عبد الر حمن الجوزی ابو عون صدوق سیٔ الحفظ خلط بآ خره و رمی با لار جا ء من الخا مسة

کاشف میں ہے:

خصیف بن عبد الرحمن الجوزی ابو عو ن مولی بنی امیه عن سعید بن جبیر و مجاھد و عنه (اصل میں لفظ عن ہے۔ داؤد ارشد) سفیان و ابن فضیل صدوق سیّی الحفظ ضعفه ا حمد ۔

میزان جلد ۱ صفحہ ۶۵۳ میں ہے:

ضعفه ا حمد و قال مر ة لیس بقوی و قال ابو حا تم تکلم فی سوء حفظه و قال ا حمد ا یضاً تکلم فی الا ر جاء ۔

چوتھا طریق یہ ہے:

روی ابو دا ؤد الطیالسی عن... وشعبه عن ابی ھارو ن الغنوی عن عکر مة عن ابن عباس ۔

اس میں راوی سلیمان بن داؤد الطیالسی ہے اس نے بہت احادیث کی روایت میں خطا کی ہے۔ تقریب صفحہ ۱۳۳ میں ہے:

سلیمان بن دا ؤد بن الجارود ابو دا ؤد الطیا لسی البصری ثقه حافظ غلط فی ا حا دیث من التا سعة ۔

میزان (جلد ۲ صفحہ ۲۰۳) میں ہے:

قا ل ابرا هیم بن سعید الجوهری ا لحافظ اخطاء ابو دا ؤد فی الف حد یث و قا ل ابو حا تم ابو دا ؤد محد ث صدوق کثیر الخطا ء و قا ل محمد بن المنهال الضریر کنت اتهم ابا دا ؤد و قال لی لم اسمع من ابن عون ثم سا لت بعد سنة اسمعت من ابن عون قال نعم نحو عشرین حد یثاً

پانچویں طریق میں علی بن ابی طلحہ راوی ہے اس نے ابن عباسؓ سے تفسیر نہیں سنی ہے اور یہ راوی بھی ضعیف ہے اور قرأة شاذہ ابی بن کعب بھی صارف قطعی نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں دو راوی ضعیف ہیں، ایک عتاب بن بشیر، دوم خصیف ۔ اگر کہا جائے کہ آیت انّی متوفّیک و رافعک الیّ (آل عمران آیت ۵۵) اور آیت فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّ قیب علیھم (المائدة آیت ۱۱۷) اس کی صارف قطعی ہے، تو جواب یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں کی بحث تحریر ہذا کے آخر میں انشاء اللہ بیان کی جائے گی ۔ اور اگر ضمیر بہ کی عائد کی جائے طرف اللہ تعالی یا محمد رسول اللہ ﷺ کے تو ان دونوں تقدیروں پر آیت و ان من اھل الکتا ب الّا لیومننّ بہ قبل موتہ (نساء آیت ۱۵۹) کو حضرت عیسیٰؑ کے قصہ سے کچھ تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ اجنبیت محض ہے اور حالانکہ ماقبل و مابعد میں بیان حضرت عیسیٰؑ کا ہے اور اجنبی کلام کا وسط قصہ میں بغیر کسی فائدہ کے لانا نظم قرآن کو بلاغت سے گرانا ہے۔ علاوہ اس کے ان دونوں تقدیروں کے ابطال کے اور وجوہ بھی ہیں (جو مقدمہ میں بیان کئے گئے ہیں) پس کتابی کی طرف ضمیر کے راجع کرنے میں تین احتمالات تھے وہ تینوں باطل ہوگئے ۔ پس متعین ہوا کہ ضمیر قبل موتہ کی عائد طرف حضرت عیسیٰؑ کے ہے اور اس پر اور بھی دلیل ہے (جو مقدمہ میں بیان ہوئی ہے) اور یہ امر باطل ہے ابن عباس کے معنی مذکور کا وھو المطلو ب

وجہ سوم، لیؤمننّ میں ایمان کا لفظ واقع ہے اور یہ لفظ سارے قرآن مجید و احادیث میں اس ایمان کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو شرعاً نافع و معتد بہ ہے یعنی ایمان قبل زہوق روح ۔ کسی ایک جگہ بھی قرآن و حدیث میں بغیر قرینہ صارفہ کے ایمان باس کے لئے نہیں آیا۔ پس ظاہر ایمان سے ایمان قبل الباس ہے اور صرف آیت کا ظاہر سے بغیر صارف قطعی کے جائز نہیں ہے اور یہاں کوئی صارفق قطعی پایا نہیں جاتا اور بالا ظاہر ہوا کہ اثر ابن عباسؓ اور قرأت شاذہ ابی بن کعبؓ مطلق صارف ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی ہے چہ جائے آنکہ صارف قطعی ہو اور ابن عباسؓ کے

معنی مذکور کے موافق ایمان سے ایمان باس مراد ہے۔

چہارم، ابن عباسؓ کے معنی مذکور کے موافق قبل موته کی قید لغو ہوتی ہے کیونکہ اس تقدیر پر موته کی ضمیر کتابی کی طرف عائد ہوگی اور ظاہر ہے کہ ہر ایمان لانے والا اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے بعد الموت تو متصور ہی نہیں۔ یہ قید اس تقدیر پر کلام الٰہی کو ایسا لغو کئے دیتی ہے جیسا فارسی کا یہ شعر:

دنداں تو جملہ در دہان ست   چشمان تو زیر ابروان ست

پنجم: ابن عباس کے اس معنی کے موافق صرف لفظ قبل کا ظاہر معنی سے لازم آتا ہے کیونکہ ظاہر قبل موته کا عام ہے اس سب زمانہ کو شامل ہے جو موت سے پہلے ہے اور مقصود زمانہ زہوق روح ہے اس پر بجائے قبل موته کے عند موته یا وقت موته یا حین موته مناسب تھا۔

ششم: یہ معنی ابن عباس کے مبنی ہیں روایت مذکورہ پر اور روایت مذکورہ کے سب طرق ضعیف ہیں۔ کما مرّ آنفاً

❁قولہ (قادیانی): فرض کرو کہ وہ قرأت بقول حضرت مولوی صاحب کے ایک ضعیف حدیث ہے مگر آخر حدیث تو ہے، یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ کسی مفتری کا افتراء ہے۔ پس کیا وہ ابن عباس کے معنوں کو ترجیح دینے کے لئے کچھ بھی اثر نہیں ڈالتی۔

❁اقول (محمد بشیر): اگرچہ حدیث ضعیف تائید کے لئے کافی ہے لیکن ظاہر نص قرآنی یہ ہے کہ ضمیر به، و موته کی عائد طرف حضرت عیسیٰؑ کے ہے اور صارف نص کا ظاہر سے قطعی چاہیے اور روایت اس قرأۃ کی قطعی نہیں ہے۔

❁قولہ: ابن عباس اور عکرمہ پر یہ الزام دینا کہ وہ نحوی قاعدہ سے بےخبر تھے میری سمجھ میں نہیں آتا۔

❁اقول: میں نے ابن عباسؓ اور عکرمہؒ پر ہرگز یہ الزام نہیں دیا ہے یہ تو عوام کو فریب دینے کیلئے آپ کی چالاکی ہے، خدا سے ڈریئے اور ایسے افتراء سے پرہیز کیجئے۔ میں نے تو صرف ابن عباسؓ کی ایک روایت کو ضعیف وغیر معتبر کیا ہے اور اسی کے ایک معنی پر اعتراض کیا ہے کہ اس معنی کی بنا پر مخالفت قاعدہ نحو یہ اجماعیہ کی لازم آتی ہے پس کیا ضرور ہے کہ برتقدیر ثبوت اس روایت کے ابن عباسؓ کی وہی مراد ہو، ہوسکتا ہے کہ ابن عباسؓ کی مراد دوسرے معنی ہوں جو اوپر مذکور ہوئے۔ ہاں دوسرے معنی کو بھی ادلہ سے میں نے رد کیا ہے مگر اس کو الزام مخالفت قاعدہ نحو یہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے۔ بالجملہ میں نے ابن عباسؓ اور عکرمہؒ پر ہرگز الزام نحوی قاعدہ سے بےخبری کا نہیں دیا ہے میں

نے صرف تین کام کئے ہیں۔ ایک تکلم کیا ہے اس روایت کے رواۃ میں۔ دوسرے اس روایت کے ایک معنی پر الزام دیا ہے مخالفت قاعدہ نحویہ کا، تیسرے اس روایت کے دوسرے معنی کو باطل کیا ہے با دلہ قاطعہ صریحہ۔ اور ان امور میں سے کوئی امر سبب طعن نہیں ہوسکتا ہے۔

قولہ: اگر وہ اپنے معنوں کو قطعی الدلالۃ بنانا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ ان دونوں باتوں کا قطعی طور پر پہلے فیصلہ کرلیں کیونکہ جب تک ابن عباسؓ اور عکرمہ کے مخالف معنوں میں احتمال صحت باقی ہے اور ایسا ہی گو قرأت شاذہ بقول مولوی صاحب کے ضعیف ہے مگر احتمال صحت رکھتی ہے، تب تک مولوی صاحب کے معنی باوجود قائم ہونے ان تمام احتمالات کے کیونکر قطعی ٹھہر سکتے ہیں۔ ناظرین آپ خود سوچ لیں کہ قطعی معنی تو ان ہی معنوں کو کہا جاتا ہے جن کی دوسری وجوہ سرے سے پیدا نہ ہوں، یا پیدا تو ہوں لیکن قطعیۃ کا مدعی دلائل شافیہ سے ان تمام مخالف معنوں کو توڑ دے۔

اقول (محمد بشیر): مخفی نہ رہے کہ اس ناچیز نے اللہ تعالی کی توفیق سے وہ تمام معانی جو مخالف میرے مدعا کے مباحثہ ہذا کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے دلائل شافیہ سے توڑ دیئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنخضرت ﷺ کے زمانہ سے اب تک مفسرین نے اس آیت کے دو ہی معنی لکھے ہیں ولا ثالث لھما۔ ایک یہ کہ ضمیر قبل موتہ کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف عاید کی جائے۔ عام اس سے کہ بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کی طرف عاید ہو یا اللہ تعالی کی طرف آنخضرت ﷺ کی طرف سب مآل کا ایک ہے یعنی آئندہ زمانہ میں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس زمانہ کے سب اہل کتاب اللہ تعالی اور نبی اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لاویں گے۔ یہی معنی میں نے اختیار کئے ہیں اور یہی مثبت حیات مسیح ہیں۔ دوسرے یہ کہ ضمیر قبل موتہ کی کتابی کی طرف عائد ہو، عام اس سے کہ بہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف پھرے یا محمد ﷺ کی طرف پھرے یا حضرت عیسیٰؑ کی طرف، مآل ایک ہے، یعنی ہر اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے زہوق روح کے وقت اللہ تعالی و آنخضرت ﷺ و حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لاتا ہے، اس معنی کو مع دونوں احتمالوں کے خاکسار نے باطل کر دیا اور مرزا صاحب سے اس کا کچھ جواب نہ ہوسکا اور وہ تین معانی جو مرزا صاحب اور ان کے اتباع کے مخترعات سے تھے وہ بھی باطل کر دیئے کہ جن کا کچھ جواب مرزا صاحب کی طرف سے نہ ہوسکا۔ پھر ایک تقریر آپ کے مسلمات کی بنا پر ایسی لکھی گئی ہے جس سے سارے معانی جو مخالف میرے دعوی کے ہیں، عام اس سے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ سے اب تک کسی مفسر نے لکھے ہوں یا حال کے زمانہ میں کسی نے ایجاد کئے ہوں یا آئندہ قیامت تک کوئی ایجاد

کرے، باطل ہو گئے اور آپ سے اس کا کچھ جواب نہ ہو سکا۔ اب تحریر ہذا میں ایک دلیل تحقیقی طور پر ایسی لکھی گئی ہے جس سے معانی ماضیہ موجودہ و آیتۃً وتمام احتمالات عقلیہ جو مخالف میرے دعوی کے ہیں قطعاً باطل ہو جاتے ہیں اس دلیل کا تحریر چہارم یا پنجم میں لکھنے کا ارادہ تھا مگر چونکہ مرزا صاحب مباحثہ نا تمام چھوڑ کر فرار کر گئے لہذا نوبت لکھنے کی نہ آئی اس لئے تحریر ہذا میں لکھی گئی الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه علی حق الحق و ابطل الباطل فما ذا بعد الحق الا الضلال

اب ناظرین با انصاف، انصاف سے فرمائیں کہ احتمالات معانی مخالفہ کا توڑنا مافوق اس کے متصور ہے جیسا کہ حق تعالی نے محض اپنے فضل سے اس عاجز کے واسطے توڑ کر ظاہر کر دیا۔

قولہ: مجرد ضعیف حدیث کا بیان کرنا اس کو بکلی اثر سے روک نہیں سکتا۔

اقول: مسلّم ہے کہ بکلی اثر سے روک نہیں سکتا مگر صارف قطعی ہونے سے روکتا ہے، بغیر صارف قطعی صرف نصوص عن الظواہر جائز نہیں۔

قولہ: امام بزرگ حضرت ابوحنیفہ فخر الآئمہ سے مروی ہے کہ میں ایک ضعیف حدیث کے ساتھ بھی قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں۔

اقول: امام بزرگ نے تو صرف یہی کہا ہے کہ ضعیف حدیث کے ساتھ قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں، یہ تو نہیں کہا کہ ضعیف حدیث کے ساتھ ظاہر نص قرآنی کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ فاین ہذا من ذاک

قولہ: اب کیا جس قدر حدیثیں صحاح ستہ میں بہ باعث ضعف راویوں کے قابل جرح یا مرسل یا منقطع الاسانید ہیں وہ بالکل پایہ اعتبار سے خالی اور بے اعتبار محض ہیں اور کیا وہ محدثین کے نزدیک موضوعات کے برابر سمجھی جاتی ہیں۔

اقول: یہ سب بے اعتبار محض اور موضوعات تو نہیں ہیں لیکن صارف قطعی بھی نہیں ہو سکتیں۔

قولہ (قادیانی): ازانجملہ ایک یہ ہے کہ اہل کتاب کا لفظ اکثر قرآن کریم میں موجودہ اہل کتاب کے لئے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے بیان فرمایا گیا ہے ...الی قولہ... پھر مولوی (محمد بشیر) صاحب کے پاس باوجود اس دوسرے معنی ابن عباسؓ اور عکرمہ کے کون سی قطعی دلیل اس بات پر ہے کہ اس ذکر اہل کتاب سے وہ لوگ قطعاً باہر رکھے گئے ہیں۔

اقول: دلیل اس پر یہی ہے کہ ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ دونوں ضمیریں بہ و موتہ کی حضرت عیسی کی طرف ہی عائد ہیں اور کوئی یہاں صارف قطعی پایا نہیں جاتا اور اصول وکلام میں ثابت ہے

کہ النصوص تحمل علی ظواھرھا و صرف النصوص عن ظواھرھا الحاد

قولہ (قادیانی): ازانجملہ ایک یہ کہ مولوی صاحب نے تعیین مرجع لیو منن بہ میں کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کیا۔

اقول (محمد بشیر): قطعی ثبوت یہی ہے کہ ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ ضمیر بہ کی عائد ہے طرف حضرت عیسیٰ کے اور کوئی صارف یہاں متحقق نہیں ہے۔ و قد مرّ تفصیلہ۔ فتذکر۔

قولہ: کیونکہ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ میں حضرت عکرمہ وغیرہ صحابہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ضمیر بہ کی جناب خاتم الانبیا ﷺ کی طرف پھرتی ہے۔

اقول: ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ عکرمہ صحابہ میں داخل ہیں حالانکہ یہ غلط محض ہے۔ اس روایت کی سند اگرچہ عکرمہ تک نہایت صحیح ہے مگر یہ قول تابعی مخالف ہے ظاہر نص قرآنی کے اور قول تابعی صارف نص کا ظاہر سے ہو نہیں سکتا ہے۔ علاوہ اس کے اس تقدیر پر و ان من اھل الکتاب الا لیومننّ بہ قبل موتہ کو حضرت عیسیٰ کے قصہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ اجنبیت محضہ ہے حالانکہ ماقبل و مابعد میں ذکر حضرت عیسیٰ کا ہے اور اجنبی کے ساتھ بلا فائدہ فصل خلاف بلاغت ہے۔ بالجملہ اس معنی کے رد کیلئے بھی وہ دلیل تحقیقی جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں جو سارے معانی واحتمالات مخالفہ کو رد کرتی ہے، کافی ہے۔

قولہ: اور یہ روایت قوی ہے کیونکہ مجرد مسیح ابن مریم پر ایمان لانا موجب نجات نہیں ٹھہر سکتا۔

اقول: بعد نزول مسیح ابن مریم کے مجرد مسیح ابن مریم پر ایمان لانا موجب نجات ہے اس لئے کہ بعد نزول کے حضرت مسیح، خاتم الانبیاء ﷺ کے متبع ہو کر رہیں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس مسیح پر ایمان لانا مستلزم ہے خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان لانے کو اور خاتم الانبیاء پر ایمان لانا بلاشبہ موجب نجات ہے کیونکہ وہ ایمان تمام نبیوں پر ایمان لانے کو مستلزم ہے۔

قولہ: اور بموجب روایت عکرمہ برعایت آپ کے نحوی قاعدہ کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس زمانہ کے موجودہ اہل کتاب سب کے سب نبی خاتم الانبیاء ﷺ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لے آئینگے جس ایمان کے طفیل مسیح ابن مریم پر بھی ایمان لانا انہیں نصیب ہو جائیگا

اقول (محمد بشیر): یہ معنی باطل ہیں بچند وجوہ:

اول یہ کہ ظاہر قرآن یہ ہے کہ ضمیر بہ و موتہ کی راجع طرف حضرت مسیح کے ہے اور صارف قطعی یہاں کوئی موجود نہیں ہے اور بغیر صارف قطعی صرف النص عن الظاہر غیر جائز ہے۔

دوم ۔ قبل مو تہ کی قیداس وقت لغو ہوتی ہے کیونکہ ہرایمان لانے والا اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے ایمان بعدالموت متصورنہیں اس وقت اسی قدر کہنا کافی تھا و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ ۔

سوم یہ کہ آیت و یو م القیا مۃیکو ن علیھم شھیداً ۔(النساء ۱۵۹)۔ میں ضمیر یکو ن قطعاً حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجح ہے اورضمیر علیھم کا مرجع یقیناً وہ اہل کتاب ہیں جن کے ایمان لانے کا ذکراس آیت میں ہے اور گواہ ہونا جب ہی ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ انکے ایمان لانے کے زمانہ میں زندہ موجود ہوں۔

چہارم ۔اگرضمیر بہ کی آنحضرت ﷺ کی طرف ہوتی تو واجب تھا کہ بہ کی بجائے بک ہوتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کیلئے ماقبل اس آیت کے ضمیرخطاب کی ہے قال اللہ تعالی : یسئلک اھل الکتا ب ان تنزل علیھم کتاباً من السّماء(النساء ۔۱۵۳) اورما بعد یہی ضمیرخطاب کی ہےقال اللہ تعالی : لکن الرّا سخون فی العلم منھم و المؤمنون یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک (نساء :۱۶۲) وقال اللہ تعالی : انّا او حینا الیک (نساء: ۱۶۳) وقال اللہ تعالی :و رسلاً قد قصصنھم علیک من قبل و رسلاً لم نقصصھم علیک (نساء۱۶۳)۔وقال اللہ تعالی :لکن اللّٰہ یشھد بما انزل الیک (النساء:۱۶۶)...

پنجم ، جب ضمیر بہ و مو تہ کی غیرعیسیٰؑ کی طرف راجح ہوئی تو اس کو کچھ علاقہ حضرت عیسیٰؑ کے قصہ سے نہ ہوا اور حالانکہ ماقبل و ما بعدحضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے پس درمیان میں بلا فائدہ کلام اجنبی کا لانا خلاف بلاغت ہے۔

ششم ، روایت عکرمہ کے یہ معنی جو آپ نے کہے ہیں اس کے لئے کوئی سلف نہیں۔خودعکرمہ کا لفظ بھی صراحتاًاس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے۔ابن کثیر (جلداص ۵۷۷) میں ایک روایت ہے قال عکر مۃ لا یموت النصرا نی و لا الیھودی حتی یؤ من بمحمد ﷺ ۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ہر اہل کتاب اپنے مرنے کے وقت آنحضرت ﷺ پرایمان لاتا ہےیعنی زہوق روح کے وقت ۔پس وہ معنی جوآپ نے بیان کئے ہرگزصحیح نہیں ہوسکتے ہیں۔ بالجملہ اس معنی کے رد کے لئے وہی دلیل تحقیقی جواوپرلکھی گئی ، کافی ہے۔

قولہ : اوراگرآپ اپنی ضدنہ چھوڑیں اورضمیر لیو منن بہ کوخوانخواہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف ہی پھیرنا چاہیں تو باوجوداس فساد کے جس کا نقصان آپ کی طرف عائدہے ہماری طرز بیان کا کچھ بھی

حرج نہیں کیونکہ ہمارے طور پر برعایت خالص استقبال کے پھر اسکے یہ معنی ہوں گے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس زمانہ کے سب اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئیں گے ...(الی قولہ)...اب اگر ہماری اس تاویل میں آپ کوئی جرح کریں گے تو وہی جرح آپ کی تاویل میں ہوگا۔

اقول: یہ معنی بھی آپ کے باطل ہیں بچند وجوہ:

اول یہ کہ اس معنی پر صرف نص کا ظاہر سے لازم آتا ہے بغیر صارف کے کیونکہ ظاہر نص یہی ہے کہ ضمیر قبل موتہ کی راجع ہے طرف عیسیٰؑ کے اور صارف قطعی کوئی یہاں پایا نہیں جاتا ہے۔

دوم، قبل موتہ کی قید اس وقت لغو ہوتی ہے کیونکہ ایمان لانے والا اپنے مرنے سے پہلے ہی ایمان لاتا ہے ایمان بعد الموت تو متصور ہی نہیں، اس وقت یہ کلام مجانین کا سا کلام ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے مرنے سے پہلے نماز پڑھ لی ہے اور مرنے سے پہلے کھانا کھا لیا اور مرنے سے پہلے کچہری گیا اور مرنے سے پہلے سبق پڑھا وقس علی ہذا۔ تو کیا اس کو کوئی شخص عاقل سمجھے گا۔ ہرگز نہیں۔

قولہ: پس گو ابن جریر یا ابن کثیر کا اپنا مذہب کچھ ہو یہ شہادت تو انہوں نے بڑے بسط سے بیان کر دی ہے کہ اس آیت کے معنی اہل تاویل میں مختلف ہیں اور ہم اوپر ثابت کر آئے کہ مسیح ابن مریم کے نزول اور حیات پر قطعی دلالت اس آیت کی ہرگز نہیں اور یہی ثابت کرنا تھا۔

اقول: اگرچہ اس آیت کی تاویل میں اختلاف ہے مگر مجرد اختلاف، قطعیۃ کو ردّ نہیں کر سکتا ہے۔ ہم نے اوپر ثابت کر دیا کہ ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ ضمیر بہ وموتہ کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف عائد ہے اور اس ظاہر سے کوئی صارف قطعی پایا نہیں جاتا ہے اور صرف نص کا ظاہر سے بغیر صارف قطعی جائز نہیں بلکہ الحاد ہے اور بقیہ احتمالات ومعانی کو تحقیقی والزامی دونوں طور پر بفضلہ تعالی باطل کر کے ہم نے دکھلا دیا۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ویرضی

قولہ: واضح ہو کہ قرآن میں یا عیسی انی متوفّیک ورافعک الیّ (آل عمران۔ ۵۵) موجود ہے۔ قرآن کریم کے عموم محاورہ پر نظر ڈالنے سے قطعی یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تمام قرآن میں توفّی کا لفظ قبض روح کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے یعنی اس قبض روح میں جو موت کے وقت ہوتا ہے۔ دو جگہ قرآن مجید میں وہ قبض روح بھی مراد لیا ہے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے لیکن اس

جگہ قرینہ قائم کر دیا ہے جس سے سمجھا گیا ہے کہ حقیقی معنی توفی کے موت ہی ہیں۔

اقول: یہ کلام دو امر پر دال ہے

اول یہ کہ توفّی کے معنی حقیقی موت ہی ہیں اور دیگر مجازی ہیں۔

دوم یہ کہ موت کے ارادہ کیلئے قرینہ قائم نہیں کیا جاتا اور دیگر معنی کیلئے قرینہ قائم کیا جاتا ہے۔

اور یہ دونوں مسطور فیہ ہیں۔ بیان اسکا یہ ہے کہ توفی کے اصل معنی نہ موت کے ہیں نہ اس قبض روح کے جو موت کے وقت ہوتا ہے بلکہ اصل معنی اس لفظ کے قبض بتمامہ کے ہیں۔

بیضاوی میں ہے: والتّوفّی اخذ الشئی وافیاً والموت نوع منہ۔

اور بھی بیضاوی میں ہے: فان اصلہ قبض الشئی بتمامہ

تفسیر ابوالسعود میں ہے: التّوفّی اخذ الشئی وافیاً والموت نوع منہ

تفسیر کبیر میں ہے: التّوفی اخذ الشّیء وافیاً والموت نوع منہ

اور بھی اسی میں ہے: التوفّی جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت و بعضھا بالاصعاد الی السّماء۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے: واصلہ قبض الشیء بتمامہ

تفسیر کبیر میں ہے: فثبت انّ الموت النوم یشترکان فی کون کل واحد منھا توفیاً للنفس

قسطلانی میں ہے: والتّوفّی اخذ الشیء وافیاً والموت نوع منہ۔

اور موت ونوم کو توفّی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اخذ الشّئی پایا جاتا ہے۔ پس معنی حقیقی و اصل موضوع لہ توفّی کا یہ معنی کلی ہیں اور موت ونوم وغیرہا معنی حقیقی و موضوع لہ کے افراد ہیں اور علم اصول و بلاغت میں ثابت ہوا ہے کہ وہ لفظ جو ایک معنی کلی کیلئے وضع کیا گیا ہے جب بعض افراد میں استعمال کیا جائے گا تو یہ استعمال مجازی ہوگا اور وہ بعض افراد معنی مجازی قرار پائیں گے بلاقرینہ صارف وہ معنی کلی ہی سمجھے جائیں گے اور بعض افراد کیلئے قرینہ کی ضرورت ہوگی اسی لئے قرآن مجید میں جہاں توفّی کا لفظ بمعنی موت آیا ہے وہاں قرینہ قائم کیا گیا ہے جیسا کہ نوم کیلئے قرینہ قائم کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے خود ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۳۰ سے ۳۳۳ تک تیئس مقامات قرآن مجید کے لکھے ہیں جن میں لفظ توفّی بمعنی موت آیا ہے انہی کو ہم نے بہت غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب جگہ قرینہ قائم ہے۔ وہ مقامات حسب تفصیل ذیل ہیں:۔

مقام اول: سورہ نساء جز ۴۔ حتی یتوفّا ھنّ الموت ۔(اس کو مرزا صاحب نے یوں نقل کیا ہے: ثمّ یتو فاھن المو ت)۔ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تو فی سے مراد اخذ الشّئی وا فیاً ہے نہ موت۔ ورنہ لفظ موت بے کار ہے اور اگر لفظ موت قرینہ تعیین موت کا ٹھہرایا جائے تو معلوم ہوا کہ توفی کے معنی موت سمجھنا محتاج قرینہ ہے۔

مقام دوسرا: سورہ آل عمران جز ۴۔ و توفّنا مع الا برار پر یہاں مع الابرار قرینہ ہے ارادہ موت کیلئے۔و ھذاظاھر

مقام تیسرا: سورہ سجدہ میں ہے قل یتوفا کم ملک المو ت الذی وکّل بکم۔ یہاں لفظ ملک المو ت قرینہ ہے ارادہ موت کے لئے۔

مقام چوتھا: سورہ نساء جز ۵ میں ہے: ان الذین تو فا ھم الملا ئکۃ ظا لمی انفسھم۔ یہاں لفظ ملائکہ قرینہ موجود ہے۔

۵۔سورہ مومن۔ فامّا نر ینک بعض الّذی نعد ھم او نتوفّینّک فا لینا یرجعون۔ یہاں لفظ امّا ،اور ،او، جو کلمہ حصر ہے قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۶۔ سورہ نحل جز ۱۴۔ الذین تتو فا ھم الملا ئکۃ ظالمی انفسھم

۷۔ نیز اس (سورہ نحل) میں ہے الّذین تتوفا ھم الملا ئکۃ طیبین۔ (مرزا صاحب نے تتو فا ھم کی جگہ توفھم لکھا ہے)۔ یہاں لفظ ملائکہ بلکہ سارا قصہ قرینہ ہے ارادہ موت کا۔

۸۔حسب تحریر مرزا صاحب سورہ بقرہ جز ۱ میں ہے، یتوفون منکم۔ یہ مقام خاکسار کو نہیں ملا (یہ مقام سورہ بقرہ آیت ۲۳۴ میں ہے اور اس میں وہی قرینہ ہے جس کا بیان آگے نمبر ۹ میں آرہا ہے۔محمد داؤد ارشد)

۹۔سورہ بقرہ جز ۲ میں ہے : و الّذین یتوفّون منکم و یذرون ازوا جاً یتربّصن بانفسھنّ اربعۃ اشھر وعشراً۔ یہاں لفظ و یذ رون ازوا جاً یتربّصن بلکہ سارے احکام جو اس مقام پر مذکور ہیں قرینہ ہیں ارادہ موت پر۔ اسی سورہ و پارہ میں دوسری جگہ ہے و الّذ ین یتوفّو ن منکم و یذرو ن ازوا جاً وصیّۃً لّازواجھم متا عاً الی الحول غیر ا خرا ج (بقرہ آیت ۲۴۰) ہے۔ یہاں بھی لفظ یذ رو ن اور سارے احکام قرینہ ہیں ارادہ موت پر۔ مخفی نہ رہے کہ آٹھویں مقام میں شاید سہو کاتب سے ازالہ اوہام میں بجا ۲ (دو) کے ۱ (ایک) لکھا گیا ہے۔

مقام دسواں: سورہ انعام جز ۷ میں ہے: حتی ا ذا جا ء ا حد کم المو ت تو فتہ ر سلنا و ھم لا یفرطو ن۔ یہاں لفظ موت و رسل قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

مقام گیارھواں: سورہ اعراف جز ۸ میں ہے: حتی اذا جاء تھم رسلنا یتوفّونھم ۔ یہاں لفظ رسل بلکہ سارا قصہ قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۲۔ سورہ اعراف جز ۹ میں ہے: توفّنا مسلمین ۔ یہاں سارا قصہ قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۳۔ سورۃ توبہ جز ۱۰۔ یتوفّی باوجود تلاش کے خاکسار نے نہیں پایا (ازالہ اوہام ص ۳۳۱ میں سہو کاتب سے انفال کی بجائے التوبہ درج ہے جیسا کہ حاشیہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۶۸ میں عبدالحی ناظر اشاعت ربوہ نے صراحت کی ہے۔ اوراس میں جان کندن کے وقت ملائکہ کا کفار کو عذاب کرنا، قرینہ، موجود ہے۔ محمد داؤد ارشد)

۱۴۔ سورہ محمد جز ۲۶۔ فکیف اذاتو فتھم الملا ئکۃ یضربو ن و جوھھم و ادبارھم ۔ یہاں لفظ ملائکہ اور یضربون و جو ھھم و اد بارھم قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۵۔ یونس ۱۱ جز ۔ و اما نرینک بعض الّذ ی نعد ھم او نتوفینک فا لینا مر جعھم ۔ یہاں کلمہ حصر قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۶۔ سورۃ یوسف جز ۱۳۔ توفّنی مسلماً و الحقنی با لصّالحین ۔ یہاں حالت دعا ولفظ مسلماً و الحقنی با لصّالحین قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۷۔ سورہ رعد ۔ آیت ۴۰۔ و ان مّا نر ینک بعض الذی نعد ھم او نتو فینک یہاں کلمہ حصر دلیل ہے ارادہ موت پر۔

۱۸۔ سورہ مومن جز ۲۴۔ و منکم من یتو فی من قبل ۔ یہاں ماقبل اس کا یعنی ثمّ لتبلغوا اشدّ کم ثم لتکونوا شیو خاً قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

۱۹۔ سورہ مومن جز ۲۴۔ اونتو فینک ۔ ازالہ اوہام میں یہاں دو غلطیاں ہیں۔ اول بجائے پارہ ۲۴ کے پارہ ۱۴ لکھا ہے، دوم یہ آیت پہلے ہو چکی ہے یہاں مکرر لکھی گئی ہے۔

مقام بیسواں ۔ نحل جز ۱۴۔ و اللّٰہ خلقکم ثم یتوفّا کم و منکم من یردّ الی ارذل العمر۔ یہاں ومنکم من یرد الی ارذل العمر قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

مقام اکیسواں؛ حج ۔ جز ۱۷۔ و منکم من یتوفی ومنکم من یردّ الی ار ذل العمر ۔ یہاں و منکم من یرد الی ا ر ذل العمر قرینہ ہے ارادہ موت پر۔

مقام بائیسواں ۔ سورۃ زمر۔ جز ۲۲۔ اللّٰہ یتوفّی الانفس حین موتھا و الّتی لم تمت فی منامھا ۔ یہ آیت اول دلیل ہے مرزا صاحب کے خلاف مطلوب پر، یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ توفّی کا لفظ موت ونوم دونوں کیلئے آتا ہے اور دونوں استعمالوں میں قرینہ کی حاجت ہے۔

موت کیلئے یہاں قرینہ لفظ حین موتھا ، اورنوم کے لئے والتی لم تمت فی منامھا موجود ہے ۔

مقام تئیسواں ۔ الانعام ۔ جزء ۷ ۔ و ھو الذی یتو فا کم با للیل یہاں توفّی سے نوم مراد ہے اور قرینہ لفظ با للیل ہے یہاں سے بخوبی ثابت ہوا کہ لفظ توفّی کا موضوع لہ معنی کلی یعنی اخذ الشئی وا فیاً ہے اور موت اور نوم کے معنی کیلئے قرینہ کی حاجت ہے ۔ پس جب تک کوئی قرینہ قطعیہ قائم نہ ہوگا تو اسکے معنی کلی سے صرف نہ کیا جائے گا کیونکہ النصو ص تحمل علی ظواھر ھا و صرف النصو ص عن ظواھرھا الحاد قاعدہ مقررہ ہے اور یہ بھی اپنی جگہ ثابت ہوا ہے کہ اللفظ یحمل علی الحقیقۃ ما لم یصرف عنھا صارف۔

❁ قولہ : بہرحال جب کہ تمام قرآن میں لفظ توفّی کا قبض روح کے معنوں میں آیا ہے اور احادیث میں ان تمام مواضع میں جو خدا تعالی کو فاعل ٹھہرا کر اس لفظ کو انسان کی نسبت استعمال کیا ہے جابجا موت ہی کے معنی لئے ہیں تو بلا شبہ یہ لفظ قبض روح اور موت کے لئے قطعیۃ الدلالۃ ہو گیا۔

❁ اقول (محمد بشیر): اس میں کلام ہے بدو وجہ ۔ اول یہ کہ اگرچہ لفظ توفّی قرآن وا حادیث میں بہت جگہ موت کے معنی میں آیا ہے مگر کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں کہ قرینہ وہاں قائم نہ کیا گیا ہو اور معنی حقیقی ہونا موت کا جب ثابت ہو کہ کوئی ایسی جگہ قرآن وحدیث میں آپ بتائیے کہ بلا قیام قرینہ یقینی طور وہاں موت مراد ہو ۔ دوم یہ کہ یہ آیت ذوالوجوہ ہے اور مفسرین قدیماً وحدیثاً اسکے معنی میں چند تاویلات لکھتے چلے آتے ہیں اور جو معنی آپ نے کہے وہ کسی نے نہیں کہے ہیں ۔ اور جب آپ نے آیت و ان من اہل الکتا ب کا اس وجہ سے کہ وہ ذوالوجوہ ہے قطعیۃ الدلالۃ ہونا تسلیم نہیں کیا حالانکہ وہ معنی بھی تفسیروں میں موجود ہیں جو احقر نے بیان کئے ۔ پس آیت انی متو فیک کو جو ذوالوجوہ ہے اور آپ کے مخترعہ معنی ایک تفسیر میں بھی نہیں لکھے ہیں ، یعنی مخترع کو قطعی الدلالۃ کہنا بڑی جسارت و جرأت ہے حدیث اذا لم تستحی فا صنع ما شئت (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ۵۴ ۔ الحدیث ۳۴۸۳، ۳۴۸۴ ۔ یعنی جب تم کو شرم نہیں تو جو چاہے سو کرو) کو یاد کر لیجئے ۔ اور وعید من فسر القرآ ن بر أیہ فلیتبوّأمقعدہ من النار (یعنی جو قرآن کی تفسیرا ٹکل سے کرے وہ اپنی جگہ دوزخ میں سمجھ لے) (ترمذی کتاب التفسیر باب ما جاء فی الذی یفسر القرآ ن بر أیہ ، بالفاظ مختلفۃ ، الحدیث ۲۹۵۰ ، ۲۹۵۱ ۔ وابوداؤد کتاب العلم باب الکلا م فی کتا ب اللہ بلا علم ۔ الحدیث ۳۶۵۲ ۔ سند ضعیف ہے اور جو الفاظ مؤلف مرحوم نے نقل کئے ہیں ان الفاظ سے یہ روایت غزالی نے احیاء العلوم ج ا ص ۳۸ میں ذکر کی ہے اور علامہ عراقی نے ترمذی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے مگر المغنی عن حمل الاسفار ج ا

ص ۳۸۔ ترمذی میں یہ روایت تو موجود ہے مگر الفاظ مختلف ہیں۔ مولانا سہسوانی نے فقط الفاظ نقل کئے ہیں حوالہ وغیرہ نہیں دیا۔ اور ان الفاظ سے مجھے یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم۔ داؤد ارشد) کا بھی لحاظ رکھے۔ اب ہم اس آیت کے ذوالوجوہ ہونے کے لئے چند تفاسیر کی عبارت نقل کرتے ہیں:

معالم میں ہے:

و اختلفوا فی معنی التوفی منها قال الحسن والکلبی و ابن جر یج انّی قا بضک و را فعک من الدّنیا الیّ من غیر موت بد نک یدل علیه قوله تعالی فلمّا توفّیتنی اے قبضتنی الی السّماء وانا حیّ لانّ قو مه انّما تنصروا بعد رفعه لا بعد موته فعلی هذا للمتوفی تاویلان ا حد هما انّی را فعک الیّ وا فیاً لم ینا لوا منک شیئاً من قولهم توفّیت منه کذا و کذا و استوفیته اذا اخذ ته تا ماً ۔ و الآخر انّی متسلمک من قولهم توفیت منه کذا ای تسلمته و قال الر بیع بن انس المراد با لتّوفّی النّوم وکان عیسی قد نام فرفعه اللّٰه نا ئماً الی السّماء معنا ها انی منیمک و را فعک الیّ کما قال اللّٰه تعا لی و هو الّذی یتوفّا کم با للیل ای ینیمکم وقال بعضهم المراد بالتوفّی الموت و روی علی بن طلحة عن ابن عباسؓ انّ معناه انّی ممیتک یدل علیه قوله تعا لی قل یتوفّا کم ملک الموت فعلی هذا له تا ویلان۔ ا حدهما ما قاله وهب تو فّی اللّٰه عیسی ثلاث ساعات من النّهار ثمّ ا حیا ہ و رفعه اللّٰه الیه قال محمد بن اسحاق انّ النّصاری یزعمون انّ اللّٰه تعالی توفّاه سبع ساعا ت من النّهار ثمّ احیاه و رفعه الیه والآخر ما قاله الضحا ك و جماعة ان فی هذه الآیة تقدیماً و تاخیراً و معناه انّی را فعک الیّ و مطهّرك من الّذین کفروا و متو فّیک بعد انزا لک من السّماء ۔

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض نے متو فیک کے معنی یہ کئے ہیں کہ تجھ کو زندہ اٹھا لونگا اور بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ نیند میں اٹھا لونگا اور بعض نے یہ تفسیر کی کہ موت چکھا کر زندہ اٹھا لونگا۔

تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۴۶۶ میں ہے:

اختلف المفسّرون فی قوله تعالی انّی متوفّیک و را فعک الیّ ، فقا ل قتاده و غیره هذا من المقدم و المؤخر تقدیره انی را فعک الیّ و متوفّیک یعنی بعد ذ لک و قال علی بن ابی طلحه عن ابن عباس انّی متوفیک ای ممیتک و قال محمد بن اسحاق عمن لا یتهم عن و هب بن منبه قال تو فاه اللّه ثلاث ساعا ت من اوّل النهار حین رفعه اللّه قال ابن اسحاق و النصاری یزعمو ن انّ اللّه توفّاه سبع ساعا ت ثمّ ا حیاه قال اسحاق بن بشیر عن ادریس عن و هب اماته اللّه ثلا ثه ایّام ثمّ بعثه ثمّ رفعه قال مطر الوراق انّی متوفّیک فی الدّ نیا و لیس بوفات موت وکذا قا ل ابن جریر توفیه هو رفعه و قال ا لا کثرو ن المراد بالوفاۃ ھنا النوم کما قال اللّه تعالی : و ھو الّذی یتوفّا کم باللیل.. الآ یۃ ۔ و قال : اللّه یتوفّی الانفس حین موتھا و الّتی لم تمت فی منامھا۔ الآیۃ ۔ و کان رسول اللہ ﷺ یقول اذا قام من النّوم الحمد للّه الّذی احیانا بعد ماamatنا۔ الحدیث ۔

حاصل ترجمہ اس کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔ غرض مرزا صاحب کے معنی سلف میں سے کسی نے نہیں کئے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

یا عیسی انّی متوفّیک، ای مستوفی اجلک و مؤخرك الی اجلک المسمّی عا صماً ایّاك من قتلھم او قابضکم من الارض من توفیت الیّ او متوفّیک نا ئماً اذ روی انه رفع نا ئماً او ممیتک عن الشّھوا ت العا ئقة عن العرو ج الی عالم الملکو ت و قیل اماته اللّه سبع ساعا ت ثمّ رفعه الی السّماء و الیه ذھب النّصاری ۔

کشاف جلد ا صفحہ ۳۶۶ میں ہے:

انّی متوفّیک ای مستوفی ا جلک و معناه انّی عا صمک من ان یقتلک الکفار و مؤخرك الی ا جل کتبته لک و ممیتک حتف انفک لا قتلاً باید یھم و را فعک الیّ الی سما ئی و مقر ملا ئکتی و

مطهّرك من الّذ ین کفروا من سوء جوا رهم و خبث صحبتهم ۔ وقیل متوفّیک، قابضک من الارض من توفیت مالی علی فلان اذا استوفیته ۔ و قیل ممیتک فی وقتک بعد النّزول من السّماء و رافعک الآن ۔و قیل متوفی نفسک بالنّوم من قوله و الّتی لم تمت فی منامها و را فعک و انت نا ئم حتی لا یلحقک خوف و تستقیظ و انت فی السماء امن مقر ب۔

تفسیر کبیر میں ہے:

انّی متوفّیک ونظیره قوله تعالی حکایة عنه فلما توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیهم و اختلف اهل التّاویل فی ها تین الآیتین علی طریقین۔ ا حد هما اجراء الآیة علی ظاهرها من غیر تقدیم ولا تاخییر فیها۔ و الثّا نی فر ض التقدیم و التاخیر فیها۔ اما الطر یق الا ولی فبیا نه من و جوه ۔

الاوّل معنی قوله انّی متوفّیک ای انّی متمّم عمرك فحینئذ توفیک ؟ فلا اترکهم حتی یقتلوك بل انا را فعک الی سمائی و مقرّبک بملائکتی و ا صونک عن ان یّتمکنّوه من قتلک و هذا تاویل حسن ۔ و الثّانی متوفّیک ای ممیتک وهو مروی عن ابن عباس و محمد بن اسحاق قالوا و المقصود ان لا یصل اعداه من الیهود الی قتله ثمّ انّه بعد ذلک اکرمه بانّ رفعه الی السّما ء ثمّ اختلفوا علی ثلا ثه اوجه احدها قال وهب توفّی ثلاث ساعا ت ثمّ رفع ، ثا نیها قال محمد بن اسحاق توفّی سبع ساعا ت ثمّ ا حیاه اللّه و رفعه۔ الثّا لث : قال الرّبیع بن انس انّه تعالی توفّاه حین رفعه الی السّما ء قال تعالی: اللّه یتوفّی الانفس حین موتها والّتی لم تمت فی منا مها ۔ الو جه الرا بع فی تا ویل ا لآیة انّ الوا ؤ فی قو له متوفّیک و را فعک لا یفید التّر تیب فالآ یة تد لّ انّه تعالی یفعل به هذه الافعال فاما کیف یفعل و متی یفعل فالامر فیه موقوف علی

الدّ لیل و قد ثبت با لدلیل علی انّه حیّ و ورد الخبر عن النّبی ﷺ انّی سینزل و یقتل الدّ جال ثمّ انّه یتوفّاہ بعد ذ لک ۔ الوجه الخامس فی التّاویل ما قاله ابوبکر الواسطی وھو ان لمراد انّی متوفّیک عن شھوا تک و حظوظ نفسک ثمّ قال و را فعک الیّ و ذ لک لان من یصرف اینا؟؟ عما سوی اللّٰه لا یکو ن له و صول الی مقام معرفة اللّٰه وایضاًفعیسی لما رفع الی السّما ء صار حا له کحال الملا ئکة فی زوا ل الشّھوة و الغضب و الاخلاق الذ میمة ۔ و الوجه السّادس ان التّوفّی ا خذ الشئی وافیاً و لما علم ان من الناس من یخطر ببا له انّ الّذی رفعه اللّٰه و رو حه لا جسده ذکرھذا الکلام لیدل علی انه علیه الصّلوة و السّلام رفع بتمامه الی السّماء بروحه و بجسده و یدلّ علی صحة ھذا التاویل قوله تعالی وما یضرو نک من شئی ۔ و الو جه السابع انّی متوفّیک ای اجعلک کا لمتو فّی لانّه اذا رفع الی السّماء و انقطع خبره و ا ثره عن ا لارض کان کالمتوفّی و اطلاق اسم الشئی علی ما یشابه فی اکثر خوا صه و صفا ته جائز حسن ۔ الوجه الثّامن المتوفّی ھو القبض یقال و فانی فلان درا ھمی و اوفانی و توفینا منه کمایقال اسلم فلان درا ھمی الیّ و تسلمنا منه و قد یکون ایضاً توفّی بمعنی استوفی و علی کلا الو جھین کان ا خرا جه من ا لارض و اصعاده الی السّما ء تو یاً له ۔ فان قیل فعلی ھذا الو جه کان التّوفّی عین الرفع الیه فیصیر قوله و را فعک الیّ تکرار ، قلنا قو له: انّی متوفّیک یدلّ علی حصول التّو فّی و ھو جنس تحته انوا ع بعضھا بالموت و بعضھا بالاصعاد الی السّماء فلما قا ل بعده و را فعک الیّ کا ن ھذا تعیینا للنوع و لم یکن تکراراً ۔ الوجه التا سع ان یقدر فیه حذ ف المضا ف و التقدیر متو فی عملک بمعنی مستو فی عملک و را فعک الیّ ای رافع عملک الیّ و ھو کقو له الیه یصعد الکلم الطیب و المراد من ھذه

الآ ية انه تعا لی بشره بقبو ل طا عته و اعما له و عر فه ان ما یصل الیه من المتا عب و المشاق فی ثمثیة ؟؟ دینه و اظهار الشر یعة من الاعداء فهو لا یضیع اجره و لا یهدم ثوا به فهذه جملة الو جوه المذکوره علی قو ل من یجر ی الآ یة رلی ظاهرها الطر یق الثا نی و هو قو ل من قا ل لا بد فی الآ یة من تقدیم و تا خیر من غیر ان رفعه حیاً و الواو لا یقتضی التر تیب فلم یبق ا لا ان یقو ل فیها تقدیم و تاخیر و المعنی انی را فعک و مطهر ك من الذین کفروا و متو فیک بعد انزا لی ایا ك فی الد نیا و مثله من التقدیم و التا خیر کثیر فی القر آن و اعلم ان الو جوه الکثیرة التی قد منا هاتغنی عن التزا م مخا لفة الظا هر و الله اعلم ۔

(خلا صہ اس کا یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں دس اقوال ہیں جو سب کے سب مرزا صا حب کے معنی کے مخالف ہیں۔جنہوں نے متو فیک کے معنی موت کے کئے ہیں انہوں نے ساتھ ہی را فعک کے معنی رفع جسما نی اورحیات مسیح کی تصریح کر دی ہے)

فتح البیان میں ہے:

قال الفراء انّ فی الکلام تقد یماً و تاخیراً تقدیره انّی را فعک و مطهّرك بعد انزا لک من السّماء قال ابو زید متوفّیک قابضک و قیل الکلام علی حاله من غیر ادعاء تقدیم و تاخیر فیه؟ و المعنی کما قال فی الکشّاف مستوفی ا جلک و معناه انّی عا صمک من ان یقتلک الکفّار و مؤخّر اجلک الی ا جل کتبته لک و ممیتک حتف انفک لا قتلاً بایدیهم عن مطر الوراق قال متوفّیک من الدنیا لیس بوفاة موت و انّما احتاج المفّسرون الی تا ویل الوفاة بما ذکر لانّ الصحیح انّ اللّه تعا لی رفعه الی السّماء من غیر وفاة کما رجحه کثیر من المفسّرین و اختاره ابن جریر الطبری وجه ذلک انه قد صح فی الاخبار عن النّبی ﷺ نزوله و قتله الدجال و قیل انّ اللّه سبحانه توفّاه ثلاث ساعات من نهار ثمّ رفعه الی السّماء وفیه

ضعف وقیل المراد با لوفاۃ ھنا النوم و مثله : ھو الّذی یتوفّا کم باللیل، اے ینیمکم و به قال کثیرون و قیل الواو فی قوله و رافعک لا تفید الترتیب لانھا المطلق الجمع فلا فر ق بین التقدیم و التا خیر قا له ابن البقاء قال ابو بکر الواسطی المعنی انّی متوفّیک عن شھوا تک و خظو ظ نفسک و ھذا با لتحر یف اشبه منه با لتفسیر

یہاں سے ذوالوجوہ ہونا اس آیت کا ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو معنی مرزا صاحب نے کیے وہ کسی مفسر نہیں لکھے۔ مفسرین کے دو ہی مذہب اس باب میں ہیں ۔ یا تو یہ کہ زندہ اٹھائے گئے ۔ یا یہ کہ اللہ تعالی نے ان کو مار پھر زندہ کیا اور زندہ اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ کسی کا مذہب نہیں کہ وہ اب بھی مردہ ہیں ۔ اگر کہا جاوے کہ ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ نے تفسیر انّی متوفّیک کی انّی ممیتک کے ساتھ کی ہے تو جواب یہ ہے کہ اہل تفسیر نے ابن عباسؓ کے اس قول کی تاویل کی ہے اور تاویل ضروری ہے اس کہ وہ اثر ابن عباسؓ کے (اور آیت و انه لعلم للسّا عة کی تفسیر خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامۃ ابن عباس سے موقوفاً و مرفوعاً نقل ہوچکی ہے ۔ پس جب ان تین آیتوں میں ابن عباسؓ رفع جسمانی ونزول کو پکار رہے ہیں تو پھر تفسیر ممیتک کی جس میں واؤ مطلق جمع کے لئے ہے مرزا صاحب کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہ تین اثر ابن عباسؓ کے صریح بتلا رہے ہیں کہ ابن عباسؓ حیات مسیح کے قائل ہیں اور یہ بھی کہ ان کے نزدیک آیت متو فّیک و را فعک میں ترتیب زمانی نہیں) کے جو بسند صحیح مروی ہیں اس اثر کے معارض (یعنی جب اس کو مرزا کے فہم کے مطابق لیا جائے) ومخالف ہیں۔

اول وہ جو ابن کثیر وغیرہ میں مرقوم ہے عن ابن عباس وان من اھل الکتاب الالیؤ مننّ به قبل موته قال قبل موت عیسی ابن مر یم علیه السلام (یعنی سب اہل کتاب حضرت عیسی کے مرنے سے پہلے ایمان لے آویں گے)،اور اس کی سند اوپر مرقوم ہوئی۔

دوم وہ جو فتح البیان وغیرہ میں مرقوم ہے:

ا خر ج سعید بن منصور و النسا ئی و ابن ابی حا تم و ابن مردویه عن ابن عباس قال لمّا اراد اللّه ان یرفع عیسی الی السّماء خرج الی ا صحا به و فی البیت ا ثنا عشر ر جلاً من الحوا ر یین فخرج علیھم من عین فی البیت و رأسه یقطر ماءً فقال ان منکم من یکفر بی اثنی

عشر مر ةً بعد ان آ من بی۔ ثمّ قال ا یّکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی و یکون معی فی در جتی فقام شا ب من ا حد ثهم سناً فقال له اجلس۔ ثمّ اعاد علیهم فقام الشّا ب فقال اجلس۔ ثمّ اعاد علیهم فقام الشّاب فقال انا۔ فقال انت ذا ك۔ فالقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السّماء قال و جاء الطّلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثمّ صلبوه فکفر به بعضهم اثنی عشر مرةً بعد ان آمن به و افتراقوا ثلث فر ق فقالت طائفة کان اللّه فینا ما شاء ثمّ صعد الی السّما ء فهؤلاء الیعقوبیه و قالت فرقة کان فینا ابن اللّه ما شاء ثمّ رفعه اللّه الیه و هؤلا النسطوریه و قالت فرقة فینا عبداللّه و رسوله وهؤلا ء المسلمون۔ فتظاهرت الکافرتان علی الملةفقتلوها فلم یزل الاسلام طا مساً حتّی بعث اللّه محمد ﷺ فانزل اللّه علیه فآمنت طائفة من بنی اسرائیل یعنی طائفةالتی آمنت فی زمن عیسی و کفر ت طائفة الّتی کفرت فی زمن عیسی فایّدنا الّذین آمنوا فی زمن عیسی با ظهار محمد دینهم علی دین الکا فرین قال ابن کثیر بعد ان سا قه بهذا ا للفظ عند ابی حا تم قال حد ثنا ا حمد بن سنان حد ثنا ابو معاویه عن الاعمش عن المنها ل بن عمر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فذ کره و هذا اسناد صحیح الی ابن عباس و صدق ابن کثیر فهؤلا ء کلّهم رجال الصحیح وا خرجه النسائی من حد یث ابی کر یب عن ابی معا ویه بنحوه و قد رویت قصة علیه السلام من طرق بالفاظ مختلفة و ساقها عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر علی صفة قر یبة مما فی الانجیل۔ (اسکا تر جمہ پہلے گذر چکا۔خلا صہ اس کا یہ ہے کہ ابن عباسؓ آیت رفعه اللّه کی تفسیر یوں بیان کر تے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالی نے بجسد ہ العنصر ی آسمان پر زندہ اٹھالیا)

یہاں سے تا ویل کی ضرورت ثا بت ہوئی اب اگر کوئی کہے کہ اگر چہ یہ آیت ذوالو جوہ ہے مگر مرزا صا حب نے سب وجوہ واحتما لات با طل کر دیئے اس طرح پر کہ معنی حقیقی توفّی کے

موت کے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اوپر معلوم ہوا کہ توفی معنی حقیقی موت کے ہرگز نہیں بلکہ معنی حقیقی اخذ الشّیء وافیاً ہیں اور موت معنی مجازی توفّی کے ہیں۔ اسی واسطے جس جگہ قرآن مجید و حدیث میں توفّی بمعنی موت آیا ہے تو وہاں قرینہ قائم ہے۔ علاوہ اس کے آیت و ان من اھل الکتاب میں بھی جتنے احتمالات ہمارے مخالف تھے سب ہم نے بفضلہ تعالیٰ الزامی و تحقیقی طور پر باطل کر دیئے۔ خواہ وہ احتمالات ہوں کہ زمان نزول آیت سے آج تک مفسرین لکھتے چلے آئے ہیں خواہ وہ جو مرزا صاحب اور ان کے اتباع نے فی زماننا تراشے ہیں، خواہ وہ جو قیامت تک آئندہ نکالے جاویں۔ پس اس آیت کا قطعیۃ الدلالۃ ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

❁قولہ (قادیانی): اور بخاری جو اصح الکتب ہے اس میں بھی تفسیر آیت فلما توفیتنی کی تقریب میں متوفیک کے معنی ممیتک لکھا ہے۔

❁اقول (محمد بشیر): جواب اس کا بدو وجہ کے۔

اول یہ کہ یہ روایت معارض و مخالف ہے ان دو روایتوں صحیح کے جن کا ذکر اوپر ہوا، اسی ضرورت سے علما نے اس روایت کو مأول کیا۔

دوم راوی اس کا علی بن طلحہ ہے۔ قسطلانی میں ہے:

و قال ابن عباس فیمارواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن طلحہ عنہ فی قولہ تعالیٰ یا عیسی انّی متوفّیک ، معناہ ممیتک

اور علی بن ابی طلحہ کو ابن عباسؓ سے ملاقات نہیں ہے اور ضعیف ہے۔ تقریب میں ہے:

علی بن ابی طلحہ سالم مولی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس و لم یرہ ، من السّادسہ صدوق قد یخطی۔

خلاصہ میں ہے:

عن ابن عباس مرسلاً و عن مجاھد و القاسم و عن ہثور بن یزید و معمر و الثوری قال احمد لہ اشیاء منکرات و قال القسوی ضعیف

کاشف میں ہے: قال احمد لہ اشیاء منکرات

میزان میں ہے:

قال احمد بن حنبل لہ اشیاء منکرات و قال دحیم لم یسمع علی بن ابی طلحہ التفسیر عن ابن عباس انتھی ملخصاً

اور بخاری جو اصح الکتب ہے اس سے مراد بخاری کی وہ احادیث مرفوعہ ہیں جو سند کے ساتھ بخاری اپنی صحیح میں لاتا ہے نہ تعالیق۔ سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں:

و بما تقدم تايد حمل قول البخارى ما ادخلت فى كتابى الاّما صح على مقصوده به و هو الاحاديث الصحيحة المسندة دون التعاليق و الآثار الموقوفة على الصّحابة فمن بعدهم و الاحاديث المترجم بها و نحو ذالک۔

﴿قولہ: اور اگر کوئی کہے کہ رافعک مقدم اور متوفیک موخر ہے یعنی رافعک آیت کے سر پر اور متوفیک فقرہ جاعل الذین اتبعوك فوق الذين كفروا کے بعد اور بیچ میں یہ فقرہ محذوف ہے ثم منزلک الی الارض۔ سو یہ ان یہودیوں کی طرح تحریف ہے جن پر بوجہ تحریف کے لعنت ہو چکی ہے کیونکہ اس صورت میں آیت کو اس طرح پر زیر و زبر کرنا پڑے گا

يا عيسى انّى رافعک الى السّماء و مطهرك من الّذين كفروا و جاعل الّذين اتّبعوك فوق الّذين كفروا الى يوم القيامة ثمّ منزل الى الارض و متوفّيک

﴿اقول: ایک جماعت سلف میں سے اس تقدیم وتاخیر کی قائل ہوئی ہے ان میں سے ہیں ابن عباس ضحاک وقتادہ وفراء وغیرھم۔ ضحاک وقتادہ وفراء کا قائل تقدیم وتاخیر تو مصرح ہے اور ابن عباس کا اس لئے کہ ابن عباسؓ سے تفسیر متوفیک، ممیتک مروی ہے اور حالانکہ موت قبل الرفع معارض ہے اثر ین صحیحین کے جو ابن عباس سے منقول ہوئے تو وجہ توفیق جزنہیں؟؟ ہے مگر یہی قول بالتقدیم والتاخیر۔ پس اب یہ کہنا کہ یہودیوں کی طرح تحریف ہے ان سب سلف پر تحریف کا الزام لگانا ہے۔ ناظرین برائے خدا غور فرماویں کہ کیا مرزا صاحب اس بات کے مجاز ٹھہر سکتے ہیں کہ ابن عباسؓ وقتادہ وضحاک وفراء وغیرھم جلیل الشان اکابر کو یہودیوں کی سی تحریف کا الزام دیویں۔ ان اکابر پر یہودیوں کی سی تحریف کا الزام دینا میری سمجھ میں نہیں آتا، آپ نے جو کچھ ان بزرگوں کی عزت ومرتبہ کا پاس نہ کیا جو تفسیر قرآن کو آپ سے بہتر جاننے والے تھے۔ علاوہ اس کے مجرد تقدیم وتاخیر موجب تحریف نہیں ہے موجب تحریف وہ تقدیم وتاخیر ہے جو خلاف قواعد اس زبان کے ہو جس میں وہ کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کے نظائر کتاب اللہ میں نہ پائے جاتے ہوں اور کوئی دلیل اس پر نہ ہو اور اس تقدیم میں تاخیر میں کوئی قاعدہ موافق علم بلاغت کے نہ ہو اور یہاں چاروں

امور غیر متحقق ہیں۔ خلاف قاعدہ تو اسلئے نہیں کہ (واؤ) لغت عرب میں ترتیب کے لئے نہیں آتا ہے ۔مطلق جمع پر دلالت کرتا ہے۔نظائر اس تقدیم وتاخیر کے بکثرت قرآن مجید میں موجود ہیں۔تفسیر کبیر میں ہے و مثلہ فی التقدیم و التاخیر کثیر فی القرآن (یعنی جیسا کہ اس آیت میں تقدیم وتاخیر معنوی ہے ایسا ہی قرآن کریم میں بہت جگہ ہے) ۔دلیل اس پر آیت و ان من اہل الکتاب الالیومنن بہ قبل مو تہ۔ و اثر ابن عباس جو حکماً مرفوع ہے، موجود ہے۔اس تقدیم وتاخیر میں فائدہ موافق علم بلاغت کے یہ ہے کہ چونکہ کفار درپۓ قتل وصلیب تھے اس لئے توفّی جو واقع میں بعد رفع ہونے والی تھی اس کا ذکر اہم تھا۔مقصود یہ کہ ہم تم کو تمہاری اجل معلوم کے وقت ماریں گے، کفار تم کو قتل نہ کرسکیں گے، ان کے قتل سے ہم تم کو بچائیں گے۔ اور بالفرض اگر یہ معنی آپ کے نزدیک خطا تھے، تو تخطیہ کافی تھا، الزام تحریف ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو اور دیگر بزرگوں کو کمال سوءادب ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

❁قولہ: اگر جسمانی طور پر رفع مراد لیا جائے تو سخت اشکال پیش آتی ہے ...الی قولہ ...تو کیا خدا تعالی دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے، تا دوسرے آسمان میں ہونا رافعک الیّ کا مصداق ہو جائے۔

❁اقول: اس اشکال کو خصوصیت رفع جسمانی کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ اشکال تو رفع روحانی پر بھی وارد ہوتا ہے اور تقریر اس کی بعینہ یہی ہے جو آپ نے کی، یعنی احادیث صحیحہ بخاری سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح معہ اپنے خالہ زاد بھائی کے دوسرے آسمان پر ہیں، تو کیا خدا تعالی دوسرے آسمان میں بیٹھا ہوا ہے تا دوسرے آسمان میں ہونا رافعک الی کا مصداق ہوجائے۔اورحل اس اشکال کا یہ ہے کہ فوقیت واستواء علی العرش کی صفت اللہ تعالی کے لئے بادلہ کتاب وسنت ثابت ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے۔ پس فوق السماوات وعرش کی طرف اٹھانا اللہ تعالی کی طرف اٹھانا ہے اس سے اللہ تعالی کا دوسرے آسمان میں بیٹھا ہونا کہاں لازم آتا ہے۔ یہ جواب تو موافق مذہب سلف کے ہے جو آیات صفات میں تاویل نہیں کرتے اور موافق خلف کے وہ تاویل ہے جو بیضاوی وغیرہ میں لکھی ہے۔لفظ بیضاوی یہ ہے: الی محل کرامتی و مقر ملائکتی۔ شیخ زادہ اس کے تحت میں لکھتا ہے:

لما کان ظاھر الآیۃ ،شعراً بکو نہ تعالی متمکناً فی مکان یستعلی علیہ بین انّ المراد برفعہ رفعہ الی مکان رفیع الّا انّہ عبر عن رفعہ

اللّٰہ برفعہ الی نفسہ تشریفاًلذ لک المکان و تعظیماً کما قال ابراھیم علیہ السلا م انّی ذا ھب الی ربّی و انما ذھب علیہ السلام من العرا ق الی الشّا م و یسمّی الحجا ج زوار اللّٰہ و المجاورون جیران اللّٰہ ،کل ذ لک لتعظیم ا لاما کن و تفخیماً فکذا ھذا ۔

قولہ: یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ خدا تعالی کے فاعل ہونے اور انسان کے مفعول ہونے کی حالت میں بجز قبض روح کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے ۔اس بنا پر میں نے ہزار روپئہ کا اشتہار بھی دیا ہے۔

اقول: او پر ہم نے ثابت کر دیا کہ جس مقام پر توفّی کے معنی موت کے آئے ہیں وہاں قرینہ موجود ہے جو علامت مجاز کی ہے پس مجھے جھوٹا اشتہار دینا تو منظور نہیں لیکن میں یہ سچا اشتہار دیتا ہوں کہ اگر آپ قرآن مجید میں توفّی بمعنی موت کے بغیر قرینہ مقالیہ یا حالیہ کے ایک جگہ بھی ثابت کر دیں تو میں آپ کو اس دعوی میں کہ یہ آیت قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح پر صادق مان لونگا، پھر اس میں بحث رہے گی کہ کوئی دوسری آیت قطعیۃ الدلالۃ اس کے معارض ہے یا نہیں۔

قولہ: اب اگر یہ آیت مسیح ابن مریم کی وفات پر قطعیۃ الدلالۃ نہیں تو دلائل مذکورہ بالا اور نیز دلائل مفصلہ مبسوطہ ازالہ اوہام کا جواب دینا چاہیے۔

اقول: دلائل مذکورہ بالا کا تو جواب بفضلہٖ تعالی ہوگیا، رہے دلائل مفصلہ مبسوطہ ازالہ اوہام ان کا جواب بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہونے والا ہے۔ فا نتظر

قولہ: تو آپ کو ایک ہزار روپئہ بھی مل جائے اور اپنے بھائیوں میں علمی شہرت بھی حاصل ہو جائے

اقول: تعجب کہ آپ باوجود ادعائے مسیحیت خاکسار کو طمع روپئہ وشہرت کی دیتے ہیں خاکسار کی تو یہ دعا ہے کہ حق تعالی مجھے اور آپ کو اور سب اہل اسلام کو طمع روپئہ وشہرت سے بچائے۔

قولہ: دوسری دلیل مسیح ابن مریم کی وفات پر خود جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے جس کو امام بخاری اپنی کتاب التفسیر میں اس غرض سے لایا ہے کہ تا ظاہر کرے کہ : لما توفیتنی کے لما امتنی ہے ..الی قولہ ...اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کا مزار ہے پھر جب کہ آنحضرت ﷺ نے وہی لفظ فلما توفیتنی کا حدیث بخاری میں اپنے لئے اختیار کیا ہے اور اپنے حق میں ویسا ہی استعمال کیا ہے جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں مستعمل تھا تو کیا اس بات کے سمجھنے میں کچھ کسر رہ گئی کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ وفات پا گئے ایسا ہی حضرت مسیح ابن مریم بھی وفات پا گئے۔

اقول : اس مقام پر یا تو آپ نے بڑا مغالطہ کھایا ہے یا دیا ہے ۔ بیان اس کا یہ ہے کہ لفظ صحیح بخاری کا یہ ہے فاقول کما قال العبد الصّالح و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّ قیب علیھم ۔ یہاں کاف تشبیہ ہے جو مغایرت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر حضرت ﷺ یوں فرماتے : فاقول ما قال العبد الصالح ،تو استدلال آپ کا درست ہوتا جب حضرت ﷺ نے کاف تشبیہ اس پر داخل کیا تو یہ دلیل مغایرت ہوئی ۔ معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے توفی اور حضرت عیسیٰؑ کے توفی میں ایک مشابہت تو ہے مگر عین نہیں ہے حضرت عیسی کی توفی تو بطور اصعاد ہوئی اور حضرت ﷺ کی توفّی بطور موت سبحان اللہ ۔ اللہ تعالی نے حضرت ﷺ کی زبان سے کیسا لفظ نکلوایا کہ جس سے حیات مسیح میں شبہ کرنیوالوں کے شبہ کا استیصال کلی ہوگیا ۔ الحمد للّٰہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ ۔ دیکھو اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کے قول سورہ مائدہ میں یوں حکایت کی ہے ما قلت لھم ا لّا ما امرتنی بہ ان اعبدوااللّٰہ ربّی و ربّکم ۔ یہاں حضرت عیسی نے کما امرتنی نہیں کہا۔ پس معلوم ہوا کہ ما امر تنی اور کما امرتنی میں فرق ہے، ایسا ہی ما قال العبد الصالح اور کما قال العبدالصا لح میں فرق ہے ۔ و من لم یفرق بینھما فقد اخطأ خطأ فاحشاً ۔ پس یہ استدلال آپ کا اوھن من نسج العنکبو ت نکلا ۔ الحمد للّٰہ علی ذلک ۔

قولہ: کیا قطعیۃ الدلالۃ اسی کو کہتے ہیں کہ کوئی اس کے ضمیر خدا کی طرف پھیرے اور کوئی ہمارے سید و مولا نبی عربی خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف اور کوئی حضرت عیسیٰؑ کی طرف اور کوئی قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیرے اور کوئی کتا بی کی طرف ۔

اقول : اوپر ثابت ہوا کہ کتابی کی طرف قبل موتہ کی ضمیر پھیرنا باطل ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیرنا متعین ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ارجاع ضمیر قبل موتہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف اثبات مدعی کیلئے کافی ہے ۔ ضمیر بہ کی خواہ حق تعالی کی طرف پھیری جائے یا آنحضرت ﷺ کی طرف یا حضرت عیسیٰؑ کی طرف ، اختلاف ضمیر بہ قطعیۃ میں کچھ مخل نہیں ہے

قولہ: اور پھر اہل کتاب کے لفظ میں بھی یہی تفرقہ اور اختلاف ہے کہ وہ کس زمانہ کے اہل کتاب ہیں ۔

اقول: جتنے احتمالات مخالف مطلوب ہیں ان سب کا ابطال اوپر ہو چکا ۔ فتذ کر

قولہ: پھر بقول آپ کے ایمان لانے والوں کا زمانہ بھی ایک نشان دہی کے ساتھ مقرر اور معین نہیں

اقول : منتہاء اس زمانہ کا تو لفظ قبل مو تہ سے سمجھا جا تا ہے اور مبدء قرینہ حالیہ سے ، یعنی بعد

نزول حضرت عیسیٰؑ بالجملہ وہ زمانہ بعد نزول وقبل الموت کے درمیان ہوگا، اس سے بڑھ کر اور کیا تعیین ہوگی۔ علاوہ اس کے زمانہ کا عدم تعیین قطعیۃ الدلالۃ ہونے میں مخل نہیں ہوسکتا ہے دیکھو قیامت کا زمانہ کوئی معین نہیں ہے حالانکہ نصوص دالہ علی القیامۃ قطعی ہیں۔

﴿قولہ: قرآن کریم کے کتنے مقامات سے ثابت ہوا ہے کہ اس دنیا کے زوال تک کفار اہل کتاب باقی رہیں گے۔

﴿اقول: آپ نے اس باب میں اپنی تحریر اول میں دو آیتیں لکھی ہیں ایک: و جاعل الّذین اتّبعوك فوق الّذین كفروا الی یوم القیا مۃ۔ دوسری۔ و اغر ینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیا مۃ۔ پہلی آیت کا خاکسار نے اپنی تحریر دوم میں دو طرح پر جواب دیا۔ اول یہ کہ آیت و ان من اھل الکتاب الّالیومننّ بہ قبل مو تہ، اس کی مخصص ہے۔ دوم، احادیث صیحہ سے ثابت ہے کہ قبل قیامت سب شریر رہ جائیں جن پر قیامت قائم ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ عام مخصوص البعض ہے۔ اور دوسری آیت کا یہ جواب دیا کہ یہ آیت بھی عام مخصوص البعض ہے۔آپ نے اپنی تحریر دوم سوم میں اس جواب پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور پھر بار بار ان ہی آیات کو جن کا جواب ہو چکا ہے لکھے جاتے ہیں۔ یہ امر داب مناظرہ کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے نزدیک جواب میرا صحیح تھا تو استدلال ان آیات کے ساتھ ترک کرنا واجب تھا اور اگر غیر صحیح تھا تو اس کے عدم صحت کی وجہ لکھنا واجب تھی اور اگر صرف یہی وجہ ہے کہ آیت و ان من اھل الکتا ب ذوالوجوہ ہے قطعیۃ الدلالۃ نہیں ہے اس لئے مخصص نہیں ہوسکتی ہے، تو جواب یہ ہے کہ اوپر ہم نے آیت کا قطعیۃ الدلالۃ ہونا دلیل الزامی و تحقیقی سے ثابت کر دیا۔ فتذکر۔ علاوہ اس کے ان دونوں آیتوں کی دلالت اس معنی پر کہ اس دنیا کے زوال تک کفار اہل کتاب باقی رہیں گے، صرف آپ کا فہم ہے یا سلف وخلف میں سے کسی نے یہ معنی بھی لکھے ہیں؟ اگر کسی نے لکھے ہیں تو سند لائیے، اور اگر صرف آپ کا فہم عالی ہے تو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ آپ تو فہم معانی آیات میں بہت خطا کیا کرتے ہیں۔ دیکھئے اسی آیت: اغر ینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیا مۃ، میں بینھم کا مرجع آپ نے یہود ونصاری کو تحریر اول میں ٹھہرایا ہے حالانکہ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے۔ مفسرین نے اس کو قیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اصل مرجع اس کا نصاری کے فرقے ہیں، سیاق قرآن مجید بھی اسی پر دال ہے کیونکہ اس سے قبل یہ آیت ہے انّ الّذین قا لوا انا نصاری ا خذ نا میثا قھم فنسوا خظاً مما ذکروا بہ۔ مطلب پہلی

آیت کا یہ ہے کہ میں تیرے تابعداروں کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھونگا، یعنی وقت وعدہ سے لے کر قیامت تک جس زمانہ میں یہ دونوں پائے جاویں گے (اسی محاورہ کے مطابق صحیح بخاری میں حضرت عمر کا یہ قول ہے لا اقضی قضاء غیر ذلک حتی تقوم الساعۃ یعنی میں قیام قیامت تک سوائے اس کے کچھ فیصلہ نہیں کرونگا یعنی جب تک میرا وجود ہے۔ بموجب فہم مرزا صاحب کے اس سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ حضرت عمرؓ اور مخاطبین قیامت تک) تیرے تابعدار غالب رہیں گے نہ یہ کہ ان دونوں کا قیامت تک پایا جانا بھی ضرور ہے۔ اور مطلب دوسری آیت کا یہ ہے کہ ہم نے نصاری کے فرقوں میں عداوت و دشمنی لازم کر دی ہے قیامت تک یعنی جس زمانہ میں یہ فرقت پائیں جاویں گے تو ان میں عداوت بھی رہے گی، نہ یہ کہ ان سب فرقوں کا قیامت تک پایا جانا بھی ضرور ہے۔

اس معنی کی مؤید وہ حدیث ابو ہریرہؓ ہے جس کو باسناد صحیح امام احمد وابوداؤد نے روایت کیا ہے:

قال الحافظ فی الفتح و روی احمد و ابو داؤد باسناد صحیح من طریق عبد الرحمن بن آدم عن ابی ھریرہ مثلہ مرفوعاً و فی ھذا الحدیث ینزل عیسی علیہ ثوبان ممصران فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یدعو الناس الی الاسلام و یھلک اللّٰہ فی زمانہ الملل کلّھا الّا الاسلام و تقع الامنۃ فی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل و تلعب الصّبیان بالحیات و قال فی آخرہ ثم یتوفّی و یصلّی علیہ المسلمون۔ (خاص ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت عیسی جب نازل ہوں گے تو اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ رہے گا پھر حضرت عیسیؑ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے)

قولہ: پھر وہب اور محمد بن اسحاق اور ابن عباسؓ واقعہ موت کے قائل ہیں۔

اقول: وہب ومحمد بن اسحاق اگرچہ واقعہ موت کے قائل ہیں مگر اس امر کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالی نے پھر زندہ کر کے مع الجسد ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس سے بھی حیات ثابت ہوئی۔ اور ابن عباس کا واقعہ موت کا قائل ہونا کہیں مصرح نہیں، ہاں تفسیر متوفّیک کی ممیتک البتہ ان سے منقول ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعہ موت کے وہ قائل ہیں۔ محتمل ہے کہ وہ آیت میں مانند قتادہ وضحاک وغیرہ کے تقدیم وتاخیر کے قائل ہوں بلکہ راجح یہی ہے بدلیل اثرین صحیحین کے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ علاوہ اس کے آپ کے نزدیک لفظ ممیتک کا دلیل موت حقیقی پر نہیں جیسا کہ

ازالۃ الاوہام میں مصرح ہے اور ابن عباسؓ کی اس روایت میں جو جرح ہے وہ اوپر بیان کی گئی۔

قولہ (قادیانی): اور رسول اللہ ﷺ موت مسیح پر صریح شہادت دیتے ہیں۔

اقول (محمد بشیر): یہ غلط محض ہے کیونکہ حدیث صحیح البخاری میں صرف یہی ہے اقول کما قال العبد الصّالح۔ پس کاف تشبیہہ دلالت تغائر مقولین پر کرتا ہے نہ عینیت پر۔ اور تغائر میں دو احتمال ہیں۔ یا تو لفظی یا معنوی۔ لفظی کی صورت یہ ہے کہ مثلاً آنحضرت ﷺ لفظ تو فیتنی نہ فرما ویں بلکہ بجائے اس کے لفظ امتنی فرما ویں اور معنوی کی یہ صورت کہ آنحضرت ﷺ لفظ توفّیتنی ہی فرماویں مگر لفظ توفّیتنی سے امتنی مراد لیں۔ دونوں تقدیر پر موتِ مسیح پر شہادت مفقود ہے۔

قولہ: اور امام بخاری خود اپنا مذہب بھی یہ ہی ظاہر کرتے ہیں۔

اقول: امام بخاری نے ہرگز اپنا یہ مذہب ظاہر نہیں کیا۔ سبحا نک هذا بهتان عظيم۔ البتہ امام بخاری نے سورہ مائدہ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے ۔ و قال ابن عباس متوفّيك مميتك ۔ اور اسی سورۃ کی تفسیر میں باب وكنت عليهم شهيداً مّا دمت فيهم فلمّا توفّيتني كنت انت الرّ قيب عليهم و انت على كل شيء شهيد ، میں حدیث ابن عباسؓ لایا ہے جس میں یہ لفظ ہے فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم فلمّا توفّيتني كنت انت الر قيب عليهم ۔ اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح وفات پاچکے ہیں بلکہ امام بخاری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں۔

دلیل اس پر یہ ہے کہ بخاریؒ نے کتاب احادیث الانبیاء میں اپنا قول نزول عیسی ابن مریم لکھا ہے ابوذر کی روایت میں بغیر لفظ باب کے ہے اور غیر ابوذر کی روایت میں باب ہے (دیکھو صحیح بخاری باب نزول عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم) اس باب میں امام بخاریؒ نے دو حدیثیں لکھی ہیں۔ ان میں سے پہلی حدیث ابوہریرہؓ کی و الّذى نفسى بيده ليو شكن ان ينزل فيكم ابن مريم ، جس میں یہ لفظ موجود ہے:

ثمّ يقول ابو هريره و اقرأو ان شئتم : و ان مّن اهل الكتا ب الّا ليومننّ به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً۔

امام بخاری کا اس حدیث کو لانا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ حضرت مسیح، امام بخاری کے

نزدیک زندہ ہیں۔

قولہ: تو پھر باوجود ان مخالفانہ ثبوتوں کے قبل موتہ کی ضمیر کیونکر قطعی طور پر حضرت عیسیٰؑ ہی کی طرف پھر سکتی ہے۔

اقول: اوپر ہم نے دلیل الزامی و تحقیقی سے ثابت کر دیا کہ ضمیر قبل موتہ کی حضرت عیسیٰؑ ہی کی طرف پھرتی ہے نہ کتابی کی طرف۔ اگر ضمیر قبل موتہ کی کتابی کی طرف ہو تو مراد ایمان سے یا وہ ایمان ہے جو زہوق روح کے وقت ہوتا ہے، تو لفظ قبل موتہ محض بے محل ہے بجائے اس کے حین یا عند یا وقت چاہیے، یا وہ ایمان جو اس سے پہلے ہوتا ہے، یعنی ایمان نافع و معتد بہ، تو اس وقت قبل موتہ کی قید لا طائل ہوتی ہے، کلام الٰہی کو معاذ اللہ سفہاء کا کلام بنا دیتی ہے۔

قولہ: اور میں نے آپ کے خالص مستقبل کا بھی پورا پورا فیصلہ کر دیا ہے۔

اقول: مخفی نہ رہے کہ ہم نے اوپر ثابت کر دیا کہ ہمارے مدعا کے اثبات کیلئے صرف یہ ہی امر کافی ہے کہ ضمیر قبل موتہ کی حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہو، لیؤمنن کو خالص مستقبل کے کیلئے لیجئے یا نہ لیجئے خالص مستقبل کی بحث تو صرف اس لئے کی گئی تھی کہ بغیر مستقبل کے معنی فاسد ہوتے ہیں اور فساد معنی درصورت حال و استمرار ظاہر ہے۔ اور احتمال ماضی تو صریح البطلان ہے۔

قولہ: اگر آپ کے ساتھ کوئی عامی اور بے خبر مفسر ہوگا ہمارے ساتھ اللہ جل شانہ اور اس کا پیارا اور برگزیدہ رسول ہے۔

اقول: سب مفسرین کو جن میں صحابہ میں سے ابن عباسؓ و ابو ہریرہؓ اور من بعد الصحابہ میں سے حسن بصری و ضحاک و ابن جریج و ربیع بن انس و قتادہ و مطر وراق و ابو مالک و عبدالرحمٰن بن زید ابن اسلم و وہب بن منبہ و محمد بن اسحاق و ابن جریر و ابن کثیر اور صاحب تفسیر درمنثور، و کشاف و معالم التنزیل و بیضاوی و مدارک وغیرھم سب داخل ہیں ان سب کو عامی و بے خبر کہنا نہایت گستاخی و بے ادبی ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور ہم نے اوپر ثابت کر دیا کہ نہ اللہ تعالی آپ کے ساتھ ہے اور نہ اس کا رسول۔ بلکہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہیں۔

قولہ: کیا اس حدیث کے موافق جو کتاب التفسیر میں امام بخاری نے لکھی ہے.. الی قولہ.... لیکن ایسا نہ کریں کہ آیت لیومنن کی طرح کوئی ذوالوجوہ اور محجوب المفہوم حدیث پیش کر دیں۔

اقول: ان سب امور کے جواب سے بفضلہٖ تعالی ہم فارغ ہوگئے الحمد للّٰہ علی ذلک۔

اب ہم اس مقام پر اپنی دلیل کا آپ کی دلیل سے موازنہ کرتے ہیں تاکہ سب اہل انصاف پر ظاہر ہو جائے کہ آپ کی دلیل کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اگر آپ کی دلیل کی ترجیح کی یہ وجہ ہے کہ توفی سے ظاہر موت ہے تو ہم ابھی اوپر ثابت کر آئے کہ ظاہر آیت و ان مّن اھل الکتاب الّا لیومنن بہ قبل موتہ سے حیات ہے اور اگر یہ وجہ ہے کہ انّی متوفّیک کی تفسیر جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیث بخاری میں اس طرح فرمائی ہے کہ فاقول کما قال العبد الصّالح، تو میں کہتا ہوں کہ حدیث بخاری میں تفسیر و ان مّن اھل الکتاب، کی جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے و الّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصّلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتّی لا یقبلہ احد حتّی تکون السّجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا، کیونکہ اس حدیث سے صاف خود حضرت عیسی کا نزول جسمانی ثابت ہوتا ہے اور نزول فرع صعود کی ہے، تو ثابت ہوا کہ صعود بھی جسمانی ہوا۔ پس یہ حدیث صعود جسمانی کے اثبات کے لئے کم نہیں ہے۔ حدیث فاقول کما قال العبد الصالح سے اثبات وفات کے لئے اگر کہا جاوے کہ حدیث نزول بسبب معارضہ آیت انّی متوفّیک کے مصروف عن الظاہر ہے تو ہم کہیں گے کہ حدیث: فاقول کما قال العبدالصّالح بھی بسبب معارضہ آیت و ان مّن اھل الکتاب کے مصروف عن الظاہر ہے۔ اگر وجہ ترجیح یہ ہے کہ بخاری میں ہے کہ ابن عباسؓ نے متوفیک کی تفسیر ممیتک کی ہے تو بخاری میں ہے کہ ابوہریرہؓ نے و ان مّن اھل الکتاب کی ایسی تفسیر کی ہے کہ جس سے قطعی حیات ثابت ہوتی ہے۔

اب ہماری دلیل کی وجہ ترجیح سنئیے۔ ہم نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ ضمیر قبل موتہ کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف ہے جس سے قطعاً حیات ثابت ہے اور آپ سے لفظ توفی کا بمعنی موت حقیقی ہونا ثابت نہ ہو سکا کیونکہ مدار اس کا اس امر پر ہے کہ آپ کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کریں کہ وہاں بلا قیام قرینہ موت مراد ہو۔ و انی لکم ھذا؟

حدیث والّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم، صاف نزول جسمانی پر دلالت کرتی ہے اور آیت انّی متوفّیک اس کے معارض نہیں ہے بخلاف فاقول کما قال العبد الصالح کے کہ یہ وفات پر مطلق دلالت ہی نہیں کرتی کیونکہ اس میں لفظ تشبیہ موجود ہے اور بفرض دلالت آیت و ان من اھل الکتاب اس کی معارض وصارف عن

الظاہر ہے۔اور تفسیر ابن عباس (اور جب بسند صحیح ابن عباس سے رفع بہ جسد عنصری اور نزول ثابت ہے اور واؤ مطلق جمع کیلئے ہے اور مطلق موت سے کوئی منکر نہیں تو کسی قسم کا تخالف ہی نہ رہا) پر تفسیر ابو ہریرہ کو دو طرح پر ترجیح ہے۔اول تو تفسیر ابن عباس کو بخاری تعلیقاً لایا ہے اور تفسیر ابو ہریرہ کو مسنداً۔ دوم یہ کہ راوی تفسیر ابن عباسؓ کا علی بن طلحہ ہے اور وہ مجروح ہے۔ بالجملہ ہماری دلیل کو آپ کی دلیل پر تین وجہوں سے ترجیح ہے۔

قولہ: آپ جانتے ہیں کہ آیت لیؤمننّ کے متعلق چندروز کس قدر ہم دونوں کا وقت ضائع ہوا اور آخر آپ کا دعوی قطعیۃ الدلالۃ صریح باطل نکلا۔

اقول: آیت کے متعلق بحث میں بنظر احقاق حق جو وقت صرف ہوا، اس کو ضائع کہنا آپ ہی کا کام ہے۔ میں تو اللہ تعالی کے فضل سے امید اجر رکھتا ہوں آپ کو نہ ہو تو نہ سہی۔اور ظاہر بھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آیت کا قطعیۃ الدلالۃ ہونا ثابت ہوگیا اور حجت آپ پر اور آپ کے اتباع پر تمام ہوگئی ۔حجت الزامی تو آپ پر عین مناظرہ ہی میں تمام ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ تحریر چہارم یا پنجم میں بحث تحقیقی بھی جو تحریر ہذا میں لکھی گئی ہے لکھی جاتی مگر آپ اس کے خوف سے پہلے ہی خلاف معاہدہ و شرط مباحثہ ناتمام چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

قولہ: اور آپ نے جن پانچ دلیلوں پر حصر کیا تھا وہ ھباءً منثوراً کی طرح نابود ہوگئیں۔

اقول: سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ وہ کون کلمہ حصر کا ہے اگر آپ سچے ہیں تو ارشاد فرمائیے۔میرے پاس بفضلہ تعالی اور بھی ادلہ سوائے ان پانچ کے موجود ہیں (جن کو مقدمہ میں لکھا ہے)۔ان پانچ میں سے ایک کی تو قطعیۃ میں نے ثابت کردی جس کی قطعیت کا دعوی کیا گیا تھا اور باقی ادلہ گو قطعی نہ سہیں مگر ادلہ ظنیہ تو ہیں ،ظنی طور پر اثبات مدعی کے لئے کافی ہیں۔ دلیل ظنی کا منکر اگرچہ کافر نہیں مگر مبتدع تو ہے۔

قولہ: حضرت آپ ناراض نہ ہوں۔اگر پہلے سے آپ سوچ لیتے تو میرا عزیز وقت ناحق آپ کے ساتھ ضائع نہ ہوتا۔

اقول: آپ اپنے وقت کو اس مباحثہ میں ضائع سمجھتے ہیں تو آپ کا وقت ضائع ہوا ہوگا لیکن حضرت من! اس کا سبب میں نہیں ہوا بلکہ اس کا سبب آپ کا پہلے سے باطل پر ہونا اور بعد تبیین و ظہور حق کے اس کا نہ تسلیم کرنا ہے۔آپ اگر پہلے سے سوچ لیتے یا بعد ظہور حق کے تسلیم کرلیتے تو یہ وقت آپ کا ضائع نہ ہوتا۔ میں بھی آپ کے اس قول سے اتفاق کرتا ہوں کہ فی الواقع آپ کا وقت

ضائع ہوا عنداللہ اسلئے کہ بعد ظہور حق کے باطل پر آپ اڑے رہے اور عندالناس اس لئے کہ آپ کو شکست فاش اس مباحثہ میں ہوئی کہ زبانی عذر بارد مرض خسر صاحب خود کا کر کے پہلے ہی بحث کو ناتمام چھوڑ کر چل دیئے ذلک ھو الخسران المبین ۔ اور میرا وقت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضائع نہیں ہوا بلکہ میرے مخالف پر حجت تمام ہوگئی اور مجھ کو ناصر حقیقی نے فتح نمایاں نصیب کی ۔الحمد للہ علی ذلک ۔اور چونکہ احقر نے حتی الوسع اس مناظرہ کو محض احقاق حق کیلئے کیا، ریا وسمعہ یا کسی اور غرض دنیوی ونفسانی کے ساتھ مشوب ہونے سے اس کو بقدر استطاعت بچایا و اللّٰہ علی ما نقول وکیل اسلئے مجھ کو اپنے رب سے امید قوی ہے کہ اس کا اجر آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ مجھے ملے گا و ما توفیقی الا باللہ و لا حول و لا حول قوۃ الا باللہ

﴾قولہ: اب جب کہ آپ کے ان اول درجہ کے دلائل کی جن کو آپ نے تمام ذخیرہ سے چن کر پیش کیا تھا آخر میں یہ کیفیت نکلی تو میں کیونکر اعتبار کروں کہ آپ کے دوسرے دلائل میں جان ہوگی۔

﴾اقول: یہاں سے آپ نے تمہید گریز کی شروع کی ہے اصل بات یہ ہے کہ جب وہ پانچ ادلہ جو سرسری طور سے جلسہ واحدہ میں بالمشافہ لکھوا کر آپ کو دیئے گئے اور اس جلسہ میں ان کا جواب آپ سے نہ ہو سکا اور مہلت آپ نے طلب کی اور شرط بالمشافہ تحریر کو آپ نے حذف کر دیا اور غائبانہ جو جواب آپ نے لکھا وہ سراسر باطل اور ہیچ اور لغو محض اس لئے آپ کو یہ دھڑکہ پیدا ہوا کہ ان ادلہ سرسری کے جواب میں تو یہ حال ہے پس اگر دوسرے ادلہ جو اطمینان سے لکھے جاویں گے تو اس کا جواب دہ میں کیوں کر ہو سکونگا۔اور جب بحث حیات و وفاۃ میں جس کو میں اپنی دلیل قوی سمجھتا تھا یہ حال ہے تو بحث نزول و بحث مسیح موعود میں کیا حالت گزرے گی ۔اس لئے آپ نے ذلت فرار کو اختیار فرمایا مگر یہ خیال نہ کیا کہ یہاں تو فرار کر کے اپنی جان بچالی لیکن رب السماوات والارض سے جان بچا کر کہاں جایئے گا اگر آپ کو کچھ حیا وغیرت یا خوف حق تعالیٰ کا ہے تو پھر آپ دہلی میں تشریف لایئے اور مباحثہ حیات و وفات کو حسب معاہدہ وشرط تمام کیجئے اور اس کے بعد نزول مسیح میں موافق عہد وشرط کے مباحثہ کیجئے اور پھر موافق وعدہ کے مباحثہ اپنے مسیح موعود ہونے میں ۔اگر آپ سچے مسیح موعود ہیں تو ضرور یہ ابحاث آپ کو پورے کرنے چاہیے ۔ورنہ یہی علامت آپ کے مسیح کاذب ہونے کے لئے کافی سمجھی جاوے گی فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکافرین ۔

مخفی نہ رہے کہ آپ دنیا پر یہ ظاہر کیا ہے کہ خاکسار نے پانچ دلیلوں پر حصر کیا تھا مگر

یہاں آپ کے اقرار سے ثابت ہوا کہ آپ کے گمان میں میرے پاس دوسرے دلائل بھی موجود ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ قصداً بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں ۔ جاننا چاہیے کہ میں نے خلاف اپنی عادت کے کچھ کلمات سخت یہاں آپ کو لکھے ہیں مگر وہ کلمات آپ کے کلمات طیبہ کے مقابلہ و موازنہ میں کچھ سخت نہیں ہیں ۔ اگر آپ فرمائیے گا تو موازنہ کر کے دکھا دیا جائے گا با ایں ہمہ اس قدر سختی بھی میں اپنی جبلت کے خلاف سمجھتا ہوں ۔ میں گمان کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے اس حکمت و مصلحت سے یہ لکھوائے ہیں کہ آپ غیرت میں آکر پھر تینوں ابحاث کے لئے تیار ہو جاویں گے تو آپ کا دجل وتمویہ کھل جاوے گا ۔

قولہ : اور آج جیسا کہ آپ کی طرف سے تین پرچے لکھے جا چکے ہیں میری طرف سے بھی تین پرچے ہو گئے ۔ اب یہ پرچے ہم دونوں کی طرف سے بجنسہ چھپ جانے چاہییں پبلک خود فیصلہ کر لے گی

اقول : جب مباحثہ ابھی ناتمام ہے تو پبلک کیسے فیصلہ کر سکتی ہے ۔

قولہ : چونکہ مساوی طور پر ہم دونوں کے پرچے تحریر ہو چکے ہیں تین آپ کی طرف سے اور تین میری طرف سے ، اس لئے یہی پرچے بلاکم وبیش چھپ جائیں گے اور ہم دونوں میں سے کسی کو اختیار نہیں ہوگا کہ غائبانہ طور پر کچھ اور زیادہ یا کم کرے ۔

اقول : یہ عجیب آپ کا انصاف ہے آپ اپنے رقعہ مورخہ ۲۳ ۔ اکتوبر میں لکھ چکے ہیں :

اور اس لحاظ سے کہ بحث کو بے فائدہ طول نہ ہو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو ۔

اس کلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے پانچ پرچوں تک کی احقر کو اجازت دی تھی اور مدعی بھی احقر کو بنایا تھا اور طبعی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ مدعا علیہ کا پرچہ ایک کم ہونا چاہیے ۔

آپ نے اپنے خط موسومہ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی مورخہ ۶ جون ۱۸۹۱ء میں خود لکھا ہے : پرچے پانچ ہونے چاہئیں جو صاحب اول لکھیں ایک پرچہ زائد ان کا حق ہے ۔

اس خاکسار نے اول لکھا ہے اسلئے ایک پرچہ زائد میرا حق ہے اور آپ کا ایک پرچہ کم ہونا چاہیے ۔ پس احقر کو پانچ کی اجازت ہوئی تو آپ کو چار کی ۔ اب اگر اس سے کم پر مقرر کرنا منظور تھا تو اس کی تین صورتیں تھیں ۔ یا تو ہر واحد کو مستقل کم کرنے کا اختیار دیا جاتا تو اس صورت میں تو مناظرہ متصور نہیں کیونکہ احد المناظرین مثلاً اگر دو تحریروں پر قصد کرنا چاہتا ہے اور دوسرا تین پر یا احد المناظرین تین پر اور دوسرا چار پر یا احد المناظرین چار پر اور دوسرا پانچ پر ، تو مناظرہ کیسے ہوسکتا

ہے، اس لئے کہ اجتماع اضداد محال ہے۔ اور اگر احد المناظرین کو اختیار دیا جاوے نہ دوسرے کو، تو ترجیح بلا مرجح خلاف عدل ہے، یا دونوں کو باتفاق رائے کم پر قصر کرنے کا اختیار ہے یہی شق متعین ہے اور یہ آپ نے اختیار نہیں کی۔ اگر آپ کو میری تین تحریروں پر قصر کرنا تھا تو آپ کو دو امر واجب تھے۔ اول یہ کہ قبل قطع مباحثہ تراضی طرفین حاصل کر لیتے۔ دوم جس تقدیر پر احقر تین پرچوں پر راضی ہو جاتا تو آپ اپنے دو ہی پرچے رکھتے تیسرا نہ لکھتے۔ جب آپ نے دو واجبوں کا ترک کیا تو اب نقض معاہدہ ومخالفت آپ سے صادر ہوئی اسلئے اب مجھے عقلاً وشرعاً وقانوناً آپ کی اخیر تحریر کے جواب لکھنے کا اختیار باقی رہا۔ ہاں جو تحریرات مباحثہ میں ہوئی ہیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ بجنسہ محفوظ رہیں گی اس میں کچھ کم وبیش نہ کیا جاوے گا۔ علاوہ اس کے وفات کی دلیل آپ نے اخیر پرچے میں لکھی اور وہ لکھ کر آپ چل دیئے اور احقر کو مطلق موقع جواب کا نہ دیا۔ کیا یہی انصاف ہے۔ اگر آپ کو تیسرے پرچہ پر قطع بحث منظور تھی تو دلیل وفات دوسرے ہی میں لکھ دی ہوتی۔ کیا مسیح موعود کی ایسی دیانت ہونی چاہیے۔ ہاں مسیح کاذب کیلئے یہی زیبا ہے۔

سوائے اس کے آپ تحریر اخیر میں چند امور کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

بلکہ اگر وہ اپنے معنوں کو قطعیۃ الدلالۃ بنانا چاہتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ ان دونوں باتوں کا قطعی طور پر فیصلہ کر لیں۔ انتہی

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

پھر مولوی صاحب کے پاس باوجود اس دوسرے معنی ابن عباس اور عکرمہ کے کون سی دلیل اس بات پر ہے کہ اس ذکر اہل کتاب سے وہ لوگ قطعاً باہر رکھے گئے ہیں اور کون سی حجت شرعی یقینی قطعیۃ الدلالۃ اس بات پر ہے کہ اہل کتاب سے مراد اس زمانہ نامعلوم کے اہل کتاب ہیں جس میں تمام وہ لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گے۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں:

اب فرمایئے کیا اس تحریف پر کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل مل سکتی ہے؟ انتہی

چوتھی جگہ لکھا ہے:

اگر کسی حدیث صحیح میں ایسی تحریف کی اجازت ہے تو بسم اللہ دکھلایئے۔ انتہی

پانچویں جگہ لکھا ہے:

آپ اگر سچے ہیں تو اس کتاب اصح الکتب سے کوئی حدیث اس پایہ کی پیش کریں۔

ان مقامات میں چند امور کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں اور یہاں ارشاد ہے کہ :

یہی پرچے بلاکم وبیش چھپ جائیں گے اور ہم دونوں میں سے کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ غائبانہ طور پر کچھ اور زیادہ یا کم کریں۔

یہ اجتماع المتخالفین کیسا ہے۔

قولہ: یہ بھی یاد رہے کہ تین پرچوں پر طبعی طور پر فریقین کے بیانات ختم ہو گئے ہیں۔

اقول: یہ غلط محض ہے اور دعوی بلا دلیل اور کذب صریح ہے، عقل ونقل کے مخالف، کیونکہ میرے بیانات کا ختم ہونا آپکو کیسے معلوم ہوا؟ علاوہ اس کے ابھی تک اس خیال سے کہ یہ مقدمہ آپ کے مسلمات سے ہے کہ قبل موت کا مرجع حضرت عیسیٰؑ ہیں دلیل تحقیقی اس پر قائم نہیں کی گئی تھی، آپ کے مسلمات پر بنا رکھی گئی تھی۔ اور یہ ارادہ تھا کہ اگر آپ مطالبہ دلیل تحقیقی کا کریں گے تو دلیل تحقیقی بیان کی جاوے گی۔ سو آپ نے صفحہ ۲ تحریر اخیر میں مطالبہ تو کیا اور جواب کا انتظار آپ نہیں کرتے۔ کیا یہی طبعی طور پر فریقین کے بیانات کا ختم ہونا ہے۔ یہ تو صریح ظلم ہے و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔علاوہ اس کے باوجود مطالبہ آپ نے کسی پرچہ میں دلیل وفات مسیح تحریر نہیں فرمائی، ہاں پرچہ اخیر میں دو دلیلیں لکھی ہیں تو اب مہلت آپ جواب کی نہیں دیتے۔ کیا یہی طبعی طور پر فریقین کے بیانات کا ختم ہونا ہے۔ اس سے صریح آپ کی چالاکی معلوم ہوتی ہے۔ آپ کو کتمان حق و دجل وتمویہ مقصود ہے اظہار صواب واحقاق حق ہرگز مطلوب نہیں اگر احقاق حق منظور ہوتا تو ایسے امور کا ارتکاب آپ ہرگز نہ کرتے آپ اگر سچے ہیں تو پھر دہلی میں آکر مباحثہ حیات و وفات کو ختم کیجئے اور اس کے بعد نزول مسیح میں پھر اپنے مسیح موعود ہونے میں بحث کیجئے ورنہ آپ مسیح کاذب تصور کئے جاویں گے۔

قولہ: اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد جب پبلک کی طرف سے منصفانہ رائیں شائع ہوں گی اور ثالثوں کے ذریعہ سے صحیح رائے جو حق کی مؤید ہو، پیدا ہو جائیگی تو اس تصفیہ کے بعد آپ تحریری طور پر دوسرے امور میں بحث کر سکتے ہیں۔

اقول: یہ امر معاہدہ وشرط کے خلاف ہے کیونکہ آپ تین رقعوں میں تحریر فرما چکے ہیں کہ :

پہلے مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بحث ہوگی، اس کے بعد نزول مسیح ابن مریم میں اور عاجز کے مسیح موعود ہونے میں،

یہ قید جواب آپ نے زیادہ کی ہے یعنی اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد جب پبلک

کی طرف سے منصفانہ رائیں شائع ہوں گی اور ثالثوں کے ذریعہ سے صحیح رائے جو حق کی مؤید ہو پیدا ہو جائے گی، انتہی ۔ کسی رقعہ میں نہیں تحریر فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دفع الوقتی مقصود ہے احقاق حق سے کچھ کام نہیں۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ وہ پبلک کون ہوگی اور وہ ثالث کون ہونگے۔ اگر میری جماعت نے فیصلہ کیا تو آپ اس کو تسلیم نہ کریں گے اور آپکی جماعت نے فیصلہ کیا میں اس کو تسلیم نہ کرونگا۔ پھر وہ فیصلہ کرنے والی جماعت کون ہوگی۔ میرے نزدیک اگر جماعت پر ہی فیصلہ رکھا جاوے تو یہ شکل عمدہ معلوم ہوتی ہے کہ میری چاروں تحریریں اور آپ کی تین تحریریں ایک جماعت کے سامنے پیش ہوں کہ ان میں دو آدمی میرے مذہب کے میری پسند کے موافق ہوں اور دو آدمی آپ کے مذہب کے آپ کی پسند کے مطابق اور ایک وہ شخص ہو کہ نہ میری جماعت میں داخل ہو اور نہ آپ کی جماعت، جیسے کوئی عیسائی عالم یا کوئی آریہ سماج عالم یا کوئی نیچری عالم مانند سید احمد خان صاحب وغیرہ کے اور اس کا منتخب کرنا بھی ہم دونوں کے اتفاق سے ہو۔ پھر کثرت رائے پر فیصلہ کیا جائے اس کے سوا اور کسی طرح پر کسی جماعت کا فیصلہ قابل قبول نہیں معلوم ہوتا۔

❁قولہ: لیکن اس تحریری بحث کیلئے میرا اور آپ کا دہلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں جب کہ تحریری بحث ہے تو دور رہ کر بھی ہوسکتی ہے۔

❁اقول: یہ امر بھی معاہدہ وشرط کے خلاف ہے کیونکہ معاہدہ وشرط یہ ہے کہ تحریری بحث بالمشافہ ہو، ورنہ آپ کا دہلی میں آنا عبث تھا اور مجھ کو دہلی میں طلب فرمانا بھی عبث۔ اگر آپ پہلے سے یہ سوچ لیتے تو مجھے اور آپ دونوں کو دہلی کے جانے کی تکلیف کیوں کرنی پڑتی۔ پس آپ کی اس تحریر سے ہر منصف مزاج بخوبی آپ کی گریز تسلیم کرلے گا اور غالباً آپ کو بھی اس تحریر کے بعد جس سے صریح گریز ٹپک رہی ہے پشیمانی ہوئی ہوگی اور آئندہ آپ کسی سے مناظرہ کا نام نہ لیں گے اور نہ کوئی اہل علم آپ کو بایں پریشان خیالی مناظر بنانا چاہے گا جب تک کہ آپ کے حیلہ جوئیوں کا پورا بندوبست نہ کرلے۔ الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ تمت (منقول از حق الصریح فی اثباۃ حیاۃ المسیح طبع دہلی ۱۳۰۹ھ)

جلسہ اعظم مذاہب

لاہور ۱۸۹۶ء

اس جلسہ کے کچھ حالات ہم کسی گذشتہ جلد میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ جلسہ لاہور میں ۱۸۹۶ء کے آخری دنوں میں منعقد ہوا تھا اور اس میں مختلف مذاہب کے اہل علم نے مقالات پڑھے تھے اور جلسے کے بعد قادیانیوں نے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ ان کے مرزا صاحب کا مضمون اول نمبر پر رہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کا مضمون سوالات جلسہ سے غیر متعلق تھا اور پسند نہ کیا گیا۔ اس مطلب کے انہوں نے مختلف اخبارات میں مراسلے اور آرٹیکل چھپوائے۔ ان اخبارات میں حیدرآباد دکن کا ایک اخبار مخبر دکن بھی تھا جس میں میاں کمال الدین کے مراسلے شائع ہوئے۔ مولانا بٹالوی نے، مخبر دکن کی جھوٹی مخبری، کے عنوان سے ماہنامہ اشاعۃ السنہ میں اس پروپیگنڈے کی قلعی کھولتے ہوئے لکھا:

روئیداد جلسہ اعظم مذاہب کے بیان میں مخبر دکن نے اپنے پرچہ ہائے ۱۴ جنوری، ۲۵ فروری اور ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں جو کچھ کہا ہے اس میں دروغگوئی سے کام لیا ہے اور وہ دروغگوئی نہ صرف ہمارے حق میں اور ہمارے مضمون کی نسبت اس سے عمل میں آئی ہے بلکہ دوسرے اسلامی وکیلوں مولوی عبداللہ پروفیسر اورئینٹل کالج اور مولوی ثناء اللہ مدرس مدرسہ تائید الاسلام امرتسر اور دیگر مذاہب کے وکیلوں (ہندوؤں سکھوں) وغیرہ کے بیانات کی نسبت بھی اس سے سرزد ہوئی ہے۔ ہم اس مقام میں.. اپنے مضمون کی نسبت اس کی چار دروغ گوئیوں کو ذکر کر کے ان کے دروغ ہونے کی وجہ ثبوت بیان کرتے ہیں۔ اس پر اڈیٹر مخبر دکن نے (جو ایک مدراسی سلطان محمود مرزائی کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں) اپنے بیان کی اصلاح نہ کی، تو پھر زیادہ تفصیل کریں گے۔ اور نیز اس وقت تو ہم اس دروغ گوئی کا مرتکب صرف مخبر دکن کے نامہ نگار کو جو (جو الہامی قاتل اور خونی مسیح کے

ایک حواری میاں کمال الدین صاحب ہیں یا خود حضرت اعلی ان دروغ گوؤں کے پیشوا، چنانچہ ان کے بیانات وتحریرات آئندہ سے معلوم ہوتا ہے) قرار دیتے ہیں اور اگر ہمارے دلائل اور وجہ ثبوت کو سن کر اڈیٹر مخبر دکن نے داد انصاف نہ دی اور سلطان محمود کی تقلید سے آزاد ہوکر اپنے نامہ نگار کی تکذیب نہ کی تو ہم ان کو بھی اس دروغ گوئی میں شریک قرار دے کر ان کی خدمت میں بھی کچھ التماس کریں گے۔ انشاء اللہ تعالی

وہ دروغ گوئیاں یہ ہیں:

پہلی دروغ گوئی مخبر دکن کا پرچہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء میں یہ بیان ہے کہ

ایک دو عالم صاحبوں نے جلسہ میں قدم رکھا مگر الٹا، اس لئے کہ انہوں نے یا تو مقرر کردہ مضامین میں گفتگو نہ کی، یا بے سروپا کچھ بول دیا؟ ہر ایک مذہب کے مقرر کو اپنے اپنے بیانات کی عمارت کو اپنی اپنی کتب مقدسہ کے استدلالات پر مبنی کرنا نہایت ہی ضرور تھا اور اس امر کو بجز مرزا صاحب اور کسی نے پورا نہ کیا، نہ سوائے مرزا صاحب کے کسی وکیل مذہب نے پانچوں سوال کا جواب دیا۔ خلقت حیران تھی کہ مولوی (محمد حسین) صاحب کس اصول مجوزہ سے جواب دے رہے۔ آپ کا بیان اثبات نبوت، خوابوں کی حقیقت، اشیا کی فلسفیت، غسل جنابت کی علت اور جہاد کی اہمیت اور دیگر مسائل کے متعلق تھا۔

مولوی صاحب کا بیان علی وجہ التجر گو کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ کل حاضرین ایک طرف اور کارکنان و پریذیڈنٹ صاحبان دوسری طرف حیرت میں تھے کہ مولوی صاحب کو کس نے ان امور پر وعظ فرمانے کے لئے بلایا تھا۔ یہ وہ مولوی صاحب ہیں جن پر آج کل اہل اسلام کو بھروسا تھا۔ مگر مولوی صاحب نے مسلمانوں کی امیدیں خاک میں ملا دیں۔ ان کو کس نے کہا تھا کہ وہ جہاد کے مسائل سنائیں اور جہاد سے متعلق اسلام پر سے اعتراضات کو دور کریں۔ مولوی صاحب نے مجوزہ پانچ سوالات کو شائد (لغو؟) سمجھا اور ان دو گھنٹوں کو موقعہ سمجھ کر ان مسائل کو سنانا شروع کیا جن میں ان کو دسترس تھا۔

اس بیان کے کذب ہونے کی وجہ ثبوت:

اس بیان کے کذب ہونے کی وجہ ثبوت اول تو ہمارا وہ مضمون ہے جو اشاعۃ السنہ جلد ۱۷ میں اور مستقل طور پر بعنوان خطبہ (یا لیکچر) شائع ہوگیا ہے۔ ناظرین اس کو پڑھیں گے تو یقین کر

لیں گے کہ اس میں جلسہ کے پانچوں سوال کا جواب ہے جس میں اولاً آیات قرآن سے استدلال ہے پھر اس کی تائید میں احادیث نبویہ سے استشہاد ہے اور کوئی مسئلہ منجملہ مسائل محل اعتراض مخبر دکن سوالات مجوزہ جلسہ سے اجنبی اور بے تعلق نہیں ہے۔

دوسری وجہ ثبوت خود مخبر دکن کے اعترافات منقولہ ذیل ہیں جن میں صاف اور صریح طور پر اس نے مان لیا ہے کہ جو آیات اس خاکسار نے پڑھی ہیں وہ سوالات جلسہ کے عین مطابق ہیں:

۱۔ پرچہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء ص ۴، ۵ میں میاں کمال الدین صاحب کا یہ اعتراف:

مولوی صاحب جب آپ نے ابتداء تقریر میں قرآنی آیات پڑھیں تو میں نہائت ہی خوش ہوا کیونکہ وہ ہمارے سوالات کے متعلق تھیں لیکن نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ جناب کی توجہ بعد پر کسی اور طرف منعطف ہوگئی اور آیات قرآنی کو معرض بیان میں آنے کا موقعہ نہ ملا۔

۲۔ پرچہ ۱۱ فروری ۱۸۹۷ء کے ص ۲ میں آپ کا یہ بیان واعتراف:

مولوی صاحب نے پہلے اس بات پر زور دیا کہ میرے گذشتہ بیان کے متعلق لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس میں سوالات مشتہرہ سے کچھ تعلق نہ تھا، یہ غلط ہے، میں نے جس قدر آیات پڑھیں بالکل سوالات کے متعلق تھیں،۔

مولوی صاحب کا یہ فرمانا بالکل ٹھیک تھا لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں آپ نے اپنے بیان کو ان قرآنی آیات کے صرف معنی بیان کرنے میں محدود نہ رکھا۔ آپ کیوں صرف ایک دفعہ آیات کا ترجمہ کر کے ادھر ادھر بھٹکتے رہے۔

۳۔ اس پرچہ کے صفحہ ۳ میں آپ کا بیان واعتراف:

مولوی صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں نے اس دن نبوت کا بیان شروع کیا تھا تو وہ اس لئے تھا کہ انسان کی اعلیٰ روحانی حالت نبوت ہے۔

مولوی صاحب کا یہ فرمانا بھی درست تھا مگر کاش کوئی سلسلہ اس بیان میں ہوتا ۔یعنی یہ کہ مولوی صاحب پہلے مجوزہ سوال کی طرف حاضرین کو متوجہ کر کے انسان کی جسمانی اور اخلاقی حالت کا ذکر فرماتے اور بعد پر روحانیت کا مضمون چھیڑ کر نبوت کی طرف آتے ۔مگر مولوی صاحب سے یہ نہ ہو سکا اور بے جوڑ طریق پر نبوت کا قصہ شروع کر دیا۔

یہ تینوں اعتراف مخبر دکن کے اس امر پر روشن دلائل ہیں کہ جو پہلے بیان کیا دوسرے بیان میں اس نے ان کے بر خلاف کہا ہے،..اور ہمارے مضمون میں جلسہ کے سوالات کا پورا جواب تھا وہ عین مطابق تھا اور اس میں کتاب مقدس قرآن کی آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔

اعتراف اول کے اخیر میں جو آیات قرآن کے معرض بیان میں نہ آنے یعنی ان کی تشریح کرنے کا موقع نہ ملنے پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے اسکا اظہار خود ہم نے اپنے ریمارک میں شروع خطبہ سے پہلے کیا ہے کہ ہم کو کافی وقت دیتے جس میں ہم پوری تشریح آیات کرتے (چونکہ وقت ناکافی تھا) لہذا ہم نے انتخاب سے کام لیا اور جو اس افسوس کے بعد یہ افسوس ظاہر کیا ہے کہ مولوی صاحب کی توجہ دوسری طرف منعطف ہوگئی اور ایسا ہی اعتراف دوئم سوئم میں کہا ہے کہ مولوی صاحب ادھر ادھر پھرتے رہے اور نبوت کا سلسلہ وار ذکر نہ کیا، بے جوڑ طریق پر کیا، اس میں سفید جھوٹ سے کام لیا گیا ہے خاکسار ایک منٹ دوسری طرف متوجہ نہیں ہوا اور نہ ادھر ادھر پھرا اور نہ ذکر نبوت بے جوڑ کیا۔ اس امر کا یقین ناظرین کو مضمون خطبہ (یا لیکچر) کے ملاحظہ سے بخوبی ہوسکتا ہے ہم کیا کہیں: مشک آنست کی خود ببوید نہ کہ عطا بگوید

دوسری دروغ گوئی مخبر دکن کا بحوالہ میاں کمال الدین صاحب پرچہ ۱۴ جنوری میں یہ بیان ہے کہ مولوی صاحب (محمد حسین) نے آپ کے پاس مرزا جی کے مضمون کی تعریف کی تھی اور اس مضمون کی نظر سے فتح اسلام کا اقبال کیا اور کہا کہ کل یعنی مرزا قادیانی کے لیکچر کے دن مجھے ماسٹر درگا پرشاد ملے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں مرزا صاحب کا مضمون سن کر اسلام کی حقیقت معلوم ہوئی، اور یہ بیان کیا کہ کمال الدین نے مرزا صاحب کے مضمون کی کیفیت مذکور بالوضاحت بیان کی اور خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج نے اس کی تصدیق وتائید فرمائی۔

یہ دروغ گوئی الہامی ہے۔ اولاً اس دروغ گوئی کا الہام مرزا صاحب کو معلم الملکوت کی طرف سے ہوا ہے .. پھر یہ الہام دروغ بحکم خلافت وبطور وراثت آپ کے خلیفہ میاں کمال الدین کے حصہ میں آیا اور درحقیقت میں نے قادیانی کا مضمون نہ سنا اور نہ اس کی نسبت اپنا کوئی خیال اچھا یا برا اس کے پاس ظاہر کیا اور نہ ماسٹر درگا پرشاد مجھے قادیانی کے لیکچر کے بعد ملے اور نہ انہوں نے اس مضمون کی نسبت اپنا کوئی خیال میرے پاس ظاہر کیا۔

میں نے جو کچھ میاں کمال الدین کے پاس کہا تھا وہ اپنے مضمون کی نسبت اور اسی کی نظر سے کہا تھا، اور اسی مضمون کی نسبت ماسٹر درگا پرشاد کا قول نقل کیا تھا۔ اسی لیکچر خاکسار کے دن اور

اسی کے بعد شام کے قریب وہ میری فرودگاہ کے قریب سید مٹھہ میں مجھے ملے تھے اور اسی مضمون کی نسبت انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم واسلام کی یہ حقیقت معلوم نہ تھی جو آج یہ مضمون سن کر معلوم ہوئی ہے۔

اسکی وجہ ثبوت: اس بیان مخبر دکن کا مستند ومنتہی چونکہ ماسٹر درگا پرشاد کا قول ہے لہذا اس کے صدق وکذب ان ہی کی شہادت میں منحصر کیا جاتا ہے۔ میاں کمال الدین اپنے بیان مذکور میں سچے ہیں تو وہ ماسٹر درگا پرشاد سے میرے سامنے کہلوا دیں کہ وہ مجھے مرزا قادیانی کا لیکچر سننے کے بعد ملے تھے اور اسی لیکچر کی انہوں نے میرے پاس تعریف کی تھی۔ اور اسی کو سن کر وہ کلمہ کہا تھا جو میاں کمال الدین نے نقل کیا ہے۔ اور اگر انہوں نے یہ نہ کہا بلکہ اس کے برخلاف یہ کہا کہ میں ابوسعید محمد حسین کو اسی دن ملا تھا جس دن انہوں نے اپنا مضمون سنایا تھا اور اس مضمون کی نسبت میں نے وہ کلمہ کہا تھا جو مجھ سے نقل کیا گیا ہے تو اس سے اہل بصیرت وانصاف کو یقین ہوگا کہ میاں کمال الدین کا بیان محض دروغ بے فروغ ہے۔

تیسری دروغ گوئی مخبر دکن کا پرچہ ۱۱ فروری ۱۸۹۷ء میں یہ بیان ہے:

گیارہ بجے پر ان کا (محمد حسین) کا وقت ختم ہو گیا۔ اگزیکٹو کمیٹی نے خان بہادر شیخ خدا بخش کی معرفت مولوی صاحب کو ٹھہرا دینے کیلئے بہت تقاضا کیا مگر آپ نے کسی کی ایک نہ سنی۔ پھر بھی خان بہادر ممدوح کی موجودگی نے آپ کو زبردستی بیٹھائے جانے کی ذلت (نوبت) سے بچا دیا۔ لیکن آخر کار خان بہادر بھی تنگ آ گئے اور مولوی صاحب کو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ مولوی صاحب نے جب اور وقت کا مطالبہ کیا اور سکرٹری کا محولہ بالا وعدہ یاد دلایا، خان بہادر تعلق قریبہ کے باوصف یہ کہنے سے نہ رک سکے کہ مولوی صاحب! کیا آپ نے وقت کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟ اگر کوئی وعدہ ہو بھی تو آپ نالش کیجئے۔

یہ دروغ گوئی بھی سفید جھوٹ ہے۔ نہ مجھے کسی نے بٹھلایا اور نہ میں نے اپنا وقت پورا کر کے اور کچھ کہنا چاہا۔ اور نہ توسیع وقت کا کسی وعدہ کو یاد دلا کر خواستگار ہوا۔ جب میرا وقت پورا ہوا میں نے بغیر کسی کے کہنے کے اپنے بیان کو ختم کر دیا۔

اس کی وجہ ثبوت: اس دروغ گوئی میں آپ نے خان بہادر شیخ خدا بخش جج لاہور اور ماڈریٹر انچارج جلسہ (جو اس وقت مہتمم اجازت وممانعت تقریر تھے) کا ذکر کیا ہے۔ پہلی دروغ گوئی میں بھی بشمول ماڈریٹران جلسہ ان کی طرف اشارہ کیا ہے لہذا اس دروغ گوئی کے دروغ ہونے کے

ثبوت میں ہم اس سے زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتے کہ میاں کمال الدین یا قادیانی کے دوسرے خلیفہ جو لاہور میں آپ کے ایجنٹ ہیں اور وہ اس مضمون مخبر دکن کو سچا سمجھتے ہیں، خان بہادر شیخ صاحب سے اولاً میرے سامنے کہلوا دیں اور ان کی قلم سے لکھوا دیں پھر اس کو لاہور کے اخباروں میں چھپوا دیں کہ میں نے ابوسعید محمد حسین کو مجبوراً بٹھا دیا تھا اور وہ کلمہ کہا تھا جو ان سے نقل کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ان سے کہلوا دیں جس کا دروغ گوئی اول میں آپ کو دعوی ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے اپنے بیان میں غیر متعلق اور اجنبی امور کی طرف رخ کیا تھا اور ان کا مضمون، جواب سوالات جلسہ کے مطابق نہ تھا اور الہامی صاحب کا مضمون ان کے مضمون سے بہتر تھا تو اس صورت میں بیان مخبر دکن صادق سمجھا جائے۔ اور اگر شیخ صاحب موصوف نے اس بیان مخبر دکن کو سچا نہ کیا بلکہ اس کے برعکس ہمارے بیان کو تصدیق کیا تو اس صورت میں مخبر دکن کو ماننا پڑے گا کہ اس بات میں اس کا بیان جھوٹا اور اس کا نامہ نگار میاں کمال الدین یا اور جو کوئی ہو، جھوٹا، ان سب کا امام الہامی قاتل جھوٹا اور یہ جماعت سب جھوٹی۔

چوتھی دروغ گوئی مخبر دکن پرچہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء میں یہ بیان ہے کہ مولوی (محمد حسین) صاحب نے نبوت الہام کا ذکر کرتے ہوئے بڑے جوش سے یہ کہہ دیا کہ افسوس روئے زمین پر اسلامی دنیا میں کوئی ولی نہیں ہے جو اپنے الہامات کا عملی ثبوت دے۔ اب مرزا صاحب کی اسلامی وکالت پر نظر انصاف ڈال کر دیکھئے کہ انہوں نے الہام کی حقیقت کھولتے ہوئے اس کو دین اسلام کا خاصہ ٹھہرایا ہے اور اپنے کو اس میں صاحب تجربہ بتایا۔

یہ بھی محض دروغ ہے۔ میں نے روئے زمین سے وجود اولیاء کی نفی نہیں کی، بلکہ اپنی رؤیت کی نفی کی تھی اور یہ بات کہی تھی کہ دعوی کرنے والے تو بہت ہیں (جو الہامی قاتل کی طرف اشارہ تھا) مگر دکھانے والے آنکھوں سے غائب ہیں۔

اس کی وجہ ثبوت: اس دروغ گوئی کے دروغ ہونے کی وجہ اولاً تو خاکسار کے چھپے ہوئے مضمون یا لیکچر میں بصفحہ ۲۹۷ نمبر ۱۰، اشاعۃ السنہ جلد ۱۷ میں خاکسار کے الفاظ شاہد ناطق موجود ہیں اور علاوہ براں اس مضمون میں بصفحہ ۳۶۲ رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۷ میں صاف کہا گیا ہے کہ اس قسم کے لوگ امت محمدیہ میں دنیا میں ہر زمانہ میں پائے گئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے گو بعض ملکوں اور شہروں میں ہم کو نظر نہ آویں۔

اور اگر یہ بہتانی ان الفاظ کی نسبت یہ کہیں کہ یہ الفاظ اس وقت نہ کہے گئے تھے بلکہ

روئے زمین سے نفی وجود اولیاء کی گئی تھی تو وہ اس کی شہادت بھی شیخ صاحب موصوف سے (جو اس وقت انچارج تقریر جلسہ تھے) دلوا دیں اور یہ کہلا دیں کہ روئے زمین سے وجود اولیاء کی نفی کی گئی تھی۔ شیخ صاحب سے یہ شہادت نہ دلوائیں تو ہمارے الفاظ مندرجہ خطبہ ان کے کذب پر بلا مزاحمت شاہد عدل متصور ہوں گے اور یہ لوگ جھوٹے ٹھہریں گے۔

بقول مخبر دکن الہامی صاحب نے جو اپنے بیان میں الہام کو خاصہ اسلام ٹھہرایا پھر اپنے الہامات کو اس کی تمثیلات بتایا ہے تو اس میں مخالفین اسلام کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیا۔ آپ کے الہامات و کرامات تو سب کے سب اس بیت کے مصداق ہیں:

این کرامت ولی راچہ عجب

گر بہ شاشید گفت باراں شد

مخالفین اسلام آپ کے اس بیان میں آپ کو سچا سمجھیں گے تو اسلام کو بھی ان ہی ذلیل کرامات اور جھوٹے الہامات کا محل و مظہر قرار دیں گے اور صاف کہیں گے کہ جیسے کرامات والہامات وکیل نے دکھائے ہیں کہ خبر تو دیں لڑکا پیدا ہونے کی اور نکل آوے لڑکی، اور پھر نو برس کی میعاد میں ایک آسمانی لڑکے کی پیش گوئی کریں اور ۱۱ سال گزر جائیں اور وہ لڑکا وجود میں نہ آوے، ویسی ہی کرامات آپ کے مؤکل نے دکھائی ہوں گی۔

ایسا اقبال الہام و کرامت اسلام کے لئے باعث عار ہے نہ موجب فخر۔ اس اقبال سے تو اپنی رؤیت کا انکار ہزار درجہ بہتر ہے جو کسی اعتراض کا محل نہیں ہو سکتا۔

اب ہم اس مضمون کو ان ہی دروغ گوئیوں کے بیان پر ختم کرتے ہیں اور منتظر ہیں کہ ہمارے نادیدہ دوست سید عبد القادر صاحب اڈیٹر اخبار مخبر دکن بتقلید سلطان محمود مرزائی ان دروغ گوئیوں کو سچ بتانے کے لئے کوئی تاویل کرتے ہیں یا ان کو جھوٹ جان کر اپنے نامہ نگار کی تکذیب اور اپنے بیان کی اصلاح عمل میں لاتے ہیں۔ ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ سلطان محمود کے دھوکہ میں آ کر حق کا مقابلہ نہ کریں بلکہ حق کے آگے جھک جائیں اور اگر سلطان محمود ان کو مقابلہ پر آمادہ رکھے تو پہلے اشاعۃ السنہ چار سال کی گذشتہ جلدیں منگا کر دیکھ لیں کہ اس مقابلہ کا صلہ ان کے امام قادیانی نے کیا پایا ہے، اسی کا حصہ ان کو بھی ملے گا۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۱۰۲۔۱۱۰ ملخصاً)

قسم کی منظوری سے قادیانی گریز

مولانا بٹالویؒ ، پیش گوئی متعلق قتل لیکھ رام کے جھوٹی ہونے پر قسم کھانے کے لئے مستعد ہوئے اور اس مضمون کو رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر جلد ۱۸ کے صفحہ ۵۳ میں بہ تفصیل درج کر کے اس کے خلاصہ سے انوں نے بذریعہ اشتہار مرزا قادیانی کو مطلع کیا تو مرزا صاحب نے اپنی ناجائز شروط سابقہ اور ایک نئی شرط کی پناہ اور آڑ لے کر اس قسم کی منظوری سے انکار کر دیا۔ اس پر مولانا بٹالوی نے، ہماری قسم کی منظوری سے الہامی قاتل اور خونی مسیح کی گریز ، کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں بتایا کہ:

وہ مدت کا شور اور جوش وخروش اشتہار مستعدی قسم کے شائع ہونے کے بعد ایک منٹ بھی نہ ٹھہرا اور

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

کا مصداق بن گیا۔ پہلے تو آپ نے قلمی خط مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں چند گالیوں اور مکروہ الفاظ (غبی ، حمق ، سفاہت وغیرہ) سے یاد فرما کر تین شرطیں پیش کیں ۔ اول وہی پرانی شرط کہ میعاد عذاب ایک سال کی مقرر ہوگی ۔ دو وجہ سے، اول یہ کہ یہ شرط الہامی ہے اور الہامی شرط کو ملہم بدل نہیں سکتا، دوسری یہ کہ یہ میعاد مسنون ہے ۔ اور کہا کہ یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے برس کا نام لے کر یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کرتے تو بلا توقف عذاب نازل ہو جاتا۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو برس تک عذاب کے نزول کا وعدہ دے کر پھر اس خاص زمانہ سے اطلاع بھی دے دی جو برس کے اندر مگر بہت قریب اور بلا توقف ظہور میں آنے والا تھا۔

دوسری شرط (جو نئی شرط آپ نے بڑھائی ہے) یہ ہے کہ قبل اس کے کہ آپ قسم کھاویں ٹھیک دو گھنٹہ بالمواجہہ تقریر سے میں آپ کے پاس اپنے اسلام اور الہام اور لیکھ رام والی پیش گوئی کے متعلق وجوہات مفصل بیان کروں۔ پھر پوچھوں گا کہ کیا آپ کو اس سے انکار ہے ۔ اور اس کے جواب میں آپ صرف اس قدر کہنے کے مجاز ہوں گے کہ مجھے انکار ہے ۔ پھر تین دفعہ اپنے مشتہرہ

الفاظ سے قسم کھائیں گے اور بجائے فوری عذاب کے ایک سال بیان کریں گے۔

تیری شرط یہ کہ اگر سال کے اندر اس جھوٹی قسم کا کوئی عذاب آپ پر نازل ہوا تو ضرور ہوگا کہ میں بذریعہ اشتہار اس کا اظہار کروں۔

پھر آخر خط میں لکھ دیا کہ یہ تمام شرائط قطعی ہیں ان کو کم وبیش کرنا جائز نہ ہوگا۔

پھر اس مضمون کا ایک اشتہار مورخہ یکم مئی ۱۸۹۷ء آپ نے شائع کیا اس میں بھی دل کھول کر گالیاں بالفاظ حماقت، شرارت، خباثت، لعنت، منہ پر تھوکنا وغیرہ دے کر ان ہی شرائط پر اصرار کیا۔ اور شرط دوم میں یہ فقرہ بڑھا دیا کہ آپ کو میرے دو گھنٹے کی تقریر کے مقابلہ میں کچھ بولنے کا اختیار نہ ہوگا۔ میت کی طرح چپ رہنا ہوگا اور شرط کی نسبت کہا کہ یہ گریز نہیں، اور چور کی داڑھی میں تنکا کی مثل پر عمل کر دکھایا۔ اور اس سے مقصود صرف رفع شبہ و اتمام حجت بتایا۔ اور جو مقصود اپنے پہلے قلمی خط میں بتا چکے تھے کہ ہم اپنے اسلام کی وجوہات بیان کریں گے، اس کو اس اشتہار میں چھپایا۔ اور شرط سوم کی تفصیل اور عذاب کی تشریح میں بضمن حاشیہ کہا کہ وہ عذاب ایسا ہوگا جس کا مزہ آپ نے پہلی زندگی میں نہ چکھا ہوگا، خواہ وہ زمین سے ہو، خواہ آسمان سے، خواہ آپ کی مالی حالت پر ہو، خواہ عزت، پر خواہ ہمارے لئے ایسا نشان ظاہر ہو جس سے لوگ آپ پر لعنت کریں گے اور تھوکیں گے۔

ان شرائط کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا آخری اشتہار ہے ان شرائط کو آپ نہ مانیں گے تو آئندہ ہم آپ کو مخاطب نہیں کریں گے۔

(اشتہار کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

اشتہار واجب الاظہار: شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنہ کا ایک اشتہار جس پر کوئی تاریخ نہیں اور جس کا عنوان یہ ہے، الہامی قاتل مرزا غلام احمد .الخ۔ میری نظر سے گذرا۔ شیخ صاحب کا یہ اشتہار بھی ان بے جا نیش زنیوں اور مفتریانہ حملوں سے بھرا ہوا ہے کہ جو ہمیشہ وہ اپنی سرشت اور خاصیت کی وجہ سے کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت ان ناپاک اتہامات کا جواب دینا ضروری نہیں۔ ہم انکے دشمن اسلام رسالہ کے نکلنے کے منتظر ہیں۔ تب انشاء اللہ کما حقہ ان شیطانی وساوس کو دور کیا جائے (اشاعۃ السنہ جلد ہژدہم بابت ۱۸۹۵ء نمبر ۵ تا ۱۲، ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ الحکم قادیان نے لکھا ہے کہ مولانا بٹالوی نے محمد بخش چوغطہ قوم اعوان ساکن ہموں گکھڑ ضلع سیالکوٹ کے ہاتھ مرزا قادیانی کو بھیجا۔ مرزا صاحب نے اس کے ٹائیٹل پر یہ لکھ کر محمد حسین کو واپس بھجوا دیا:

ربّ ان کان ھذا الرجل صادقاً فی قولہ فاکرمہ و ان کان کاذباً فخذہ۔

الحکم ۲۰۔۲۷ جولائی ۱۸۹۸ء ص ۵)

بالفعل جس مطلب کے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ شیخ صاحب مقدم الذکر اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ لیکھرام والی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور نیز ارقام فرماتے ہیں کہ میں اس بارے میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ مگر ایک برس کی میعاد سے ڈرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس قدر مدت میں مرجائیں یا کوئی اور عذاب نازل ہو جائے۔ لیکن میں مکرر ان کو سمجھاتا ہوں کہ ایک شخص کے ساتھ کہ اپنی ذکر کردہ میعاد کی بنیاد الہام ٹھہراتا ہے، ضد کرنا حماقت ہے۔ صاحب الہام کے لئے الہام کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں ان پر عذاب نازل کرے مگر ہماری طرف سے ایک برس ہی کی میعاد ہوگی۔ اب اس سے ان کا منہ پھیرنا اپنے دروغ گو ہونے کا اقرار کرنا ہے۔

اے شیخ بٹالوی صاحب! آپ تسلی رکھیں کہ اگر آپ اپنی قسم میں سچے ہوں گے تو کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا۔ لیکن اگر قسم میں کوئی چھپی ہوئی بے ایمانی ہوگی، تو خدا تعالی آپ کو ضرور سزا دے گا، تا دوسرے مولوی عبرت پکڑیں۔ مگر یہ شرط ضروری ہوگی کہ قسم کھانے سے پہلے آپ جلسہ قسم میں چپ بیٹھ کر دو گھنٹے تک میری وہ وجوہات سنیں جو میں اپنے الہام اور پیش گوئی کے صحت وقوع کے بارے میں بیان کرونگا اور آپ کو اختیار نہیں ہوگا کہ کچھ چون و چرا کریں بلکہ میت کی طرح عالم خاموشی میں رہ کر سنتے رہیں گے اور پھر اٹھ کر اسی عبارت کے ساتھ جو آپ اشتہار میں لکھ چکے ہیں تین مرتبہ قسم کھائیں گے اور ہم آمین کہیں گے۔ صرف اس قدر عبارت میں تبدیلی ہوگی کہ بجائے فوراً کے ایک برس کا نام لیں گے۔ اور اگر اب آپ نے پہلو تہی کی اور بیہودہ شرائط اور پیچ در پیچ حیلہ حوالے کی باتوں کو شروع کر دیا جیسا کہ آپ کی عادت ہے تو سب پر کھل جائے گا کہ آپ کی نیت صحیح نہیں ہے اور آپ اپنی پہلی شامت اعمال کی محافظت میں لگے ہوئے ہوئے۔

غرض یہ ہمارا آخری اشتہار ہے۔ اگر آپ اپنی ملاّنہ حیلہ بازیوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کے ساتھ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے اور نہ پھر ہم آپ کو مخاطب کریں گے۔۔۔۔

ایک سال کی شرط بوجہ رعایت سنت اور الہامات متواترہ کے ہے۔ اور محمد حسین کے لئے جو یہ شرط ٹھہرائی گئی کہ قسم کھانے سے پہلے دو گھنٹے تک ہمارے الہام اور پیش گوئی لیکھرام والی کے متعلق دلائل سنے، یہ گریز نہیں بلکہ یہ امر مسنون ہے کہ تا خدائے تعالی کی حجت بالمواجہ پوری ہو جائے۔

حاشیہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد ہوگا اس میں معجزانہ شرط ہم نے رکھ دی ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو، خواہ زمین سے ہو خواہ آسمان سے اور خواہ آپ کی مالی حالت پر وارد ہو اور خواہ عزت پر اور خواہ جان پر۔ اور خواہ اس عرصہ میں ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عظیم الشان اور فوق العادت نشان ظاہر ہو جائے جس سے ہزارہا لوگ آپ پر لعنت بھیجیں اور آپ کے منہ پر تھوکیں کہ اس نے شرارت اور خیانت سے صادق کا مقابلہ کیا۔ مگر ہر ایک عذاب فوق العادت ہونا ضروری ہوگا۔ یکم مئی ۱۸۹۷ء۔

منقول از مجموعہ اشتہارات ۔ ج ۲ ص ۴۰۵ تا ۴۰۸)

اس کے جواب میں خاکسار (محمد حسین) نہایت عجز و کمال ادب سے گذارش کرتا ہے کہ گالیوں کا جواب تو وہی ہے جو بارہا دیا گیا:

بدم گفتی و خورسندی عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

آپ الہامی ہیں، یہ گالیاں بھی الہامی ہوں گی۔ ان کا مقابلہ وہ کرے جو آپ جیسا الہامی ہو (خدا کسی مسلمان کو ایسا نہ کرے)۔ میعاد کے مسنون ہونے کا دعویٰ تو آپ کو پہلے بھی تھا ہمارے اشتہار میں اس کی دلیل کا مطالبہ ہوا تھا۔ آپ نے کوئی دلیل تو پیش نہ کی اپنے دعویٰ کا اعادہ کر دیا جو شرم و حیا کے بالکل مخالف ہے۔

آپ کا اس امر کو سچ تسلیم کر کے کہ،

نصاریٰ نجران کیلئے آنحضرت ﷺ نے بلا توقف عذاب نازل ہونے کیلئے خبر دی تھی،

یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی نبی کو برس تک نزول عذاب کا وعدہ دیا تھا اور یہ امر حدیث لما حال الحول سے سمجھ میں آتا ہے، ایک اور دعویٰ دروغ ہے۔ اس حدیث میں یہ ذکر نہ صراحۃً ہے نہ اشارۃً کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دعوت مباہلہ کے وقت اور گریز نصاریٰ سے پہلے سال بھر تک عذاب آنے کی خبر دی تھی اور نہ یہ آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مباہلین نصاریٰ کو بطور شرط پہلے سے یہ بات کہدی تھی، یا آنحضرت ﷺ نے اپنے پیرو مسلمانوں کو یہ خبر دے دی تھی کہ ان (عیسائیوں) پر برس کے اندر عذاب نازل ہوگا۔ اس حدیث میں جو برس گذرنے سے پہلے نصاریٰ پر عذاب نازل ہونے کا آنحضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے وہ تو نصاریٰ نجران کے

مباہلہ سے گریز کر جانے کے بعد ذکر فرمایا تھا جس سے ہرگز یہ ثابت و مفہوم نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالی نے پہلے بھی آنحضرت ﷺ کو اس میعادی عذاب کی خبر دی تھی ، یا آنحضرت ﷺ نے بطور شرط مباہلین سے یہ بات کہدی تھی ۔

الہامی صاحب نے اس حدیث سے اس مفہوم کو نکالنے میں دروغ گوئم برروئے تو ، پر عمل کیا ہے اور : چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ، کا مصداق بن کر دکھایا ہے۔

پھر یہ ذکر ما بعد بھی کل (یعنی تمام دنیا یا کل عرب کے) نصاری کی نسبت ہوا تھا کیونکہ مقابلہ میں نکل کر مباہلہ کرنے والوں کی نسبت تو صاف فرمایا گیا ہے کہ وہ وہاں سے بچ کر نہ جاتے اور اس جنگل میں آگ لگ جاتی جس سے درختوں پر جانور بھی نہ بچتے۔ یعنی ان پر بلا توقف عذاب نازل ہو جاتا جس کا الہامی قائل صاحب کو بھی اعتراف ہے۔

شرط میعاد کے الہامی ہونے اور اس وجہ سے اس کے تبدیل نہ ہو سکنے کا دعوی بھی کمال شرم کا موجب ہے۔ یہ آپ اس شخص سے کہہ سکتے تھے جو آپ کو ملہم اور آپ کی شرط کو الہامی جانتا ہو اور جو شخص آپ کو دعوی الہام میں کذاب اور دجال جانتا ہو اس کے سامنے یہ عذر پیش کرنا شرم کا مقام ہے۔ اگر منکر کے سامنے بھی اپنے الہام کو بطور حجت و دست آویز پیش کرنا جائز ہے تو وہ بھی آپ کو کہہ سکتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ شرط میعاد ایک سال کی ناجائز اور شیطان کی تجویز کردہ شرط ہے، اس کو قبول کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ پس جو جواب آپ اس کو دیں گے وہی جواب آپ کو واپس کر دے گا۔

خاکسار محمد حسین کا میعاد ایک سال کو منظور نہ کرنا اور فوراً عذاب کا مطالبہ کرنا ، میعاد ضروری ہو تو صرف تین دن کی میعاد منظور کرنا ، اس وجہ سے نہیں کہ میں آپ کے الہام سے ڈر گیا ہوں ۔ اگر میں آپ کے الہام سے ڈرتا تو آپ سے یہ سلوک و خدمت گذاری نہ کرتا جو عرصہ پانچ سال سے کر رہا ہوں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں آپ بہت سے انسانی منصوبوں اور چند بدمعاش مریدوں کے ذریعہ جس کو چاہیں قتل کرا سکتے ہیں ۔ چنانچہ عبداللہ آتھم کیلئے آپ نے ایسا کیا (جس کا عبداللہ آتھم کو دعوی تھا) اور بقول ہندوؤں کے لیکھرام کیلئے بھی آپ نے ایسا کیا اور یہ امر بنظر آپ کی فریب بازیوں اور حیلہ سازیوں کے کچھ بعید نہیں ہے ۔ اگرچہ اس پر ظاہری کوئی دلیل اب تک قائم نہیں ہوئی ۔ تین دن اپنی حفاظت آپ جیسے خونی قاتل سے ہر کوئی کر سکتا ہے گھر میں چھپ کر یا کہیں نقل مکانی کر کے ۔

امرت سر کے ایک اخبار کے اڈیٹر یعقوب حواری الہامی قاتل صاحب جنہوں نے ہماری عدم منظوری شرط ایک سال کو گریز قرار دیا تھا۔اب بھی ہماری یہ دلیل سن کراسکو گریز کہیں گے ؟ کیاان کے نزدیک ایسے اقبالی خونیوں کے دست تظلم سے اپنی جان کی حفاظت نہ کرنا اور سال بھر تک اس کوسازشوں کا موقع دینا عقل مندی کا کام ہے؟

دوگھنٹہ تک قسم سے پہلے وعظ کرنے کی شرط سے آپ کا جومقصود ہے اس کوآپ نے قلمی خط میں صاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ آپ حاضرین کو منافقانہ اقرار اصول اسلام و مسائل اسلام کرنے سے اپنا مسلمان ہونا جتا دیں اورعقاید کفریہ ملحدانہ زندیقانہ کو چھپا کر اپنے مقدس دامن سے داغ فتوی تکفیر کو جو بالاتفاق علماء پنجاب و ہندوستان لگ چکا ہے مٹا دیں ۔.. پھر جواشتہار یکم مئی ۱۸۹۷ء میں چند شبہات واتمام حجت کا بہانہ بھی گھڑ لیا ہے، اوراس کے ساتھ دعوی کیا ہے کہ یہ رفع شبہ اور وعظ مباہلہ سے پہلے مسنون ہے، یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام عمر میں کسی سے مباہلہ نہیں کیا اور نہ کسی مجلس مباہلہ میں آپ کورفع شبہات مباہلین کا اتفاق ہوا ہے۔ پھر یہ امر کیونکر مسنون ہوسکتا ہے ۔اور رفع شبہات اور اتمام حجت کی یہ صورت بھی نہیں ہے کہ آپ جو چاہیں دوگھنٹہ تک بولتے چلے جائیں اور آپ کا خصم کچھ نہ بولے اور میت کی طرح چپ رہے۔ آپ اس دعوی ...رفع شبہات اور اتمام حجت میں سچے ہیں تو مباہلہ اور قسم سے پہلے ایک مجلس مناظرہ منعقد کریں اوراس میں اپنے اسلام اور الہام وپیش گوئی متعلق لیکھ رام کے وجوہات وغیرہ وغیرہ .. بیان کریں اور اپنے خصم سے اس پر اعتراضات سنیں اوراس کا جواب اس کو دیں ۔اوراگر اس مجلس مباہلہ وقسم میں ان وجوہات کے بیان کا ضروری ہونا ثابت کردیں،تو پھراسی مجلس میں اپنے خصم کو بھی دوگھنٹہ کے مقابلہ میں دوگھنٹہ تقریر کرنے کا موقع دیں۔آپ ایسا نہ کریں گے تو اس سے صاف ثابت ہوگا کہ آپ کا مقصود اس دوگھنٹہ وعظ سے صرف وہی ہے جس کوآپ قلمی خط میں ظاہر کرچکے ہیں کہ ناواقف مسلمانوں کو (جوآپ کے مجموعہ کفریات تصانیف کونہیں دیکھتے) یہ جتاویں کہ میں مسلمان ہوں اور اسلامی عقاید کو مانتا ہوں ، اورعلماء پنجاب و ہندوستان جو مجھے کافر کہتے ہیں وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں ۔

شرط سوم کی تفصیل اور عذاب کی تشریح میں جو کچھ آپ نے کہا ہے اس میں صاف اقرار کرلیا ہے کہ آپ اور آپ کا ملہم قسم کھانے والے پرکوئی غیر معمولی عذاب نہیں لاسکتے ، جوہوگا صرف یہ ناٹک ہوگا کہ کسی معمولی امرکو عذاب آسمانی بنالیا جائے گا۔آپ کے مخالف کے کپڑے میلے

ہو گئے یا کرتہ کی کھونڈی ٹوٹ گئی، تو آپ کہہ دیں گے کہ یہی عذاب ہے جس کا ہمارے ملہم نے وعدہ کیا تھا۔ زیادہ کریں گے تو یہ کریں گے کہ چند بدمعاش مریدوں کو کہہ دیں گے کہ فلاں شخص کو برسر بازار گالیاں دو اور ایک مکا لگا دو اور کپڑے اتار لو۔ پھر اشتہار آویں گے کہ ہم نے کہا تھا بعینہ وہی ہوا۔ اس شخص کی مان و جان و عزت تینوں کو ایسا نقصان پہنچا کہ اس کا مزہ اس نے آگے نہ چکھا ہو گا۔ اور یہ امر اگر ہو گا تو ہو گا بھی واقعی ہو گا کیونکہ اس سے پہلے ہم نے اپنی ہوش واختیار کے زمانہ میں نہ کبھی کسی سے ہاتھا پائی کی، اور نہ برسر بازار گالیاں سنیں، اور نہ کپڑا اتروایا۔ اس سے بھی زیادہ کریں گے تو میرے مقابلہ میں ایک رسالہ یا اشتہار شائع کر دیں گے اور اس میں معمول سے زیادہ گالیاں دیں گے اور اس کے ذریعہ سے اپنے مریدوں سے گالیاں دلوائیں گے اور اسی کو آسمانی نشان قرار دیں گے جیسا کہ جلسہ مذاہب اعظم میں اپنے بیان کو آسمانی نشان فرمایا۔ آخر میں جو آپ نے کہا ہے کہ آئندہ ہم آپ کو مخاطب نہ کریں گے اس میں آپ نے گریز کا صاف اقرار فرمایا ہے جس پر آپ تعریف کے مستحق ہیں۔ اس سے زیادہ تعریف کا مستحق آپ کا اشتہار ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء آپ کو بنا رہا ہے جس میں آپ نے صاف طور پر قسم لینے اور اس کے مقابل میں کرامت دکھانے سے انکار کیا ہے اور اپنے منکروں اور مخالفوں کو اپنے سامنے بلانے سے معافی دے کر یہ کہہ دیا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں، میں اپنی جگہ پر، خدا کی جناب میں دعا کریں اور اس کے بدلے، کسی قسم کا عذاب دکھانے سے دست بردار ہو کر صرف یہ دعوی کیا ہے کہ میری تائید میں کوئی نشان فوق العادت ظاہر ہو گا۔ چونکہ یہ اشتہار آپ کا آخری اشتہار ہے لہذا اس سے آپ کی اس دعوت بالمشافہ قسم کو جس میں آپ نے رسالہ سراج منیر کے صفحہ ۴۹ میں سے نو اشخاص، (خاکسار، سرسید، مولانا وشیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ) کو مخاطب کر کے حکم دیا تھا کہ قادیان میں آئیں اور دو گھنٹہ تک خاموش رہ کر میرا وعظ سنیں اس کے بعد قسم کھائیں۔ پھر اکتالیس دن میں عذاب کا مزہ پاویں، منسوخ کر دیا ہے۔ اب تو کس و ناکس کو معلوم ہو گیا ہے اور عموماً کہا جاتا ہے کہ آپ کوئی عذاب نہیں دکھا سکتے اس لئے آپ اشتہار ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء میں بظاہر سب کو حاضری سے اور بالمشافہ قسم کھانے سے معافی دیتے ہیں۔ درحقیقت خود معافی چاہتے ہیں۔ دیکھئے آئندہ کیا الہامی حکم ہوتا ہے۔ غائبانہ قسم کھانے کا جواب ہم آئندہ دیں گے۔ انشاء اللہ۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۸۔ ص ۱۱۲ تا ۱۱۸)

استفتاء کا جواب

استفتاء نامی قادیانی رسالے کے جواب میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب دیکھا کہ متعدد اشخاص نے اس کی پیش گوئی متعلق قتل لیکھ رام کے جھوٹی ہونے پر قسم کھانے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور اس قسم پر اس کی دھمکی عذاب کو گیدڑ بھبکی سمجھ لیا ہے اور اس سے کوئی نہیں ڈرا، اور اس کے یا اس کے ملہم (معلم الملکوت) کے اختیار میں کوئی عذاب نہیں ہے جو قسم کھانے والوں پر نازل ہو، اور اس سے اس کی نبوت یا ولایت قائم ہو، تو اس نے قسم لینے سے فرار و استتار (پردہ نشینی) کو اختیار فرمایا اور ظاہراً اس کا بہانہ یہ بنایا کہ یہ لوگ ہماری شرطوں کو نہیں مانتے لہذا ہم بخوف خدا ان کے خطاب سے منہ پھیرتے ہیں اور اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے اور اس فرار و استتار کو اس بیت کا مصداق بن کر دکھایا:

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ اس سکوت و گوشہ نشینی سے ہمارا کام نہیں چلے گا اور اس سے پیشگوئی مذکور کا جھوٹا ہونا سمجھا وے گا۔ جو مرید اس قسم کی پیش گوئیوں کو سچا سمجھ کر ہمارے دام میں ہیں، روٹھ جائیں گے، پھر سونا چاندی روپئہ پیسہ کہاں سے آوے گا..۔ یہ سوچ کر آپ نے اس پیش گوئی کو سچا اور اس ذریعہ سے ان مریدوں کو دام میں پھنسائے رکھنے کے لئے یہ مخفی تدبیر نکالی کہ ایک مختصر رسالہ .. خاص خاص لوگوں میں جو آپ کے مرید ہیں یا ایسے مسلمان جو آپ کے عقاید کفریہ والحادیہ اور تصنیفات پر از تلبیسات سے آگاہ نہیں، متداول کیا اور اس میں اس پیش گوئی کے صادق ہونے کی ان وجوہات کو جن کے پورے پورے جوابات ہم اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد ہذا (۱۸) میں دے چکے ہیں، درج کر کے ان لوگوں سے یہ استفتاء سوال کیا کہ وہ اس پیش گوئی کے صادق ہونے کی شہادت دیں اور اپنے اپنے دستخط اور مواہیر اس پر ثبت کریں۔ اس تجویز کی جرأت آپ سے اس امید پر ہوئی کہ آپ کے زعم میں آپ کے آٹھ دس ہزار چیلوں اور پجاریوں میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے آپ کی ہر بات پر واہ سبحان اللہ کہدیتے ہیں۔ آپ دن کو رات کہیں تو وہ ستارے بتانے اور گنوانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس استفتاء پر بلا فکر و تامل دستخط کر دیں گے

اور ان کو دیکھ کر صد ہا ناواقف مسلمان بھیڑ چال اختیار کر کے پھنس جائیں گے کیونکہ دنیا میں ایسے سمجھ دار کم ہیں جو اپنی عقل اور تحقیق سے کام لیں اور بھیڑ چال نہ چلیں، اس صورت میں وہ دام افتادہ الّو اس پیش گوئی کو سچا سمجھتے رہیں گے اور دام سے نہ نکلیں گے۔

از آنجا کہ مرزا قادیانی، اسلام اور مسمانوں کا پکا دشمن ہے اور ان سے اپنی پیش گوئیوں کی صداقت منوا کر ان کو اپنا حامی اسلام ہونا جتا کر ان کو اپنے دام میں لانا.. چاہتا ہے اور اکثر مسلمان اس کے مکائد وتزویرات سے واقف نہیں لہذا بحکم

اگر بیند کہ نابینا و چاہ است

اگر خاموش بنشیند گناہ است

محض حسبۃً للہ وخالصاً نصحاً لخلق اللہ مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس مکار کے اس دام تزویر سے بچیں، اسکے دعوی حمایت اسلام سے دھوکہ میں آکر بے سوچے سمجھے اس کے استفتاء پر دستخط نہ کریں..اور اس پیش گوئی کو پرکھنے اور اس کی وجوہات مفسرہ رسالہ استفتاء مذکور کو جانچنے کے لئے ہمارے رسالہ نمبر ا تا ۳ جلد ہذا (۱۸) کو ملاحظہ کریں اس میں اس کے جملہ وجوہات کا جواب دیا گیا ہے اور دلائل قطعیہ سے اس پیش گوئی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

اس رسالہ استفتاء میں مرزا قادیانی کی غرض مذکور کے علاوہ کئی اور مفتریانہ راز واسرار بھی ہیں جن کا افشاء واظہار ضروری ہے اور ان کی طرف پبلک اور گورنمنٹ کو توجہ دلانا لازم ہے اور وہی رسالہ استفتاء کا جواب ہے۔

ازانجملہ اول یہ ہے کہ آپ نے رسالہ کے صفحہ ۳ میں کہا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین حب اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ایک خط میری طرف بھیجا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

میں نے اپنی نیک نیتی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

پھر خاکسار کے اس قول کی تفسیر اپنی طرف سے بایں الفاظ کی ہے:

یعنی لیکھ رام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس میں خدا کا کچھ دخل نہیں۔

اور پھر کہا کہ مولوی صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ

کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیش گوئی سچی ہوئی، اور کیوں نہ قبول کیا جائے کہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیش گوئی کے زمانہ میں وقوع میں آگئی۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے اس مقام میں یہ فقرہ (میں نے اپنی نیک نیتی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ

یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی) بے شک خاکسار کا قول ہے اور جو لفظ، یعنی ، سے اس کی تفسیر کی ہے اور جو بات اس کے بعد کہی ہے وہ سراسر مجھ پر افتراء ہے جس کا سرّ اور اس سے آپ کا دلی مقصود یہ ہے کہ آپ خاکسار کو بحسب اتفاق اس پیش گوئی کا قائل بنا دیں اور عام مسلمانوں کو یہ جتا دیں کہ یہ شخص باوجود مخالفت کلی اس پیش گوئی کے اپنے وقت پر صادق اور واقعہ ہونے کا قائل ہو گیا ہے گو اس کو ایک اتفاقی امر سمجھتا ہے تا کہ یہ سن کر وہ لوگ مجبور ہو جاویں اور وہ اس پیش گوئی کی تصدیق کر کے اس استفتاء پر اپنے اپنے دستخط کر دیں ۔ اور وہ درحقیقت میرے فقرہ بالا کی تفسیر نہیں ہوسکتی میں نے اس فقرہ میں اس پیش گوئی کے سچے ہونے کی نفی کی ہے اور یہ تفسیر اس پیش گوئی کے صادق اور واقع ہو جانے کو (گو بحسب اتفاق) اثبات کرتی ہے ۔ پھر وہ اس کی تفسیر کیونکر ہوسکتی ہے ۔ ناظرین غور کریں اور داد انصاف دے کر کہیں کہ آپ نے میرے فقرہ مذکور کی تفسیر کی ہے یا اس میں تحریف کی ہے ۔ میں تو یہ کہوں کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی جس کے صاف اور صریح معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے وقت پر واقع نہیں ہوئی ، اور نہ اپنے مضمون کے مطابق وقوع میں آئی ہے چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد ہذا (۱۸) میں اس معنی کی بخوبی تشریح ہو چکی ہے اور آپ اس کی یہ تشریح و تفسیر کریں کہ یہ پیشگوئی اپنے زمانہ میں اور اپنے وقت کے اندر حسب اتفاق واقعہ ہوگئی ہے ۔ دروغ گوئم برروئے تو ، کی مثل سنا کرتے تھے مگر اس کا پورا عمل آپ نے یہ تفسیر کر کے کر دکھایا ۔ چہ دلاور است دز دے کہ بکف چراغ دارد ، زبان زد خلائق عام ہے مگر ہم نے اسکا پورا مصداق آپ ہی کو پایا ہے ۔

دوم : اپنے رسالہ کے صفحہ۴ میں آیت و ان یک صادقاً یصبکم بعض الّذی یعدکم .. نقل کر کے اس کی تفسیر میں کہا ہے ، یعنی صادق کی نشانی یہ ہے کہ اس کی بعض پیش گوئیاں پوری ہو جاتی ہیں ۔ بعض کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ وعید کی پیش گوئیوں میں رجوع اور توبہ کی حالت میں عذاب کا تخلف جائز ہے کہ کوئی بھی شرط ہو جیسا کہ قوم یونس کے لئے ہوا ۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ اس قول میں آپ نے خدا اور اس کے رسول پر افتراء کیا ہے جس کا سرّ اور اس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ آپ کی پیش گوئیاں جو کھلم کھلا جھوٹی نکلی ہیں (جیسے تولد فرزند آسمانی بشیر عمنوائیل میعاد نو سال میں ، اور وفات عبداللہ آتھم اندرون پندرہ ماہ میں ، اور وفات شوہر ثانی منکوحہ آسمانی) پر پردہ پڑ جائے اور ان کی نظیر انبیاء کی پیش گوئیوں میں نکل آوے ۔

درحقیقت یہ آپ کا خدا تعالیٰ پر اور اس کے تمام رسولوں پر افتراء ہے ۔ رسولوں کی پیشگوئیوں اور دوسرے لوگوں کی پیشگوئیوں میں جو جفر یا نجوم یا جوتش وغیرہ سے کرتے ہیں یہی فرق

ہے کہ رسولوں کی لاکھ بلکہ جملہ پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نہیں نکلتی بخلاف اورلوگوں کے کہ ان کی بعض پیشگوئیاں جھوٹی بھی نکلتی ہیں۔اوراس آیت کی تفسیر جو آپ نے کی ہے وہ بھی سراسر افتراء وتحریف ہے اس آیت میں خدا تعالی نے مومن آل فرعون (جوفرعونیوں سے ڈرکر اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اوران کے سامنے صاف صاف الفاظ میں حضرت موسیٰ کی تائید نہ کرسکتا تھا) کا قول نقل کیا ہے جس کا پورا ترجمہ یہ ہے:

فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کیا تم ایک ایسے آدمی (موسیٰ) کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس نشان (ید بیضاء عصا وغیرہ) بھی لایا ہے۔اب اگر وہ (دعوی نبوت میں) جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر پڑے گا اوراگر وہ سچا ہے تو تم کو بعض (کچھ) عذاب کا جو وہ وعدہ کرتا ہے پہنچ کر رہے گا۔

(و قال رجل من آل فرعون يكتم ايمانه اتقتلون رجلاً ان يقول ربى اللّٰه و قد جاء كم بالبيّنات من ربكم و ان يک كاذباً فعليه كذبه و ان يک صادقاً ..الخ.. غا فر ۲۸)

اس قول میں مومن کا (فرعونیوں کو) صرف بعض عذاب کے پہنچنے سے ڈرانا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ فرعونیوں سے ڈرکر کسی قدر عذاب سے ڈراتا تھا، پورے عذاب سے ڈرانہیں سکتا تھا وہ کہتا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ صادق ہیں تو کم سے کم کچھ تو عذاب تم کو پہنچے گا۔اس میں مخاطبوں کے نزدیک اس کا منصف اور غیر متعصب ہونا ثابت ہوتا ہے۔اسی ڈر کی وجہ سے اور بے تعصبی جتانے کی غرض سے اس نے موسیٰ کے کاذب ہونے کا احتمال پہلے ذکر کیا اور صادق ہونے کا پیچھے۔یا اس کی مراد یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ (جو دنیا وآخرت دونوں جگہ کے عذاب سے ڈراتا ہے) سچا ہے تو عذاب دنیا تم پر آجائے گا جو اس کے بتائے ہوئے عذاب کا کچھ حصہ ہے۔اس حصہ عذاب دنیوی سے ان کو اس لئے ڈرایا کہ ان کے اعتقاد میں اس دنیا کے عذاب کا ہی ظاہری احتمال تھا، اسلئے ان کو دنیا کے عذاب سے ڈرایا آخرت کے عذاب کا ڈر نہ سنایا۔ یہی معنی اس آیت کے عامہ تفاسیر بیضاوی، معالم، فتح البیان، کبیر، جلالین وغیرہ میں بیان کئے ہیں اور کسی کتاب اسلامی چھوٹی یا بڑی نئی یا پرانی میں اس آیت کے یہ معنی نہیں لکھے اور نہ اس آیت سے مفہوم ہوسکتے ہیں کہ اس میں خدا نے صادقوں کی پیش گوئی کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ بعض سچی ہوتی ہیں اور بعض جھوٹی نکلتی ہیں جن کے مخاطب ڈرجائیں یا توبہ کریں۔

یہ بات کسی اور آیت یا حدیث سے بھی ثابت نہیں ہوتی جیسے اس آیت سے مفہوم نہیں ہوتی اور قطعی اور موعود عذاب کسی قوم سے کبھی نہیں ٹلا خواہ .. کیسا ہی انہوں نے رجوع و توبہ و اظہار ایمان کیا ہو۔

قوم یونس کا جو الہامی قاتل بار بار اپنی تصانیف میں ذکر کرتا ہے اس میں وہ عقل و نقل سب کا مقابلہ کرتا ہے۔ حضرت یونس کی قوم کو خدا کی طرف سے قطعی عذاب کا وعدہ نہ دیا گیا تھا اس لئے ان کا عذاب ان کی توبہ سے ٹل گیا ہے۔ اور آثار دیکھنے کے بعد ان کا ایمان مقبول ہوگیا۔ اس کی تفصیل ہم اشاعۃ السنہ جلد ۱۶، نمبر ۲، ۳، ۴ میں کر چکے ہیں۔

مرزا قادیانی بڑا دلیر اور بڑا بہادر شیر ہے کہ ہماری تحریر و دلائل کے جواب سے تعرض نہیں کرتا اور بار بار حضرت یونس کی قوم سے عذاب ٹل جانے کا ذکر تحریر میں لاتا ہے اور اپنے احمق اتباع کو بہکاتا ہے۔

سوم۔ اس رسالہ استفتاء کے ص ۵، ۶، ۷ میں آپ نے لیکھ رام کے پانچ خط نقل کر کے آخری معاہدہ کا یہ خلاصہ بیان کیا ہے کہ جو پیش گوئی الہامی صاحب بیان کریں گے وہ سچی نکلے گی تو پنڈت لیکھ رام اسلام قبول کرے گا ورنہ الہامی صاحب آریہ دھرم قبول کریں گے یا تین سو ساٹھ روپئہ جرمانہ دیں گے۔ خاکسار (محمد حسین) کہتا ہے کہ ان پانچ خطوط کو بالفاظہا نقل کرنا اور اس آخری معاہدہ کا جو مدار کار ہے صرف خلاصہ بیان کرنا الہامی صاحب کی قدیم چال کی طرف نظر کرنے سے یقین دلاتا ہے کہ یہ خلاصہ بھی افتراء سے خالی نہ ہوگا۔

مگر ہم اس مقام میں اس خلاصہ کو صحیح تسلیم اور فرض کر کے اس کے متعلق دو باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ایک کی طرف اہل اسلام کی پبلک کو دوسری کی طرف حکومت کو۔ اہل اسلام کی توجہ کے لائق اس فیصلہ میں مرزا صاحب کا یہ اقرار ہے کہ اگر پیش گوئی سچی نہ نکلے گی تو وہ آریہ دھرم کو قبول کر کے آریہ بن جائیں گے یا تین سو ساٹھ روپئہ جرمانہ دیں گے (جس کو آریہ اپنے دھرم کی اشاعت میں خرچ کریں گے۔ یہ مصرف اگرچہ آپ نے اس فیصلہ میں بیان نہیں کیا مگر عبداللہ آتھم کے فیصلہ میں جو اس کا ہم رنگ ہے، یہی مصرف بیان کیا ہے چنانچہ آپ کے رسالہ حجت الاسلام کے صفحہ ۷ سے اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ میں منقول ہوا)۔ یہ اقرار صاف مشعر ہے کہ الہامی صاحب کو دین اسلام کے حق ہونے کا یقین نہیں ہے اور اس کا دعوی اسلام محض منافقانہ دعوی ہے۔ کسی صادق الاسلام مسلمان سے ہرگز ممکن و متصور نہیں کہ وہ کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو کو بطور شرط یہ کہدے کہ میری فلاں بات سچی نہ نکلے تو میں اسلام

چھوڑ کر عیسائی یا یہودی یا ہندو بن جاؤنگا۔ جو مسلمان ایسا کہے اور ایسا وعدہ آئندہ کے لئے کرے وہ دم نقد اور فی الحال کافر ہو جاتا ہے اس مسئلہ کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ میں صفحہ ۲۳۴ سے ۲۴۰ تک ہو چکی ہے۔

حکومت کی توجہ کے لائق اس فیصلہ میں مرزا قادیانی کا یہ بیان ہے کہ لیکھ رام نے اس سے ایسے نشان اور پیش گوئی کا سوال کیا تھا جس کو دیکھ کر وہ مسلمان ہو سکے۔

ایسا نشان طلب کرنیوالے کی نیت و مراد اس کی موت نہیں ہوسکتی۔ اپنی موت کو کون دیکھ سکتا ہے اور اسکو دیکھ کر وہ ایمان کب لا سکتا ہے؟ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ موت کی پیشگوئی کی نشان نمائی کیلئے پنڈت کی طرف سے مرزا قادیانی کو اجازت نہ تھی۔ اور جو قادیانی نے مشہور کر رکھا ہے اور اپنے کئی اشتہارات میں مشتہر کیا ہے کہ یہ پیش گوئی پنڈت کی اجازت سے کی گئی تھی محض دروغ و مغالطہ ہے لہذا اب حکومت کا فرض ہے کہ اس پیش گوئی کو اجازت پنڈت کے بغیر قرار دے کر اس کا نوٹس لے اور اس کو زیر دفعہ ۵۰۸ تخویف مجرمانہ میں داخل کر کے اس کے مطابق قادیانی سے سلوک کرے۔

یہی بات قادیانی نے عبداللہ آتھم کے حق میں پیش گوئی کرنے کے وقت کہی تھی اور ہم نے بھی اسی وقت اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ میں یہ بات جتا دی تھی کہ بخیال ہدایت یابی طالب نشان کے لئے موت کی نشان نمائی آسمانی نشان نہیں ہے بلکہ شیطانی کام ہے جس سے لوگوں کو ڈرانا مقصود ہے۔ حکومت نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو قادیانی نے یہ دھمکی بہت لوگوں کو دی جس سے آخر پنڈت کا قتل واقعہ ہونے کی نوبت آئی۔ اب بھی حکومت اس طرف توجہ نہ کرے گی تو حکومت کی نسبت یہ بات عموماً خیال کی جائے گی کہ یہ جس قدر قادیانی کی الہامی تلوار چل رہی ہے اور خون ریزی ہو رہی ہے یہ حکومت کی رضامندی سے ہو رہی ہے اور حکومت کو برملا یہ بات کہی جائے گی:

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

عام لوگ یہ بھی کہیں گے کہ گورنمنٹ سیر و تماشا دیکھ رہی ہے اور اس نے بدمست اور ایک خونی ہاتھی یا سانڈھ اس غرض سے چھوڑ رکھا ہو کہ وہ لوگوں کو دھمکاوے اور ڈراوے اور ان پر الہامی تلوار چلا کر ان کا خون کرتا رہے جیسے بعض ظالم و بے رحم دولت مندوں اور امیروں کا دستور ہے کہ وہ شکاری چیتے کو عاجز بکری پر چھوڑ کر اس کی جان مروا ڈالتے ہیں۔..

چہارم اس رسالہ کے صفحہ ۹ کے حاشیہ میں آپ نے کہا ہے کہ لیکھ رام کے متعلق ایک

پیش گوئی تھی، یقضی امرہ فی ستّ یعنی چھ دن میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔اب تک مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے کسی اشتہار یا کتاب یا کسی دوست کی تالیف میں چھپ گئی ہے یا نہیں۔لیکن ہماری جماعت میں اس کی عام شہرت ہے اور یقین ہے دوسروں تک بھی یہ پیش گوئی پہنچ گئی ہو گی۔ جیسا آریوں میں عید کی پیشگوئی پہنچ گئی کیونکہ ہماری کوئی بات راز کے طور پر نہیں رہتی۔اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ویسا ہی ظہور میں آیا یعنی لیکھ رام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو شدید زخمی ہوا اور چھٹے گھنٹے میں زخمی ہوا۔ بٹالوی صاحب اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہیں تو حدیثوں کے قبول کرنے میں انہیں بڑی مشکل پڑے گی کیونکہ وہ صرف زبانی روائتیں نہیں بلکہ کم سے کم سوڈیڑھ سو سال کے بعد لکھی گئی ہیں۔(اڈیشن دیگر استفتاء کا ص ۱۷ حاشیہ)

خاکسار محمد حسین کہتا ہے اس قول میں بھی آپ نے کئی افتراء بازیاں کی ہیں۔ازانجملہ یہ کہ وہ حدیث کے زبانی سلسلہ روایتوں کو جن میں ایک ثقہ، عادل، ضابط، صادق، امین اپنے مثل دوسرے ثقہ سے جو زمانہ صحابہ و تابعین وغیرہ میں پایا گیا ہے روایت کرتا ہے، اپنی جماعت کے کذابین دجالین کی روایت کے مانند قرار دیتا ہے جو کسی مسلمان کا کام ہرگز نہیں ہوسکتا اور اس افتراء کا سرّ اور اس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ آپکی امت میں آپ کی جماعت کذابین کی مرویات کا بھی وہی اعتبار ہو جائے جیسا کہ اہل اسلام میں احادیث نبویہ کا اعتبار ہے اور احادیث نبویہ و آثار صحابہ کو کوئی امتیاز و اعتبار و خصوصیت نہ رہے۔مگر ہم ان مفتریات سے آنکھ بند کر کے اس قول کی ایک بات کی طرف .. پبلک اہل اسلام کی توجہ دلاتے ہیں کہ اس میں صراحت کے ساتھ اقرار کیا گیا ہے کہ: چھکڑیوں والی پیش گوئی ہم نے کسی کتاب یا اشتہار میں مشتہر نہیں کی۔، اس سے ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جو ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ہذا (۱۸) میں کر چکے ہیں۔اب بھی ناواقف مسلمان، مرزا قادیانی کو دھوکہ باز نہ کہیں گے؟ اور اس بات پر ایمان نہ لائیں گے کہ یہ صاحب جھوٹ بول کر اپنی پیش گوئی متعلق قتل لیکھ رام کو صادق اور واقع کے مطابق بتا رہے ہیں اور ہمارے اس سوال کے جواب میں کہ پیش گوئی آپ نے کہاں مشتہر کی ہے جو آپ نے سکوت کیا اور آپ پیروان مہر نبی بخش بٹالوی وغیرہ نے دعوی کیا کہ، ہم نے بچشم خود دیکھی ہوئی ہے ہم اس کو کل پیش کریں گے،، یہ محض جھوٹ اور مغالطہ تھا۔

پنجم: اس رسالہ کے صفحہ ۱۷ میں آپ نے کہا ہے۔اب سید صاحب (آنرایبل سرسید کو کہتے ہیں جو انکو مستجاب الدعوات نہیں مانتے اور ان کے پیرو نہیں بن جاتے) کا فرض ہے کہ اپنی رائے ناقص کو

بدل دیں، ایسا نہ ہو کہ ایک شخص کی جان تو گئی اور سید صاحب وہیں کے وہیں رہے۔

خاکسار کہتا ہے کہ اس قول میں آپ نے سرسید کو اشارۃً دھمکی دی ہے کہ اگر اب بھی وہ اپنی رائے نہیں بدلیں گے اور الہامی صاحب کو مستجاب الدعوات نہیں مانیں گے تو جیسے لیکھ رام کی جان گئی، ان کی جان بھی نہیں بچے گی۔

ہر چند یہ دھمکی بھی اس کی معمولی گیدڑ بھبکی ہے مگر سرسید کو اس سے بے فکر نہ رہنا چاہیے سرسید مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کے حامی ہیں اور حکومت کے بھی خیر خواہ خادم۔حکومت ان ہی لحاظ سے مرزا قادیانی کی ایسی باتوں کا نوٹس لے اور سرسید احمد خان کو ان کی الہامی تلوار سے بچائے۔ ابھی مسلمانوں کو بھی اس بڈھے ناخدا کی ضرورت ہے اور حکومت کیلئے بھی وہ پیر مرد کارآمد ہے۔

ششم: اس رسالہ کے صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ میں آپ نے ان تین پیش گوئیوں کو نقل کیا ہے جو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱، ۵۱۰، ۵۵۶ میں آپ کو معلم الملکوت کی طرف سے وحی ہوئی تھیں۔ ازانجملہ پیش گوئی صفحہ ۲۴۱ کو پادریوں کا فتنہ قرار دیا ہے اور پیش گوئی صفحہ ۵۱۰ کو فتنہ علماء مکفرین اور پیش گوئی صفحہ ۵۵۶ کو فتنہ لیکھ رام۔

خاکسار کہتا ہے کہ آپ کا یہ بیان اس بیان کے مخالف ہے جو اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں آپ نے کیا ہے۔ اس اشتہار کے متن میں آپ نے پیش گوئی صفحہ ۲۴۱ کو قتل لیکھ رام کے متعلق کیا ہے اور اس کے حاشیہ میں پیش گوئی صفحہ ۵۵۷ کو قتل لیکھ رام کے متعلق اور آریوں کا فتنہ قرار دیا ہے۔ اور اس رسالہ استفتاء میں پیش گوئی صفحہ ۵۵۶ کو قتل لیکھ رام کے متعلق اور آریہ کا فتنہ قرار دیا ہے۔ یہ اختلاف واضطراب اس بات پر کامل دلیل ہے کہ آپ ان پیش گوئیوں کو بحسب خواہش خود موقعہ پر جمانے اور ان کے ذریعہ واقعہ قتل لیکھ رام کو ۱۷ برس کی الہامی پیش گوئی بنانے کا مورد بنانے میں آپ کذب سے کام لے رہے ہیں۔ یہ تضاد و مخالفت اس امر پر کامل دلیل ہے کہ وہ پیش گوئیاں آپ کی من گھڑت ڈھکوسلے ہیں، خدا کی طرف سے نہیں۔

ہفتم: اس رسالہ کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ شیخ ابوسعید محمد حسین نے میرے پر افتراء کیا ہے کہ اور بھی بعض پیش گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں۔ پھر اس کے جواب میں لعنت سنا کر کہا ہے:

ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی ایک سو روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں، اگر وہ ثابت کرینگے کہ فلاں پیش گوئی خلاف واقعہ ظہور میں آئی ہے... مگر کیا وہ بات سن کر تحقیقات کی درخواست کریگا

نہیں اس کونخوت نے اندھا کر دیا ہے۔

خاکسار کہتا ہے کہ یہ قول بھی آپ کا افتراء سے خالی نہیں، جس کا سرّ اور اس سے مقصود آپ کا یہ ہے کہ آپ کے دام افتادہ احمق یہ سمجھ لیں کہ حضرت اقدس تو مولوی صاحب کو پیشگوئیوں کی تحقیق کی طرف بلاتے ہیں مگر وہ اس طرف رخ نہیں کرتے۔

میں اس کے جواب میں لعنت اللہ علی الکاذبین کیوں کہوں؟ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہر وقت برس رہی ہے۔ میں تحقیقات کی درخواست اب کیا کرونگا، میں پہلے سے بارہا کر چکا ہوں اور آپ کی پیش گوئیوں کو جھوٹا بتلا کر ثابت کر چکا ہوں مگر آپ بڑے صاحب حوصلہ وحیا ہیں، میری درخواست وتحقیقات کو شِیرِ مادر کی طرح غٹ غٹ کر کے نوش جان فرما کرڈکار بھی نہیں لیتے۔ صفحہ ۶۵ نمبر ۲ جلد ہذا (۱۸) میں آپ کی پیش گوئی متعلق تولد فرزند آسمانی بشیر عنوائیل کے جھوٹے ہونے کی تحقیق موجود ہے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں عبداللہ آتھم کے متعلق آپ کی پیشگوئی کے کذب ہونے کی تفصیل موجود ہے، اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ نمبر ۶ میں شوہر ثانی زوجہ آسمانی جناب کے متعلق آپ کی پیش گوئی کی تکذیب موجود ہے۔ لیکھ رام کے متعلق آپ کی پیش گوئی پر اس جلد (۱۸) میں کچھ گذارش ہو چکا ہے۔ آپ زندہ ہیں اور کچھ شرم و غیرت رکھتے ہیں تو ان پیش گوئیوں کو سچی ثابت کرنے کے لئے مجلس مناظرہ میں قدم رکھیں۔ یہ نہ ہو سکے اور ہرگز نہ ہوگا، تو پھر بذریعہ تحریر ہی ہمارے مضامین کا جواب دیں۔ یہ نہ ہو سکے اور ہرگز نہ ہوگا (یہ بھی الہامی پیش گوئی ہے) تو بالفعل مبلغ چارسو روپیہ نقد حسب وعدہ مرحمت فرماویں۔ باقی پھر سہی۔

اس چارسو روپیہ میں سے ہم اپنے ذاتی خرچ میں ایک پیسہ بھی نہ لائیں گے۔ تین سو روپیہ تو مدرسہ نعمانیہ کی ہم ملک کرتے ہیں۔ مولوی تاج الدین صاحب وکیل رکن مدرسہ ہمت کریں تو آپ سے وصول کریں۔ اور ایک سو روپیہ ہم زیور کے لئے آپ کی محبوبہ بی بی کو دینگے ان سابق شاگردانہ تعلقات کی وجہ سے جو اس کے والدین کو مجھ سے حاصل تھے اور وہ اس تعلق کی وجہ سے بارہا غریب خانہ سے نان ونمک کھا گئے ہیں اور معہ عزیزہ وغیرہ ذریات غریب خانہ پر رہ گئے ہیں۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۸۔ ص ۱۱۸۔ ۱۳۰ مختصراً)

سراج منیر کا جواب

سراج منیر نامی قادیانی رسالے کے جواب میں مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

یہ رسالہ ۶۷ صفحہ کا ہے اور یہ وہ رسالہ ہے جس کو آپ نے براہین احمدیہ کی موجودہ (۴) جلدیں چھپوانے کے بعد ۱۸۸۶ء میں تصنیف کرنے اور چند ہفتوں میں ختم کر کے چھاپ دینے کا وعدہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مشتہر کیا تھا۔ آپ نے براہین کی لاف زنیوں (پیش گوئیوں) کو تسخیر حمقاء اتباع کے لئے ناکافی سمجھ کر اس رسالہ میں اور پیش گوئیوں کا ان احمقوں کو لالچ دیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ان سے روپیہ خوب بٹورا۔ مگر اب ۱۸۹۷ء میں وہ رسالہ چھاپا تو اس میں ۳۷۔ ایسی پیش گوئیاں درج کی کہ وہ بجز ایک پیش گوئی ازالہ اوہام و چند پیش گوئیاں اشتہارات ۱۸۹۷ء، سب کی سب اسی براہین کی پرانی لن ترانیاں ہیں۔ الغرض کسی نئی پیش گوئی کا اس میں نام ونشان نہیں ہے اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ پانچ ہزار پیشگوئیوں میں سے (جن کا آپ کو دعوی ہے) اس رسالہ میں صرف ۳۷ پیشگوئیاں بمشکل آپ نے درج کی ہیں، سو بھی اس حیلہ اور فریب سے کہ ایک ایک پیشگوئی کو کئی بار ذکر کیا، اور ان کا نمبر شمار جداگانہ بنالیا، مثلاً پیشگوئی متعلق عبداللہ آتھم و لیکھرام کو کئی بار ذکر کر کے ان کا نمبر ۱۳، ۱۵، ۳۰، ۳۲، ۳۳ بنالیا۔ وعلی ہذا القیاس۔..

اس مقام میں مرزا قادیانی کی لاف زنیوں اور چند لن ترانیوں کا جواب دینا ضروری ہے جو ذیل میں دیا جاتا ہے۔

اول: اس رسالہ کے صفحہ ۳ میں یہ اعتراف ہے کہ مرسل و نبی ہونے کا مجھے دعوی ہے مگر نہ حقیقی معنی سے بلکہ مجازی معنی سے جیسا کہ حدیث میں مسیح موعود کے حق میں مجازی معنی سے نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔

الجواب: قرآن وحدیث میں غیر رسول و غیر نبی کو رسول و نبی نہیں کہا گیا۔ آپ میں ذرہ شرم وحیا ہو، تو ایک آیت یا حدیث ایسی بتادیں جس میں غیر نبی کو خدا کا رسول یا خدا کا نبی کہا گیا ہو حضرت مسیح موعود کے حق میں جو لفظ نبی بولا گیا ہے وہ حقیقی طور پر بولا گیا ہے۔ فتوی تکفیر ملاحظہ کریں اور اس دھوکہ بازی سے شرماویں۔

دوم: اس کے صفحہ ۴ میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ہاں یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔

جواب: آپ نے جو انبیاء کی توہین کی وہ ہم اپنے رسالے میں کئی جگہ بیان کر چکے ہیں ہم ان سب توہینات سے قطع نظر کرلیں تو آپ کی تکفیر کے لئے تو یہی توہین کافی ہے جو آپ کے اس قول میں پائی جاتی ہے کہ میں مسیح سے کم نہیں۔

سوم: اس کے صفحہ ۵ میں آپ نے کہا ہے:

اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔

جواب: ہم نے آپ کے یہی کام دیکھے ہیں:

۱۔غیر مذاہب کے لوگوں اور ان کے معبودوں کو گالیاں دینا اور ان کے بدلے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دلوانا۔

۲۔اور مسلمان علماء ومشائخ کو لعنتیں کہنا، اور بدذات حرامزادہ وغیرہ گالیاں دینا۔

۳۔تقریر وتحریر میں سچ نہ بولنا۔

۴۔اسلام کے وکیل بن کر جھوٹی پیشگوئیاں کرنا اور مخالفوں سے اسلام کی ہنسی کرانا۔

انہیں کاموں سے ہم نے آپ کو پہچانا ہے کہ آپ بڑے کذاب ہیں۔زیادہ کیا کہیں..

چہارم: اس کے صفحہ ۴۹ میں آپ نے کہا ہے کہ ابوسعید محمد حسین بٹالوی وسید احمد خان اور فلاں وفلاں اشخاص قادیان میں آویں اور دوگھنٹہ تک چپ رہ کر میرا وعظ سنیں اور پھر قسم کھاویں کہ پیش گوئیاں متعلق آتھم ولیکھ رام وغیرہ دروغ گوئیاں ہیں اور اکتالیس روز میں عذاب کا مزہ پاویں

جواب: ان نو اشخاص میں سے اور تو کوئی بھی آپ کی لن ترانیوں کی طرف توجہ نہیں کرتا ہاں ایک میں ہی آپ کا گاہک ہوں جو آپ کی خوش قسمتی سے آپ کے ردّ خیالات ومقالات کے جوش وولولہ میں، قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند کا مصداق ہورہا ہوں۔اور میں حاضر ہوں جب حکم ہوگا قادیان میں حاضر ہوجاؤنگا، بشرطیکہ آپ میرے رسالہ نمبر۴ جلد ہذا کو ملاحظہ کرکے میری جائز شرائط کو مان لیں اور اپنی ناجائز شروط کو واپس لیں یا میرے اعتراضات کا جواب دے کر اپنی شرائط کی ضرورت ثابت کریں۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ج ۱۸۔ص ۱۳۰ تا۔۱۳۲ مختصراً)

جواب :اشتہار قطعی فیصلہ ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے اس اشتہار کے متعلقہ حصے یوں ہیں:

...اگر مخالف مولوی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر..اور چاہتے ہیں کہ حق کھل جائے اور باطل معدوم ہو تو اس طریق کو اختیار کرلیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اور میں اپنی جگہ پر خدا تعالی کی جناب میں دعا کریں ۔ان کی طرف سے یہ دعا ہو کہ یا الٰہی اگر یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا ہے تیرے نزدیک جھوٹا اور کاذب اور مفتری ہے اور ہم اپنی رائے میں سچے اور حق پر اور تیرے مقبول بندے ہیں، تو ایک سال تک کوئی فوق العادت امر غیب بطور نشان ہم پر ظاہر فرما اور ایک سال کے اندر ہی اس کو پورا کردے۔اور میں اسکے مقابل پر یہ دعا کرونگا کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور درحقیقت مسیح موعود ہوں تو ایک اور نشان پیش گوئی کے ذریعہ سے میرے لئے ظاہر فرما اور اس کو ایک سال کے اندر پورا کر۔

پھر ایک سال کے اندر ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہوا اور میری تائید میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا ٹھہرونگا۔اور اگر میری تائید میں کچھ ظاہر ہوا مگر اس کے مقابل پر ان کی تائید میں بھی ایسا ہی کوئی نشان ظاہر ہو گیا، تب بھی میں جھوٹا ٹھہرونگا۔لیکن اگر میری تائید میں ایک سال کے عرصہ تک کھلا کھلا نشان ظاہر ہو گیا اور ان کی تائید میں نہ ہوا، تو اس صورت میں میں سچا ٹھہرونگا۔

اور شرط یہ ہوگی کہ اگر تصریحات متذکرہ بالا کی رو سے فریق مخالف سچا نکلا تو میں ان کے ہاتھ پر توبہ کرلوں گا اور جہاں تک ممکن ہو گا میں اپنی وہ کتابیں جلا دوں گا جن میں ایسے دعوی یا الہامات ہیں ..نہ صرف اسی قدر بلکہ اپنے موجودہ اعتقاد کے برخلاف یقینی طور پر سمجھ لوں گا کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد

گنگوہی اور محمد حسین کا پیارا دوست محمد بخش جعفر زٹلی اور دوسرا پیارا دوست محمد علی بوپڑی یہ سب اولیاء اللہ اور عباد الصالحین ہیں...لیکن اگر تصریحات بالا کی رو سے خدا نے مجھے سچا کر دیا تو چاہیے کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی میرے ہاتھ پر توبہ کریں اور میرے دعوی کی تصدیق کر کے میری جماعت میں داخل ہوں...

اس اشتہار کے مخاطب محمد حسین بٹالوی ،عبدالجبار غزنوی، عبدالحق غزنوی، رشید احمد گنگوہی ہیں۔ یہ چاروں اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں اور مومن خدا کے نزدیک ولی ہوتا ہے اور بہر حال کافر اور دجال کی نسبت مومن کی دعا جلد قبول ہوتی ہے...

پس چاہیے کہ فریق مخالف مجھے خاص اشتہار کے ذریعہ اطلاع دے کر پھر اپنے گھروں میں دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ابتداء سال کا اشتہار کی تاریخ اشاعت سمجھا جائے۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ چاروں مولوی مقابلہ کریں بلکہ جو شخص ان میں سے ڈر کر بھاگ جائے اس نالائق کو جانے دو۔ وہ اس بات پر مہر لگا گیا کہ وہ جھوٹا ہے اور گریز کی لعنت اس کے سر پر ہے۔

اور یہ ضروری ہوگا کہ جو امر غیب ان چاروں میں سے کسی پر ظاہر ہو اس کو بذریعہ اشتہارات مطبوعہ لوگوں پر ظاہر کر دے اور ان میں سے ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دے اور جو امر مجھ پر ظاہر جو پہلے ظاہر نہیں کیا گیا، مجھ پر بھی لازم ہوگا کہ بذریعہ اشتہار اس کو شائع کروں اور ایک ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری چاروں صاحبوں کی خدمت میں یا جس قدر ان میں سے مقابلہ پر آویں بھیج دوں۔

اس طریق سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے ہم دونوں فریقوں میں سے جو ملعون ہے اس کا ملعون ثابت ہو جائے گا..اور اگر امرت سر اور لاہور کے رئیس اس فیصلہ کے لئے مولویاں مذکورین کو مستعد کریں تو ان کی ہمدردی اسلامی قابل شکر گذاری ہوگی اور بالخصوص انجمن اسلامیہ کے سکرٹری خان بہادر برکت علی خان اور انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری منشی شمس الدین اور انجمن نعمانیہ کے سکرٹری منشی تاج الدین کی خدمت میں گزارش ہے کہ ضرور اس طرف توجہ فرماویں۔..

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۴۱۱-۴۱۴)

مولانا بٹالویؒ اس اشتہار کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ خاکسار تعمیل حکم اشتہار ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء کو تیار ہے جیسا کہ تعمیل حکم رسالہ سراج منیر، حاضری قادیان کے لئے تیار ہے، دیر صرف یہی ہے کہ آپ بیان کر دیں کہ قادیان میں نہ آنے کا حکم (قبل ازیں) ہوا تھا اس حکم سے منسوخ ہوا یا ان دو متخالف حکموں کے اجراء میں الہام غلطی کھا گیا۔ اور ایک بات جو رہ گئی ہے کہ آپ نے وہ نشان جو ایک سال کے عرصہ تک آپ دکھلائیں گے متعین نہیں کیا اس کسر کو بھی نکال دین تا کہ ایسا نہ ہو کہ میرے کرتہ کی کھنڈی ٹوٹ جائے یا کپڑے میلے ہو جاویں، تو آپ اسکو اپنے لئے نشان آسمانی نہ بنا لیں۔ یا اپنے پاجامہ میں سے ایک چوزہ نکال کر مار دیں یا ایسا ہی کوئی اور نشان دکھا دیں جو اس بیت کا مصداق ہو:

ایں کرامت ولی راچہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۱۳۲ ملخصاً)

خواجہ غلام فرید کے خطوط بنام قادیانی

نواب بہاولپور کے پیر و مرشد خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں کے چند خطوط بنام قادیانی، مرزا صاحب کی تصانیف میں ملتے ہیں جن میں خواجہ صاحب نے مرزا صاحب کو نیک مسلمان قرار دیتے ہوئے ان کی کافی تعریف کی ہوئی ہے۔ وہ خطوط درج ذیل ہیں:

من فقیر باب اللّٰہ غلام فرید سجادہ نشین

الی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ رب الارباب والصلوۃ علی رسولہ الشفیع بیوم الحساب وعلی آلہ والاصحاب والسلام علیکم من اجتھد واصاب امّا بعد قد ارسلت الیّ الکتاب وبہ دعوت الی المباھلۃ و طالبت بالجواب و انّی و ان کنت عدیم الفرصۃ و لکن رأیت جزءہ من حسن الخطاب و سوق العتاب اعلم یا اعز الاحباب انّی من بدو حالک واقف علی مقام تعظیمک لنیل الثواب و ما جرت علی لسانی کلمۃ فی حقک الّا بالتجبیل و رعایۃ الاداب و الان اطلع لک بانّی معترف بصلاح حالک بلا ارتیاب و موقن بانک من عباد اللّٰہ الصّالحین وفی سعیک المشکور مثاب و قد اوتیت الفضل من الملک الوھاب و لک ان تسئل من اللّٰہ تعالی خیر عاقبتی و ادعو لکم حسن مآب ولولا خوف اطناب لازددت فی الخطاب۔ و السلام علی من سلک سبیل الصواب۔ فقط

۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ من مقام چاچڑاں۔ فقیر غلام فرید

(سراج منیر۔ص ۸۸۔۸۹)

خواجہ غلام فرید صاحب کا دوسرا خط :

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے پایاں مکرم معظم برگزیدہ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد متع اللہ الناس ببقائہ و سرّنی بلقائہ و انعمہ بآلائہ ۔

پس از سلام مسنون الاسلام وشوق تمام و دعائے اعتلائے نام وارتقائے مقام واضح و لائح باد، نامہ محبت ختامہ الفت شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ معہ کتاب مرسلہ تسیدہ چہرہ کشائے مسرت تازہ وفرحت بے اندازہ گشت ۔ مخفی مبادا کہ ایں فقیر از بدو حال خود بتقاضائے فطرت درع بد ہاں افتادن و بیضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد چندانکہ مے تواند خود را از مداخل طوفان نزاع بے معنی برمے آرد چوں اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشتہ است وتعصب مجاری تحقیق را بخاک جہل فراانباشتہ براں بکنہ گفتار ہا نارسیہ وغایت کارہا نادیدہ غوغائے برمے انگیزند وہماں غبارِ جہالت کہ بہوائے عناد برداشتہ بسر خویش مے بیزند ورنہ ثمر کارہا برنیت صحیح است و دلالت کنایات البلغ از تصریح پوشیدہ نماند کہ دریں جزو زمان کسانے از علمائے وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند کہ ہم چو کسے را (یعنی آن صاحب را) کہ باتفاق علماء چنیں و چناں ثابت شدہ است چرا نیک مرد پنداشتہ اند واز چہ رو د روئے حسن نظر داشتہ چوں تحریر ایشاں مملو بود از کمال جوش وترکیب الفاظ ایشاں با برق طپش ہا ہم آغوش نظر برآنکہ مضامین شان برغلیاں دلہا گواہ است و برنیت ہرکس خدائے دانا ترآگاہ و بہ ہیچ کس گمان بد بردن شیوہ اہل صفا نیست و بے تحقیق کسے را منافق یا مطیع نفس دانستن روانہ ، فقیر را در کارشان ہم گماں بدگراں مے نمود زیرآنکہ اگر نیت صادق داشتہ باشند غلط شاں بمشابہ خطائی الاجتہاد خواہد بود ورنہ گوش محبت نیوش ہر قدر کہ از غایت کارآں مکرم ذخیرہ آگاہی انباشت دل الفت شامل زیادہ ازاں در اخلاص افزود کہ داشت دعا ست کہ از عنایت حق سببے بہتر پیدا آید وساحتے نیکو روئے نماید کہ حجاب مباعدت جسمانی ونقاب مسافت طولانی ازمیاں بر خیزد واگر بارسال مضمونیکہ در جلسہ مذاہب پیش کردہ اند مسرور فرمایند منت باشد۔

والسلام مع الاکرام فضائل وکمالات مرتبت مولوی نورالدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند۔ وصاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب نیز۔

الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی من مقام چاچڑان شریف ۔ ۲۷ ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ

(سراج منیر۔ آخر کتاب)



خواجہ غلام فرید صاحب کا تیسرا خط

بخدمت جناب معانی آگاہ معارف پناہ حقائق نگاہ شریعت انتباہ المستظہر باللہ المعرض ماسوا المؤید من اللہ الصمد جناب مرزا غلام احمد صاحب مکارم لاتعد سلمہ اللہ الاحد۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جوش اشتیاق ہمچوں مکارم اخلاق آں سلالہ انفس وآفاق از حد بیروں ست ومحبت بآں مجاہد فی سبیل اللہ روز افزوں۔ منت جواد بی غنت ؟ کہ اوقات ایں فقیر رابعنایت بے غایت ۔ برمجاری عافیت ظایر و باطن جاوی فرمود۔ و تائید آں مرضیۃ الشمائل محمودۃ الخصائل از جناب عزت خطابش مسئول ومقصود۔ سلک لآلی آبدار محبت و وداد و عقد جواہر تابدار صداقت واتحاد عن نامہء اخلاص ختامہ مملو بمواد خلوص وصفا ومحشو بذخائر خلت واصطفا ورود کرم آمود نمودہ مسرورنا محصور فرمود وفقیر از الفاظ الفت آمیز ومعانی انبساط خیز ومعارف حیرت انگیز آں غواص بحار معالم ذخیرہء احتظاظ قلب فراہم نمود۔ و ورود مضمون جلسۃ المذاہب مرسلہ آں صاحب کہ باوجود آذوقہ حقائق گرانبہا جدّت ادارا مشتمل بود۔ دل از مستمعان در ربود۔ ہموارہ بایں مجاہدات رفیع الغایات بعنایات غیبیہ وتفضلات لاریبیہ مؤید مکرم باشند وفقیر را مستخبر حالات مسرت سمات دانستہ بارسال فضائل رسائل وارقام کرائم رقائم مبتہج میفرمودہ باشند۔ ۴ شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ ہجریہ قدسیہ۔

الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی سجادہ نشین از جاچڑاں شریف۔

(سراج منیر۔ آخر کتاب)

مرزا صاحب نے ان خطوط کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا اور انہیں خوب مشتہر کیا۔ جب یہ خطوط سامنے آئے تو مناسب تحقیق احوال کے بعد مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے ماہنامہ اشاعۃ السنہ میں :

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں
اور مرزا غلام احمد الہامی قاتل وخونی مسیح قادیان

کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور بتایا کہ:

الہامی قاتل وخونی مسیح ،مسیلمہ زمانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلامی دنیا میں ایک نیا جال پھیلانا اور اس میں مشائخ کرام کو پھنسانا چاہا تھا۔ رسائل انجام آتھم میں اس نے اپنا پرانا ڈھکوسلہ درج کیا تو اس میں علمائے اسلام کے ساتھ مشائخ عظام پنجاب و ہندوستان کو بھی اپنا مخاطب بنالیا۔

اس کی اس گیدڑ بھبکی کو اکثر علماء ومشائخ ہندوستان و پنجاب نے تو لا شئے سمجھا اور اس کی طرف نگاہ التفات سے نہ دیکھا مگر ایک گوشہ نشین وخلوت گزین بزرگ نے جو اہل زمانہ کی چالاکیوں اور مکاروں کی دھوکہ بازیوں سے واقف نہیں اور ذکر وشغل و ارشاد طلاب وتلقین خاص احباب میں مصروف رہتے ہیں (یعنی خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں) نے محض دفع شر ورفع ضرر کی غرض سے قادیانی کو اس کی درخواست مباہلہ کے جواب میں اس مضمون کا عربی میں خط لکھوایا کہ مجھ کو آپ سے پرخاش نہیں ہے مجھے اس خطاب سے معاف رکھیں۔ قادیانی نے خواجہ صاحب کے اس قدر اعراض کو از بس غنیمت سمجھا اور اس کو اپنی توثیق قرار دے کر ضمیمہ انجام آتھم میں چھاپ کر مشتہر کر دیا اور اس کے شکریہ میں ایک طولانی خط عربی خواجہ صاحب کی تعریف وتوصیف میں لکھ کر ان کے حضور میں بھیج دیا۔ اس کے بعد اور دو خط فارسی خواجہ صاحب کی طرف سے مرزا قادیانی کے نام بھیجے گئے جن میں پہلے خط کی نسبت قادیانی کی تائید وتعریف بھی پائی جاتی ہے۔ ان خطوں کو مرزا قادیانی نے اپنی برأت وتوثیق کا کافی ذریعہ سمجھا اور ایک عمدہ سرٹیفکیٹ خیال کر کے رسالہ سراج المنیر میں مشتہر کیا۔

ان خطوں کے شائع ہونے سے مسلمانوں میں، خصوصاً ان اصحاب میں جو مشائخ کرام

و اولیائے عظام سے حسن عقیدت رکھتے ہیں، کمال تشویش و تر دد پیدا ہوا اور انہوں نے بالواسطہ و بلاواسطہ مراسلت کے ذریعہ اپنی تشویش و تردد کا خواجہ صاحب کے حضور میں اظہار کیا۔ایک مولوی صاحب (مولانا غلام دستگیر قصوری کی طرف اشارہ ہے، بہاء)ضلع لاہور سے بذات خود خواجہ صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے اور تدارک مافات اور اصلاح فساد قادیانی کے درپئے سعی ہوئے۔ان کو اپنی تحقیق و تفتیش سے یہ معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب بذات خود قادیانی کی تحریرات واشتہارات کو ملاحظہ نہیں فرماتے، ان کے بعض خدام ایسے ہیں جو قادیانی کے رسائل و اشتہارات دیکھ کر اس کے دام میں پھنس گئے ہیں، وہی لوگ خواجہ صاحب کے حضور میں قادیانی کی خدا پرستی و بزرگی کی تعریفیں کر کے اس مراسلت کے موجب ہوئے ہیں۔انہوں نے جو کچھ چاہا لکھا اور خواجہ صاحب کی طرف سے قادیانی کے نام پر روانہ کیا۔

مولوی صاحب موصوف نے ہر چند کوشش کی کہ وہ عقاید و مکائد قادیانی اس کی اصل تحریرات سے نکال کر خواجہ صاحب کے حضور میں پیش کریں اور خطوط مذکورہ کے برخلاف ان کی رائے قائم کرائیں مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔

از آنجا کہ اظہار عقاید و مکائد قادیانی واصلاح فساد اس مسیلمہ ثانی کا قرعہ اس خاکسار کے نام ڈالا گیا ہے اور اس عاجز کو اس کام کے اہتمام میں ایک خاص ملکہ عطا کیا گیا ہے لہذا خدا تعالی نے اس عاجز کے دل میں یہ القاء کیا کہ یہ ناتواں خود خواجہ صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر عقاید و مکائد قادیانی اس کی اصلی تصانیف سے دکھا کے خواجہ صاحب کی رائے رزین ان کی نسبت ظاہر کرائے۔ بناء علیہ خاکسار وسط محرم الحرام ۱۳۱۵ھ میں ڈیرہ نواب صاحب بہاول پور میں پہنچا اور خواجہ صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوا۔اور مرزا قادیانی کے عقاید و مکائد اصل تصانیف سے نکال کر خواجہ صاحب موصوف کو دکھائے جن کو دیکھ کر خواجہ صاحب، مرزا قادیانی سے سخت متنفر اور بے زار ہوئے اور معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح نے جو کچھ قادیانی کے حق میں کہا تھا وہ محض دفع شر و رفع مضرت پر مبنی تھا..اور اگر حضرت ممدوح کو کسی قدر قادیانی کی نسبت نیک گمان تھا تو اس وجہ سے تھا کہ قادیانی مسلمان کہلاتا تھا اور حضرت ممدوح کو مسلمان سے حسن ظن تھا اور اس کی اصلی تصانیف دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس حسن ظنی اور عدم

اطلاع تصانیف قادیانی کی وجہ سے آپ نے اس کے حق میں کلمہ خیر فرمایا تھا اور شیخ سعدی کے اس قول پر عمل کیا تھا:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکے در خویش خود بین مباش دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

حضرت ممدوح نے اصل تصانیف قادیانی میں اس کے عقاید و مقالات دیکھے تو اس پر بہت آشفتہ ہوئے اور اسکی شوخیوں اور بے ادبیوں پر (جو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی عالی جناب میں اس سے سرزد ہوئیں) کلمہ استغفراللہ زبان پر لائے اور فرمایا کہ یہ شخص اہل اللہ اور مؤید من اللہ نہیں ہے اور کمال درجہ کا بے ادب ہے اور خودستائی کرنے والا اور نام آوری اور شہرت کا طالب ہے اور اپنے دعاوی میں سچا نہیں ہے۔ حضرت کے بعض خدام حضار مجلس نے حضرت کے سامنے فرمایا کہ آئندہ حضرت اس شخص سے خط و کتابت نہ کریں گے اور حضرت نے اس پر سکوت فرما کر اس کو تسلیم کرلیا۔ اس سے ناظرین کو یقین ہوسکتا ہے کہ وہ خطوط ثلاثہ جو حضرت کی طرف سے قادیانی کو پہنچے ہیں قادیانی کی برأت و توثیق کے دلائل نہیں ہوسکتے اور نہ وہ اس کے لئے سرٹیفکیٹ تسلیم کئے جاسکتے ہیں۔

قادیانی اب بھی لن ترانیاں ہانکے اور حضرت ممدوح کو اپنا مصدق و موافق قرار دے تو اس کو لازم ہے کہ وہ اسی مضمون کا ایک اور خط حضرت ممدوح سے حاصل کرے اور اپنے کسی رسالہ میں چھپوائے۔ یہ امر اس سے نہ ہوسکے گا اور ہرگز نہ ہوسکے گا انشاءاللہ تعالی، تو اہل اسلام معتقدین مشائخ کرام یقین کریں کہ خواجہ صاحب اس کے مصدق و مؤید نہیں ہیں اور اس کے دعاوی سے ناخوش ہیں۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ ج ۱۸ ص ۱۳۷۔۱۴۱ مختصراً)

قادیانی بدزبانی بحق خلیفہ عثمانی

۱۸۹۷ء میں خلافت عثمانیہ کے سفیر جناب حسین کامی ہندوستان تشریف لائے جہاں انہوں نے اپنے دوران قیام مختلف وفود، جماعتوں اور افراد سے ملاقاتیں کیں۔آپ قادیان بھی گئے جہاں انہوں نے مرزا صاحب قادیانی سے ملاقات کی۔اس ملاقات کے بعد مرزا صاحب نے سلطان ترکی اور ان کے عمال حکومت پر تنقید کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع کیا۔ ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں اس اشتہار کے شائع ہونے پر احتجاج ہوا تو مرزا صاحب نے معذرت پر مبنی ایک اشتہار شائع کیا۔ اس سلسلہ واقعات کی روداد مولانا محمد بٹالویؒ نے مرتب کر کے شائع فرمائی جو مختصراً ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔مولانا کی تحریر پڑھنے سے پہلے مرزا قادیانی کے اشتہار ، **حسین کامی سفیر سلطان روم**، سے ایک انتخاب ملاحظہ کیجئے۔مرزا صاحب نے لکھا:

> پرچہ اخبار ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں جو ایک شیعہ اخبار ہے سفیر مذکور العنوان کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانیت ہے ...اور اس خط کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے ..... مجھے دنیاداروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بےزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے ۔ مجھے نہ کچھ سلطان روم کی طرف حاجت ہے اور نہ اس کے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے میرے لئے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گذر جاؤں .... میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکرگزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں ۔ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اسکے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔ شاید بہت سے لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے۔سفیر مذکور نے خلوت کی ملاقات کے لئے خود التجا کی۔ اگرچہ مجھ کو اس کی اول

ملاقات میں ہی دنیا پرستی کی بد بو آئی اور منافقانہ طریق دکھائی مگر حسن اخلاق نے مجھے بوجہ مہمان ہونے اس کی اجازت دینے کیلئے مجبور کیا۔ نامبردہ نے خلوت کی ملاقات میں سلطان روم کے لئے ایک خاص دعا کرنے کی درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضاوقدر سے آنے والا ہے، اس سے وہ اطلاع پاوے۔ میں نے اس کو صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بہت بری معلوم ہوئیں۔ میں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا سچے تقوی اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کروتا نیک پھل پاؤ۔ مگر میں اس کے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی برا مانتا تھا اور یہ بات ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں ہیں۔ اور پھر اس کا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کی علامات موجود ہیں۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارے میں کئی باتیں درمیان آئیں۔ میں نے اس کو بار بار سمجھایا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور کسی خونی مسیح اور خونی مہدی کا انتظار کرنا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے یہ سب بے ہودہ قصے ہیں۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی اس کو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں۔ اور میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا تھا، وہی کہا تھا۔ پھر ان تمام باتوں کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کا بھی ذکر آیا اور جیسا کہ میرا قدیم سے عقیدہ ہے میں نے اس کو بار بار کہا کہ ہم گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکرگذار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ اس قدر امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی دوسری سلطنت کے نیچے ہرگز امید نہیں کہ وہ امن حاصل ہو سکے۔ کیا میں اسلامبول میں امن کیساتھ اس دعوی کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے کی سب روائتیں جھوٹ ہیں۔

کیا یہ سن کر اس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کرینگے اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کریگا کہ ان کی مرضی کو مقدم رکھا جائے پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ

ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سنا اور حیرت سے میرا منہ دیکھتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے میرا نام نمرود، شداد اور شیطان رکھتا ہے اور مجھے جھوٹا اور مزوّر اور مورد غضب الٰہی قرار دیتا ہے...:

(پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں)

نقل اس خط کی جو سفیر کی جانب سے اخبار ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے:۔

بحضور سید السادات العظام وفخر النجباء الکرام مولانا سید محمد ناظر حسین صاحب ناظم ادام اللّٰہ فیوضہ و ظل عاطفتہ۔سیدی ومولائی، التفات نامہ ذات سامی شما بدست تجبیل واحترام مارسید الحق ممنونیت غیر مترقبہ عظمی بخشید۔ فدایت شوم کہ استفسار احوال غرائب کادیان وکادیانی (قادیان وقادیانی) را فرمودہ بودید۔ اکنوں ما بکمال تمکین ذیلاً بخدمت والانہمت وعالی بیان وافادہ می کنم کہ ایں شخص عجیب وغریب از صراط المستقیم اسلام برگشتہ قدم بردائرہ علیھم الضّالین گذاشتہ وتزویر محبت حضرت خاتم النبیین را در پیش گرفتہ وبزعم باطل خویش باب رسالت رامفتوح دانستہ است شائیستہ ہزاراں خندہ است کہ فرق در بین نبوت ورسالت پنداشتہ است ومعاذ اللہ تعالی می گوید کہ خداوند عالم رسول ﷺ را گاہیدر فرقان حمید وقرآن مجید بعنوان خاتم المرسلین معنن نکردہ است فقط بخطاب خاتم النبیین اکتفا فرمودہ است۔ القصہ اینکہ اول ؟؟ وددراولی ملہم می گفت بعدہ مسیح موعود گشتہ آہستہ آہستہ بقول مجرد خود صعود بمرتبہ عالیہ مہدویت کردہ استعیذ باللّٰہ تعالی خود را از خود رائے بپائے معلائے رسالت رساندہ است۔ بنا علی ہذا ظن غالب ما براں است کہ ترقی پنجمیں قدم برسر شریر شدّاد ونمرود نہادہ کلاہ الوہیت برسر سرکش خود کہ کاں خیالات فاسہ ومعدن مالیخولیا وہذیانات باطلہ است میگزارد وعجب ست کہ شاعر معجز بیان درحق ایں ضعیف الاعتقاد والبنیان چندیاں سال قبل ازیں گویا بطور پیش گوئی تدوین ایں شعر در دیوان اشعار آبدار خود کردہ است۔

سال اول مطرب آمد سال دویم خواجہ بخت گریاری کند امسال سیدمی شود

خلاصہ ازیں سخنہا درگزرید واو را بر شیطنش پسرید و مارا از پریشان نویسی معاف دارید

عزیز اسلام ما را بجناب شریعت مدار مولوی ابوسعید محمد حسین و جناب داروغہ عبدالغفور خاں برسانید وسانٹمڑ پائی خودرا گرفتہ بصوب ما روانہ کنید تا کہ از دارالخلافہ اسلامبول کفش مسجدے مطابق آن بطلبم و در ہر خصوص برزات عالی شما تقدیم مراسم احترامکاری کردہ مسارعت براستبنا می طبع عالی می نمائم ۔ والسلام ۔ الراقم حسین کامی ۔

(منقول از اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء مجموعہ اشتہارات جلد۲ ص ۴۱۴ ۔ ۴۱۹)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں:

قادیانی نے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں حضرت سلطان المعظم (عثمانی خلیفہ) کی توہین و بدگوئی کر کے گورنمنٹ کو دھوکہ دیا اور یہ جتایا کہ وہ سلطان روم اور سلطنت ترکی کا بدخواہ و دلی دشمن ہے۔اس لئے وہ برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ متصور ہونا چاہیے اوراشتہار ۱۵ جون ۱۸۹۷ میں اس توہین و بدگوئی کا انکارکر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور یہ جتایا کہ اس نے حضرت سلطان معظم کی توہین نہیں کی بلکہ سلطنت ترکی اوراس کے ارکان کی بدگوئی کی ہے اس لئے مسلمانان محبین ومعتقدین سلطان المعظم اس کواسلام ومسلمانوں کا دشمن قرار نہ دیں۔

پھر جب بعض اسلامی اخباروں نے اس کی خبر لی اوراس کے اس دھوکہ کی قلعی کھل گئی اورایک مقدمہ میں عدالت ضلع گورداسپور میں اس کی طلبی ہوئی اور دوران سوالات وجوابات میں اس کے مخالف گورنمنٹ ہونے کی حقیقت کھلنے لگی تو پھراس نے وہی کارستانی کی اور عدالت کو یہ بات جتائی کہ وہ سلطان روم کا بدگو ومخالف ہے اس لئے مسلمان اس کے دشمن بن گئے ہیں ۔اور اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اپنی اسی کارستانی و بدگوئی و بدزبانی کی سند پیش کر کے اس سے سلطنت ترکی سے اپنی مخالفت اور برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی وموافقت ثابت کی ۔..

اس نے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے جن فقرات میں سلطنت ترکی کی عداوت کا اظہاراور حضرت سلطان المعظم کی توہین کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ ہیں جو معہ تشریح وتوضیح وحدانی خطوط میں (یعنی بین القوسین اور باریک خط میں) نقل کئے جاتے ہیں:

۱۔ مجھے دنیاداروں اورمنافقوں کی ملاقات سے اس قدر نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے۔

(یہ کلمات بظاہر سفیر کے حق میں ہیں اور در پردہ حضرت سلطان المعظم کے حق میں کیونکہ ان کوبھی قادیانی صرف دنیا دار بادشاہ سمجھتا ہے، نہ دیندار اور خلیفۃ المسلمین چنانچہ فقرہ مابعد اشتہار ہذا اورفقرہ آئندہ اس کے اشتہار جشن جوبلی کا اس پر شاہد ہے)

۲۔ نہ مجھے سلطان روم کی طرف کچھ حاجت ہے نہ اس کے سفیر کی ملاقات کا شوق (حضرت سلطان المعظم سے اپنی استغنا و بے پرواہی ظاہر کرنا، اور ان کو مفرد الفاظ بلاتعظیم سے یاد کرنا حضرت ممدوح کی صریح اہانت ہے۔ حضرت سلطان المعظم کی، جو مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہیں اور ان کے معابد و مشاعر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ وغیرہ مشاہد کے خادم و محافظ، ہر ایک مسلمان کو مذہبی حاجت ہے۔ ان سے استغنا و بے پروائی ظاہر کرنا در پردہ مکہ و مدینہ سے بے پروائی ظاہر کرنا ہے جو کسی مسلمان کا کام نہیں، بلکہ ان ہی کافروں کا کام ہے جو قادیان کو مکہ سمجھتے ہیں اور اس کو خطاب دار الاماں، جو مکہ کا خطاب ہے، سے یاد کرتے ہیں اور حج کعبہ کی جگہ اسی قادیان کا حج کرتے اور اس کو بجائے حج کعبہ کافی سمجھتے ہیں)

۳۔ میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کاروائی میں کر رہا ہوں۔

(گورنمنٹ انگریزی کو سلطنت ترکی کے مقابلہ میں واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور قابل شکر گزاری کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ سلطنت ترکی واجب التعظیم و واجب الاطاعت اور قابل شکر گزاری نہیں ہے اور یہ صاف اور صریح سلطنت ترکی کی توہین ہے جو کسی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ بے شک گورنمنٹ انگریزی مسلمانان رعایا گورنمنٹ کے نزدیک دنیاوی امور میں اور پولیٹکل نظر سے واجب التعظیم واجب الاطاعت اور قابل شکر گزاری ہے مگر مذہبی امور اور مذہبی نظر سے سلطنت ترکی مسلمانوں کے لئے واجب الاطاعت واجب التعظیم اور قابل شکر گزاری ہے اور جو شخص مسلمان کہلا کر مذہبی امور کی نظر سے، جو مسلمانوں کو حج و زیارت کے سفر میں پیش آنے لازم ہیں، سلطنت ترکی کی تعظیم اور اطاعت اور شکر گزاری کو واجب نہیں سمجھتا، وہ در پردہ سخت کافر (ناشکر) ہے وہ اپنے مذہبی پیشوا کی اہانت کرتا ہے جس کی توہین خدا تعالی کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے: السّلطان ظلّ اللّٰہ فی الارض من اکرمہ اکرمہ اللّٰہ و من اہانہ اہانہ اللّٰہ۔ مشکوۃ ص ۳۱۴ و ۳۱۵ وغیرہ۔ کہ سلطان زمین میں خدا کا سایہ ہے جو اس کی عزت و توقیر کرتا ہے خدا اس کی عزت کرتا ہے، جو اس کی اہانت کرتا ہے خدا اس کی اہانت کرتا ہے۔

اس توہین آسمانی کا یہ اثر ہے جو قادیانی پر ظاہر ہو رہا ہے کہ جب سے اس نے سلطان المعظم کی توہین کی ہے اسلامی دنیا میں اس کی توہین ہو رہی ہے اور چاروں طرف سے لعنت کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے جس کا کسی قدر بیان آئندہ ہوگا)

۴۔ ٹرکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے۔

(یہ صاف اور صریح طور پر سلطنت ترکی کی توہین ہے اور اس کی فتوحات روز افزوں کو کان لم یکن سمجھنا اور ان پر حسرت و رنج ظاہر کرنا ہے۔ قادیانی ان فتوحات کو فتوحات سمجھتا اور دل میں ان پر ماتم نہ کرتا تو یہ کلمہ خبیثہ کہ وہ شامت اعمال بھگت رہی ہے، زبان پر لانے سے شرماتا، اور یہ خیال کرتا کہ ان دنوں سلطت ترکی کو وہ ترقی نصیب ہوئی ہے

جواس سے دوسو برس پہلے نہ ہوئی تھی اور یہ روز افزوں برکت ہے، نہ اعمال کی شامت ہے)

۵۔ نامبردہ (سفیر حضرت سلطان المعظم) نے خلوت کی ملاقات میں سلطان روم کے لئے ایک خاص دعا کرنے کیلئے درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ کیلئے جو کچھ آسمانی قضا وقدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے۔ میں نے اس کو صاف کہدیا کہ سلطان کی سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں ہوتا۔ یہ وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بری معلوم ہوئیں۔

(یہ بھی صریح اور صاف طور پر سلطنت ترکی کی توہین ہے۔ اور فتوحات سلطنت کو کان لم یکن سمجھنا۔ اور ان پر دل سے ناخوش ہونا اور ماتم کرنا ہے۔ ان فتوحات کو وہ فتوحات سمجھتا اور ان پر خوش ہوتا تو موجودہ حالت کی نظر سے آئندہ ترقی کی امید دلاتا۔ بدانجامی سے نہ ڈراتا۔

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ یہ تو اس (مرزا) کی توہین سلطنت کی تشریح و توضیح ہے۔ اب ہم اس کے مستجاب الدعوات اور صاحب کشف اور مطلع دیوان آسمانی قضا وقدر ہونے کے دعوی پر جو اس فقرہ میں پایا جاتا ہے، ریمارک کرتے ہیں کہ اس دعوی کو دیکھ کر ہم کو ہنسی آتی ہے اور آپ کی جرأت و جسارت زعفران زار تعجب و حیرت میں لے جاتی ہے۔

قادیانی صاحب! آپ اس لائق کب ہوئے کہ آپ سے کوئی دعا کرائے اور مراد پائے۔ یا کوئی آسمانی قدر وقضا کا حال پوچھے تو آپ کشف سے اس کو بتادیں۔ آپ صاحب کشف اور دفتر قضا وقدر کے ناظر ہوتے تو اپنی بیوی کے پہلے حمل رہنے کے وقت کشف سے جان جاتے کہ اس حمل سے لڑکی ہوگی، اور لڑکا ہونے کی پیش گوئی نہ کرتے۔ پھر دوسرے حمل سے لڑکا بشیر پیدا ہونے پر جان جاتے کہ وہ جلد مرجائے گا اور اس کو بشیر موعود قرار نہ دیتے۔ پھر تیسرے اور چوتھے اور پانچویں حمل (جن سے محمود، بشیر اور شریف پیدا ہوئے) کے وقت معلوم کر لیتے کہ فرزند موعود ان حملوں سے پیدا ہوگا اور اس کی تعیین کر کے پیش گوئی کرتے۔ اور چھٹے یا ساتویں حمل سے اس کے پیدا ہونے کی امید نہ رکھتے، پھر اس چھٹے یا ساتویں حمل کے وقت جان جاتے کہ اس سے لڑکی ہوگی، نہ لڑکا۔ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۹ میں یہ دعوی نہ کرتے کہ فرزند موعود اب پیدا ہوگا، جو تین کو چار کرنے والا ہوگا، باوجودیکہ وہ زائد المیعاد بھی ہو چکا تھا کیونکہ فرزند موعود کے لئے نو برس کی میعاد تھی اور وہ حمل بارہویں سال ہوا تھا۔

ایسا ہی آپ عبداللہ آتھم کی نسبت جان لیتے کہ وہ ۱۵ ماہ کی میعاد میں رجوع بحق کرے گا اور فوت نہ ہوگا۔ اور مرزا سلطان محمد بیگ کی نسبت جو آپ کی منکوحہ آسمانی سے عیش اڑا رہا ہے .. یہ جان لیتے کہ اس کے وارثوں کی معذرت کی وجہ سے اس کی موت کو ٹلایا جائے گا اور ڈہائی برس میں اس کی موت کی پیش گوئی نہ کرتے (یہ بھی محض آ

پ کا دعوی ہے۔ اور درحقیقت اس کے وارثوں نے معذرت نہیں کی۔ دیکھو اشاعۃ السنہ ج ۱۶)

اور اگر آپ مستجاب الدعوات ہوتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے اور جو اطراف واکناف عالم سے آپ پر لعنت وتکفیر کی بارش ہورہی ہے اس سے اپنے آپ کو بچاتے۔ پھر سردار بہادر سید امیر علی شاہ رسالدار پنشنر کے لئے دعاء تولد فرزند کی (جس کے عوض ۵۰۰ روپیہ پیشگی عبدالحق پنشنر اکاؤنٹنٹ والہی بخش اکونٹنٹ کی معرفت لے کر ہضم کر چکے ہیں) دعا کرتے اور اس میں کامیاب ہوتے۔ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی صحت کے لئے جس کے عوض میں ۵۰۰ روپیہ ان کی والدہ ماجدہ سے لے کر خورد برد کر چکے ہیں، دعا کرتے اور کامیاب ہو کر آج وزیر ریاست ہوتے۔ گذشتہ راصلوٰۃ اگر آپ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات ہیں تو سابق پیش گوئیوں میں سے صرف ایک پیش گوئی متعلق اپنی منکوحہ آسمانی کی نسبت کشف کا ٹیلی فون لگا کر بتادیں کہ آپ کی منکوحہ، جو غیر کی فراش ہے، آپ کے پلنگ پر کب آئے گی اور جناب فضائل مآب الہامات انتساب ملا محمد بخش صاحب قادری لاہوری کی نسبت جو آپ کی موجودہ محبوبہ پر اپنے الہام کی بشارت وشہادت سے نکاح کی ٹھان بیٹھے ہیں، اور نکاح خوانی کیلئے برطبق مثل: تو مان نہ مان میں تیرا مہمان، اس ناتوان کو مقرر کر چکے ہیں، جیسے کہ آپ بے چارہ مرزا سلطان محمد بیگ کی منکوحہ کے نکاح کا دعوی رکھتے ہیں، بتادیں کہ اگر وہ اس دعوی الہام میں نادرستی پر ہے تو اس کا کام کب تمام ہے۔ اور آپ کو اور آپ کی بیوی کو اس سے اور اس کے الہامات سے کب امن حاصل ہوگا۔

ان امور کے متعلق آپ کشف سے قضا وقدر کا فیصلہ کچھ نہ بتائیں اور اپنا مستجاب الدعوات ہونا ثابت نہ کریں، تو پھر حضرت سلطان المعظم یا ان کی سلطنت یا کسی اور شخص یا قوم کی نسبت کشف بیانی یا مستجاب الدعا ہونے کے دعوی سے کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتے۔ اگر آپ اس کے جواب میں یہ عذر کریں کہ یہ دونوں امور ہماری ذات سے متعلق ہیں اور ہم تن برضا وتسلیم قضا وقدر دے چکے ہیں، ہماری منکوحہ آسمانی کو مرزا سلطان محمد بیگ استعمال کر رہا ہے تو ہم راضی ہیں ہماری موجودہ محبوبہ منکوحہ پر ملا محمد بخش نظر رکھتا ہے تو اس میں بھی ہم کو بجز تسلیم چارہ نہیں ہے، اور ہمارے جیسے باخدا عارف اور بزرگ اپنے نفع وذاتی فائدہ سے دوسرے کے نفع کو مقدم سمجھتے ہیں اور اپنے نقصان میں تن برضا سپرد کرتے ہیں اور ان دو بیتوں پر کاربند رہتے ہیں:

بذل درویشاں کند نیمے دگر　　　نیم نانے گر خورد مرد خدا

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است　　　دل بدست آور کہ حج اکبر است

لہذا ہم (یعنی مرزا قادیانی) مرزا سلطان محمد بیگ اور ملا محمد بخش کے لئے بددعا نہیں کرتے۔ اول الذکر ہماری منکوحہ آسمانی سے شوق سے نفع اٹھاوے۔ اور ثانی الذکر کو اگر الہام میں وعدہ نکاح ہو چکا ہے تو وہ بھی امیدوار رہے، تو اسکے جواب میں اولاً ہم کہیں گے کہ یہ رضا وتسلیم نہیں جو اہل اللہ وصاحب دلاں باخدا کا کام ہے۔ بلکہ یہ

دیوثی کہلاتی ہے جو بے غیرت و بے حیا لوگوں کا شیوہ ہے۔ اور ثانیاً یہ گذارش کریں گے کہ اگر آپ کا الہام اس دیوثی کی آپ کو اجازت دیتا ہے اور آپ کو ان لوگوں کے متعلق دعا بد کرنے سے مانع ہے تو ہم اور دو شخصوں آپ کے اہل تعلق کو پیش کرتے ہیں۔ ۱۔ سردار بہادر سید امیر علی شاہ رسالدار پنشنر لاہور۔ ۲۔ نواب صاحب والی ریاست مالیر کوٹلہ۔ آپ سردار صاحب کے حق میں بیٹا پیدا ہونے کے لئے دعا کریں۔ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے لئے صحت کی دعا کریں۔ اور دیوان قضا و قدر ملاحظہ فرما کر ان دعاؤں کے وقت قبولیت سے اطلاع دیں۔ مگر وقت ایسا لمبا نہ بتاویں اور اس میں کوئی ایسی پیچدار شرط نہ لگاویں جس میں آپ کی قدیمی حکمت عملی کا دخل ہو۔ اور اگر آپ اس میں یہ عذر کریں کہ جو پانچ پانچ سو روپیہ ان لوگوں یا ان کے بعض متعلقوں سے ہم لے چکے ہیں وہ مدت ہوئی خورد برد ہوکر ایسا ہضم ہو گیا ہے کہ اب اس کا اثر بدن میں باقی نہیں رہا، پھر دعا کے لئے جوش کیوں کر پیدا ہو۔ وہ لوگ پانچ پانچ سو اور روپیہ پیشگی داخل کریں تو اس سے پلاؤ متنجن کھا کر بدن میں حرارت و جوش پیدا ہو، تب ان کے لئے جوشیلی دعا دل سے نکلے، تو اس کے جواب میں بادب عرض کیا جائے گا کہ نواب صاحب مالیر کوٹلہ تو ایک مدت سے مرض دیوانگی کے سبب اپنی ریاست سے علیحدہ ہیں اور ان کی جگہ ایک اور صاحب رئیس ریاست لہارو کے کام کرتے ہیں جن سے خاکسار کو ذاتی واقفیت و آشنائی نہیں۔ ان سے آپ یہ سوال اپنے مرید خاص محمد علی صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی معرفت کریں۔ ہاں سید امیر علی شاہ سردار بہادر میرے عنایت فرما اور بے تکلف دوست ہیں۔ ان سے پانچ سو نہیں ہزار روپیہ پیشگی دلوا سکتا ہوں بشرطیکہ آپ باضابطہ اقرار نامہ لکھ دیں کہ قریب عرصہ میں آپ کی دعا کا اثر ظاہر نہ ہوا اور قضا و قدر کے دفتر سے آپ کو کچھ پتہ نہ لگا تو پھر آپ سے وہی سلوک کیا جائے گا جو عبداللہ آتھم کی عدم وفات پر آپ نے خود اپنے لئے تجویز کیا تھا۔ جو آپ ہی کے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے۔ آپ جنگ مقدس کے صفحہ اخیر میں لکھتے ہیں:

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانیکے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔

اس شرط سے آپ ڈر جائیں اور ان صاحبوں کے لئے دعا کا اثر دکھانے سے انکار کریں تو آپ کے مستجاب الدعوات اور ناظر دیوان قضا و قدر ہونے کے ثبوت کے لئے ایک اور نئی و عام پسند مثال پیش کی جاتی ہے۔ اگر آپ دیوان قضا و قدر میں نظر رکھتے ہیں تو اس دیوان کو ملاحظہ فرما کر بذریعہ اشتہار بتادیں کہ قحط سالی اس ملک سے کب رفع ہوگی اور کس کس تاریخ کافی و عمدہ بارش ہوگی۔ اور غلہ کا نرخ کب ارزاں ہوگا اور اگر آپ مستجاب الدعوات ہیں تو خدا تعالیٰ سے عام و کافی بارش کیلئے دعا مانگیں اور یہ کہ غلہ گندم فی روپیہ کم سے کم ایک من پختہ ہو جائے اور اس

دعا کی قبولیت کے وقت سے بذریعہ اشتہارات پبلک کو اطلاع دیں پھر تو تمام ملک آپ کا تابع ہو جائے گا اور مذہبی سرداری کے علاوہ پولیٹکل سرداری بھی (جس کے دھن میں آپ مدت سے لگے ہوئے ہیں) آپ ہی کے ہو جائیگی۔

اس کے جواب میں شائد آپ یہی عذر کریں گے ہم ایسی دعاؤں، امن آسائش و عافیت کیلئے، نہیں بھیجے گئے۔ بلکہ ہم مارنے مروانے کیلئے مبعوث ہوئے ہیں اس کی سند میں یہ شعر پیش کریں

درکوئے نیک نامی مارا گذر ندارند　　گرتونمے پسندی تبدیل کن قضارا

چنانچہ اپنے اشتہار پیش گوئی متعلق راج اندرسنگھ میں آپ فرما چکے ہیں، تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ پھر آپ فقرہ نمبر ۵ میں اور دیگر مقامات میں مطلق مستجاب الدعوات ہونے کا دعوی کیوں کرتے ہیں اور ناواقف خلق اللہ کو کیوں گمراہی میں ڈال رہے ہیں۔ خدا کے تو آپ قائل معلوم نہیں ہوتے، عقلاء دنیا ہی سے شرم کریں اور ایسی لن ترانیاں چھوڑ دیں۔ اب ان لن ترانیوں کا موقعہ نہیں رہا۔ عبداللہ آتھم و شوہر ثانی منکوحہ آسمانی جناب کے نہ مرنے اور لیکھ رام کے موافق میعاد و حسب مضمون پیش گوئی قتل نہ ہونے اور فرزند موعود بشیر عمانوایل کے اب تک پیدا نہ ہونے سے آپ کا حال کس و ناکس پر کھل گیا ہے اب ملاحظہ قضا و قدر و استجابت دعا کا نام نہ لیا کریں)

۶۔ میں نے کئی اشارات میں اس بات پر زور دیا ہے کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا، سچے تقوی اور عبادت اور نوع انسانی کی ہم دردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔

(یہ فقرہ بھی صراحت کے ساتھ سلطنت روم کی توہین اور اس پر حملہ کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ موجودہ حالت سلطنت کو (جس میں ترقی اور فتوحات حاصل ہوئیں) اور مفروران اور مجروحان یونان کے ساتھ سلطنت ترکی کی انسانی ہمدردی کو (جس کو اقوام مخالفین نے بھی مان لیا ہے) آپ اچھا نہیں سمجھتے، اور دل سے اس پر ناخوش ہیں۔ آپ کے اس اعتراض: ترکی سلطنت میں تقوی و طہارت و عبادت و انسانی ہم دردی نہیں پائی جاتی، اس لئے وہ سلطنت برباد ہوگی۔۔ کا جواب اخبار چودھویں صدی نے کافی و وافی دے دیا، لہذا ہم اس باب میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اسی جواب کو عنقریب نقل کر دیں گے انشاء اللہ)

۷۔ مگر میں اس کے (سفیر روم) دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو (جو فقرہ نمبر ۵، ۶ میں کہی گئی ہیں) بہت ہی برا مانتا تھا اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں

(بل بے دلوں کے محرم اسرار، تو دلوں کے بھید جان لیتا ہے، تو ہم جناب فضیلت مآب الہام انتساب ملا محمد بخش قادری لاہوری کو تیرے پاس قادیان بھیج دیتے ہیں، جو ارادے اس کے دل میں گذرتے ہیں اور ان میں سے وہ کچھ ظاہر بھی کر چکے ہیں، وہ تو بتا اور اس پر جو چاہے انعام پا۔ اے صاحب حیا تو ایسا مطلع القلوب ہوتا تو سفیر صاحب کے سامنے

یا ان کے خط کے جواب مقابلہ میں اپنے اشتہار کے ضمن میں ایسی باتیں نہ کہتا جن سے تجھے پشیمانی اور شرمندگی کے ساتھ رجوع کرنا پڑا جس کا ثبوت تجھے عنقریب ملے گا۔

اس فقرہ میں بھی تو نے سلطنت اور اس کی فتوحات پر صریح حملہ کیا۔ اور ایک شخص کے اس قصور کے بدلے کہ اس نے تیری ان باتوں کو برا سمجھا، عام سلطنت کا برا چاہا۔ اور ان آیات کا جس میں ارشاد ہے کہ ہر کسی کا کمایا اسی پر پڑتا ہے، اور ایک شخص کا بوجھ دوسرا شخص نہیں اٹھاتا۔

۸۔ پھر اس کا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کے علامات موجود ہیں۔

(خاکت بدہاں اے مردک بدزباں، بدگوئی ایک شخص کرے اور اس کے بدلے تو زوال تمام سلطنت پر لاوے۔ یہ کس خبیث ناپاک مذہب کا اصول ومسئلہ ہے؟ اسلام اور قرآن تو یہی فرماتے ہیں کہ ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑتا۔ پھر اس کے برخلاف تیرا ایک شخص کی بدگوئی سے سلطنت کا زوال چاہنا بے حیائی و بے ایمانی و خیرہ چشمی و بدزبانی نہیں تو اور کیا ہے۔

اے صاحب حیا! اگر تو ایسا ہی صاحب تصرف ہے کہ جو تیری بدگوئی کرے وہ اور اس کی تمام قوم زوال پکڑے، تو ملا محمد بخش قادری لاہوری اور سائیں لادھڑک شاہ چشتی امرتسری کے لئے زوال کا حکم کیوں نہیں کرتا جنہوں نے تیری جورو بیٹی کو نہیں چھوڑا۔ اور اپنے الہام کی شہادت سے تیری بدگوئی کو انتہاء تک پہنچا دیا۔ یہ تیری گیدڑ بھبکیاں اور دھمکیاں ان ہی لوگوں کے مقابلہ میں ہیں جو اپنے علو مراتب کی نظر سے تجھے مخاطب نہیں بناتے اور تیری بکواس کو سن کر اعراض فرماتے ہیں اور سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ملا محمد بخش اور سائیں لادھڑک شاہ کی متعدد تحریرات واشتہارات کے جواب سے تو کیوں ساکت ہو رہا ہے؟ اسی وجہ سے کہ وہ تیرا گھر پورا کر دیتے ہیں لہذا مسلمانوں کو یہی چاہیے کہ تیری ایسی بکواس کے مقابلہ میں خود کچھ نہ بولیں۔ ملا محمد بخش یا سائیں لادھڑک شاہ کو پیش کر دیا کریں۔ اور روپیہ پیسہ سے ان کو مدد دیا کریں)

۹۔ میں نے یہ بھی اس (سفیر صاحب) کو کہا کہ خدا تعالی نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں مجھ سے علیحدہ رہے گا، وہ کاٹا جائے گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں۔ اور میں اپنی طرف سے نہیں، بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعے فرمایا وہی کہا تھا۔

(یہ حضرت سلطان المعظم کی ذات پر اس نالائق دشمن اسلام کا صریح حملہ ہے۔ بادشاہ سے اس کی مراد حضرت سلطان المعظم سب سے پہلے ہیں اور دوسرے اسلامی بادشاہ ان کے بعد۔ اسلام کی قید اس الہام (شیطانی) میں اس نے اس غرض سے لگا دی ہے کہ اس کاٹنے کی دھمکی سے برٹش گورنمنٹ چونک نہ پڑے۔ مگر اس احمق کو اتنی سمجھ نہیں ہے کہ یہ

گورنمنٹ کرم سنگھ کی طرح بے وقوف نہیں ہے کہ وہ اس کی جھوٹی خوش آمد سے اس کو اپنا خیر خواہ سمجھ لے گی ۔..یہ گورنمنٹ اور دیگر مخالفین مذہب کے حق میں اپنی کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۱ میں صاف کہہ چکا ہے:

نافرمان کا مال اوراس کی جان اس کے مِلک سے خارج ہوکر خدا کے مِلک میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ پھر خدا تعالی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا واسطہ رسولوں کے ان کے مال کوتلف کرے اوران کی جانوں کومعرض عدم میں پہنچادے (یعنی ہلاک کرے) اور یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلّی قہری (ہلاکت) نازل کرے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے جملہ مخالفین مذہب کے مال و جان کوگورنمنٹ ہوخواہ غیر، معصوم نہیں جانتا اوران کے تلف کرنے کے فکر میں ہے۔ دیر ہے تو صرف جمعیت وشوکت کی دیر ہے۔

اس کے اس فتوی وحکم قطعی کے ساتھ اس فقرہ میں اسلام یا مسلمانوں کی قید لگا دینا گورنمنٹ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ صاف یقین دلا تا ہے کہ وہ لفظ گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کی نیت سے لکھا گیا ہے۔ اور درحقیقت یہ شخص ہر شخص یاقوم کا جواس کی پیروی نہ کرے مخالف ہےاوراس کے کاٹے جانے کی فکروآرزو میں ہے۔..

یہ تو اس فقرہ کے لفظ اسلام یا مسلمانوں کی تشریح ہے،اب ہم اس فقرہ کے مضمون پر یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ سے علیحدہ رہنے والے مسلمانوں کو کاٹ دینے کا ارادہ خدانے کرلیاہےتو وہ لوگ جوآپ کے ابتداء زمانہ الحاد ودہریت سے آپکی خدمت گذاری میں ایسے مصروف تھے، جیسے ملائکہ موت برے کی جان لینے میں مصروف ومستغرق رہتے ہیں، اب تک کیوں کاٹے نہیں گئے۔ بلکہ برعکس وہ آپ کی ایسی جڑھ کاٹ رہے ہیں اور بنیاد اکھاڑ رہے ہیں جس کوآپکا جی جانتا ہے۔

اخیر فقرہ میں جوآپ نے دعوی الہام کیا ہےاور یہی آپ کا قدیم طریق وشیوہ ہے کہ جو کچھ کسی کو برا بھلا کہا اس کوالہام بنالیا۔اس کے مقابلہ وجواب کیلئے اس طرف سے بھی ایک آپ سا ملہم محمد بخش قادری لاہوری پیدا ہو گیاہے مشہور کہ لوہے کولوہا ہی کاٹتا ہے ایسا ہی ایسے الہاموں کی بیخ کنی الہام سے ہوسکتی ہے۔ ہم ایسے الہاموں سے عاری تھے اسلئے آپ دن بدن سراٹھاتے جاتے تھے اب اس طرف بھی آپ جیساملہم پیدا ہوگیا ہے جس سے امید ہے کہ آپ کے الہامات کا مقابلہ بخوبی کرلیا کرے گا۔ بہتر ہے آپ اب الہام بازی چھوڑ دیں ورنہ الہام کے مقابلہ میں الہام کی گولہ باری تیار ہے۔ ملاّ صاحب کو مدت سے بڑے بڑے لمبے چوڑے موٹے تازے الہام ہورہے ہیں جوآپ کے الہاموں کو چکنا چور کررہے ہیں ضمیمہ اخبار جعفرزٹلی میں مضمون مرزا قادیانی کی نسبت تازہ پیش گوئیاں، ناظرین کے ملاحظہ میں آیا ہوگا۔مضمون: جشن ڈائمنڈ جوبلی کی عجیب یادگار، انہوں نے دیکھا ہوگا)

۱۰۔ کیا میں اسلامبول میں امن کے ساتھ اس دعوی کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں۔ اور یہ کہ تلوار چلانے والی روائتیں جھوٹ ہیں۔ کیا یہ سن کر اس جگہ کے درندے مولوی

اور قاضی حملہ نہیں کریں گے ۔ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کرے گا کہ ان کی مرضی کو مقدم رکھا جائے ۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ ؟ ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سنا اور حیرت سے میرا منہ دیکھتا رہا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے میرا نام نمرود اور شداد اور شیطان رکھتا ہے اور مجھے جھوٹا اور مزوّر اور مورد غضب الٰہی قرار دیتا ہے

(اس فقرہ میں سلطان المعظم کی صریح توہین ہے اور ان کی سلطنت کے جملہ علماء وقضاۃ ومشائخ مکہ ومدینہ وغیرھما کو درندہ کہہ کر گالی دی گئی ہے اور حضرت سلطان المعظم کو ان ہی درندوں کی مرضی کو مقدم رکھنے والا کہہ کر ان کی توہین کی گئی ہے ۔ ان توہینات کے ساتھ اپنے عقائد باطلہ ودعاوی عاطلہ کی نسبت قادیانی نے یہ اقرار کیا ہے کہ وہ اسلام کے عالموں اور قاضیوں کے نزدیک عقاید صحیحہ ودعاوی حقہ نہیں ہوسکتے اس سے اس کے جاہل پیرو عبرت کا سبق حاصل کریں اور ان عقاید و دعاوی کو عقائد باطلہ ودعاوی عاطلہ تصور کرکے ان سے دست بردار ہوجائیں ۔

جب وہ اسلام بول اور اس کے ماتحت مکہ ومدینہ کے علماء وقضاۃ کے نزدیک اسلامی عقاید تسلیم نہیں کئے جاتے تو پھر وہ اسلامی عقاید کیونکر ہوسکتے ہیں ۔ قادیانی کے عوام اتباع کے لئے جو علوم سے محروم ہیں اور وہ اپنی تحقیق سے کسی عقیدہ کا حق یا ناحق ہونا نہیں پہچان سکتے، یہی دلیل ان کے عقاید کے باطلہ ہونے پر بس ہے)

مولانا بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ ان دس فقرات میں سے بعض فقرات (نمبر ۲، ۵، ۹، ۱۰) میں ڈائریکٹ (بلاواسطہ) اور صراحت کے ساتھ اور بعض فقرات (بقیہ نمبروں) میں ان ڈائریکٹ (بالواسطہ) اور درپردہ حضرت سلطان المعظم کی قادیانی نے توہین کی ہے ۔

اس توہین سے بڑھ کر اس نے اپنے پرچہ جلسہ شکریہ جشن جوبلی میں جناب ممدوح کی توہین کی ہے جو ۷ جون ۱۸۹۷ء کو چھاپ کر اس بے نصیب نے مشتہر کیا ہے ۔

(اس اشتہار میں مرزا صاحب نے فرمایا:

....بعض نادان مسلمانوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ جو ترکی سفیر کے خط کا ردّ بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا ہے اس میں سلطان روم کی بے ادبی کی گئی ہے اور وہ خلیفۃ المؤمنین ہے اور نیز اس اشتہار میں مداہنہ کے طور پر انگریزوں کی تعریف کی گئی ہے ۔ لیکن یہ باتیں کوتہ اندیشی اور بخل کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کے منہ سے نکل رہی ہیں ۔ ہم نے سلطان کو کچھ برا نہیں کہا اور نہ بے ادبی کی بلکہ ہمیں اس میں افسوس ہے کہ جس شخص کے ایسے سفیر ہوں اور ایسے ارکان ہوں اس کی حالت قابل رحم ہے ...

رہی یہ بات کہ سلطان روم خلیفۃ المؤمنین ہے ، اس کے ارکان کی نسبت ایسے سوء ادب

کے الفاظ منہ پر لانا بے باکی اور گستاخی میں داخل ہے، سو یہ سراسر ناسمجھی ہے اور درحقیقت جو شخص مجھے ایک کافر دجال بے ایمان کاذب خیال کرتا ہے وہ بے شک میری اس تقریر سے سخت ناراض ہوگا جو میں نے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ذرہ اپنے دلوں میں فرض کرلو کہ اگر یہ تقریر اس شخص کی طرف سے ہو جو خدا کی طرف سے تیرہ سو برس کے وعدہ موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہے اور خدا کا نائب ہے جس کو نبی ﷺ نے سلام کہا ہے، تو کیا سلطان روم کی عظمت کو اس کے مقابل یاد کرنا اور اس کی عظمت کو بالکل بھلا دینا بے ایمانی ہے یا نہیں۔ جن دلوں پر خدا کی لعنت ہے ان کا تو کچھ علاج نہیں لیکن عقل مند اور ایمان دار جانتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ جس کو خدا تعالیٰ نے آسمانی خلافت دے کر ایک عظیم الشان کام کے لئے بھیجا ہے، روم کے ایک ظاہری فرمانروا کو کیا نسبت ہے؟ (حاشیہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں: ابن سیرین کا قول ہے کہ مہدی موعود بعض نبیوں سے بھی افضل ہے۔ پس ایسے لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے جو ایک بادشاہ کیلئے جو دنیوی زندگی رکھتا ہے مجھ کو جو اپنے مہدی موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ ثبوت دیتا ہوں گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سراسر دنیا کے کیڑے ہو گئے ہیں خدا اور رسول پر ان کا ایمان نہیں رہا)

یاد رکھو کہ خدا کے فرستادہ کی توہین خدا کی توہین ہے۔ چاہو تو مجھے گالیاں دو تمہارا اختیار ہے کیونکہ آسمانی سلطنت تمہارے نزدیک حقیر ہے۔ سلطان کا خلیفۃ المؤمنین ہونا صرف اپنے منہ کا دعوی ہے لیکن وہ خلافت جس کا آج سے سترہ پہلے براہین احمدیہ اور نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے حقیقی خلافت وہی ہے۔ کیا وہ الہام یاد نہیں؟ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ خلیفۃ اللہ السلطان۔ ہاں ہماری خلافت روحانی ہے اور آسمانی ہے، نہ زمینی۔

(منقول از مجموعہ اشتہارات۔ ج ۲۔ ص ۴۲۲۔۴۲۴)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

قادیانی کا حضرت سلطان المعظم کی (جن کو ۲۶ کروڑ مسلمان مذہبی خلیفہ مانتے ہیں) خلافت کو حضرت ممدوح کا اپنے منہ کا دعوی قرار دینا اور اپنی خلافت کو (جو دراصل شیطان کی خلافت ہے) الہامی اور آسمانی اور روحانی خلافت کہنا۔ اور اسپر دلیل برطبق: دست خود دہان خود، اپنی ہی کتاب مجموعہ اباطیل... براہین کے ایک الہام (شیطانی) کو پیش کرنا اسی قادیانی کا کام ہے (جس پر کوئی صاحب شرم و حیا جرأت نہیں کرسکتا) اور اپنے منہ سے خود میاں مٹھو بنتا ہے اور پھر اسکا الزام واتہام حضرت سلطان

المعظم پر رکھنا۔ اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ حضرت سلطان المعظم نے اپنی زبان مبارک سے کہاں دعوی خلافت کیا ہے۔ ان کو تو ۲۶ کروڑ مسلمانوں نے مذہبی خلیفہ تسلیم کیا اور تو اپنے ہی منہ سے میاں مٹھو وخلیفۃ اللہ بنتا ہے اور اس پر اپنے ہی ایک گوزشتر مندرجہ براہین کی سند لاتا ہے اور پھر اس الزام سے شرم نہیں کرتا۔

پھر انجمن حمایت اسلام کے جلسہ ۲۷ جون ۱۸۹۷ء میں اس کے ایک نائب میاں کریم بخش سابق ٹیچر سیالکوٹ سکول کا (جو زمانہ نبوت قادیانی سے مولوی عبدالکریم کہلاتا ہے) برملا یہ دعوی کہ

حضرت اقدس مرزا صاحب نے سلطان المعظم کی توہین میں کوئی فقرہ یا لفظ نہیں کہا، جو مدعی ہو وہ ایک فقرہ یا لفظ ان کے اشتہارات میں دکھاوے،

سن کر تعجب پر تعجب ہوتا اور غیظ پر غیظ بڑھتا ہے۔ اور مصرع: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، یاد آتا ہے۔ اور ان دروغ گوؤں کے دعوی انکار کے معنی بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتے کہ جس قدر توہین حضرت سلطان المعظم کی انہوں نے کی، یہ تھوڑی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے اور جس قدر آپ کے دل میں ہے یہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے، جو کمال تعجب وافسوس کا محل ہے۔

انجمن حمایت اسلام کے کارکن ممبر جو مرزائی نہیں (کیونکہ مرزائی ممبر کسی افسوس کا محل نہیں وہ جس قدر توہین حضرت سلطان المعظم یا اور اکابر اسلام کی انجمن کے مکان میں یا انجمن کے جلسوں میں کرتے ہیں وہ اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہیں) بھی افسوس وشکایت کے محل ہیں کہ اولاً انہوں نے قادیانی کے نائب کریم بخش سیالکوٹی کو قادیانی کی تقریر پڑھنے کے لئے انجمن کے ہال میں جگہ کیوں دی اور اگر انہوں نے عنوان تقریر سے کہ اس میں ایک عیسائی کے سوالات کا جواب دینا مقصود ظاہر کیا تھا دھوکہ کھایا تھا تو پھر عین اس مجلس میں جب کہ کریم بخش نے توہین کے ارتکاب سے انکار کیا تھا ان فقرات کو جو ہم نے اس مضمون میں نقل کئے کیوں پڑھ کر نہ سنایا۔ کیا اس وقت جلسہ میں کوئی کارکن ممبر انجمن موجود نہ تھا جو لکھا پڑھا ہو اور اس نے ان فقرات اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء و ۷ جون ۱۸۹۷ء کو دیکھا ہو۔ کیوں نہیں؟ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ایک نہیں کئی حضرات ہوں گے۔ پھر وہ کچھ نہ بولے اور نائب قادیانی اپنا کام کر کے چل دیئے، تو وہ ممبران کیونکر محل افسوس وشکایت نہ ہوں۔

امید ہے انجمن ہماری اس شکایت کا ازالہ اور اس نقصان کا جبر وکفارہ عمل میں لائے گی اور آئندہ کسی مرزائی کو انجمن کے مکان میں ایسی تقریر کرنے کا موقعہ نہ دیں گے جس میں وہ اسلام یا مسلمانوں کی توہین یا دل آزاری کر سکیں۔ اس سے مسٹر حفیظ سالم صاحب لاہوری کی واجبی شکایت

کا بھی ازالہ ہو جائے گا جس کو انہوں نے پرچہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۷ء میں ملّا صاحب کے اخبار جعفر زٹلی لاہور میں پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے:

مسلمان اور متبعین مرزا، اور انجمن حمایت اسلام لاہور

۲۷ جون ۱۸۹۷ء کو بروز اتوار اسلامیہ کالج لاہور واقعہ شیرانوالہ دروازہ میں ایک جلسہ ہوا جس میں قادیانی علیہ اللعنۃ کی طرف سے اس کے ایک مرید نے سراج الدین بی اے (جو کچھ مدت سے عیسائی ہو گیا ہے) کے چار سوالوں کے جواب پڑھ کر سنائے۔ چونکہ ہم پہلے ہی تاڑ گئے تھے کہ مرزا ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہتا ہے اور غالباً اس آڑ میں وہ مخرب اسلام اپنے زہریلے اور خلاف اصول اسلام خیالات ظاہر کرنے سے باز نہ آئے گا اس لئے ہم اس جلسے میں شامل نہیں ہوئے لیکن معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا۔ مرزا نے جا بجا اپنے مشن کے متعلق بکواس کی ہوئی تھی۔ اور حاضرین میں سے ان کو جو اسے کاذب، مخرب اسلام اور شیطان بصورت انسان خیال کرتے ہیں سخت رنج ہوا۔ ظاہر ہے کہ مسیح الدجال کو مسیح موعود ماننے والوں کی تعداد بہت تھوڑی اور نسبتاً وہ جماعت جو اسے جھوٹا سمجھتی ہے کئی گنا زیادہ ہے، بلکہ جہاں تک ہمارا خیال ہے فقط لاہور کے مسلمانوں کی تعداد میں سے اگر مخالفین مرزا صاحب کا صحیح اندازہ کیا جائے تو قادیانی کے تمام چیلوں سے ہزار گنا زیادہ ہوں گی اور اگر متبعین مرزا کی اس تعداد کو جو لاہور میں ہے اسی نسبت سے دیکھا جائے تو اور بھی زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے کیونکر چند آدمیوں کی خاطر ہزارہا اہل اسلام کی دل شکنی جائز رکھ کر اپنے مکان میں ایسے جلسہ کی اجازت دی۔ یہ تمام الزام انجمن حمایت اسلام کے کارکن ممبروں اور خاص کر سکرٹری پر آتا ہے کہ انہوں نے معدودے چند گم کردہ راہ لوگوں کو جن کے ساتھ ان کا ذاتی تعلق ہے خوش کرنے کے لئے ہزارہا مسلمانوں کا دل دکھایا..

مسٹر حفیظ سالم کی شکایت بجا ہے مگر ہم نے سنا ہے کہ آئندہ انجمن کے مکان میں مرزائی دجالوں کو اپنے کفریات کے بیان سے ممانعت ہو گئی ہے۔ اس تجویز سے مسٹر سالم حفیظ کی شکایت کا ازالہ ہو گیا۔ والحمد للّٰہ علی ذلک۔

اس بیان کو پڑھ کر اور یہ حالات و مقالات قادیانی سن کر ناظرین یقین کریں گے کہ

مرزا قادیانی کے دل میں سلطنت ترکی کی سخت عداوت ہے اور اسی وجہ سے اس نے حضرت سلطان المعظم اور ان کی سلطنت کی سخت توہین کی ہے جس کے سبب وہ واقعی دشمن اسلام کہلانے کا مستحق ہے۔ اس طعن وتوہین کے جواب میں جو کچھ ہم نے خطوط وحدانی میں کہا ہے اس سے بڑھ کر اسلامی اخباروں نے کہا اور حضرت سلطان المعظم کی طرف سے کافی جواب دیا ہے۔ اس مقام میں ان اخبارات کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء میں ہے:

مرزا قادیانی کے جھوٹے دعاوی اور انبیاء کی نسبت اہانت آمیز تحریریں اگرچہ وقتاً فوقتاً مدت سے سچے مسلمانوں کی نہایت دل آزاری کا باعث ہورہی تھیں مگر اب جو اس نے ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اپنے اس اشتہار میں جس کو، حسین کامی سفیر سلطان روم کے، عنوان سے شائع کیا ہے اور اس میں خواہ مخواہ خلیفۃ المؤمنین حضرت سلطان المعظم روم اور ان کی سلطنت پر بیجا حملہ کر کے نہایت بے ادبی استعمال کی ہے، اس سے ہندوستان کے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو نہایت درجہ کا صرف رنج ہی نہیں ہوا بلکہ صریحاً ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شخص نہ صرف ان علمائے کرام اور فضلائے عظام کا ہی دشمن ہے کہ جو اس کے دعاوی باطلہ اور اقاویل کاذبہ کے مخالف ہیں بلکہ کل روئے زمین کے مسلمانوں اور سچے اسلام کا جانی دشمن ہے اور جس طرح یورپ میں مسٹر گلیڈسٹون سلطنت روم اور اسلام کا دشمن ہے ویسے ہی ہندوستان میں یہ شخص اس کا مقلد ہو کر محض اس وجہ سے سلطنت مذکورہ کا بدخواہ بنا ہے کہ اس کے سفیر نے اپنے ذاتی مشاہدہ سے اس کے برخلاف کیوں رائے دی جو بعینہ ناظم الاخبار لاہور مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں درج ہو گئی۔ افسوس وہ خلیفۃ المؤمنین روئے زمین جو محافظ حرمین شریفین ہے حیف وہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں اور اسلام کو عزت وشوکت اور فخر حاصل ہے اسکی نسبت یہ بے باک مقلد گلیڈسٹونی کمال بے ادبی سے چھوٹا منہ بڑی بات اس طرح پر تحریر کرے کہ:

ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں .... میں نے سفیر کو صاف کہدیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں، میں نے کئی

اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں کی قصوروار رہے اور خدا سچے تقوی اور طہارت اور نوع انسان کی ہم دردی چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔

جن صاحبوں کو ابتداء سے اخبارات پڑھنے کا شوق ہے وہ اس اقتباس سے فوراً معلوم کر سکتے ہیں کہ ترکی سلطنت کی نسبت مرزا قادیانی کے فقرات متذکرہ بالا دراصل وہی فقرات ہیں جو اس سے پہلے یورپ کا بوڑھا مخبوط الحواس اور اس کے پیروکار کرتے ، اور اپنی دلی بغض و کینہ سے جو ان کو اسلام سے ہے ترکی سلطنت اور وہاں کے مسلمانوں کو بدنام کیا کرتے تھے جن کو اب روم و یونان میں ترکی سلطنت نے اپنی اعلی درجہ کی شجاعت ولیاقت سے عملی طور پر صرف جھوٹا ہی ثابت نہیں کیا بلکہ مخالفین مذکور کا مارے خجالت وندامت کے ناطقہ بند کر دیا ہے عین حالت جنگ میں اپنی جان کے دشمنوں کو کھانا کھلانا میدان جنگ میں دشمنوں کے مردوں کو اپنے پاس سے کفن دے کے عزت سے دفن کرنا قیدیوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، ان کے عیال واطفال اور مال کی حفاظت کرنا اور زخمی دشمنوں کا ہم دردی سے علاج کرنا ، ترکوں کی یہ ایسی ملکی صفات ہیں کہ جن کی اب وہی مخالفین اسلام شہادتیں دے رہے ہیں اور ترکوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ۔اب غور کرنا چاہیے کہ ان اوصاف سے زیادہ اور کون سا سچا تقوی اور طہارت اور انسانی ہمدردی ہوسکتی ہے کہ جس سے ترک بزعم قادیانی عاری ہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ترکی سلطنت زنا شراب بداعتقادی اور کفر کی باتوں کی مفت دشمن ہے اور ان کے مرتکبین کیلئے ..سخت سزائیں مطابق احکام الہی اور شرع محمدی مقرر کی ہوئی ہیں۔ قادیانی کے نزدیک اگر ترکی سلطنت صرف انہی باتوں سے قصوروار ہے کہ وہ سزاؤں کے اجراء سے منہیات اور کفر و شرک کی کیوں روک ٹوک کرتے ہیں اور اس کے کفریہ بکواس کی جس کو وہ اپنے زعم میں، برعکس نہند نام زنگی کافور، راستی سمجھتا ہے ، آزادی کیوں نہیں دیتی تو یہ صریحاً احکام ربانی کی مخالفت اور ...شرع محمدی پر اعتراض کرنا ہے اور ..لعنت ہے اس شخص پر جو باوجود باوجود دعوی اسلام کے ایسا اعتقاد فاسد رکھے۔

قادیانی کے اس لکھنے سے کہ میں نے سفیر کو یہ بھی کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جاوے گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ،

ثابت ہوتا ہے کہ اس کا الہام کرنے والا خدا بھی صرف بے چارے مسلمانوں ہی کا دشمن اور ان کے خون کا پیاسا ہے اور جو لوگ اس کے پیارے رسول اور بانی اسلام کی وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں وتقریروں میں ہتک و بے عزتی کرتے رہتے ہیں ان سے وہ صرف راضی اور خوش ہی نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں بھی قادیانی اور اس کے گروہ کے ساتھ باقی رکھنے کے لئے انہیں لوگوں کو اس نے منتخب کیا ہے۔ مگر قادیانی صاحب کو خوب واضح رہے کہ عیسائی و ہنود ایسے نادان نہیں ہیں جو ان کی چاپلوسی پر غرہ ہو کر ان کی طرف سے مطمئن ہو جائیں گے۔ الخ۔

اخبار چودھویں صدی مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں قادیانی کے جواب میں بڑا بسیط مضمون نکلا ہے۔ ہم اس مقام میں اس کا انتخاب کرتے ہیں، اسکے پانچویں صفحہ میں کہا ہے:

مرزا صاحب کی نسبت معلوم نہیں کن وجوہات سے گورنمنٹ یا اس کے بعض حکام کو کچھ بدگمانی پیدا ہوگئی ہے یہ بات عموماً بیان کی جاتی ہے اور اس امر سے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے اسی بنا پر ایک دو دفعہ مرزا صاحب کی مخالفت کی اور گورنمنٹ کو کہا کہ ان سے ہشیار رہنا چاہیے، تائید ہوتی ہے ہم نے سول کی اس بے بنیاد بدظنی کی مخالفت کی تھی اور لکھا تھا کہ مرزا صاحب پر کوئی ایسا اشتباہ کرنا نہائت سخت غلطی ہے مگر بایں ہمہ مرزا صاحب کو یہ امر..معلوم ہوگا کہ وہ کس قدر مشکوک خیال کئے جاتے ہیں اور مرزا صاحب اکثر اس شک کے رفع کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں چنانچہ حال ہی میں انہوں نے ایک رسالہ ۳۲ صفحہ کا تحفہ قیصریہ کے نام سے چھپوایا ہے جس میں انگریزی گورنمنٹ کی برکتوں میں جو ہندوستان کو حاصل ہوئی ہیں ایک یہ سب سے بڑی برکت بیان کی ہے کہ ہندوستان مفلس ہوگیا ہے اور یہ ہندوستان کی روحانی اصلاح کے واسطے نہایت ضروری تھا، اسی طرح ملکہ معظّمہ کے حضور میں اپنے آپ کو حضرت مسیح کا ایلچی بنا کر پیش کیا ہے اور اس رسالہ میں جواب انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کئے جانے والا ہے، اور گو یہ تمام ایک فضول اور بے فائدہ امر ہے لیکن مرزا صاحب نے اپنی طرف سے صفائی پیش کرنے کی کوشش اچھی طرح کر لی ہے۔ اب سفیر کی ملاقات کے معاملہ میں مرزا صاحب کو ایک ایسی ہی بڑی مشکل پھر پیش آ گئی جسکا ان کو پہلے سے کچھ خیال نہ تھا اور نہیں ہوسکتا تھا۔ سفیر مذکور لاہور میں رہے اور وہاں مسلمانوں نے اسقدر دھوم

دھام اور شان وشوکت سے ان کا استقبال اور مہمان داری کی کہ اس کی نظیریں بہت کم موجود ہوں گی اسی طرح امرتسر میں .. خاطر تواضع ہوئی مگر اس عرصہ میں لاہور یا امرتسر کے مسلمانوں کی نسبت کوئی خیال کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا لیکن جس روز سفیر نے قادیان میں قدم رکھا اسی روز اخبار پاؤنیر اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے، جو نیم سرکاری اخبارات ہیں، یہ فقرہ چھاپ دیا کہ سفیر قادیان گیا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک خفیہ رپورٹ تیار کررہا ہے۔ سفیر کی نسبت یہ فقرہ اس بدگمانی نے کہلوایا جو کم سے کم بعض انگریزوں کو مرزا صاحب کی نسبت ہے اور غیر متوقعہ ریمارک سے وہ زخم جس کا مرزا صاحب اندمال کرنے کی کوشش کررہے تھے پھر تازہ ہوگیا اور مرزا صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مریدوں نے مرزا صاحب کے ایماء سے یا بغیر ان کے اشارہ کے سفیر کو قادیان جانے کی اس واسطے ترغیب دی تھی تا کہ مرزا صاحب کی کوئی وہ پیش گوئی جس میں لکھا ہے کہ ان کے دروازہ پر سلاطین کے سفیر حاضر ہوں گے پوری ہوجائے۔ مگر جب نماز چھوڑانے کی کوشش میں روزے گلے پڑ گئے تو مرزا صاحب نے اپنی اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کو فی الحال ملتوی کردینا اور اس الزام سے اپنی بریت کرنا مقدم خیال کیا جو ان دونوں انگریزی اخباروں نے ان پر جڑ دیا تھا اور یہ اشتہار جس میں سلطان المعظم کو ناحق طور پر برا بھلا کہا گیا ہے اور انگریزی سلطنت کی بلا ضرورت اور بے موقع تعریف کی گئی ہے، ان واقعات کا نتیجہ ہے۔ لوگوں کو بلاشبہ الہام نہیں ہوتا ہے اور وہ صرف مرزا صاحب کا حصہ ہے لیکن جن لوگوں نے یہ واقعات سنے ہیں ان سے یہی استدلال کیا ہے اور یہی نتیجہ نکلا ہے اس سے زیادہ علم خدا کو ہے یا مرزا صاحب کو ہوگا جو فرماتے ہیں کہ خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور وہ سب باتیں ان کو بتا دیتا ہے جو صدیوں پہلے ان لوگوں کو بھی معلوم تھیں، اور انہوں نے کہدی تھیں جو اس خاص الہام اور ہم کلامی کے مدعی تھے۔

اور پھر اس کے صفحہ ۶ میں کہا ہے، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:

میں نے اس (سفیر) کو کہا کہ خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے

الہام کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا۔

اور ہم کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کی یہ باتیں ہر ایک مسلمان کے دل میں تیر کی طرح لگیں گی ، جو اس نام اور اس نام سے پکارے جانے والوں کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت اور ہمدردی رکھتا ہو اور مرزا صاحب کے اس الہام کو ایک مجنون اور مخبوط الحواس شخص کے ہذیان سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں سمجھا جائے گا۔ مرزا کو الہام کرنیوالے خدا کو صرف مسلمانوں سے دشمنی ہے اور وہ مسلمانوں ہی کے خون کا پیاسا ہے۔ تمام دنیا کے کفار پر اس کو کوئی غصہ نہیں آتا ہے صرف دنیا کے چالیس یا پچاس کروڑ مسلمان مرزا صاحب اور ان کی مبارک جماعت کے واسطے قربانی پر چڑھائے جانے والے ہیں اور دنیا میں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے ساتھ باقی رکھنے کے واسطے دنیا کے کفار ہی منتخب ہی کئے گئے ہیں مگر ان کفار کو بھی اپنی اس خوش قسمتی پر بہت نازاں نہیں ہونا چاہیے اگر مرزا صاحب کو پھر غصہ آ گیا تو ان کو بھی کٹوادیں گے اور دنیا کے واسطے اپنے وجود باجود اور اپنی اشرف واعلی جماعت کو کافی سمجھیں گے۔

پھر اسی پرچہ کے صفحہ ۷، ۸ میں کہا ہے:

امیر المؤمنین حضرت سلطان المعظم غازی عبدالحمید خان کی نسبت مسٹر گلیڈ سٹون اور کینن میکال اور ان کے چیلوں جیسے درندے دشمن اسلام اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے موجود تھے۔ مرزا صاحب کو کوئی پیش گوئی کرنے کی تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مرزا صاحب نے تحفہ قیصریہ میں اس امر کی اچھی طرح تشریح فرمادی ہے کہ حضرت مسیح کی روح نے ان میں حلول کیا ہے اور حضرت مسیح پرت اول اور یہ ان کے مثنی ہیں۔ پس جب تک پرت اول کی امت میں مسلمانوں کے ایسے خونخوار دشمن موجود ہیں جیسے گلیڈ سٹون اور کینن میکال اور ان کی بے شمار امتَ ہے اور وہ اپنے فرض اور کام کو اچھی طرح سے پورا کر رہے ہیں تو جناب مثنی صاحب کو جب کہ وہ سوائے چند الفاظ بد کہنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں اس تکلیف کے کرنے کی کیا ضرورت تھی خصوصاً اس حال میں جب کہ ان کا الہام اصلی نہیں تھا بلکہ سیکنڈ ہینڈ اور براہ راست ترکی سے نہیں آیا تھا بلکہ گلیڈ سٹون اور میکال اور ایسے ہی لوگوں کے دماغ اور زبان کی وساطت اور ذریعہ سے حضرت مثنی کے مغز شریف پر نازل ہوا تھا۔ ترکی کے حالات واقعی اور اصلی کو وہ اس

لاش سے زیادہ نہیں جانتے جو ایک دو صد یاں پہلے زمین کے نیچے دفن کر دی گئی ہو۔ دولت علیا عثمانیہ کی نسبت جو لوگ ایک عام اور سرسری واقفیت بھی رکھتے ہیں وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں کہ یورپ میں صدیوں تک ترکوں کی فتح وظفر کی موجیں اٹھتی رہی ہیں۔ بار ہا تمام یورپ نے متفق ہو کر ان کا مقابلہ کیا مگر اس سیلاب کو نہ روک سکے آخر کار صرف مسلمان سلاطین کی باہمی خانہ جنگیوں اور ترکی فتوحات کی موج افریقہ کی طرف پھر جانے سے یورپ کو نجات مل گئی اس زمانہ میں یورپ نے جدید علوم وفنون جنگ اور ہر ایک قسم کے اسلحہ میں ترقی کی اور ترکوں نے ان ترقیات کو اختیار کرنے کی پرواہ نہیں کی اور یہی امر ترکی سلطنت کے ضعف کا باعث ہو گیا۔ روس انگلستان اور فرانس تینوں نے متفق ہو کر سمندر میں ترکوں پر غلبہ حاصل کیا اس کے بعد بھی ترکوں نے اپنی وہ کمی جو جدید سامان جنگ کے مقابلہ میں تھی پوری کرنے کی سعی نہیں کی اور جب کوشش کی گئی تو ایک نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ یعنی فوج ینگ چری کو نیست و نابود کر کے کامیابی ہوئی۔ اور اس سے اس وقت موجودہ کے واسطے اور کمزوری ہوئی۔ اور اس کے سلاطین کی ذاتی کمزوری سے سلطنت کا حال اور بھی خراب ہو گیا۔ گو ترکوں کی شجاعت اور بہادری کو کوئی چیز کم نہیں کر سکتی تھی جنگ روم وروس میں صرف بعض ترکی افسروں کی نالائقی سے ترکی کو نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اس تمام تاریکی میں جو ٹرکی سلطنت پر چھا گئی تھی خداوند کریم نے ایک روشن اور درخشاں آفتاب پیدا کر دیا وہ آفتاب سلطان عبدالحمید خان غازی تھے۔ اس جواں مرد، جواں ہمت، ثابت قدم اور مستقل مزاج سلطان نے اپنے ملک کی ضروریات کو کما حقہ سمجھ لیا اور ایسی سرگرمی اور جوش اور استقلال کے ساتھ ان کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا کہ اپنی ذات کے واسطے اس نے آرام اور آسائش کو حرام کر لیا۔ چار معزز عیسائی شخصوں نے جن میں دو سفیر انگریزی اور دو سفیران امریکہ ہیں اپنے اپنے تجربوں سے یہ شہادت دی ہے کہ سلطان عبدالحمید خان اپنے تمام ہم عصر سلاطین میں سب سے بزرگ شاہنشاہ ہے (دیکھو انگلینڈ اینڈ ... مورخہ ۱۷ مئی ۱۸۹۷ء لارڈ ڈفرن نے اپنے تجربات زمانہ سفارت کے بعد یہ بیان کیا کہ سلطان عبدالحمید خان اپنی جفاکشی نفس کشی شاقہ محنت برداشت اور اپنے ملک اور قوم کی اصلاح کی کوششوں میں تمام سلاطین عثمانیہ سے سب سے بزرگ مرتبہ رکھتا ہے۔ اس

قسم کی ہزار ہا شہادتیں اس بزرگ شخص کی تعریف میں موجود ہیں جو اس کی مسلمان رعایا نے نہیں بلکہ غیر ممالک عیسائیوں نے اپنے اپنے تجربات سے دی ہیں، اور صرف چند الفاظ نہیں بلکہ اس کے حالات پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔

سلطان المعظم کے ان اوصاف حمیدہ اور ان بزرگ کوششوں کا نتیجہ تمام دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ ایک شخص کام کرنے والا اور جو نتائج اس کے کام نے پیدا کئے ہیں اس کی نظیر دنیا کی تاریخ کے صفحوں میں بہت کم ملے گی۔ سب سے پہلے اور بڑی کوشش تعلیم اور ہر ایک قسم کے علوم وفنون کی اشاعت کے واسطے کی گئی اور ہر ایک قسم کی جدید اور قدیم تعلیم نے اس قدر حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے کہ اس کو سن کر دولت عثمانیہ کے دشمنوں کے دل پھٹ جانے چاہییں۔ اعلی تعلیم کے واسطے صرف قسطنطنیہ میں آج سے پانچ سال پہلے ہر ایک قسم کے علوم وفنون کی تعلیم کے بارہ کالج موجود تھے اور اس کے بعد جتنے جدید دار العلوم جدید تعلیم کے قائم ہونے کی خبریں سنی ہیں وہ سب ملا کر بیس تک پہنچ گئے ہیں۔

یہ دار العلوم یورپ کے کسی ملک کے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے کسی امر میں کم نہیں ہیں۔ ابتدائی اور درمیانی تعلیم کے مدرسوں کا تو اندازہ کرنا مشکل ہے ہر ایک گاؤں اور قصبہ تک میں مدرسے قائم ہو چکے ہیں اور تعلیم کا خرچ سالانہ تین کروڑ روپیہ سے بھی زائد ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ عربوں کی تعلیم کے واسطے ایک عظیم الشان کالج عرصہ سے کھلا ہوا ہے اور جس اہتمام سے عربوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اس کی کوئی نظیر عرب کی گزشتہ تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ قدیم تعلیم کا اہتمام اس کے علاوہ ہے۔ اور یہ تمام سلطان عالی کی کوششوں اور علمی ترقی کے شوق کا نتیجہ ہے۔ آج کل اخبارات میں مشتہر ہوا کہ حضرت سلطان نے سسلیَ میں، جو تازہ مفتوحہ صوبہ ہے، مدارس کھول دیئے جانے کا حکم دے دیا ہے۔ ہر ایک قسم کے علوم وفنون ... کے ساتھ کے ساتھ جس دوسری چیز کا حضرت سلطان کو فکر ہو رہا ہے اور جس کام کو وہ ویسی ہی سرگرمی سے کرتے رہے ہیں وہ ترکی فوج کو جدید اصول جنگ کے مطابق تربیت اور مسلح کرنا تھا اس امر میں جو اس اپنی قوم کی عزت اور آبرو کے عاشق اور شیدا سلطان کو کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہے۔ دس لاکھ سپاہی تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح ترکی نے تیار

کر دیا ہے جس میں ترکوں کے علاوہ عربوں کردوں چرکسوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی داخل کر لی گئی ہے اوران کی تربیت کو تمام یورپ کی طاقتوں نے صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اپنے سپاہیوں کے اخلاق اور تربیت پر نظر ڈال کر شرمندہ ہوتے ہیں۔

ترکوں نے جو شجاعت برداشت حسن اخلاق اور نیکی اوراحسان اور فیاضی مغلوب دشمن کے ساتھ ظاہر کیا ہے اس کی بھی کوئی نظیر کسی لمبی چوڑی تہذیب کی مدعی قوم نے ظاہر نہیں کی۔ ہم کو اپنی سرحد کے تازہ واقعات کے حالات معلوم ہیں کہ مسلمانوں کی لاشیں اور داڑھیاں جلائی جاتی تھیں ان کی بے پناہ عورتوں کو بے آبرو کیا جاتا تھا اور ایسے ایسے ظلم کئے جاتے تھے جن کو سن کر رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غرض دولت علیہ عثمانیہ کی نسبت جہاں تمام یا اکثر یورپ کی طاقتوں کو اس کی تازہ جنگی زندگی پر سخت تعجب اور حیرت ہوئی ہے وہاں اس امر کو بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ترکی نے اپنی عزت اور رتبہ پھر دنیا کی سب سے بڑی سلطنتوں کے برابر قائم کر لیا ہے اور یورپ کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت تنہاء اور بعض صورتوں میں دو اور تین بھی ترکی بال بینگا نہیں کر سکتی۔ ایک عیسائی سلطنت نے چند روز ہوئے ایک دوسری سلطنت کو اس امر پر آمادہ کیا کہ درہ دانیال سے گذر کر سلطان کو پکڑ لیا جائے لیکن اب ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کوشش صرف ان کی تباہی کا باعث ہوتی کیونکہ درہ دانیال کے تمام قلعوں کے سلسلہ پر اندر اور باہر کی طرف بارہ ہزار توپیں پڑی ہوئی ہیں جو وہاں سے گذرنے کی کوشش کرنے والے کے واسطے کافی ہیں کیونکہ وہ توپیں زنگ خوردہ نہیں ہیں بلکہ وہ ان کے ہم رنگ ہیں جنہوں نے ایک لاکھ یونانیوں کو ایک ہفتہ میں ان کے گھر پہنچا دیا ہے۔ ترکی کی یہ حیرت انگیز اور عظیم الشان ترقی اور یہ تازہ زندگی صرف عبدالحمید خان کی سرتوڑ اوران تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس بزرگ کی تمام عمر اسی فکر اور غم اور اندیشے میں گذر گئی ہے۔ ایک مسلمان کا اس وقت دل بھر آتا ہے جب وہ سلطان کی نسبت سنتا ہے کہ اس کے زرد چہرہ پر غم اور اندیشہ کے آثار ہر وقت پائے جاتے ہیں یہ غم اور اندیشہ صرف اس کھوئی ہوئی عزت اور آبرو کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوششوں کا ہے۔ یہ غم اور اندیشہ اپنے ملک اور قوم اور اسلام کی عزت اور آبرو کو پھر دنیا میں قائم کرنے کا ہے۔ وہ غم اور اندیشہ اسلام کے قدیم اور تاریخی دشمن عیسائیوں سے اسلام اور مسلمانی کو بچا لینے کا ہے

اس کے سوا کسی اور چیز کا نہیں ہے۔ ترکوں کی قوم ہمیشہ اپنی شجاعت اور حسن اخلاق کے واسطے مشہور ہیں لیکن سلطان المعظم کے اخلاق حمیدہ نیکی فیاضی اور جب قوم کے خیالات کے نمونہ نے تمام قوم کو ان اوصاف میں دنیا کے سامنے ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ حضرت سلطان بذات خود جس قدر نیکی اور فیاضی اور احسان کے کام کرتے ہیں وہ اپنا نظیر ہی نہیں رکھتے۔ اس قدر یتیموں اور بیواؤں اور عاجزوں اور در ماندوں غریب الوطن مسافروں اور حاجیوں کی خدمت اپنی جیب خاص سے کرتے ہیں کہ اس کا شمار نہیں ہوسکتا اور یہی احسانات عیسائی رعایا کے ساتھ مرعی رکھے جاتے ہیں۔ یورپ کے ممالک سے جتنی دفعہ مظلوم یہودی عیسائیوں کی شائستگی اور ہمدردی نوع انسان کے ثبوت میں بے خانماں اور خانہ ویراں ہوکر ان کے بال بچوں کے ساتھ نکال دیئے گئے سلطان عبد الحمید سے بڑھ کر کس سلطان اور کس شخص نے ان کو پناہ ملک زمین اور گھر رہنے کے واسطے دیئے ہیں۔ لکھو کھہا مسلمان جو ہر سال عیسائی سلطنتوں اور ریاستوں کے ظلم سے اپنے گھر بار اور املاک چھوڑ کر آوارہ اور مصیبت زدہ نکل آتے ہیں ان کو کون پھر گھر جائدادیں زمینیں اور آرام اور پناہ دیتا ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ٹرکی کی ان کو اچھی حالت نہیں نظر آتی۔ انجام اچھا نہیں نظر آتا۔ وہ خدا کے نزدیک کئی باتوں کی قصوروار ہے۔ تقوی اور طہارت اور نوع انسان کی ہم دردی اس میں نہیں ہے اس واسطے وہ بر باد ہونے والی ہے۔ یہ تمام مہمل جملے اس قسم کے ہیں جو ایک ہشیار جاہل اور چالاک ناواقف شخص کی زبان سے نکلتے ہیں جو صاف طور پر کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ ان سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ظالم عیسائیوں نے جو پچھلے دنوں میں آرمینیا میں سلطان اور ترکوں پر جھوٹے اور بے اصل الزام لگائے تھے اور جن کی خود عیسائیوں کی ایک تحقیقات کرنے والی جماعت نے تکذیب اور تردید کر دی تھی ان کی طرف اشارہ ہے مگر ان حالات کی تحقیق کے بعد اب صرف کینن میکال اور گلیڈسٹون کا چیلہ ہی جس کو اپنی عمیق خونی سازش میں ناکامی ہوئی تھی پھر ان جھوٹے الزامات کا نام لے سکتا ہے۔ انصاف کرنا چاہیے کہ سلطان اور ترکوں کو اپنی رعایا آرمینیا سے بہت دشمنی تھی اور ان کی جان کے دشمن تھے لیکن یونانی عیسائی جو فوجیں لے کر چڑھ آئے تھے ان کو فتح کرنے کے بعد انہی ظالم اور بے رحم

ترکوں کوصرف رحم اور احسان کرنا ہی آ تا تھا اور ایک سال چھ مہینے میں بھی ان کی فطرت تبدیل ہوگئی تھی (کہ انہوں نے یونانیوں سے وہ سلوک کیا جس کے دشمن بھی ثنا خوان ہوئے)

اب رہی نوع انسانی کی عام ہمدردی وہ معلوم نہیں ہمارے رسول جدید کی فہم اور رائے میں کیا چیز ہوتی ہے۔ کیا وہی ہم دردی ہوتی ہے جو روس نے لکھو کھہا (لوگوں) کی نسبت پولینڈ میں ظاہر کی تھی اور سائیبیریا میں ہمیشہ ظاہر کی جاتی ہے کیا وہی ہمدردی ہوتی ہے جو تمام عیسائی قومیں اور سلطنتیں افریقہ کے بے زبان نوع انسان کی نسبت ظاہر کر رہے ہیں جن کو خشک گھاس کی طرح کاٹا جارہا ہے جن کو سیخوں پر چڑھا کر بھونا جاتا ہے جن کے خون سے تمام افریقہ کی زمین سرخ ہوگئی ہے۔ کیا وہی ہم دردی ہوتی ہے جو آرمینیا کے عیسائیوں کی جھوٹی سازشوں اور مفسدوں کے واسطے جوش میں آ گئی تھی لیکن اس ہمدردی کی پھوٹی ہوئی آنکھوں کے سامنے کریٹ کے مظلوم مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا ہزار ہا مسلمان عورتیں بچے بوڑھے گھروں میں پہاڑ کی غاروں میں بند کر کے جلا دیئے گئے اور لکھو کھہا مسلمان اپنے گھروں سے بے گھر خانہ ویراں اور سرگرداں جنگلوں اور پہاڑوں میں ٹکراتے اور مصیبت اور فاقوں سے جان دیتے پھر رہے ہیں۔

اس نوع انسان کی ہم دردی کی مثالیں خود ہمارے ملک کی زمین سے لوگ کافی جمع کر دیں گے۔ عیسائیوں کی نوع انسان کی ہم دردی ایک جھوٹا فقرہ اور جھوٹا جملہ ہے جو ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ ہر ایک کو صرف اپنے مدعا اور اپنی غرض سے ہم دردی ہے اور بڑے پیمانہ میں سوائے عیسائیت کے تمام دنیا کو غارت کر دینے سے روس سے جب ستم رسیدہ یہودی نکالے گئے تھے پولینڈ اور سائبیریا کے قصے تمام جہان میں مشتہر کیئے گئے تھے تو کون سی عیسائی طاقتیں ان کی ہم دردی کے واسطے کھڑی ہوئی تھیں یا کس نے اس کو ٹوکا بھی تھا۔ آج افریقہ میں ایک دوسرے کے مظالم کو مشتہر کرنے بڑھ کر کیا کیا جاتا ہے ہم کو کوئی ایک واقعہ اس قسم کا بتا دیا جائے کہ عیسائی سلطنتوں اور عیسائیوں نے کسی قسم اور فرقہ کے جو عیسائی نہیں تھا خود مختارانہ اور بے غرضانہ ہمدردی کی ہو۔ گذشتہ ایک ہزار برس میں ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ جس قدر خون ریزی عیسائیوں نے کی اور کرائی ہے اس کا ایک ہزارواں لاکھواں حصہ بھی مسلمانوں نے نہیں کی اور نہیں کرائی۔ پس عیسائیوں کی قوم اور عیسائی طاقتوں کی یہ انسانی ہم دردی ہے جس کی وجہ سے

ہمارے رسول جدید کے الہام کی رو سے ان کو کوئی آنچ نہیں آنے والی ہے تمام عیسائی دنیا میں بے خلش رہ جانے والے ہیں لیکن مسلمانوں کی ایک ہی بزرگ سلطنت اس ہمدردی کے نہ ہونے کے سبب سے برباد ہو جانے والی ہے۔

ہم دعوی کرتے ہیں اور اس دعوی کو ہر شخص کے سامنے ثابت کر دینے کو تیار ہیں کہ جس قدر نیکی اور فیاضی اور احسان اور غرباء پروری اور محتاجوں کی خدمات اور یتیموں اور بیواؤں کی پرورش اور دریا دلی اور مظلوموں سے رحم اور ہمدردی سلطان عبدالحمید خان نے اپنی ذات سے کی ہے اس کے مقابلہ میں ان کے ہم عصر سلاطین میں سے کسی شخص نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا ہے۔ حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کی ذات ستودہ صفات کی جس قدر تعریفیں بلحاظ اس اقبال مندی اور فتوحات ملکی اور امن و آسائش کے جوان کی رعایا کو نصیب ہوئیں کی جائیں وہ بہت کم ہیں لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کی رعایا سے کوئی نیکی بدی دور کرنے کا ان کو براہ راست اختیار اور موقع نہیں ہے۔ اگر ممدوحہ کی نیک نیتی کی تھیوری میں مرزا صاحب نے تحفہ قیصریہ میں کئی صفحات لکھے ہیں تو ایک لفظ تو اس ایک دوسرے نیک نیت سلطان کے واسطے کہہ دیا ہوتا، مگر وہاں مقصود ہی کچھ اور ہے۔

ٹرکی سلطنت کی بربادی کا ایک باعث تقوی اور طہارت کی ضرورت مرزا نے بیان کی ہے۔ ان لفظوں کے بھی جو معنی فی بطن قائل ہوں ان کا تو ہم کو علم نہیں لیکن مسلمان جس کو تقوی اور طہارت کہتے ہیں وہ صرف اسی بزرگ اسلامی سلطنت میں پایا جانا چاہیے، اور پایا جا سکتا ہے۔ کیا سوائے ٹرکی کے کسی سلطنت میں خداوند ذوالجلال وحدہ لاشریک کا نام مسجدوں میں اس کثرت سے لیا جاتا ہے؟ کیا کوئی سلطنت سوائے ترکی کے اس بزرگ نام اسلام کی حمایت وحفاظت کرتی ہے؟ کیا اسلامی تقوی اسلامی طہارت کسی عیسائی سلطنت میں پایا جاتا ہے اور پایا جا سکتا ہے؟ کیا کسی اور سلطنت میں اس تقوی اور طہارت کی تعلیم ہوتی ہے؟ کیا سوائے ٹرکی کے کوئی اور سلطنت حرمین الشریفین کی خادم اور محافظ ہے؟ کیا سوائے ٹرکی کے کوئی سلطنت اور سادات مکہ کو لکھو کھہا روپئہ پرورش کے واسطے دیتی ہے؟ کیا کسی اور سلطنت میں سرور کائنات ﷺ فخر موجودات کے نام کی عزت اور ادب کو قائم رکھنے اور اس پاک نبی کے کام اور احکام اور مشن اور

مدعا کی حمایت وحفاظت کی جاتی ہے۔ پس غور کرنا چاہیے کہ یہ ترکی سلطنت تو بربادی چاہتی ہے اور باقی دنیا کی کافر سلطنتیں آبادی اور سرسبزی چاہتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ٹرکی سلطنت کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے تو تمام دنیا اور ایک عام سے عام آدمی بھی جانتا ہے کہ وہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ وہاں تقویٰ وطہارت نہیں ہے بلکہ اس سبب سے کہ عیسائی سلطنتیں صرف اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے درپئے ہیں۔

اور پرچہ چودھویں صدی مطبوعہ ۸ جولائی ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے:

جب مرزا صاحب اور ان کے تمام الہامات اور ان کی امت شامل ہوکر ترکی گورنمنٹ کے ارکان اور عمائد اور وزراء کے عیوب تفصیلاً ہم کو بتائیں گے ان میں تقویٰ اور طہارت کی کمی کو ثابت کر دیں گے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب کے اپنے نور فراست اور الہام سے کہا گیا تھا یا مسٹر گلیڈسٹون اور کپتان میکال کی نور فراست اور الہام یہاں بھی کام کر رہے تھے۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں کامیاب نہ ہوئے تو ان کی پردہ دری کامل درجہ تک پہنچ جائے گی اور پھر کسر باقی نہ رہے گی۔

اور اس کے صفحہ ۶ میں کہا ہے:

یہ نوع انسان کی ہمدردی وہی ہے جو گلیڈسٹون نے مرزا صاحب کو سکھلائی ہے اور یہی ترکی میں نہیں ہے۔ حماقت تو یہی ہے کہ ایک عام شخص کے حال کے اچھا یا برا ہونے پر سلطنت روم کی قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ مگر اب تماشہ تو دیکھئے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطان کی ذاتیات سے کوئی بحث نہیں کی۔ اگر نہیں کی تو یہ کیا؟ کیا مسلمانوں کے ساتھ اس کی ذات کی وجہ سے محبت ہے۔ یا اس کی سلطنت کی وجہ سے اس کی ذات کی خیر منائی جاتی ہے یا اس کی سلطنت کی۔ اے نادان شخص مسلمانوں کو سلطان کی ذات سے اور سلطان سے صرف اس کی اسلامی سلطنت کی وجہ سے محبت ہے اگر خدا نخواستہ وہ سلطنت نہ رہے تو سلطان سے محبت کی کون سی وجہ باقی رہ جائے گی۔ سلطان کی ذات کو برا کہنے میں کچھ کسر باقی رہ جاتی ہے جب اس کی سلطنت کی بربادی اور زوال منایا جائے، یہ تو وہ کیفیت ہوگئی کہ ایک شخص کو کہا جائے کہ تیرے بچے مرجائیں تیرا خانہ خراب ہو جائے۔ اور پھر یہ عذر پیش کیا جائے کہ میں نے تیری ذات سے کوئی بحث نہیں کی۔ صرف تیرے بچوں اور گھر سے بحث کی ہے۔ اس ٹیڑھی اور نو ایجاد منطق

سے بریت نہیں ہوسکتی مگر مرزا سے اس کے سوائے کسی چیز کی توقع کرنا ہی غلط ہے۔

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم کبھی کج بحث کو سیدھا نہ پایا۔

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ:

ایسے ہی اور اسلامی اخباروں میں قادیانی کی خدمت گزاری ہوئی اور اسلامی دنیا میں دھوم مچ گئی کہ قادیانی نے حضرت سلطان المعظم کی بلا وجہ و ناحق سخت توہین کی ہے جس سے اس کے کئی پیرو اور اس پر حسن ظن رکھنے والے (جو اس کے اندرونی اور پورے ہمراز اور اس کے اصل مشن کے مشیر نہ تھے بلکہ وہ صرف اصول و مسائل اسلام سے ناواقفی یا اس کی ملمع سازی سے اس کے دام محبت و اعتقاد میں پھنسے ہوئے تھے) چونک پڑے اور بدظن ہو گئے اور عام مجلسوں اور خاص دوستوں میں اپنے انحراف اور بدگمانی کے مظہر ہوئے۔ ان کے اس مضمون کے کئی خط شملہ و بلوچستان و غیرہ سے ہم جیسے مخاطبین قادیانی کے پاس آئے ہوئے موجود ہیں تو ضرور ہے کہ خود اس کے پاس بھی پہنچے ہوں گے اور قادیانی کے چھپے حواری ... نے تو ایک مجلس عام میں برملا اس کے حق میں یہ شعر پڑھ سنایا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد۔

چنانچہ اسی اخبار چودھویں صدی میں لکھا ہے:

: مرزا صاحب نے سلطان المعظم غازی عبدالحمید خان کی نسبت ایسی ناسزا باتیں کہی اور نہایت.. ظلم اور بیرحمی کی ہے اور مسلمانوں کا دل دکھایا ہے اور ایسی حرکات خود مرزا صاحب کے واسطے کچھ اچھی پیشین گوئی نہیں ظاہر کرتے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے ایک بزرگ اور مخدوم نے جب یہ اشتہار پڑھا تو باوجود اس خاص عقیدت کے جو وہ مرزا صاحب سے رکھتے تھے اور اب وہ کچھ روز سے اور پختہ ہو چلی تھی یہ شعر بے ساختہ ان کے منہ سے نکل گیا:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور یہ پرچہ مرزا قادیانی کی نظر سے گذرا، تب آنکھ کھلی اور دام افتادہ الوؤں اور کرائے کے ٹٹوؤں کیلئے آٹے دال کی اور اپنے نفس نفیس وحرم شریف کیلئے گوشت پلاؤ سونے چاندی اور کستوری آمیز یاقوتیوں کی فکر پڑی کہ معتقد بگڑے تو پھر لنگر کہاں سے چلے گا اور اپنی قوت قائم رکھنے کا مصالحہ کہاں سے آئے گا۔ یہ سوچ کر آپ نے ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار جاری کیا۔

اس کے پہلے صفحہ میں ہے:

آج کل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لئے یہ نیا بہانہ ہاتھ آ گیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اشتہار کے الٹے معنی کر کے یہ مشہور کر دیا ہے کہ گویا ہم سلطان روم اور اس کی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہیں اور اسکا زوال چاہتے ہیں اور انگریزوں کی حد سے زیادہ خوش آمد کرتے ہیں اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں بعض پر افتراء اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلایا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرف اور مبدل کر کے لکھی گئی ہیں اس طرح پر بیوقوں کے دلوں کو جوش دلانے اور ابھارنے کے لئے کاروائی کی گئی ہے اور ہم اگرچہ جعل سازوں اور دروغ گوؤں کا منہ تو بند نہیں کر سکتے اور نہ ان کی بدزبانی اور گالیوں اور ڈوموں کی طرح تمسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالیٰ کی غیرت کے حوالہ کر کیان کے اصل مدعا کو جو دھوکہ دہی ہے نادانوں پر اثر ڈالنے سے روکا جائے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقل مند بھلامانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اس بات کو متوجہ ہو کر سنے کہ ہم کسی ادنی سے ادنی مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے، چہ جائے کہ ایسے شخص سے کینہ ہو جس کے ظلّ حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے۔ سلطان کی شخصی حالت اور اس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہم نے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجودہ سلطان کے بارہ میں اس کے باپ دادے کی نسبت زیادہ حسن ظن ہے۔ ہاں ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اس کے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے، نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے، ضرور اس خدا داد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے۔ سو ہماری تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش

پر مبنی نہ تھی بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہ ہوتے تو سلطان کی حقیقی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ وہ چوہڑوں اور چماروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے بلکہ چاہیے تھا کہ آیت و لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کر کے اور نیز بعض الظنّ اثم کو یاد کر کے سلطان کی خیر خواہی اس میں دیکھتے کہ اس کے لئے صدق دل سے دعا کرتے۔ میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقوی اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کیلئے تقوی اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز نہیں۔ مگر سلطان کے نادان خیر خواہوں نے بجائے اسکے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور بعضوں نے کہا کہ کیا سارے گناہ سلطان پر ٹوٹ پڑے۔ اور یورپ مقدس اور پاک ہے جس کے عذاب کیلئے کوئی پیشین گوئی نہیں کی جاتی۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کیلئے خدا تعالی نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا اور ایسی قوموں کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتیں اسی دنیا میں مورد عذاب کرنا خدا تعالی کی عادت نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے تجاوز کریں۔ اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور موذی اور مفسد ٹھہر جائیں جیسا کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں..... کر کے مستوجب سزا ہوگئی تھیں لیکن خدا تعالی مسلمانوں کی بے باکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا بلکہ مسلمانوں کو ادنی ادنی قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہہ کی کاتی ہے۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اپنی وہی پرانی لن ترانیاں ہانکی ہیں کہ میں مسیح موعود ہوں اور میں نے فلاں نشان دکھائے۔ مسلمان میرے نشانوں کو دیکھ کر میرے پیرو ہوتے نہ یہ کہ لعنتیں سناتے۔ پھر اس کے صفحہ ۷ میں کہا ہے:

افسوس کہ پرچہ چودھویں صدی ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں بھی بہت سی جزع فزع کے ساتھ سلطان روم کا بہانہ رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور سراسر شرارت آمیز افتراء سے کام لیا گیا ہے، مگر کچھ ضرور نہیں کہ میں اس کے ردّ میں

تضیع اوقات کروں کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے ہاتھ میں حساب ہے لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اس وقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی میرے روبرو پڑھا گیا تو میرے روح نے اس مقام میں بددعا کیلئے حرکت دی جہاں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (اس عاجز کا) پڑھا تو بے ساختہ ان کے منہ سے یہ شعر نکل گیا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

میں نے ہر چند اس روحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میری روح میں سے نکل جائے مگر وہ نہ نکل سکی۔ تب میں نے سمجھا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ تب میں نے اس شخص کے بارے میں دعا کی جس کو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ دعا قبول ہوگئی۔ اور وہ دعا یہ ہے کہ یاالٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے، ملعون و مردود ہوں اور کاذب ہوں، اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دعا... میں نے اس بزرگ کے حق میں کی مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہے، کہاں رہتے ہیں اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنہوں نے مجھے کذاب ٹھہرا کر میری پردہ دری کی پیش گوئی کی، اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دکھ پہنچا اور ایک جوش پیدا ہوا تب میں نے دعا کر دی اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالی سے مانگا۔

پھر اسی قسم کی اورلن ترانیاں ہانک کرص ۱۱ میں کہا ہے :

اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا تب بھی میرا حق تھا کیونکہ اسلامی دنیا کے لئے مجھے خدا نے حکم کر کے بھیجا ہے جس میں سلطان؟ بھی داخل ہے اور اگر سلطان خوش قسمت ہو تو یہ اس کی سعادت ہے کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کے ساتھ توجہ کرے اور

اپنے ملک کی اصلاحوں کیطرف جد وجہد کے ساتھ مشغول ہواور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہیں، اس میں سلطان کی بہت بے ادبی ہوئی، یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ بیشک دنیا خدا کے نزدیک مردار کی طرح ہے اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ جس قدر ہم ہر ایک منعم کا شکر کریں گے ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھائیں گے اپنے محسن کے حق میں دعا کریں گے عادل بادشاہ کی خدا تعالی سے سلامتی چاہیں گے، گو وہ غیر قوم کا ہو، مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بت نہیں بنائیں گے۔

مولانا اس اشتہار (جو مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۳۱ تا ۴۴۲ پر موجود ہے) سے ضروری عبارات نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس معذرت قادیانی کا از سرتا پا دروغ بے فروغ وسراسر نفاق باخلاف وشقاق ہونا خواص ناظرین اصل اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء اور اس کے فقرات عشرہ منقولہ بالا پر مخفی نہیں۔ اس مقام میں اس کی بعض دروغ گوئیوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں: ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرف اور مبدل کر کے لکھی گئی ہیں۔

ہم کہتے ہیں لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ منقولہ بالا دس فقرے بلا تبدیل وتغییر ایک طرف کے آپ کے اشتہار کے الفاظ وفقرات ہیں اور ان ہی فقرات والفاظ سے آپ کے اشتہار کو نقل کیا ہے جن نے نقل کیا ہے۔ آپ میں کچھ صدق وحیا کا ادعاء ہے تو بتاویں کونسا لفظ یا فقرہ آپ کا بدلا گیا ہے اور کس نے بدلا ہے؟ ہمارے علم میں خاکسار کے پہلے آپ کے اشتہار کو بتمامہ صاحب اخبار چودھویں صدی نے نقل کیا ہے اور اسکا خلاصہ پہلے حضرت ملا قادری لاہوری صاحب اخبار جعفر زٹلی نے، پھر صاحب سراج الاخبار جہلم نے نقل کیا۔ ان میں سے کسی نے ایک حرف کا تبدل تغیر نہیں کیا۔ آپ ان اخبارات میں تبدیل شدہ الفاظ بتائیں گے تو ہم فی حرف ایک روپیہ آپ کو انعام دیں گے خواہ کسی نے اس کو بدلا ہو۔

آپ لکھتے ہیں: ہم کسی ادنی مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چہ جائے ایسے شخص سے جس کے ظل حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالی نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہو۔

ہم کہتے ہیں اس قول میں آپ نے کذب و نفاق دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ کذب تو یہ ہے کہ مجھ (مرزا) کو کسی ادنی مسلمان سے کینہ نہیں۔ روئے زمین کے مسلمانوں سے جو آپ سے علیحدہ ہیں، آپ خون کے پیاسے ہیں، اور ان کے کاٹنے کی فکر میں ہیں، اکابر علماء و مشائخ پنجاب و ہندوستان کو آپ بے ایمان بے حیا وغیرہ گالیاں دے کر کہتے ہیں۔ شیخ العرب والعجم فخر الہند و السندھ حضرت شیخنا و مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کو آپ ہامان کہیں اور جناب مولوی رشید احمد گنگوہی کو جو جماعت عظیمہ مسلمانان احناف ہند میں ایک مقدس بزرگ تسلیم کئے گئے ہیں آپ غول اعمی کا خطاب دیں اور ملعون کہیں ایسے ہی اور اکابر اسلام ہیں جن کو اپنے مجموعہ رسالہ انجام آتھم وغیرہ میں گالیوں سے یاد کیا ہے پھر آپ کہیں کہ ہمارے دل میں کسی ادنی کلمہ گو مسلمان سے کینہ نہیں ہے۔ یہ حضرات آپ کے نزدیک ادنی کلمہ گوؤں سے خارج ہیں تو پھر ادنی کلمہ گو کون ہیں اور اگر ان حضرات کی بے ادبی بدگوئی آپ سے بلا کینہ ہوئی ہے تو پھر کینہ کا اثر کیا ہوتا ہے۔

اور اپنا نفاق حضرت سلطان المعظم تعریف و اظہار ہمدردی میں آپ نے ظاہر کیا ہے جس کی تشریح و توضیح چودھویں صدی کی آئندہ عبارت میں بخوبی ہو چکی ہے لہذا ہم اس مقام میں اس کی تشریح نہیں کرتے اسی کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں: ہم نے سلطان کو برا نہیں کہا اس کی سلطنت کو برا کہا ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ بھی کذب و نفاق ہے۔ سلطنت کو برا کہنا خود حضرت سلطان المعظم کو برا کہنا ہے کیونکہ سلطنت ان سے جدا نہیں ہے۔ وہ اس سلطنت کے رکن رکین و اعلی صدر نشین ہیں اور خاص کر حضرت سلطان کو برا کہنا اور آپ کی توہین کرنا آپ کے فقرات نمبر ۲، ۵، ۹، ۱۰ وغیرہ میں پایا جاتا ہے پھر اب اس بدگوئی سے انکار کرنا کذب و نفاق کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں: کہ کافروں کی سزا دہی کے لئے آخرت مقرر ہے اور مسلمانوں کو دنیا میں سزا دی جاتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ کا عمل و اعتقاد اس کے برخلاف ہے لہذا اس قول میں بھی آپ نے کذب و نفاق سے کام لیا ہے۔ عبداللہ آتھم وغیرہ عیسائیوں و لیکھ رام وغیرہ ہندوؤں کو آپ نے ایسا ہی دنیاوی عذاب سے ڈرایا، اور بزعم خود یہ دنیاوی عذاب چکھا دیا۔ جیسا کہ مسلمانوں کو آپ اس سے ڈراتے اور دھمکاتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ قول و قاعدہ محض کذب و صرف مغالطہ ہے۔ ہاں یہ کہو کہ جو شخص (مسلم ہو خواہ کافر) آپ سے جدا رہے گا وہ ضرور دنیا میں

ہلاک کیا جائے گا اور جس کو آپ اپنا مخالف نہ سمجھیں اور اس سے کوئی طمع یا امید رکھیں (مسلم ہو یا کافر) وہ عیش و آرام کرے گا۔ کفر و اسلام سے آپ کو اور آپ کے ملہم اور فرضی خدا کو کوئی بحث نہیں ہے۔

آپ لکھتے ہیں: کہ جس بزرگ نے میری نسبت پردہ دری کی پیش گوئی کی ہے، ایک سال کے عرصہ میں اس کی پردہ دری ہو جائے گی۔

ہم کہتے ہیں یہ آپ کی پرانی گیدڑ بھبکی ہے جس کی تشریح چودھویں صدی نے بخوبی کردی ہے ہم اس کا نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں جو عنقریب ہوگا۔

اخیر میں آپ (مرزا) نے کہا ہے کہ دنیا دار اور دنیاوی اور زمینی سلطنتیں میرے نزدیک مردار اور نجاست کی مانند ہیں۔ ہم سفلی عظمت اور بادشاہت اپنے لئے بت نہیں بنائیں گے۔

ہم کہتے ہیں: یہ بھی آپ کا محض کذب و مغالطہ ہے اور سراسر نفاق و تقیہ۔ برٹش سلطنت کو باوجودیکہ وہ دنیاوی اور زمینی سلطنت ہے نہ روحانی و آسمانی، اپنا معبود بنا کر اس کے آگے اپنے خدا کو جھکا دیا ہے اور اشتہار عریضہ مؤرخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں صاف کہہ دیا کہ خدا کا منہ بھی اسی گورنمنٹ کی طرف ہے جس کی طرف میرا منہ ہے اور تحفہ قیصریہ میں اس سے زیادہ مبالغہ کیا ہے۔

ان فقرات مغالطات آمیز نفاق خیز قادیانی کی تشریح اخبار چودھویں صدی نے پرچہ ۸ جولائی ۱۸۹۷ء اچھی طرح کردی ہے اس مقام میں اس کا انتخاب مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں:

> مرزا صاحب نے ایک اشتہار اور چھاپ کر شائع کیا ہے اور گو اس میں حسب معمول دور از کار غیر متعلق واہی تباہی اور بے مرکز باتیں جو مرزا صاحب کی تحریروں سے مخصوص ہیں بہت سی لکھ دی گئی ہیں یا یہ کہا جائے کہ تبلیغ رسالت کے موقع کو ہاتھ نہیں دیا گیا اور یا یہ کہ ابلہ فریبی کی ضرورت نے کچھ ادھر ادھر کی باتیں ان کو کہنے پر مجبور کیا ہے۔ لیکن ہم کو اس امر سے خوشی اور طمانیت حاصل ہوئی ہے کہ حضرت سلطان المعظم کی سلطنت اور مسلمانوں کی نسبت جو دل شکن باتیں مرزا صاحب نے اپنے پہلے اشتہار میں کہی تھیں اور مسلمانوں کو ناراض کیا تھا اب ان کو واپس لے لیا ہے۔ صرف تھوڑی سی ہٹ دھرمی اور کج بحثی باقی رہ گئی ہے اور اس کے چھوڑ دینے کی مرزا صاحب سے توقع کرنا گویا ان سے ان کی رسالت کے چھڑانے کی امید کرنا ہے جو بہت زیادہ ہے۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں (یہاں قادیانی کے فقرہ اول اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو نقل

کیا اوراس کے بعد کہا ہے) مرزا صاحب کے ان الفاظ کا اگران الفاظ سے جو پہلے سلطان المعظم کی نسبت لکھتے ہیں مقابلہ کیا جاوے تو مرزا صاحب کے موجودہ قول اوران کے الہام کی حقیقت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ درحقیقت مرزا صاحب کے الہام اندھے کی لاٹھی ایک دوسری چیز ہے اور عقل اور ہوش سے کام لینا اور شعور سے بات کرنا کچھ اور ہنر ہے ۔مرزا صاحب نے جو الفاظ اب لکھے ہیں ، اگر چہ وہ پہلے کی نسبت نرم ہیں مگران میں سے بھی جو معقولیت ٹپکتی ہے وہ کھول کر دکھائی جاسکتی ہے اور فی الواقعہ اس قدر ہٹ بھی نہ کئے جائیں تو ان کے مریدان کی رسالت سے ان کو جواب دیں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ان کو کسی مسلمان کلمہ گو سے کینہ نہیں ہے ، حالانکہ بہت سے مسلمانوں کے وہ خون کے پیاسے ہیں۔ بہتوں کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔صرف ایک شخص کے ساتھ ناراض ہونے کی وجہ سے حضرت سلطان کی سلطنت کو زوال اور بربادی کے قریب پہنچا دیا۔ تمام اسلامی دنیا کے غارت کرنیکی فکر میں ہیں۔ جو مسلمان ان کے ساتھ شریک نہیں ہونے والے ہیں وہ کاٹ ڈالے جانے والے ہیں اور اب اسی اشتہار میں ایک بزرگ مسلمان کی پردہ دری کے درپئے ہو رہے ہیں اور ایک سال تک اس مقدمہ کی پیروی میں منہمک رہنے والے ہیں اور بایں ہمہ ان کو کسی کلمہ گو سے کینہ نہیں ہے۔اگر کینہ ہوتا تو خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کیا کرتے۔

سلطان کے ظل حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ کا زندگی بسر کرنا اور مقدس مقامات کا ان کی سپردگی میں ہونا مرزا صاحب کو ہمارے اخبار کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہے اس وقت یاد نہ تھا جب حضور نے پہلا اشتہار لکھا ہے۔اور تعجب ہے کہ اب مرزا صاحب کے دل میں اہل قبلہ کی کچھ وقعت بھی پیدا ہوگئی ہے شائد وہ خدا کا ارادہ اب ان کو یاد نہیں رہا کہ جو مسلمان ان کے ساتھ شریک نہیں ہوں گے وہ کاٹ ڈالے جائیں گے ۔اگر یہ اہل قبلہ سب کشتنی ہی ہیں تو ان کی حفاظت اور حمایت کی وجہ سے جو وقعت اور فائدہ حضرت سلطان کو پہنچ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں : کہ سلطان کی شخصی حالت اور اس کی ذاتیات کے متعلق ہم نے کوئی بحث نہیں کی اور نہ اب ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو ایک لفظ اس بزرگ شخص کی شخصی حالت کی نسبت معلوم تھا۔اس کی سلطنت آپ کے الہام کی رو سے

برباد ہونے والی ہے اور پھر ابھی اس کی شخصی حالت سے کوئی بحث نہیں کی گئی۔

اے حضور والا! ملکہ معظّمہ کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے تو آپ کے نزدیک ان کی سلطنت کو فروغ اور عروج ہوا ہے اور سلطان کی ذاتی خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے اگر ان کا کوئی علم آپ کو ہوتا تو اسی سلطنت کے قیام یا بربادی میں کوئی دخل نہیں تھا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ہاں ہم نے گزشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اس کے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے، نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے، ضرور اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں..الخ

اب ہم مرزا صاحب کے نور اور فراست اور الہام کو چیلنج کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ وہ کون سے بعض عظیم الدخل خراب ارکان اور عمائد اور وزراء ہیں جن کی وجہ سے سلطنت ترکی برباد ہونے والی ہے۔براہ مہربانی ایک مفصل کیفیت ان سب کی مسلمانوں کو بتادیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ درحقیقت مرزا صاحب کا نور فراست اور الہام کوئی چیز ہے اور ان کی تحریر کسی نفسانی جوش پر مبنی نہیں تھی۔اور اگر اس تمام نور فراست اور الہام کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ وہ ایک شخص حسین کامی پر ناراض ہو گئے یا اس میں ان کو بعض عیوب ملے ہیں اور ان کی بنا پر انہوں نے سلطان کے ارکان اور عماید اور وزراء پر حکم لگا دیا ہے اور سلطنت کی بربادی کا فیصلہ کر دیا ہے، تو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور نادانی نہیں ہوسکتی خواہ وہ الہام کی رو ہی سے کیوں نہ کی جائے۔اور ایسے الہام ہمارے نزدیک گوزشتر سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتے ہیں۔مرزا صاحب نے ہم کو یہ نہیں بتایا کہ ترکی سلطنت کے اجزاء کی خرابی کا حال ان کو کب سے معلوم تھا اور یہ الہام ان کو حسین کامی کا منہ دیکھنے پر ہی ہوا تھا یا اس سے پہلے کا ہوا تھا اور مرزا صاحب نے حسین کامی سے بگڑنے تک اس کو ترکی سلطنت کی ہمدردی کی وجہ سے محفوظ رکھا ہوا تھا۔مرزا صاحب کی یہ ہشیاری اور ابلہ فریبی ان کے مریدوں کے واسطے تو ان کی رسالت کا ثبوت ہے مگر ہم اس کی حقیقت کو جانتے ہیں اور جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔ہم کو یقین ہے کہ ترکی سلطنت کے خراب ارکان وعماید وزراء کی مفصل کیفیت ہم کو مرزا صاحب اسی ہفتہ میں بتادیں گے اور بہت عرصہ تک مسلمانوں

کو منتظر نہ رکھیں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ترکی سلطنت کی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ چوہڑوں چماروں کی طرح گالیاں دی جائیں بلکہ سلطان کے واسطے صدق دل سے دعا کرنی۔ غنیمت ہے، کہ جو کام اور مسلمانوں نے نہیں کیا وہ مرزا صاحب نے تو کیا۔ یعنی انہوں نے چوہڑوں چماروں کی طرح گالیاں نہیں دیں بلکہ شب و روز سلطان کے واسطے صدق دل سے دعا مانگنے میں مصروف رہے ہیں۔ مرزا صاحب کو ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہوا ہے کہ سلطان کے واسطے کسی نے ہندوستان میں دعائیں مانگی بھی ہیں یا نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقوی اور طہارت اختیار کریں جناب من! آپ کا کچھ اور بھی مطلب تھا جس کی ہم اچھی طرح سے گزشتہ پرچہ میں تشریح کر چکے ہیں۔ یہ تقوی اور طہارت کا فقرہ تو اس مطلب کے ساتھ ابلہ فریبی کی غرض سے لگا رکھا ہے، اور یہ ایک دوسرا سوال مرزا صاحب کے واسطے جواب دینے کو ہے کہ ترکی سلطنت میں انہوں نے کیا کچھ تقوی اور طہارت کے خلاف دیکھا ہے۔ کیا تمام سلطنت کی حالت کا اندازہ انہوں نے ایک شخص کے دیکھنے سے کر لیا ہے۔ مرزا صاحب اس کی تشریح کرتے وقت یہ بھی بتا دیں گے کہ ہارون اور مامون اور اکبر اور جہانگیر کے زمانہ میں موجودہ ترکوں کے مقابلہ میں تقوی اور طہارت زیادہ تھی۔ ہم آئندہ پرچہ میں اس مضمون پر مفصل بحث کرنے والے ہیں کہ ترکی سلطنت کی ترقی کا تنزل کا باعث تقوی اور طہارت کی بیشی اور کمی ہوئی ہے یا زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا یا نہ کرنا ہوا ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بت پرستی کی سزا دینے کے لئے خدا تعالی نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا لیکن خدا تعالی مسلمانوں کو ادنی قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہ کرتا ہے۔ یہ سنت اللہ ضرور ہے مگر سنت مرزائیہ نہیں ہے۔ یہاں لیکھ رام اور عبداللہ آتھم اور سلطان احمد (محمد) اور اس کے اور بھائی مسلمان ایک ہی وقت میں اسی دنیا میں سزا پاتے ہیں۔ سنت مرزائیہ میں کافر اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے واسطے ان کے قصوروں کی سزائیں اس ارادہ کے موافق جو مرزا صاحب کو

بتا دیا گیا ہے جو خدا نے تجویز کی ہیں وہ بہت ہی مختصر ہیں یعنی اس تمام قوم کو سوائے چند مرزائیوں کے کاٹ ڈالا جانے کو ہے۔ اس سنت اللہ کے معنی بھی مرزا صاحب سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکا اور نہیں سمجھ سکے گا۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں پھر اس کے صفحہ ۵ میں اس بزرگ کی توصیف میں جس کے حق میں قادیانی نے پردہ دری کی پیش گوئی کی ہے، کہا ہے:

ہم اس بزرگ کا نام ابھی ناظرین کو صاف طور پر نہیں بتاتے مگر اتنی بات بتا دیتے ہیں کہ جن سے ان کی تعریف اچھی طرح سے معلوم ہو جائے اور مرزا صاحب کی پیشینگوئی کی حقیقت باوجود ان کی ہشیاری کے تمام دنیا پر کھل جائے۔ تمام دنیا بیوقوف نہیں ہے اور سب کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ مرزا صاحب کی پیشینگوئی یہ ہے کہ خدا اس بزرگ کے پردے پھاڑ دے لیکن ضرور ہے کہ پیشین گوئی اور زیادہ صاف ہو جائے۔ دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر ایک انسان کے واسطے تکلیف اور آرام دونوں لازمی ہیں کسی شخص پر مصیبت آتی ہے کہ کہ اس کی بیوی جس کا نکاح اس کے ساتھ آسمان پر ہو چکا ہوتا ہے وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ رہتی ہے اور کسی کے لڑکے جو اس کی خلافت اور وراثت کے وارث ہونیوالے ہوتے ہیں فوت ہو جاتے ہیں (جیسا کہ مرزا کا بیٹا بشیر اول فوت ہوا) کسی کی اس طرح پردہ دری ہوتی ہے کہ اس کو اپنے بعض الہامات کچھ کج بحثی کے ساتھ واپس لے لینے پڑتے ہیں (جیسا کہ مرزا نے سلطان معظم کے متعلق اپنے الہامات اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں واپس لیا) اب اس بزرگ کی پردہ دری کی بھی تشریح ہونی چاہیے۔

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب اخبار چودھویں صدی نے اپنے اس بزرگ کی بہت لمبی چوڑی تعریف کی ہے، وازانجا کہ ہم کو اس تعریف سے کلی اتفاق نہیں لہذا ہم اس تعریف کو اس کے مبالغہ آمیز الفاظ سے بعینہ نقل نہیں کر سکتے صرف اس کا خلاصہ اس مقام میں بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے: وہ بزرگ ایک علاقہ کا مالک و زمین دار سرکاری عہدہ دار مسلمان عابد نیکو کار نمازی روزہ دار قرآن خواں وغیرہ ہے۔

اس کے بعد اخبار چودھویں صدی نے لکھا ہے:

اب اگر ایک ایسے نیک مسلمان بزرگ مرزا صاحب کی ناراضی کی وجہ سے پردہ ہونے

والی ہے اور مرزا صاحب کے خدا کا قانون مرزا صاحب کے مقدموں کے فیصلہ کے واسطے ایسا ہی عجیب ہے تو ابلہ فریبی اور چالاکی کو چھوڑ کر صاف طور پر اس پردہ دری کی نوعیت بتا دینی چاہیے آیا ان کا علاقہ ان سے چھین لیا جائے گا۔ وہ اپنے عہدہ سے موقوف ہو جائیں گے، رشوت ستانی کا ان پر الزام لگے گا، عبادت و نیکوکاری ان سے چھوٹ جائے گی، مسلمان نہ رہیں گے، قرآن کریم ان کو بھول جائے گا، نماز روزہ چھوڑ بیٹھیں گے۔ آخر وہ کیا بلا آئے گی جس کا نام پردہ دری ہوگا جو مرزا صاحب کی رسالت اور مسیحیت کا آخری نشان ہوگا۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے، مرزا صاحب کی رسالت کا ثبوت بھی مسلمانوں کی پردہ دری ہی موزوں ہوسکتا تھا۔ مگر ہم کو یقین ہے کہ مرزا صاحب ہمارے اس سوال کا جواب از روئے مہربانی دے دیں گے۔ ہم یہ ہشیاری نہیں چلنے دیں گے کہ ایک ایسا مہمل اور بے معنی جملہ کہہ دیا جائے اور ایسی پیش گوئی کی جائے جس کے صاف طور پر کچھ معنی نہیں ہیں اور کسی ایک اتفاق کا نام پردہ دری رکھ دیا جائے۔ مرزا صاحب جس طرح پیش گوئیاں خود پورا کر دیا کرتے ہیں وہ تمام دنیا کو معلوم ہے اگر مرزا صاحب نے ہمارے اس سوال کا صاف جواب نہ دیا تو ان کی اس پیش گوئی کی ہی ایک ہفتہ عشرہ میں پردہ دری ہو چکی ہوگی۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں:

ہر چند صاحب اخبار چودھویں صدی کے اس سوال کے جواب سے کہ مرزا صاحب قادیانی اس بزرگ کی پردہ دری کی نوعیت بتا وے، ورنہ ایک ہفتہ عشرہ میں اس کی پردہ دری ہو چکی ہوگی، کوئی جواب نہیں دیا اور کچھ نہ بتایا کہ وہ پردہ دری کیونکر ہوگی جس سے صاحب اخبار چودھویں صدی نے قادیانی کی پردہ دری ثابت کر دکھائی اور اپنے پرچہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء میں مضمون ذیل کی اشاعت کر دی۔

مرزا صاحب کی پردہ دری: ہمارے بزرگ کی کرامت:

ہم روزانہ پیسہ اخبار لاہور مؤرخہ ۹ جولائی ۱۸۹۷ء کے صفحہ اول سے وہ مضمون ذیل میں نقل کرتے ہیں جو عقیدہ قادیانی سے بیزاری کے عنوان سے چھاپا ہے چونکہ یکم اور دوم جولائی کو یہ پردہ دری ہوئی ہے اس واسطے وہ مرزا صاحب کی مقرر کردہ تاریخوں کے اندر ہے لیکن یہ امر کہ مرزا صاحب اس واقعہ کو فی الحال اپنی پردہ دری کے واسطے کافی

خیال کرتے ہیں یا نہیں ، یہ انہیں کے فیصلہ کرنے کی بات ہے کیونکہ بعض غیرت مند لوگ ایک تھوڑی سی بات کو کافی خیال کر لیتے ہیں اور بعض دوسرے بے عزت لوگ بڑے بڑے حادثوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے ۔ایک شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اہل مجلس نے اس کو وہاں سے نکال دیا،تو آپ کہتے ہیں کہ یہ ایک حقیر مجلس ہے ہم بڑی بڑی مجلسوں سے نکالے گئے ہیں ۔الغرض وہ عبارت مختصر حسب ذیل ہے:

۲ جولائی ۱۸۹۷ء کو ایک ۱۷ سالہ لڑکے مسمی سید عالم طالب علم ایف اوایل کلاس نے مسجد شاہی میں بعد نماز جمعہ عقیدہ مرزا قادیانی سے تبرا کیا ۔اور بیان کیا کہ اس کی طرف سے جو اشتہار، رؤیائے صادقہ ، کے عنوان سے چھپا ہے وہ فقط جعل سازی تھی۔ ایک سفید کاغذ پر اس کے دستخط کروا لئے گئے اور مضمون خود لکھ لیا گیا تھا جس کی تردید اس نے یکم جولائی کو بذریعہ اشتہار کی ۔علاوہ ازیں اس موقعہ پر مرزا قادیانی کی ان کتابوں میں سے جن کو وہ الہامی بیان کرتا ہے وہ باتیں جو عقیدہ اسلام کے بالکل خلاف ہیں پڑھ کر سنائی گئیں جن کو سن کر اہل اسلام نے جو اس وقت موجود تھے جناب باری میں دعا کی کہ خدا ان کو ایسے مخرب اسلام کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔(لوکل رپورٹر)۔

(اخبار چودھویں صدی ۔راولپنڈی ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء)

مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ لکھتے ہیں کہ تعجب وافسوس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ چودھویں صدی کے بزرگ نے فرضی بزرگی چھوڑ کر اپنی واقعی خوردی ظاہر کر دی اور اپنے اس فعل کی کہ اس نے قادیانی کے حق میں پردہ دری کا متضمن شعر پڑھا تھا خود ہی تغلیط وتکذیب کر دی اور اسی اخبار میں اپنی معذرت چھپوا کر اپنی مرزائیت ثابت کر دکھائی ۔ہم کو اس مقام میں اس کے سابق انحراف اور تازہ معذرت سے خصوصیت کے ساتھ بحث مقصود نہیں ۔ ..ہمارے نزدیک ایسے شخص کا قادیانی سے ظاہری انحراف یا باطنی معذرت وعقیدت دونوں کا ن لم یکن ہیں اور گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔اس مقام میں ہمارا مقصود صرف یہ تھا کہ قادیانی کے حضرت سلطان المعظم کو برا کہنے نے اس کے بعض مریدوں پر بھی اثر کیا تھا جس کی وجہ سے قادیانی کو جھوٹی معذرت کرنی پڑی سو یہ امر اس بزرگ چودھویں صدی کی معذرت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

معذرت قادیانی کے جھوٹی اور منافقانہ ہونے پر قادیانی کا پھر اس کارستانی کی طرف رجوع کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے عدالت گورداسپور میں برملا بیان کیا کہ میں نے سلطان روم

کے برخلاف اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء شائع کیا اور پھر وہ اشتہار عدالت میں پڑھا گیا اور پھر کہا کہ اس وجہ سے مسلمان میرے مخالف ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اس کے وکیل ایک سنی حنفی مولوی نے خاکسار سے جو اس مقدمہ میں شہادت کے لئے عدالت میں طلب کیا گیا تھا سوالات کر کے یہ کہلوایا کہ : میں نے سلطان روم کی تائید اور ہمدردی میں ایک آرٹیکل لکھا تھا اور مرزا نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے۔

پھر مرزا قادیانی نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اشتہار واجب الاظہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اس مخالفت کا اچھی طرح اظہار کیا اور اس سے اپنا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا ثابت کیا۔ چنانچہ اس اشتہار کے صفحہ ۸ و ۹ میں اس نے کہا ہے کہ

حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کی اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی، وہ تمام حال بھی میں نے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے۔ وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے میری مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آکر مجھے گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے۔ اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف عقاید کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے۔ یہ بات ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اس مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت یہ بیان کرنا پڑا کہ یہ شخص سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کا مخالف ہے۔

قادیانی نے اس بیان زبانی و تحریری اشتہار واجب الاظہار میں صاف اقبال کیا ہے کہ وہ سلطان روم اور سلطنت روم کا مخالف ہے۔ اس سے مسلمان یقین کر سکتے ہیں کہ اس کی وہ معذرت جھوٹی اور منافقانہ معذرت تھی اور درحقیقت وہ سلطان روم اور سلطنت ترکی سے وہی دشمنی رکھتا ہے جس کو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں ظاہر کر چکا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ اس بیان میں اس نے جو یہ دعوی کئے ہیں:

کہ اس خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی کی وجہ سے اخبار والوں نے اس کو برا کہا۔
کہ اس کے خیر خواہ برٹش گورنمنٹ ہونے کو اس خاکسار نے عدالت میں مان لیا ہے،
سچے دعوے ہیں یا ان میں اس نے جھوٹ بولا ہے؟

یاد رہے کہ کسی اسلامی اخبار نے قادیانی کو اس وجہ سے برا نہیں کہا اور نشانہ ملامت نہیں بنایا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی کیوں کرتا ہے اور نہ کوئی ایسا باغی اخبار نویس ہے جو صرف گورنمنٹ کی خیر خواہی سے اس کو برا کہتا ہو۔ کوئی ایسا ہوتا اور اس کو خیر خواہی گورنمنٹ کے سبب برا کہتا تو وہ کبھی کا جیل خانہ کی سیر کرتا جیسے بعض ہندو اخبار نویس اور بعض مسلمان واعظ بعض مضامین و الفاظ مخالف گورنمنٹ لکھنے اور بولنے سے جیل خانہ میں جا چکے ہیں۔

قادیانی اس دعوی میں سچا ہے تو کم سے کم سے ایک اخبار نویس کی کوئی ایسی عبارت نقل کرے جس میں اس نے گورنمنٹ کی خیر خواہی کے سبب قادیانی کو برا کہا ہو۔ یہ امر اس سے نہ ہو سکے تو گورنمنٹ اس دروغ گو کی بات کو دھوکہ دہی سمجھے۔ ہاں بعض اخبار نویسوں نے سلطنت ترکی کی بدگوئی کی وجہ سے اس کو برا کہا ہے اور گورنمنٹ کے حق میں اس کی خوش آمد کو ابلہ فریبی اور جھوٹی خوش آمد قرار دیا ہے۔ سو یہ اور بات ہے۔

اور اس کا یہ کہنا کہ عدالت گورداسپورہ میں خاکسار نے اس کو سرکار انگریزی کا خیر خواہ مان لیا ہے، سفید جھوٹ ہے۔ گورنمنٹ مثل مقدمہ ملاحظہ فرمائے اور دروغ گو کی دروغ گوئی کا یقین کرے۔ میں نے صاف اور صریح الفاظ یہ بیان کیا تھا کہ اس وقت (یعنی جب کہ میں ریویو براہین احمدیہ لکھا تھا) مرزا کے خیالات اچھے تھے۔، جس کے صاف اور صریح معنی یہ ہیں کہ اس وقت اس کے خیالات گورنمنٹ کی نسبت اچھے نہیں۔، اس امر کو میں نے عدالت میں کھول بیان کیا اور اپنے رسالہ نمبر ۳ ج ۱۸ کے صفحہ ۸۰، ۸۱ کا بھی حوالہ دیا مگر معلوم نہیں عدالت نے اس بیان کو کیوں درج اظہار نہ کیا۔

اس مقام میں عبارت صفحہ ۸۰، ۸۱ کو نقل کرنا مناسب ہے:

پیش گوئی ہشت سال ان کی امید کا ذریعہ ہے جس کی طرف ہم گورنمنٹ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم نے اس فقرہ آئینہ کمالات کو اپنے رسالہ میں کئی دفعہ نقل کیا ہے الہامی صاحب نے اس کا جواب تو کبھی کچھ نہیں دیا ہاں ہمارے اس خیال کے مقابلہ میں ہمارے ریویو براہین احمدیہ کی عبارت رسالہ نمبر ۶ جلد ۷، اشاعۃ السنہ سے نقل کر کے آپ نے

گورنمنٹ کو جتایا ہے کہ یہ شخص (محمد حسین بٹالوی) اپنے ریویو مذکور میں ہماری طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن و بےفکر کر چکا ہے اب اس کے برخلاف اس کے قول وخیالات کا کیا اعتبار ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خاکسار نے اس وقت گورنمنٹ کو آپ کی طرف سے مطمئن کیا تھا جب کہ آپ نے موعود مسیح اور مہدی ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا اور اس اطمینان کی ایک یہ دلیل بیان کی تھی کہ آپ مغل ہیں اور امام مہدی کا سید ہونا مسلّم ہے لہذا ممکن نہیں کہ آپ مہدی ہونے کا دعوی کریں۔آپ نے میری اس دلیل اور خیال کو توڑ کر مہدی ہونے کا بھی دعوی کر دیا تو آپ میرے اس ریویو کے محل کیوں کر رہ سکتے ہیں۔ اور اس ریویو کے مضمون سے کیونکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اور آپ کی طرف سے گورنمنٹ کیونکر مطمئن ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ میں تب ہی سے گورنمنٹ کو جتا رہا ہوں کہ یہ شخص محل خوف ہے اس سے گورنمنٹ کو مطمئن نہ رہنا چاہیے اور اب یہ میرے اس ریویو کا محل نہیں رہا اب یہ کچھ کچھ کا بن گیا ہے اب یہ وہ مرزا غلام احمد نہیں رہا جس کی طرف سے میں نے ریویو میں گورنمنٹ کو مطمئن کیا تھا۔

میرے اس بیان سے اور اس فقرہ سے جو اظہارات میں درج ہے صاف ثابت ہے کہ میں اب اس کے خیالات کو اچھا نہیں سمجھتا اس کی تعریف و خیر خواہی گورنمنٹ کو جھوٹی خوش آمد اور منافقانہ دعوی خیر خواہی سمجھتا ہوں۔..

اہل اسلام سے امید ہے کہ بدگوئی حضرت سلطان روم اور سلطنت ترکی کی وجہ سے اس کو ویسا ہی دشمن اسلام و مسلمانان خیال کریں گے جیسا کہ پرچہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے وقت خیال کرتے تھے اور اس کی معذرت پرچہ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو جھوٹی معذرت قرار دیں گے..

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۱۴۱ تا ۱۹۴ ملخصاً ومختصراً)

جواب درخواست قادیانی

(۲۵ جون و ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ ذیل میں اس درخواست کا جواب ہے جس میں مرزا قادیانی نے آخری حیلوں و مذبوحی حرکات (جھوٹے خوابوں اور مصنوعی الہامات) کی طرف رجوع کیا اور اس سے پہلے بطور تمہید ایک شخص سید عالم طالب العلم ایف۔او۔ایل پر ایک خواب کا افتراء کیا۔اور دو فرضی ملہموں کے دو جھوٹے الہام شائع کر دیئے۔

مولانا فرماتے ہیں:

مرزا قادیانی نے اپنا باطل مذہب چلانے اور اس ذریعے سے دنیا کا عیش اڑانے کے لئے کئی حیلے کئے اور کھیل نکالے مگر وہ کارگر نہ ہوئے۔سب سے پہلے آپ نے اسلام کے وکیل بن کر اسلام کی طرف سے اقوام غیر سے مقابلہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور ایک کتاب براہین نام کی تصنیف کا اشتہار دیا۔اور اس کے ذریعے باقرار خود دس ہزار روپیہ کے قریب شائقین تائید اسلام سے بٹورا۔پھر جب دیکھا کہ منجملہ تین سو دلائل کے، جو قرآن ہی سے نکال کر اس کتاب میں پیش کرنے کا میں نے اشتہار میں وعدہ دیا ہے، ایک دلیل بھی بیان نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہوں، تو اسی کتاب کی تیسری جلد سے الہام بازی شروع کر دی اور اپنی مجددیت اور بہت سے پہلے اکابر اولیاء پر فوقیت کے دعوی کی پٹڑی جما دی۔اس سے دکان اچھی طرح نہ چلی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے دعوی کا جھنڈا گاڑ دیا اور معجزات ونشان نمائی کا نعرہ مارنا شروع کر دیا۔اور ان سب دعاوی کے اثبات کے لئے کبھی مناظرہ کی طرف رجوع کیا کبھی مباہلہ کی طرف لوگوں کو بلایا۔کبھی کوئی رسالہ یا قصیدہ اردو یا فارسی میں بنا کر اس میں لن ترانیاں ہانکیں۔کبھی عربی میں نثر یا نظم لکھ کر اپنے ملہم مؤید من اللہ ہونے کی دلیل بنائی۔معجزہ ونشان آسمانی کسی نے چاہا تو اسی کی موت کو یا اس کے زمرہ احباب کے موت یا مصیبت کو نشان قرار دیا اور جس کی نسبت کوئی نشان نہ بن سکا اس کو گالیوں اور بدعاؤں سے ڈرانا اور دھمکانا اختیار کیا۔

وازآنجا کہ بحکم لکلّ فرعون موسی ، ہر گمراہ کے مقابلہ کیلئے حق گو بھی چلے آئے ہیں لہذا خدا تعالی نے اس گمراہ کے مقابلہ میں علماء اسلام کو موفق و مامور کیا جنہوں نے اس کے ہر کید کو ظاہر کر دکھلایا۔ اور خاص کر خادم قوم مؤلف اشاعۃ السنہ کو تو اس اہتمام سے موفق کیا کہ اس نے حسبۃً للّٰہ و نصحاً لخلق اللّٰہ اظہار وابطال مکائد قادیانی کو حد کمال تک پہنچا دیا اور ۱۸۸۹ء سے سنہ رواں تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اس کی ہر ایک بات کا اچھی طرح اظہار وابطال کیا۔ اس کے دعوی وکالت وحمایت اسلام اور تصنیف کتاب براہین کی نسبت یہ ثابت کر دیا کہ یہ محض اس کا فریب وڈھکوسلا ولاف زنی ہے۔ نہ اس نے ایسی کوئی کتاب (جس میں تین سو دلائل عقلیہ ہوں) تائید اسلام میں بنائی اور نہ آئندہ بنا سکتا ہے۔ اور اس کے دعوی الہام مجددیت مسیحائی ومہدیت کی نسبت یہ ثابت کر دیا کہ ایسا شخص خدا کا ملہم اور دین اسلام میں مجدد ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور اس کا مسیح موعود ومہدی مسعود ہونا تو ایسا محال ہے جیسے سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا نکل جانا محال ہے۔ اور نشان آسمانی نہ اس نے آج تک کوئی دکھایا اور نہ آئندہ دکھا سکتا ہے۔ اور جن لوگوں کی نسبت اس نے موت یا عذاب کی خبر دی تھی ان کی نسبت اس کی خبروں کا جھوٹ بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔ اس کے دعوی مناظرہ کو لودھیانہ میں اس کو خوب رگڑا اور لتاڑا، اور دہلی، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ میں خوب چھتاڑا اور بھگایا۔ تب مجبوراً اسے اپنے حق میں الہام گھڑنا پڑا۔ یا علی دعھم و انصارھم و زراعتھم۔ (اے علی ان مولویوں اور ان کے پیروؤں کو چھوڑ دے)۔ یعنی ان سے مباحثہ نہ کر، جس کو اس نے کتاب آئینہ کمالات اسلام میں درج کر کے مشتہر کیا ہے۔

اس کے دعوی مباہلہ کو یوں اس سے چھڑایا کہ بارہا اس سے مباہلہ کرنے کو مستعدی کا اظہار کیا اور اس کی شرائط مباہلہ کا فساد ظاہر کر کے ان شروط کو بالائے طاق رکھ کر مباہلہ کرنے پر اس کو مجبور کیا۔ ان حیلوں کو توڑ کر اس کو بے دست و پا کیا گیا تو اس نے ایک حیلہ یہ نکالا جس کو اس نے اشتہار قطعی فیصلہ ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء میں مشتہر کیا ہے کہ فریقین اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دعائیں کریں۔ اس امر کو بھی منظور کیا گیا اور اس حیلہ کو توڑا گیا تو اب آپ نے آخری حیلہ یہ نکالا ہے جس کو درخواست ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے مشتہر کیا ہے اور کہا ہے:

(اتمام حجت کے لئے ایک اور تجویز خیال میں آئی ہے... اور وہ یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء اور مردان باصفا کی خدمت میں اللہ جل شانہ کی قسم دے کر التجا کی جائے کہ وہ میرے بارے میں اور میرے دعوی کے بارے میں دعا

اور تضرع اور استخارہ سے جناب الٰہی میں توجہ کریں۔ پھر اگر ان کے الہامات اور کشوف اور رؤیا صادقہ سے، جو حلفاً شائع کریں، کثرت اس طرف نکلے کہ گویا یہ عاجز کذاب اور مفتری ہے تو بے شک تمام لوگ مجھے مردود اور مخذول اور ملعون اور مفتری اور کذاب خیال کرلیں....لیکن اگر کشوف اور الہامات اور رؤیا صادقہ کی کثرت اس طرف ہو کہ یہ عاجز من جانب اللہ اور اپنے دعوی میں سچا ہے تو پھر ہر ایک خدا ترس پر لازم ہوگا کہ میری پیروی کرے اور تکفیر سے باز آے .... لہذا میں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں ... کہ وہ میرے بارے میں جناب الٰہی میں کم سے کم اکیس روز توجہ کریں۔ یعنی اس صورت میں کہ اکیس روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہوسکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ میں کون ہوں؟...پھر ایسی الہامی شہادتوں کے جمع ہونے کے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر من جانب اللہ سمجھا وے گا۔ مجموعہ اشتہارات۔ج ۲ ص ۴۴۹۔۴۵۰)

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ قادیانی کا مقصود و غرض یہ ہے کہ لوگ اس طرف متوجہ ہوں گے اور اپنی خوابوں کو لائق دستاویز اور شرعی دلائل سمجھ لیں گے، تو پھر میں بھی ان کے مقابل اپنی اور اپنے گروہ کی جھوٹی خوابوں اور الہاموں کو مشتہر کردونگا اور ان خوابوں والہاموں کی کثرت سے تمسک کرونگا اور حجت مسلمہ فریق ثانی کے ذریعہ سے اپنی جانب کے الہاموں اور خوابوں کا غلبہ ثابت کرونگا۔

چنانچہ اس قسم کے دو بناوٹی الہام اس درخواست سے چند روز پہلے اور ایک ...خواب اس درخواست کے پیچھے آپ نے شائع کردیئے جو بعض ناواقفوں کی گمراہی کا باعث ہوگئے۔

اس درخواست سے پہلے ایک بناوٹی الہام اس نے اپنے ایک خاص مرید فتح محمد پوسٹ ماسٹر لیہ ضلع ڈیرہ غازی خان اور اس کی ہمشیرہ کے نام سے مشتہر کیا ہے جس کی نقل یہ ہے:

اشتہار واجب الاظہار۔ وکفی باللّٰہ شہیداً محمد رسول اللّٰہ

اے جماعت مومنین اہل اسلام میری عرض کو متوجہ ہو کر سنو۔ آپ آخرت میں اللہ تعالی سے ملاقات کرنے پر ایمان رکھتے ہو۔ آپ لوگوں کو اسی خدا وحدہ لاشریک کی قسم پر اعتماد کرنا چاہیے اور میری شہادت حق کو غور سے سنو اور پڑھو۔ میں ایک عورت امّی، عربی فارسی سے محض بے خبر ہوں۔ یہ خدا تعالی کی صریح کرامت ہے کہ عربی میں مجھے الہام

ہوتے ہیں اور الہام اور کشف کی رو سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی مسیح موعود اور مہدی مشہود ہونے کی خبر مجھے ہو چکی ہے۔ اور وہ الہامات یہ ہیں:

و یکبر احمد ۔۲۔ الم یأتکم نذ یر ۔۳۔ فلا ... اللّٰه فلاغالب له الّاهو۔۴۔ من یکذّ ب با لدین۔۵۔ صدیق صادقاً ۔٦۔ وعده مفعولاً۔ ۷،۔ا حمد دار السّلام۔

اور کشف میں مجھے مرزا غلام احمد صاحب دکھلایا گیا ہے اور ایک آواز دینے والے نے مکرر سہ کرر پکار کر کہا کہ مرزا صاحب کی فتح ہوئی ہے۔ جو لوگ مرزا صاحب کو کافر اور دجال کہتے تھے اب اس فتح کے عوض میں وہ لوگ خود دجال بن گئے۔ یہ سب دجال آگ میں جلائے گئے ہیں۔ اور پھر ایک ہندو برہمن نظر آیا۔ قریب آ کر رکوع کرنے کی شکل میں جھک گیا۔ اور یہ الہام ہوا۔ عباد اللّٰه و جهكم ۔ اور مولویوں نے امت محمدیہ میں تفرقہ ڈال رکھا ہے اور اہل حق کا نام کافر رکھ دیا ہے۔ اس لئے میں خدائے تعالی سے اطلاع پا کر گواہی دیتی ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی حق پر ہے اور تمام مولوی ان کو کافر اور مفتری کہنے والے باطل پر۔ اب اگر کوئی میری گواہی مانے یا نہ مانے لیکن میرے الہام کی سچائی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ جس زبان میں مجھے الہام ہوتا ہے، یعنی عربی میں، میں اس سے بے خبر ہوں۔ لہذا یہ اشتہار بطور شہادت و صداقت بذریعہ اپنے بھائی حقیقی فتح محمد بزدار کے شائع کرتی ہوں تاکہ امانت خدا تعالی کو لوگوں میں پہنچا دوں۔ فصاحت لیو م کرا مةبررت فلعلك باخع نفسك فحرض المؤمنين كذا لك حقت كلمة ربك على الذين فسقوا انهم لا يؤمنون

عاجزہ غلام فاطمہ بنت محمد خان بزدار سکنہ خاص شہر لیہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بذریعہ برادر حقیقی خود فتح محمد بزدار۔ دہم ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ، مطابق ۱۳ مئی ۱۸۹۷ء

دوسرا بناوٹی الہام اس نے ایک مجذوب فقیر کے نام سے گھڑ کر شائع کیا ہے جس کی نقل ذیل میں ہے:

ایک گواہی: یہ اشتہار ایک مجذوب نے جو سیالکوٹ میں تقریباً بارہ سال سے مقیم ہے ہمارے (یعنی قادیانیوں کے) پاس شائع کرانے کے لئے بھجوایا ہے لہذا ہم اس جگہ اس کی نقل مطابق ا

صل بلفظہ کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے روح جناب رسول مقبول ﷺ سے روح کل شہداء سے، روح کل انبیاؤں سے، روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتے ہیں، یعنی ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہ نے بھیجا ہے۔ رسول مقبول ﷺ کے دین میں سخت فتنے برپا ہو گئے اور حد درجہ کا ضعیف ہو گیا۔ ہزاروں ملعون فرقے جیسے نصاری اور رافضی پیدا ہو کر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے۔ اس لئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی۔ اس وقت یہ خوفناک فتنے پیدا ہوئے، ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا مگر چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا، خدا تعالی نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کی دستار مبارک میں بھیجا۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسی اس جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، وہ جھوٹے ہیں۔ کوئی آسمان پر موت کا مزہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہیں گیا۔ اے علماء گدی نشینوں! اے فقراء گدی نشینو! اے اہل بیت گدی نشینو! سن رکھو! عنقریب آسمان سے بڑی بھاری جلالی گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے۔ یا خود خدا بڑے زور سے گواہی دے گا۔ پھر تم اس مخالفت میں بڑے ذلیل اور شرمندہ ہو گے۔ یہ میرا اشتہار سچا ہے۔ یہ لوح محفوظ کی نقل ہے۔ میں دیکھتا ہوں اس مخالفت سے خدا تعالی تم پر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول ﷺ تم سے حد درجہ بیزار ہے۔

المشتہر۔ فقیر محمد۔ سیالکوٹ برلب ایک باغ بستی والا۔ ۲۸ مئی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

وہ بناوٹی خواب، جس کو اس (قادیانی) نے اپنے خاص مریدان اور حواریان لاہور کی معرفت چھپوا کر مشتہر کیا ہے۔ یہ ہے:

و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً او کذّب بآیاتہ انّہ لا یفلح الظّالمون ۔ اس سے ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ یعنی دروغ گوئی کے طور پر مورد الہام ورؤیا اپنے آپ ٹھہراتا ہے۔ یا خدا کے نشانوں کو جھٹلاتا ہے۔ ایسے بھلا نہیں پاتے۔

رؤیائے صادقہ : میں مندرجہ بالا آیت کے نازل کرنے والے خدا تعالی کو حاضر و ناظر جان کر اور اس بات پر کامل ایمان رکھ کر کہ اس آیت کا مصداق ضرور ہلاک ہوگا، ذیل کا رؤیا جو مجھے ہوا، بطور گواہی مسلمان بھائیوں کو سناتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالی اپنے وعدے کے مطابق ..اس اظلم کو ہلاک کرے جو باوجود مورد الہام و رؤیا نہ ہونے کے اپنے آپ کو ملہم مشتہر کرے ۔ وہ رؤیا یہ ہے :

میں ۱۹ جون ۱۸۹۷ء کو تقریباً ۷ بجے شام کے سیدمٹھہ بازار میں جا رہا تھا کہ چند آدمی خربوزہ فروش کی دکان پر بیٹھے تھے اور سرسید احمد خاں صاحب اور مرزا صاحب قادیانی کی توہین کر رہے تھے ۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا تو تمام باتیں سنیں ۔ انہوں نے مرزا صاحب کو دشنام بھی دیں اور بدگوئیاں کیں (ناگفتہ بہ) ۔ میں چونکہ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے بالکل برخلاف تھا سن کر نہایت خوش ہوا اور واپس چلا آیا ۔ اخیر رات تک مجھے یہ خیال نہ بھولا ۔ جب میں رات کو سویا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جنگل میں جا رہا ہوں اور جنگل ہی میں ایک مسجد آئی ہے جس کے باہر کی دیواریں بہت چھوٹی ہیں اور اس میں ایک مجمع عام ہے اور دو تین آدمی دیوار کے ساتھ لگے کھڑے ہیں ۔ میں بھی وہاں جا کر کھڑا ہو گیا چند آدمیوں نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ بھائی اندر آ کر بیٹھو ۔ حسب الحکم میں اور وہ آدمی شریک مجمع ہوئے ۔ میں نے سب سے ذی عزت صاحب کی طرف اشارہ کر کے ایک صاحب سے کہا کہ یہ صاحب کون ہیں ۔ اس نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں ۔ میں باغ باغ ہو گیا کہ زیارت نصیب ہوئی ۔ پھر میں نے دوسرے درجہ کے ذی عزت صاحب کی بابت استفسار کیا تو اس نے کہا کہ یہ مرزا صاحب قادیانی ہیں ۔ یہ سن کر میں نے رات کی گرم جوشی میں جو الفاظ ان آدمیوں سے سنے تھے وہ کہہ دیئے ، تو تمام حاضرین مجلس نے شور وغل کیا اور ناراض ہو کر مجھے نکالنے پر آمادہ ہو گئے ۔ اس سے میں نے یقین کیا کہ یہ تمام آدمی جو مقرب ہیں وہی صاحب ہیں جو مرزا صاحب کو مسیح موعود سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں ۔ خیر اتنے میں رسول کریم ﷺ نے بڑے حلم اور نرمی سے مجھ غریب کو بلایا اور بذریعہ ترجمان جو وعظ و نصیحت کی وہ بعینہ درج ذیل کرتا ہوں :

بزرگوں کو دشنام دینا بہت برا ہے ۔ تم کسی بزرگ کو دشنام نہ دو ۔ کیونکہ جس شخص کو

تم باطل خیال کر کے از روئے تعصب کے گالی دیتے ہو وہ سچا میری طرح مرسل ہے، اور سچا مسیح موعود ہے جس کا گواہ وہی (قانون اسلام ہے) جو کلام الہی سے موسوم ہے۔ آیات قرآن کے بموجب یہی مسیح موعود ہے۔ اگر لوگ اس کو برا جانتے ہیں تو کچھ بھی مضائقہ نہیں اس سے بھی بڑھ کر مجھ پر طعن وطنز ہوئی، اور انہی خطابوں کا مورد ہوا جس کے مرزا صاحب ہوتے ہیں، لیکن میں نے کچھ بھی پرواہ نہ کی اور اپنے دین کو کامل کر دیا۔ اب یہ شخص اپنے وعدے کے مطابق آیا ہے، لوگ اس کو نہ مانیں گے تو جہنم میں گرائے جائیں گے۔ اور میرے مقرب اور اللہ کے پیارے وہی شخص ہوں گے جو مرزا صاحب کے مقبول ہوں گے۔ اور ضرور ہے کہ تمام لوگ ان پر ایمان لا کر جنت کے مستحق ہوں گے۔ اور قریب ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں پر جو ان کو برا خیال کرتے ہیں عذاب نازل کرے گا۔ اور وہ لوگ توبہ کریں گے اور انہی پر یقین لائیں گے۔

میرا یہ بیان حلفیہ ہے جو میں نے دیکھا اور سنا لکھ دیا۔ میں مرزا صاحب کے مخالفین میں سے تھا۔ اب اس اشتہار کے ذریعہ توبہ کرتا ہوں وما علینا الا البلاغ

راقم : خاکسار محمد سید عالم۔ ایف۔ او۔ ایل۔ کلاس اورئینٹل کالج لاہور متوطن گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

اس درخواست قادیانی کا جواب اور اس کے بناوٹی الہامات اور جھوٹے خوابوں کا (جس کی اشاعت وہ کر چکا ہے یا آئندہ کریگا) ردّ وابطال ایسے مسلّمہ اصول سے پیش کیا جاتا ہے جن میں اسے مجال مقال نہ ہو۔

جواب درخواست :

ہم خدا کے فضل وتوفیق سے الہام کے مثبت ہیں اور اس کا اثبات دلائل عقلیہ ونقلیہ سے نمبر ۱۰، ۱۱ جلد ۷ اشاعۃ السنہ میں بضمن ریویو براہین احمدیہ کر چکے ہیں جس پر آج تک ہم کو قیام و ثبات ہے (گو براہین کو ایک مدت سے، جب سے قادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگا ہے، مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ وگوزشتر جانتے ہیں اور ان کو اپنے اصول دلائل کا جو ریویو میں بیان کر چکے ہیں مورد ومحل نہیں سمجھتے)

ایسے ہی ہم رؤیا صالحہ (سچی خوابوں) کے قائل ومثبت ہیں۔ اور ان کا اثبات ہم بضمن خطبہ (یا لیکچر) جلد ۱۷، اشاعۃ السنہ میں کر چکے ہیں ولیکن غیر نبی کو الہام یا رؤیا (خواب) کو ہم حجت

شرعی نہیں جانتے ۔ اوران کے ہرایک الہام کوتلبیس ابلیس سے محفوظ نہیں سمجھتے ۔ اوراس کی قبولیت کی یہ شرط لازم مانے ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر دلائل شریعت کا مخالف نہ ہواوراس کا مورد (صاحب الہام) متقی و پرہیز گار ہو ، فاسق فاجر اور اخوان الشیاطین سے نہ ہو۔ اوراپنے اس اعتقاد اور تحقیق کو ہم اسی ریویو براہین احمدیہ میں بصفحہ ۳۰۱ نمبر ۱۰ جلد ۷ میں صاف لکھ چکے ہیں ۔

یہ اصول تو مسلّم ہیں کہ

۱۔ ملہم (غیر نبی) اپنے سبھی الہامات میں معصوم نہیں ہوتا اس کے بعض الہامات میں تلبیس ابلیس کا امکان واحتمال ہے ۔

۲ ۔ اور وہ خود بھی اپنے ہرایک الہام پر (جب تک کہ ان کا مخالف شریعت نہ ہونا ثابت نہ کر لے) یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہیں ۔

۳۔ اوراس کا یقین (جواس کواپنے الہام پر خود بخود حاصل ہوتا ہے) شرعی حکم نہیں ۔

۴ ۔ اور بناء علیہ، اس کا ہرایک الہام خود اس کے حق میں بھی ایسی دلیل شرعی (جس پر اہل اسلام کا اتفاق ہو) نہیں ہے، چہ جائے کہ وہ اوروں کے حق میں دلیل شرعی قطعی واجب العمل ہو۔

ماہنامہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ ، ۶ ، جلد ۲ وغیرہ میں انہی اصول کی تائید وتسلیم کے متضمن عبارات احیاء العلوم، میزان کبری، وفرقان وغیرہ منقول ہوئی ہیں ، جن کی تسلیم سے ہم کو اب بھی انکار نہیں ہے۔

اوراس سے پہلے بصفحہ اشاعۃ السنہ صفحہ ۲۸۳ نمبر ۹ جلد ۷ بدست آویز هل انبئكم على من تنزل الشياطين بیان کر چکے ہیں کہ جھوٹے اور بدکار شیطان کے ملہم ہوتے ہیں ،نہ خدا کے ۔ اوراس سے پہلے اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۲ میں جو ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئے ہیں یہ بھی لکھ چکے ہیں :

امام غزالی جو بڑے کشفی والہامی مشہور ہیں جن کی عبارت مثبتہ الہام تائیدسوال میں مسطور ہے اسی عبارت کے متصل جلد ۳ ، احیاء میں فرماتے ہیں :

بيان تسلط الشيطان على القلب بالوسواس و معنى الوسوسة و سبب غلبها

ثم ضرب المقلب مثلاً مفاده تصوير دخول الوساوس اليه ثم ذكر مداخل الوساوس اليه من الحواس الخمسة الظاهرة و القوى

الباطنة من الشهوة والغضب وغيرهما وفسر الوسوسة والالهام والملک والشیطان والتوفیق والخذلان ۔ثمّ قال ولما کان لا یخلوا قلب عن شهوة وغضب وحرص وطمع وطول امل الی غیر ذلک من الصفات البشریة المنشعبة عن الھوی لا جرم لم یخل قلب عن ان یکون الشیطان فیه جولان بالوسوسة ۔ ولذلک قال رسول الله ﷺ ما منکم من احدٍ الّا وله شیطان ۔ قالوا وانت یا رسول الله۔ قال وانا الا ان الله اعاننی علیه فاسلم فلا یامر ۔ (احیاء العلوم ۔ ج ۳ ص ۱۶)

(ترجمہ: دل پر شیطان کی سلطنت اور معنی وسوسہ اور اس کے غلبہ کے سبب کا بیان۔ پھر امام غزالی نے دل کی ایک ایسی مثال جس میں وسوسے آنے کی صورت کا بیان ہے بتلائی ۔ پھر وسوسہ کے راستوں کو ذکر کیا جو ظاہری حواس ہیں اور باطنی قوتیں جیسے شہوت وغضب وغیرہ ومعنی وسوسہ و الہام وفرشتہ وشیطان اور توفیق وخذلان کو بیان کیا ۔ پھر کہا جب کوئی اہل شہوت وغضب وحرص وطمع، اور لمبی امید وغیرہ صفات بشریہ سے جو ہوائے نفسانی کی شاخیں ہیں، خالی نہ ہوا، تو ضرور ہوا کہ کوئی دل اس بات سے خالی نہ ہو کہ شیطان کو اس میں وسوسہ کے ساتھ جولانی ہو۔ اسی واسطے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ شیطان نہ ہو۔ صحابہ نے کہا، آپ بھی ایسے ہیں۔ فرمایا، ہاں میں بھی ایسا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شیطان پر غلبہ دے دیا ہے وہ میرے تابع ہو گیا ہے، مجھے بجز خیر کچھ نہیں کہتا)۔

اور امام غزالیؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہے جس کے مشاہدہ سے صاحب کشف یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عرش یا لوح سے علم حاصل کیا ہے اور واقع میں وہ شیطان ہوتا ہے۔

ایسا ہی امام شعرانی کہ وہ بھی بڑے صوفی والہامی مشہور ہیں اور مشاہدہ عین شریعت و دوزخ وبہشت کے اپنے ان آنکھوں سے مدعی اور کشف والہام کے بڑے بھاری معتقد میزان کبری میں فرماتے ہیں:

فان قلت فلای شیء لم یوجب العلماء باللّٰه تعالی العمل بما اخذه العالم من طریق الکشف مع کونه ملحقاً بالنّصوص فی الصّحة

عند بعضهم ۔ فالجواب لیس عدم ایجاب العلماء وعمل بعلوم الکشف من حیث ضعفها و نقصها عمّا اخذه العالم من طریق النقل الظاهر ۔ و انّما ذلک للاستغناء عن عدّه فی الموجبات بصرائح ادلة الکتاب و السنّة عند القطع بصحته ای ذلک الکشف فانه حینئذ لا یکون ا لاّ موافقاً لها ۔ اما عند عدم القطع بصحته فمن حیث عدم عصمته ۔ الآخذ لذ لک العلم فقد یکون د خله التلبیس من ابلیس فانّ اللّٰه تعالی قد اقدر ابلیس کما قال الغزا لی علی ان یقیم للمکاشف صورة المحل الذی یأخذ علمه منه من سماء او عر ش او کر سی او قلم او لو ح ۔ فربما ظنّ المکاشف ان ذلک العلم عن اللّٰه تعا لی فا خذ به فضلّ و ا ضلّ ۔

فمن ههنا اوجبوا علی المکاشف ان یعرض ما اخذه من العلم من طر یق کشفه علی الکتاب و السنة قبل العمل به فان وافق فذلک و الّا حرم علیه العمل به

(میزا ن کبری ص ۱۳ ۔ منقول از اشاعة السنه جلد ۲ ص ۱۵۴۔۱۵۵)

ترجمہ: اگر تو سوال کرے کہ جس بات کو طریق کشف سے کوئی عالم حاصل کرتا ہے باوجودیکہ وہ بعضوں کے نزدیک حکم صحت میں نصوص (آیت یا حدیث) سے ملحق ہے، پھر اس پر عمل کرنے کو علماء نے کیوں واجب نہیں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کا اس پر عمل کرنے کو واجب نہ کہنا اس سبب سے نہیں کہ وہ ضعیف ہے، اور اس علم کی نسبت (جو علماء طریق ظاہری نقل سے اخذ کرتے ہیں) ناقص ہے، وہ تو فقط اس لئے کہ ہے کتاب وسنت کے ہوتے کشف کو (جو صحیح قطعی ہو) حجت و دلیل ٹھہرانے کی حاجت نہیں ۔ اس لئے کہ وہ قطعی ہونے کی صورت میں کتاب وسنت کے موافق ہوگا، یعنی پھر اس کو حجت مستقل ٹھہرانے کا کیا فائدہ؟ اور اگر کشف کی صحت کا یقین نہ ہو اور اس جگہ ہے جہاں اس کے حاصل کرنے والے میں عصمت نہیں تو وہاں تلبیس ابلیس کا دخل ہے ۔ یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالی نے شیطان کو، چنانچہ غزالی وغیرہ نے کہا ہے، یہ قدرت دی ہے کہ وہ صاحب کشف کے سامنے اس کے محل کشف کی، جس سے وہ علم لیتا ہے، آسمان کی صورت بنادے یا عرش کی یا کرسی کی یا قلم کی یا لوح محفوظ کی ۔ پھر

بسا اوقات صاحب کشف سمجھتا ہے کہ میں نے خدا سے علم حاصل کیا ہے، سو اس کو لے لیتا ہے ۔پس آپ بھی گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے ۔اسی جگہ سے علماء نے صاحب کشف پر واجب کیا ہے کہ وہ اپنی اس بات کو جو طریق کشف سے لیتا ہے عمل کرنے سے پہلے قرآن و حدیث پر پیش کرے پس اگر موافق پاوے تو اس پر عمل کرے ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے ۔

اور قادیانی صاحب بھی ہمارے ان اصول کو مان چکے ہیں اور ہمارے اس ریویو کو (جس میں یہ اصول بتائے ہیں) اپنا مؤید سمجھ کر سر اور آنکھوں پر رکھ چکے ہیں اور ہم کو خوب یاد ہے کہ جب یہ ریویو شائع ہوا ہے، تو انہوں نے منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی معرفت ہمارے پاس ۵۰ روپئہ بھجوا کر یہ لکھا تھا کہ اس ۵۰ روپئہ کے عوض اشاعۃ السنہ کے وہ نمبر جن میں یہ ریویو درج ہے لوگوں کو مفت تقسیم کئے جائیں اور ہم نے اس روپئہ کے عوض لودہانہ میں معرفت آپ کے سابق حواری میر عباس علی صوفی کے (جو آخر آپ کی مکاری دیکھ کر آپ سے منحرف ہوگئے اور تائب ہو کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں) اور دیگر مقامات میں وہ رسائل مفت تقسیم کئے گئے ۔

اور طرفہ یہ کہ ہم نے تو غیر نبی کے الہامات کو محتمل بتلبیس ابلیس قرار دے کر ان کی شرعی حجت سے انکار کیا ہے، قادیانی نے اپنی ذات کے سوا اور نبیوں کے الہامات کو بھی محل دخل و تلبیس ابلیس قرار دیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام (ص ۶۲۸۔۶۲۹) میں قادیانی نے لکھا ہے:

یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے اس کی طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسولٍ و لانبیّ الّا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته .. الخ ۔ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آجاتا ہے ۔ دیکھو خط دوم قرنتیان باب ۱۱، آیت ۱۴۔اور مجموعہ تورات میں سے سلاطین اول، باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے ۔ اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔سبب اس کا یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح سے تھا۔نوری فرشتے کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی الہام سمجھ لیا تھا۔

ایسا ہی ہم غیر نبی کے خوابوں کو محتمل تلبیس ابلیس جانتے ہیں اور اپنے مضمون خطبہ (یا لیکچر) میں اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۷ میں لکھ چکے ہیں کہ خوابیں پانچ قسم ہوتی ہیں جن میں صرف ایک قسم

الہام الٰہی ہوتا ہے (جو رؤیا صالحہ اور مبشرات کہلاتے ہیں) باقی چار قسم غیر الہامی ہیں جن میں ایک شیطانی وسوسہ بھی ہے۔ اس بات کے تسلیم کرنے سے بھی قادیانی کو انکار نہیں ہے۔ اور جب کہ غیر نبی کے الہاموں اور خوابوں کا یہ حال ہے اسی وجہ سے علماء اسلام نے غیر نبی کے الہامات اور خوابوں کے قبول کرنے کے لئے علاوہ اور شروط کے ایک شرط لگادی ہے کہ وہ صریح احکام مستفاد کتاب وسنت مخالف نہ ہوں جس کی تسلیم میں قادیانی کو بھی بظاہر کوئی عذر نہیں ہے، تو اب ہم درخواست قادیانی کے جواب میں کہتے ہیں کہ آپ کے اور آپ کے معتقدات کی نسبت جو خواب یا کشف یا الہام کسی شخص کو ہوا ہے یا آئندہ ہوسکتا ہے اور ہوگا، وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ یا تو وہ خواب یا کشف یا الہام آپ کا مؤید اور آپ کے معتقدات وخیالات کا مصدق ہوگا۔

۲۔ اور یا ایسا ہوگا کہ وہ آپ کا مخالف اور آپ کے اعتقادات کی تکذیب کرتا ہوگا۔

پس اگر وہ خواب یا الہام یا کشف قسم دوم سے نکلا تو وہ آپ کے حق میں مفید نہ ہوگا۔ پھر اس حیلہ سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اور اگر وہ قسم دوم سے نکلا، اور اس سے یہ مفہوم اور ثابت ہوا کہ آپ سچے رسول اور مسیح موعود اور مہدی مسعود (جیسا کہ آپ کے متمسکات ثلاثہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے) اور آپ کے مقالات ومعتقدات حق ہیں تو اس صورت میں وہ خواب یا الہام ظاہر آیات واحادیث کا مخالف قرار پائے گا کیونکہ آپ کے یہ دعاوی باطلہ وعقائد فاسدہ کہ میں مسیح موعود ہوں اور مہدی مسعود اور نبی اور مرسل ہوں وغیرہ صریح آیات قرآن واحادیث نبویہ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ فتوی علماء ہندوستان وپنجاب میں ثابت ہو چکا ہے، اور اس وجہ سے وہ خواب یا الہام بحکم مسلّمات فریقین لائق دستاویز وسند نہ ہوگا۔ بلکہ بحکم اصول مسلّمہ فریقین وہ وسوسہ شیطانی سمجھا جائے گا۔ اس صورت میں اس خواب یا الہام سے تمسک کرنا نہ صرف آپ کیلئے غیر مفید بلکہ گمراہی وضلالت تصور کیا جائے گا، اور اس کی طرف رجوع کرنا ایسا ہوگا جیسا کوئی مسلمان کہلا کر شراب یا خنزیر کو حلال کہہ دے یا نماز روزہ باطل کر کے اس کے ثبوت وتائید کیلئے اپنے یا کسی دوسرے ملحد کے خواب یا الہام پیش کرے، اور یہ دعوی کرے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے (نعوذ باللّٰہ) فرمایا ہے کہ شراب مباح اور خنزیر حلال طیب ہے۔ اور نماز روزہ واہیات حرکات ہیں، جس کو کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا۔ اور اس شخص کو جو احکام مذکورہ کے مقابلہ میں اپنا خواب پیش کرے ملحد زندیق باطنی کا خطاب دیا جاتا۔ اور جو شخص ایسے شخصِ ملحد کے خوابوں یا الہاموں کو قبول کر لیتا ہے اور اس کو دلیل شرعی سمجھ لیتا ہے وہ شریعت کو ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اور اپنے دین کو کھو

بیٹھتا ہے .... ڈاڑھی منڈے اور بھنگ نوش فقیر ایسے دلائل پیش کرتے ہیں اور جاہل عوام اور احکام شریعت سے بے خبر ان کے قابو میں آجاتے ہیں۔

قادیانی بھی اب چاہتا ہے کہ لوگ قرآن اور حدیث وغیرہ دلائل شرعیہ کو طاق میں رکھ دیں اور میری جھوٹی خوابوں اور مصنوعی الہاموں کی پیروی اختیار کر کے میری طرح ملحد دہریہ بن جاویں۔ لہذا خواص علماء کو چاہیے کہ اس کے دھوکہ میں آ کر خوابوں یا ایسے الہاموں کی طرف رجوع نہ کریں اور اس دجال کو جال کے پھیلانے کا موقعہ نہ دیں۔ مجھے اس وقت ایک نقل یاد آئی جو میں نے اس سے تیس برس پہلے زمانہ طالب علمی میں شیخنا وشیخ الکل وشیخ العرب والعجم شمس العلماء وزین الفقہاء حضرت سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سے سنی تھی کہ دہلی میں ایک جاہل صوفی شراب پیا کرتا تھا اور ایک محدث مولوی (مگر بھولے، جو صوفی بھی کہلاتے تھے) ان کو منع کیا کرتے تھے۔ جب وہ اس کو منع کرتے تو وہ کہتا کہ آؤ ہم تم مراقبہ میں بیٹھیں۔ اور اس مراقبہ میں آنحضرت ﷺ کی حضوری ہو تو آپ ﷺ سے حکم شراب، حلت وحرمت پوچھ لیں۔ صوفی محدث (اپنے بھولا پن سے) اس کے دام میں آگئے اور اس کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت کے نام سے جو غالباً شیطان ہوگا مشاہدہ میں آیا اور وہ کہتا ہے، اشرب، یعنی شراب پیا کر۔ اس پر جاہل صوفی غالب ہوا اور محدث صوفی مغلوب ہوئے۔ مگر پھر وہ بہت روئے اور خدا کی جناب میں گڑگڑا کر دعا مانگ کر دوبارہ اس جاہل صوفی کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھے، تو آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا: لا تشرب۔ یعنی شراب نہ پیئو۔ تب وہ محدث صوفی غالب ہوئے اور جاہل صوفی مغلوب۔ خاکسار اور ایک محقق ومبصر کے نزدیک محدث صوفی کی وہ غلطی اور بھولا پن تھا کہ وہ شراب کی حلت وحرمت پوچھنے کیلئے قرآن کو چھوڑ کر مراقبہ اور اپنے الہاموں کی طرف متوجہ ہوئے جس میں پہلی دفعہ مغلوب ہوگئے۔ اور اگر وہ دوسری دفعہ غالب نہ ہوتے تو اس حکم شریعت حرمت خمر کو جاہلوں کی کی نظروں سے کھو بیٹھتے۔

ایسا ہی جو شخص قادیانی کے دام میں پھنس کر اس کے عقاید کفریہ ومقالات بدعیہ کو پرکھنے کیلئے کتاب وسنت کو چھوڑ کر خوابوں کی طرف رجوع کرے گا وہ دین کو کھو بیٹھے گا اور مرزا قادیانی کی طرح دہریہ وملحد بن جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس درخواست کے جواب میں، خوابوں کی طرف رجوع کرنے کو جائز نہیں رکھا اور نہ اپنے اور دوسرے دوستوں اور اکابر کی خوابوں کو اس کے مقابلہ میں پیش کیا۔ ورنہ ہمارے پاس اپنی اور اپنے دوستوں اور بزرگوں کے ایسے خواب اور

الہامات اور مکاشفات موجود ہیں جن میں قادیانی کا حال ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ ملحد اور گمراہ ہے۔

میں نے دو دفعہ خواب میں اس کو بری حالت میں دیکھا۔ ایک دفعہ مسخ شدہ صورت (بندر کی صورت میں جس کو اشاعۃ السنہ کے کسی پرچے میں بیان بھی کر دیا تھا) دوسری دفعہ داڑھی منڈے فقیر کی صورت میں۔ میرے بڑے بھائی شیخ محمد علی نے خواب میں اس کو بھالو (ریچھ) کی صورت میں دیکھا۔ اور توکل شاہ مرحوم ساکن انبالہ نے ان کو اس خواب کی ایسی تعبیر بتائی جس سے معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے۔

مولوی عبدالرحمٰن مرحوم صوفی ساکن لکھو کے ضلع فیروز پور کو کئی دفعہ قادیانی اور اس کے اتباع کی نسبت الہامات ہوئے کہ: وہ جھوٹا ہے؛ شیطان اس کو دھوکہ دیتا ہے؛ جس کا شیطان ہم نشین ہے برا ہمنشین ہے؛ وہ میری آیات اور رسولوں سے ہنسی کرتا ہے وغیرہ۔ ان کے یہ الہامات رسالہ ایقاظ (یعنی سوانح عمری مولوی محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی از خدا بخش واعظ۔ بہاء) کے صفحہ ۲۲ میں منقول ہیں۔ ان کے حق میں ان الہامات کو قادیانی نے بھی اپنے ازالہ اوہام میں نقل کیا اور پھر ان کے جواب میں کہا ہے کہ یہ شیطانی الہامات ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ من گھڑت ڈھکوسلہ بیان کیا ہے جو ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۲۹ میں درج ہے۔

ہانسی حصار میں ایک مجذوب شاہ سیف الرحمٰن نام رہتے ہیں انہوں نے قادیانی کی نسبت حالت جذب میں ایسے کلمات فرمائے ہوئے ہیں جس سے اس کا گمراہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میر احمد شاہ سکرٹری میونسپل کمیٹی لدھیانہ ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

> حامداً و مصلیاً: مجھے ماہ جون گزشتہ میں حصار جانے کا اتفاق ہوا وہاں میرے ایک دوست غلام حسین صاحب جمعدار بندوبست ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں پر کوئی شخص بزرگ بابرکت ہوں تو مجھے ان کی خدمت میں لے چلو۔ صاحب موصوف نے فرمایا: ایک صاحب شاہ سیف الرحمٰن صاحب مجذوب ہیں اور جذبہ کی حالت میں خود بخود بہت سی باتیں کیا کرتے ہیں اور ان کے سامنے اظہار حال کی کچھ ضرورت نہیں جو دریافت کرنا ہو اپنے دل میں رکھیں وہ خود بخود ان کی گفتگو میں جو مخلوط ہوتی بیان کر جاتے ہیں اور صرف سائل ہی جو بات اس کے متعلق ہوتی ہے سمجھ جاتا ہے۔ میں اور وہ دونوں شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور شاہ صاحب اس وقت کچھ باتیں مقدمات کی کر رہے تھے۔ میں نے بیٹھتے ہی اپنے دل میں خیال کیا کہ مرزا

صاحب قادیانی کا شور وغل کیا ہے۔ اکثر لوگ اور علماء ان کو اپنے دعوی میں صادق نہیں جانتے، مگر اصلیت کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ضمن گفتگو میں فرمانے لگے کہ ایک تو انگریزوں کا عیسی بن گیا اور ایک چوہڑوں کا پیر بن گیا۔ اس کے بعد الفاظ سخت فرمائے اور نہایت غضبناک ہوکر کھڑے ہو گئے اور ایک حجرے میں چلے گئے ... لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پڑھ کر پھر غصہ کے لفظ فرماتے۔ میں ایسی حالت چھوڑ کر اپنے دوست کے ساتھ آ گیا اور راستہ میں میرے دوست نے دریافت کیا کہ تم نے کیا بات سوچی تھی کہ شاہ صاحب ایسا غصہ ظاہر فرماتے تھے۔ میں نے جب قصہ سنایا تو کہنے لگے کہ انگریزوں کا عیسی وغیرہ جو الفاظ کہے میں نہیں سمجھتا تھا۔ نہ سمجھنے کی وہ وجہ ہوئی کہ میں نے جاتے وقت راستہ میں ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ ...کوئی مضمون مرزا صاحب کے لئے متعین ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل دل لوگوں کے نزدیک مرزا صاحب کا دعوی غلط ومحض بے بنیاد ہے اور شاہ صاحب کی یہ ایک نئی بات نہیں ہے میں نے اور بھی بہت سی باتیں ان کی حصار میں سنی ہیں جن سب کو اپنے اس واقعہ چشم دید کی جہت سے سچ اور بلا شائبہ ریب سمجھتا ہوں۔ مجھے اطمینان کلی ہے اور حاجت تفصیل نہیں جو صاحب شک کریں خود حصار جا کر جو بہت دور نہیں ریل موجود ہے مشرف زیارت ہو کر خود تجربہ کر لیں۔ اچھے لوگ باوجود لائق ہونے کے مرزا صاحب جیسا دعوی نہیں کیا کرتے اور پھر ایسے دعوے جو متقدمین و متاخرین سب کے مخالف ہیں راقم احمد شاہ لودھانوی۔ ۱۴ جنوری ۱۸۹۲ء (یا ۱۸۹۳ء)

☆ قادیانی کے متمسکہ دونوں بناوٹی الہام اور تیسری جھوٹی خواب کا ردّ و ابطال

دونوں الہام اور تیسرا خواب جو قادیانی نے مشتہر کئے ہیں باوجودیکہ ان کا ناقابل اعتبار ہونا جواب درخواست سے ثابت ہو چکا ہے، اس وجہ سے بھی باطل اور واجب الردّ ہیں کہ یہ تینوں محض من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ دونوں الہام حضرت قادیانی کے اپنے من گھڑت ہیں اور خواب ان کے حواریوں کی بناوٹ، ومعہذا ان کے مضامین ظاہر شریعت (کتاب وسنت) اور واقعہ کے مخالف ہیں۔ اس خواب کو تو خود صاحب خواب (محمد سید عالم) نے بعض حواریان قادیانی کا افتراء قرار دیا ہے اور اس مضمون کے متعدد اشتہارات شائع کر دیئے ہیں۔ اور ۴۔ جولائی ۱۸۹۷ء کو وہ

خاکسار کی فرودگاہ لاہور میں آئے اور خاکسار کے سامنے اس خواب کو جھٹلایا اور اس کی تکذیب میں بقلم خود ایک پرچہ لکھ کر خاکسار کے حوالہ کیا جو ذیل میں منقول ہے:۔

میں نے ایک جلسہ اعظم میں اس حلیہ کا ایک آدمی دیکھا جس کے ہونٹ موٹے رنگ گندمی چہرہ پر چیچک کے داغ آنکھیں موٹی سر پر کلہ کی دہاری کا نشان خشخشے بال سیاہ وسفید اس کے پاس مرزا قادیانی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ حلیہ بالا والا آدمی کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ہیں۔ میں نے مرزا کی نسبت کہا، ایسا مردود، کافر، دجال، ملعون، حضرت کا مقرب کیونکر ہو گیا۔ اس پر تمام نے شوروغل کیا، تا اس شخص نے مجھے اپنے پاس بلایا، اور کہا کہ بزرگوں کو گالی دینا برا ہے۔ جو شخص بزرگوں کو برا جانتا ہے جہنمی ہوتا ہے۔ میں نے یہ واقعہ بذریعہ خط مرزا قادیانی کو لکھا۔ اس نے وہ خط اپنے مریدوں کے پاس بھیجا۔ وہ خط مجھے دیکھایا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم اس خط کو چھپوا دیں۔ میں نے کہا چھپوا دو۔ انہوں نے دوسرے دن مجھے دستخط کرنے کو بلایا۔ اور انہوں نے کہا کہ وہ خط تو تاج الدین کے مکان میں گم ہو گیا ہے، تم دستخط کر دو، ہم کو وہ مضمون یاد ہے، ہم لکھ لیں گے۔ انہوں نے ایک اور رؤیا صادقہ کی عبارت لکھ کر کہا میری طبیعت کچھ خراب ہے آپ دستخط کر جائیں ہم لکھ لیں گے۔ میں نے دستخط کر دیئے اور انہوں نے از جانب خود ایک مضمون رؤیائے صادقہ بنا کر شائع کر دیا۔ اور اس میں مرسل اور مسیح موعود کا لفظ اپنی طرف سے لگا لیا اور اس زیادتی کا وہ اقرار کر چکے ہیں۔ اور رشوت دینے کا بھی اظہار کیا، جو ان کی کلام سے صاف پایا جاتا ہے۔ محمد سید عالم۔ ایف۔ او۔ ایل۔ اورئینٹل کالج لاہور

اس سے پہلے وہ یکم جولائی ۱۸۹۷ء ایک اشتہار چھاپ چکے ہیں جس کی نقل یہ ہے۔

میری طرف سے ایک رؤیائے صادقہ کے نام سے اشتہار... جون ۱۸۹۷ء کو شائع کیا ہے وہ فی نفسہ میری طرف سے نہیں ہے۔ میں خدائے وحدہ لاشریک کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میرا یہ خواب جو ایک خیالی وسوسہ تھا، وہ رؤیائے صادقہ کے نام سے محض بدنیتی وشرمناک فائدہ اٹھانے کی غرض سے اپنے پاس سے چھپوا کر شائع کیا گیا ہے۔ افتراء باندھنے والوں اور جھوٹ پھیلانے والوں پر خدائے جل شانہ کا قہر نازل ہو مجھ سے حضرت ختمی مرتبت (ﷺ) نے مرزا کو ہرگز ہرگز مرسل نہیں کہا۔ وہ حضرت خود ختم

الرسل وختم النبی ہیں ۔ میری اصل عبارت یہ ہے جو اس اشتہار میں لکھ رہا ہوں ۔ میں نے اپنی عمر میں رؤیا صادقہ کے معنی بھی ابھی سنے ہیں ۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہے ۔ اس عمر کے لڑکے سے اپنی تصدیق کرانی دنیا کو دھوکے میں ڈالنا ہے ۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک بڑی ہلاکت سے بچا لیا اور میری گردن پر خلق خدا کو دھوکہ ڈالنے کا بوجھ نہ رہنے دیا ۔ اے خدا تو مجھ سے میرے اس گناہ عظیم کی پاداش سے معاف کر اور میری عاقبت کو بخیر کر تو گواہ رہنا کہ میں اشتہار کے ذریعے تیری جناب میں اپنے اس گناہ کے متعلق اشتہار کر کے تمام مسلمانوں کی آگاہی کیلئے اپنا مافی الضمیر شائع کرتا ہوں ۔ میرے وہ مسلمان بھائی جنہیں میرے اسم فرضی سابقہ اشتہار نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے، اس اشتہار پر بالکل خیال نہ فرماویں اور محض بالکل باطل ہے ۔

وقل جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقاً

الراقم محمد سید عالم ایف اوایل کلاس اورئینٹل کالج لاہور متوطن گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

مورخہ یکم جولائی ۱۸۹۷ء

اور اس سے پہلے ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار انہوں نے اور چھاپ کر مشتہر کیا جس کی نقل یہ ہے :

دھوکے کا انجام رسوائی : میں چند جملے ۱۹ جون کے جعلی اشتہار پر جو برائے نام میرے نام پر مشتہر ہوا ہے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ اور تمام اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں خصوصاً علمائے دین سے اور وہ عرض یہ ہے کہ رؤیائے صادقہ کے معنی مجھے ابھی تک معلوم نہیں جو اشتہار میں لکھے گئے ہیں، اور مرسل کا لفظ مرزا صاحب کا اپنا فخر ہے، مسیح موعود کا لفظ انہوں نے اپنے دعوی کی تصحیح کے لئے مشتہر کیا ہے، ورنہ میرا خواب جو اصل تھا وہ بے شبہ وشک مؤثر تھا اور اگر وہ بعینہ وہی چھپتا تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس کا اثر اس جعلی اشتہار سے زیادہ ہوتا اور اس سچی خواب کا یقین بھی ان کی نماز شریف نے جو ہمارے مذہب اسلام کے بالکل خلاف ہے باطل کیا ہے ۔ میں جمعہ کے دن جعلی خواب کے مشتہر ہونے پر شاہی مسجد میں تمام اہل اسلام کے روبرو مرزائیوں کی قلعی کھولوں گا اور اپنا حال بیان کرونگا ۔ سب اہل اسلام سے درخواست ہے کہ شاہی مسجد میں ضرور تشریف لائیں ۔ راقم محمد سید عالم ایف اوایل کلاس اورینٹل کالج لاہور

متوطن گکھڑ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۳۰ جون ۱۸۹۷ء

اس جعلی خواب کی تکذیب پیسہ اخبار لاہور، وچودھویں صدی راولپنڈی میں بھی ہوگئی ہے۔ چودھویں صدی کی عبارت صفحہ ۸۸ نمبر ۶ جلد ہذا میں نقل ہو چکی ہے اس میں پیسہ اخبار کا بھی حوالہ ہے۔ اخبار جعفر زٹلی لاہور مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۷ء میں اس واقعہ حیرت انگیز کی نسبت ایک مفصل مضمون چھپا ہے اس مقام میں اس کا خلاصہ بھی نقل کرنا مناسب ہے۔

ہمارے الہاموں کی سچائی اور قادیانی کی رسوائی

میں نے کشفی طور پر ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کی رات کو دیکھا تھا کہ قادیانی ہمارے سچے الہاموں سے اطلاع پا کر ہمّ وغم و رنج والم میں مبتلا ہو کر اپنی جورو کے آگے رو رو کر ہاتھ باندھ کو کچھ عرض معروض کر رہا ہے اور اپنی بے وقوفی اور بے دینی سے یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح خدا کے سچے الہاموں کو وقوع میں آنے سے روک دے۔ اور ہم کو خدا نے مامور کیا ہے کہ ہم خدا کے سچے الہاموں کو اس کی مخلوق کے سامنے پیش کر کے اس کے فرائض سے سبک دوش ہوں۔ منجملہ ان سچے الہاموں اور کشفوں کے ایک یہ بھی ہمارا الہام تھا کہ خداوند تعالی نے قادیانی کی نسبت ارادہ فرمایا ہے کہ اسکا منہ کالا اسی کے مریدوں کے ہاتھوں سے کرے۔ چنانچہ وہ الہام یہ تھا:

اے قادیانی کم بخت دیکھ ہم جلدی ملا محمد بخش کے سچے الہاموں کو پورا کر کے تیرا منہ تیرے ہی مریدوں کے ہاتھوں سے کراویں گے۔

جس شخص کو ہمارے اس الہام کی نسبت کچھ شک ہو وہ ہمارے مشتہرہ الہاموں مؤرخہ ۲۳ جون ۱۸۹۷ء کے پرچہ کو جو ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار کے نام سے موسوم ہو کر چھاپا گیا تھا اس کا صفحہ دوم سطر ۲۰ ملاحظہ کر کے تسلی کر سکتا ہے۔ اب وہ الہام کہ قادیانی کا منہ کالا اس کے مریدوں کے ہاتھوں سے ہو جاوے گا بعون ایزد متعال ۲ جولائی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ پورا ہوا یعنی قادیانی کا منہ کالا اس کے مریدوں کے ہاتھوں سے ہو گیا۔ تفصیل اجمال کی یہ ہے کہ قادیانی کے مریدوں نے ایک بناوٹی اشتہار موسومہ برؤیاء صادقہ ایک غریب طالب العلم مسمی سید عالم ایف اوایل کلاس اورئینٹل کالج لاہور متوطن گکھڑ ضلع گوجرانوالہ تاریخ ندارد کے نام سے مشتہر کیا، جس کا لب لباب یہ ہے کہ اس طالب علم کو گویا خواب میں زیارت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نصیب ہوئی کہ حضور پرنور ایک مسجد

میں تشریف رکھتے تھے اور ان کے دوسرے مرتبہ پر ایک شخص بیٹھا تھا جس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی ہے اور میری طرح یہ بھی مرسل ہے اور سچا مسیح موعود ہے، جو اس کی نہ مانے گا وہ جہنم میں گرایا جائے گا وغیرہ۔ چنانچہ وہ بناوٹی اشتہار اپنی ہی گرہ سے چند پیسے خرچ کر کے چھپوا کر جابجا شہر لاہور اور اس کے مضافات میں تقسیم کرا دیئے گئے۔ جب کہ یہ بناوٹی اشتہار سید عالم طالب علم کی نظر سے گذرا تو اس نے فی الفور ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہار، بنام دھوکے کا انجام رسوائی، چھپوا کر عوام الناس کو مطلع کیا کہ وہ ۲ جولائی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جامع مسجد میں تمام حاضرین اہل اسلام اور علمائے دین کے سامنے اصل واقعہ کو پیش کر کے مرزائیوں کی قلعی کھول کر اپنی سرخروئی حاصل کرے گا امید ہے کہ سب مسلمان جامع مسجد میں تشریف لا کر صدق دل سے اصل واقعات کو سن کر مرزا قادیانی کی جعل سازی پر لاکھ نفرین کریں گے۔ چنانچہ تاریخ مقررہ بالا پر جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ سب سے پہلے محمد حفیظ صاحب سالم نے خوب مؤثر تقریر کی جس پر تمام حاضرین اہل اسلام نے تحسین و آفرین کی۔ پھر اسی مجمع میں سید عالم کی طرف سے بیان کیا گیا کہ اصل واقعہ خواب کا اس طرح پر ہے کہ میں ۱۹ جون ۱۸۹۷ء کو بازار سید مٹھہ میں جا رہا تھا کہ ایک خربوزہ فروش کی دکان پر چند اشخاص سر سید احمد صاحب کو اور مرزا قادیانی کو برا کہہ رہے تھے چونکہ میں بھی کچھ کچھ قادیانی کے برخلاف تھا، ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگا۔ اسی اثنا میں ایک شخص وہاں سے گذرا اور کہنے لگا کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے۔ رات کو بھی یہی خیال شاید میرے دماغ میں رہا اور اسی طرح میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں خربوزہ فروش کی دکان پر مرزا کی بابت کچھ گفتگو کر رہا ہوں اور ایک شخص جس کا حلیہ ہے چیچک کے داغ، سر کے بال انگریزی فیشن پر کٹے ہوئے، سر پر کلاہ رکھنے کی علامت ایک گول دھاری، حبشیوں کی طرح ہونٹ بڑے بڑے، داڑھی کے بال سیاہ و سفید، مجھے کہتا ہے کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے۔

اس خواب میں آنحضرت ﷺ کا جو حلیہ بتایا گیا ہے یہ واقعہ کے برخلاف ہے۔ یہ حلیہ کسی مرزائی شیطان کا ہے، نہ رسول رحمٰن کا۔ یہ حلیہ بتا رہا ہے کہ اصل خواب بھی شیطانی ہے نہ رحمانی اور اس پر حواریان قادیانی کی جعل سازی اور افتراء پردازی طرہ پر طرہ ہوئی۔

اس خواب میں ان حضرات کی جعل سازی وافترا پردازی ناظرین کو ثابت ہوئی تو اسی سے ان دونوں الہاموں کے افتراء ہونے کا یقین کر سکتے ہیں ۔ بایں ہمہ ہم ان کے وجوہات ہونے کے جداگانہ بیان کرتے ہیں:

پہلے الہام کے افتراء ہونے کی وجوہات ۔

اول : اس اشتہار کے مشتہر فتح محمد پوسٹ ماسٹر کے حقیقی خالو (یا ماموں) منشی امام بخش سابق منشی ریاست بہاولپور نے .. اس اشتہار کو دیکھا تو اس کو صاف اور کھلے الفاظ میں ردّ کیا اور کہا کہ یہ محض افتراء ہے اور اپنے بھانجے فتح محمد کے حق میں ایسے الفاظ کہے جس کو ہم اس مقام میں نقل نہیں کر سکتے ۔

دوم ۔ اس اشتہار کا مشتہر فتح محمد پوسٹ ماسٹر لیہ مرزا قادیانی کے خاص مریدوں اور حواریوں سے ہے ۔ قادیانی نے اپنے مریدوں کی فہرست میں اس کا نام مشتہر کیا ہوا ہے ۔ آخری فہرست جلسہ جوبلی کا چندہ دینے والوں کی فہرست میں بھی اس کا نام موجود ہے اور اس کی دیانت و امانت کا حال یہ ہے کہ ۱۸۸۹ء سے قیمت اشاعۃ السنہ کی چار روپئے اس کے ذمہ ہے ۔ بارہا بیرنگ خطوں کے ذریعہ مطالبہ ہوا، نہ قیمت ادا کی نہ پرچے واپس کئے باوجودیکہ واپسی کا وعدہ بھی کیا ۔ اس وقت اس کے تین خط ہمارے پاس موجود ہیں ۔ ایک میں قیمت کی تفصیل سے تصحیح کراتا ہے، دو میں واپسی پرچوں کا وعدہ کرتا ہے ۔ مگر اب تک نہ پرچے واپس کئے نہ روپئہ ارسال کیا ۔ اب اہل انصاف ، انصاف کریں کہ ایسے خداترس اور راست باز کی روایت کا جس کو وہ اپنی ہمشیرہ سے نقل کرتا ہے کیا اعتبار ہے؟

وجہ سوم :اس الہام کی عربی عبارات غلط و بے معنی ہیں ۔ فقرہ نمبر ۲ کوئی معنی نہیں رکھتا ۔ فقرہ نمبر ۵ ، و ۶ میں صادقاً و مفعولاً کی دوزبریں غلط و بے وجہ ہیں ۔ فقرہ عباد اللّٰہ و جھکم ..الخ بے معنی ہے آخری فقرہ جو آیت قرآن سے پہلے ہے، غلط و بے معنی ہے ۔..

وجہ چہارم : اس الہام کی عبارت اردو وعربی صاف ناطق وشاہد ہیں کہ یہ قادیانی کی عبارات ہیں جو شخص قادیانی کی عبارات اردو وعربی میں نظر رکھتا ہوگا وہ اس اشتہار کی عبارات کو پڑھ کر فوراً شہادت دے گا کہ یہ اسی کی عبارات ،اسی کی طبع زاد ایجاد ہیں نہ کسی اور کی ۔

دوسرے الہام کے من گھڑت ہونے کی وجوہ:

دوسرا الہام بھی قادیانی کا من گھڑت ہے اور وجہ چہارم منجملہ وجوہات مذکورہ اس پر کافی دلیل ہے۔ یہ تک بندی اور منشیانہ عبارت آرائی جو اس اشتہار میں پائی جاتی ہے، ایک مجذوب سے ہرگز ممکن ومتصور نہیں جو مدعی خلاف ہو وہ ہم کو ایسی کوئی ایک بھی نظیر دنیا میں بتا دے کہ ایک شخص مجذوب ہو اور پھر وہ ایسی تک بندی وانشا پردازی کرے۔ مجذوب تو بڑ مار دیا کرتے ہیں کوئی کلمہ کیسا ان کے منہ سے نکل جاتا ہے کوئی کیسا۔ اور اس سے کچھ کچھ مطلب نکال لیتے ہیں۔ ایسا مجذوب کوئی کسی نہ دیکھا اور نہ سنا ہوگا کہ ایک تحریر بعنوان اشتہار واجب الاظہار لکھ کر اور اس میں پوری فقرہ بندی وانشا پردازی عمل میں لاکر اور کسی شخص کے حق میں آداب عرفی کے مطابق (جیسے مرزا صاحب وغیرہ) الفاظ استعمال کر کے اخیر میں بذیل لفظ مشتہر اپنا نام و پتہ وتاریخ وسنہ انگریزی وغیرہ پورے قاعدہ سے لکھ کر اسی شخص کے پاس چھاپنے کے لئے بھیج دے۔ کیا یہ مجذوبوں کا کام ہے؟ ہرگز نہیں۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر ہے؟ کہیں نہیں ہے۔

مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ یہ مضمون لکھ کر ہم کو شملہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک صاحب بابو اللہ بخش نامی سے جو محکمہ آب وہوا کے ہیڈ کلرک ہیں اور وہ میاں فقیر محمد سیالکوٹی کے خاص مرید ہیں، اس اشتہار کا ذکر آیا۔ انہوں نے اس کو صاف اور صریح الفاظ سے جھوٹا قرار دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارے مرشد ایک یا دو سال سے مجذوب نہیں رہے، سالک ہیں۔ اور ایک دوست ساکن جھنگ نے جو اسی محکمہ میں ملازم ہیں خاکسار کے پاس یہ ذکر کیا کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میاں فقیر محمد شملہ میں بابو اللہ بخش کے پاس آئے تھے اور وہ ہوش وافاقہ میں تھے۔ اسی دوست کے ذریعہ سے ہمارا یہ مضمون بابو اللہ بخش صاحب نے دیکھا اور پڑھا، تو اس کو پسند کیا۔

ان کے بیان سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام شیطانی من گھڑت قادیانی ہے جس کو اس نے فقیر صاحب کے نام سے چھپوا دیا ہے مجذوب کا یہ کام نہیں کہ ایسی انشا پردازی کرے۔ اور اس کو اشاعت کے لئے حسب دستور عقلاؤ وکلاء پریس میں بھیج دیں۔ قطع نظر اس سے الہام کا مضمون خلاف شریعت، جو خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ یہ قادیانی ہی کا مضمون ہے جن کو کفر و اسلام کی کچھ پرواہ نہیں۔

ایک بات اس اشتہار میں خلاف شریعت یہ لکھی ہے کہ میں نے فلاں فلاں ارواح سے جو، چودہ طبق کی خبر رکھتے ہیں، الہام پایا ہے۔ شریعت کی رو سے سچا الہام خدا کی طرف سے ہوتا

ہے۔ اور اگر اس میں کوئی واسطہ ہوتا ہے تو وہ فرشتہ کا ہوتا ہے اور جھوٹا الہام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ خدمت الہام کرنے کی صالحین اور بزرگوں کو سپرد نہیں ہے اور نہ صالحین میں سے ایسا کوئی شخص ہے جس کو وہ چودہ طبق (ساتوں زمین ساتوں آسمان) کے جملہ امور کی خبر ہے۔ یہ علم محیط خدا تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے۔

دوسری بات خلاف شریعت اس میں یہ لکھی ہے کہ مرزا صاحب رسول مقبول کی دستار مبارک ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے سرتاج ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ کی صریح توہین اور کفر ہے۔ آنحضرت ﷺ تو تمام دنیا کے سردار ہیں۔ اور مرزا صاحب بحکم اس خبیث والہام شیطانی کے ملہم کے آنحضرت ﷺ کے سرتاج ہوئے، تو گویا سب نبیوں کے سرتاج ٹھہرے۔ اس سے بڑھ کر توہین انبیاء اور کفر معلوم نہیں اور کیا ہوگا؟

تیسری بات اس میں واقعہ کے برخلاف یہ لکھی ہے کہ رافضی ونصاری پیدا ہوگئے تو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو بھیجا۔ اس الہام کے ملہم کو اتنی خبر نہیں کہ نصاری کب سے پیدا ہوئے اور رافضی کب سے ہیں، اور مرزا دجال کب پیدا ہوا، اور کس عمر میں اس نے دعوی مبعوث و مرسل ہونے کا کیا۔ سچ کہا گیا ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ارے احمق اس الہام شیطانی کے مشتہر دنیا سے پوچھ اور واقعات کی خبر لے کہ مرزا کب پیدا ہوا اور کب مبعوث و مرسل بنا، اور نصاری اور رافضی کب سے ہیں؟ اور اس مثل مشہورہ کا مصداق نہ بن:

چندیں مدت خدائی کردی ۔۔۔ تا ہنوز گاؤ خر را نشناختی

ایسے ہی کفریات ولغویات اس اشتہار میں اور ہیں مگر ان کی تفصیل کا نہ وقت ہے نہ ضرورت ہے۔ ان وجوہات سے ان الہاموں کا جھوٹ وافتراء اور مرزا قادیانی کی من گھڑت ہونا کس وناکس پر واضح ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جواب شافی درخواست پہلے معروض ہو چکا ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور قادیانی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ آخری حیلہ بھی آپ کا بے کار رہا۔ اب کوئی اور حیلہ نکالیں اور پھر اس کا ابطال دیکھ لیں

انّ اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین (خدا تعالیٰ گمراہوں کے مکر کو راست نہیں لاتا)۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۱۹۵۔ ۲۲۰ مختصراً)

قادیانی مجسٹریٹ کے حضور

۱۸۹۷ء میں عیسائیوں نے قادیانی کے خلاف الزام ارادہ قتل کا ایک مقدمہ دائر کیا۔ اس مقدمہ میں مرزا صاحب کی طرف مولوی فضل الدین پلیڈر تھے جو حنفی المسلک تھے اور مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو عدالت نے بطور گواہ کے طلب کیا تھا۔ اس مقدمہ کی کاروائی ہم مختصراً اپنی کتاب کی جلد دوم میں بیان کر چکے ہیں۔ مقدمہ کی کاروائی کے دوران عدالتی کرسی کا ذکر ہوا تھا اور مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اسے عدالت میں کرسی ملی، مولانا بٹالوی کو نہیں ملی بلکہ انہوں نے خود مانگی تو عدالت سے جھڑکیاں ملیں وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ جلد دوم کی ترتیب کے وقت ہمارے پاس ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۸ موجود نہ تھی جس میں مولانا بٹالوی نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے، اس لئے ہم نے کرسی سے متعلق واقعہ پر اپنے قیاسات کی بنا پر کچھ تبصرہ کیا تھا۔ اب چونکہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ہمارے سامنے ہے اس لئے اس واقعہ کو خود مولانا مرحوم کی روایت سے بیان کیا جا رہا ہے، اور محترم قارئین سے گذارش کی جاتی ہے کہ ہمارے سابقہ بیان کی جو بات مولانا بٹالوی کے بیان کے مخالف ہو، اسے قلم زد تصور کریں۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ مقدمہ ۱۸۹۷ء پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرات! فریق جنگ ایک تو سچے اور مردوں کو زندہ کرنے والے حضرت مسیح بن مریم کی پیرو عیسائی گورنمنٹ ہے جو بواسطہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میدان جنگ میں اتری تھی۔ دوسرا فریق جھوٹا اور خونی مسیح، زندوں کو مارنے والا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت ہے جو نئے عیسائی مرزائی کہلاتے ہیں اور وہ بڑی جمعیت اور ٹھاٹھ کے ساتھ پنجاب کے اکثر شہروں لاہور، گجرات، جہلم وغیرہ سے آکر گورنمنٹ اور دیگر عیسائیوں کے مقابلہ کیلئے بٹالہ میں جمع ہوئے تھے۔

درحقیقت تو مقابلہ و مقدمہ جوڈیشیل تھا مگر دجال قادیانی نے اپنے گروہ اور ناواقف مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی غرض سے اس کو مذہبی جنگ بنا لیا۔ اور اپنے ایک نائب کی قلم سے اس کا نام جنگ مقدس رکھ کر ایک پمفلٹ کی صورت میں اس کو چھاپنا شروع کر دیا۔ ان کی اصطلاح کی پیروی و اتباع سے ہم نے بھی اس کا نام جنگ مقدس رکھا ورنہ ہمارے نزدیک ایک جوڈیشیل

مقدمہ ہے، نہ مذہبی جنگ۔

اس تعریف فریقین کو سن کر ناظرین جنہوں نے ہمارے مضمون، عیسائیوں کی باہمی جنگ مقدس پر اسلامی رائے، اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں نہ دیکھا ہو تعجب سے یہ سوال کریں گے کہ اتباع قادیانی تو اس معنی سے عیسائی ہوئے کہ وہ جھوٹے عیسی وخونی مسیح کی امت ہے، خود بدولت دجال صاحب جو فریق مخالف گورنمنٹ کے رئس ورئیس ہیں کیونکر عیسائی کہلانے کے مستحق ہوئے۔ وہ تو خود عیسی ہیں پھر وہ کیونکر عیسائی کہلا سکتے ہیں اور اپنی ہی ذات کی طرف ان کی نسبت کیونکر جائز ہے؟

حضرات ان کے باوجود خود عیسی ہونے کے عیسائی کہلانے کی وجہ ایک اور ہے جو ذیل میں معروض ہوتی ہے۔

حضرات! قادیانی اگرچہ درحقیقت کوئی مذہب نہیں رکھتا اور وہ لا مذہب، باطنیہ، دہریہ ہے اور اس کا ایک مدت سے دعوی مسلمانی کرنا اور اسلام کی حمایت ونصرت میں مخالفین اسلام کے مقابلہ کا دم بھرنا محض دام تزویر ہے جس سے عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے مسلمانوں کو پھنسانا اور ان سے ٹکے وصول کر کے عیش اڑانا اس کا مقصود ہے۔ مگر تاہم مذاہب مشہورہ سے اس کو کچھ نسبت ومناسبت ہے، تو صرف عیسائی مذہب سے ہے کیونکہ عیسائی مذہب میں حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے اور تثلیث وکفارہ کا اعتقاد اس مذہب کا جزء ہے۔ ایسا ہی دجال قادیانی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور ایک معنی سے تثلیث پر (اس کو پاک کہہ کر) اور ایک قسم کے کفارہ پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اس کا رسالہ فتح اسلام، اور توضیح مرام ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو ہمارے اس بیان پر یقین لائیں گے۔ جن کو اس امر کا علم ہے کہ اہل اسلام سے سلف سے خلف تک کوئی ایک بھی ایسا نہیں گذرا جس نے خدا کے کسی پیارے (نبی ہو یا فرشتہ) کو خدا کا بیٹا کہا ہو، یا تثلیث کو پاک بنا کر اور کفارہ کو تجویز کیا ہو۔ مسلمان کہلا کر یہ کام قادیانی ہی نے کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اگر بطور تشبیہ ومماثلت اس کو عیسائی کہا ہے تو یہ اس کے حال پر ہماری کمال مہربانی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے پہلے جنگ مقدس میں جو ۱۸۹۳ء میں اس میں اور اس کے بڑے بھائیوں عیسائیوں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک و عبداللہ آتھم وغیرہ میں ہوئی تھی، اور حال کے جوڈیشیل جنگ میں جس کو اس نے مقدس بنا لیا، عیسائی کہا ہے۔ اور ان جنگوں کو عیسائیوں کے باہمی جنگ سے قرار دیا ہے۔ امید ہے اس وجہ کو سن کر ناظرین داد دیں گے۔ انٹروڈکشن ہو چکا اب اصل مدعا کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اس جنگ کی تفصیل بیان کرنا اور پھر کسی جانب کی تائید کرنا ہم کو پسند ومنظور نہیں ہے

کیونکہ نہ ہم کو کسی فریق سے مذہبی ہم دردی ہے، اور نہ اس کی وجہ سے طرف داری کا خیال ہے، اور نہ اصل واقعات کی نسبت ہم کو خارجی علم اور ذاتی واقفیت ہے، اور نہ عدالت میں بیانات واظہارات فریقین پر ہم کو پورا بھروسہ واعتماد ہے، اس لئے ہم اس واقعہ کی نسبت پوری پوری رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ اوراسی وجہ سے اس کی پوری تفصیل بیان کرنا بھی فضول جانتے ہیں۔ ہاں اس کی مجمل کیفیت بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میڈیکل مشنری امرت سر نے پولیس میں رپورٹ کی کہ ایک شخص عبدالحمید نامی قادیانی کی طرف سے میرے قتل یا نقصان کیلئے مامور ہوکر میرے پاس آیا تھا جس پر سرکار مدعی ہوئی اور ڈاکٹر کلارک سرکار کی طرف سے پیروکار اور قادیانی ملزم ومستغاث علیہ ٹھہرایا گیا۔ اور پہلے مجسٹریٹ امرتسر کی کچہری میں بذریعہ وارنٹ ضمانتی چالیس ہزار روپیہ اس کا حاضر ہونا تجویز ہوا۔ پھر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کی کچہری میں بذریعہ سمن طلب ہوکر بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور حاضر عدالت مجسٹریٹ ہوا۔ اور مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی۔ عبدالحمید مذکور نے دونوں مجسٹریٹوں (مجسٹریٹ امرتسر ومجسٹریٹ گورداسپور) کے سامنے بیان ڈاکٹر کلارک کی تائید کی۔ اور جب تک کہ وہ مشنری عیسائیوں کے ہاتھ میں رہا، اس پر پختہ وقائم رہا۔ جب وہ ڈسٹرکٹ پولیس گورداسپور کی تحویل میں گیا، تو وہ پھر اپنے بیان سے پھر گیا اور صاف بول اٹھا کہ مجھے عیسائیوں نے بہکایا اور سکھایا تھا کہ میں ایسا بیان کروں۔ جس پر مجسٹریٹ کو اشتباہ ہوگیا اور قادیانی الزام قتل سے بری کیا گیا۔

اس کے اس تبدیل بیان کی وجہ جو لوگ بیان کرتے ہیں ہم اس کو تحریر میں نہیں لا سکتے جو سننے کے شائق ہوں وہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں آئیں اور اس کی عام گلی کوچوں میں سن لیں۔ اسی نظر سے ہم ان بیانات کو مشتبہ کہتے ہیں اور انکی نسبت اپنی قطعی رائے کو ظاہر نہیں کر سکتے کہ فریقین میں سے کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ جس فریق نے جھوٹ بولا ہے وہ دنیا میں لعنت اور آخرت میں جہنم کا مستحق ہوگیا ہے۔ اور جو سچا ہے وہ دنیا میں آفرین اور آخرت میں اجر کا مستحق ہے۔

ہر چند مرزا قادیانی اس مقدمہ میں الزام قتل سے بری کیا گیا ہے مگر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اس کے مشن کو اس سے چھین لیا اور اس کی نبوت کو ختم کر دیا اور اس کے الہاموں کے مخرج پر آہنی میخ یا فولادی بولٹ کا ڈاٹ کا لگا کر الہامی گوئی کو بند کر دیا اور اس سے عہد لے لیا اور لکھوا لیا کہ وہ آئندہ فتنہ انگیز اور اشتعال خیز الفاظ (جن میں اس کے ڈرانے والے الہامات بھی داخل ہیں)

تحریرات ومباحثات میں استعمال نہ کرے گا اوران کی اشاعت عمل میں نہ لائے گا۔

یہ بات اس کے اخص مریدوں اور وکیلوں نے شائع کی ہے اور بعض اخبارات میں بھی مشتہر ہوچکی ہے (اخبار جعفر زٹلی لاہور ۲۸ ستمبر ۱۸۹۷ء میں عنوان، قادیانی کی پردہ دری، قائم کر کے لکھا ہے : مرزا قادیانی نے ڈپٹی کمشنر کے روبرو اقرار کرلیا ہے بلکہ دستخط کر دیئے ہیں کہ میں آئندہ کوئی پیش گوئی نہیں کرونگا اور کسی کو موت کا پیغام بھیج کر ڈرانے اور دھمکانے کی کوشش نہیں کرونگا۔ اور کوئی ایسی تحریر میری طرف سے شائع نہ ہوگی)۔ جس سے اس کو پوری شکست ہوئی، اوراس کے مقابل عیسائیوں بلکہ محمدیوں اور دیگر مذاہب کے ان مخالفوں کو جن کو وہ ایسے الفاظ سے ڈرایا اور دھمکایا کرتا تھا، اس پر فتح حاصل ہوئی۔ وہ بے دست و پا ہوگیا ہے اوراس کو الہامی قبض لاحق ہے ..صاحب مجسٹریٹ ضلع اس سے نبوت اور الہامات کو چھین کر اس کو یہ شکست فاش نہ دیتا تو وہ الزام قتل سے بری ہونے کے وقت سے اس وقت تک اپنے جملہ مخالفوں اور مخاطبوں کو صدہا ڈرانے والے الہامات کو سنا کر زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا اور ہزاروں نئے جانوروں (عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں) کا شکار کرتا اور بیسیوں رسالے اور صدہا اشتہارات شائع کر دیتا۔ اس وقت تک جو وہ چپ ہے اور ایک آدھ دفعہ بولا ہے تو برعکس روش قدیم یہی بولا ہے کہ آئندہ میں کسی کے حق میں ڈرانے دھمکانے والے الہام شائع نہ کرونگا۔ اور کسی کی دل آزاری بھی نہ کرونگا۔ آئندہ میرے مرید بھی کسی کی دل آزاری نہ کریں، نرمی اور تہذیب سے کام لیں ورنہ وہ مجھ سے جدا ہو جائیں گے، تو اس کی وجہ وہی شکست فاش ہے جس کی جگہ وہ خدا ترسی ونرم دلی کو اختیار کرنا وجہ بیان کرتا ہے اوراس بیت کا مصداق بن گیا ہے :

زاہد نہ تاب داشت وصال پری رخاں | کنجے گرفت وترس خدا را بہانہ ساخت

مگر اے حضرات ناظرین اس کی اوراس کے بعض اتباع کی جرأت ودلاوری وحیا وشیر بہادری کو دیکھو کہ وہ اس شکست کو فتح مشہور کر رہے ہیں۔ اور الزام قتل سے برأت کو فتح بنا بیٹھے ہیں اوران کے مشن اور نبوت کے حکماً بند ہو جانے سے (جوان کو ہزیمت حاصل ہوئی ہے) اس کو شیرِ مادر کی طرح غٹ غٹ کر کے نوش کر گئے ہیں اوراس کا ڈکار بھی نہیں لیتے بلکہ برعکس یہ مشہور کر رہے ہیں کہ ڈرانے والے الہامات کی اشاعت کو ہم نے اپنی مرضی سے بند کر دیا ہے۔ عدالت مجسٹریٹ سے اس کی ممانعت کا کوئی حکم نہیں ہوا۔ چنانچہ ان دروغ گوئیوں کے امام قادیانی نے اپنے اس اشتہار کے صفحہ ۹ میں جس کو ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اس نے چھاپ کر مشتہر کیا ہے اوراس پر پریس کا نام (جس میں وہ اشتہار چھاپا ہے) درج نہیں کیا (یہ اشتہار مجموعہ اشتہارات جلد دوم کے صفحہ ۴۵۶ سے ۴۷۳ پر موجود ہے۔

بہاء)، لکھا ہے کہ

چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا، اور اصل واقعات کو چھپایا، اس لئے آئندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیش گوئی کی جاوے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیش گوئی کے لئے درخواست کرے تو ان کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔

پھر اس کے حاشیہ میں آپ نے لکھا ہے:

بعض ہمارے مخالف جن کو افتراء اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے، لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیش گوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔ اور عذابی پیش گوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے، یعنی رضا مندی لینے کے بعد پیش گوئی کرنا، اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد۲ص ۴۶۶)

لیکن جاننے والے جان گئے ہیں کہ آپ کی یہ خلوت نشینی وعزلت گزینی یعنی آئندہ انذاری پیش گوئی سے کفِ لسانی اور نرم زبانی کا وعدہ بلاوجہ نہیں ہے۔ مجسٹریٹ ضلع آپ کو اس سے نہ روکتا تو آپ کبھی نہ رکتے۔ مجسٹریٹ صاحب کا آئندہ فتنہ انگیز واشتعال خیز الفاظ سے جن میں انذاری پیش گوئیاں بھی داخل ہیں آپ سے عہد لے لینا آپ کے اعترافات وعبارات آئندہ سے روز روشن کی طرح کی عیاں ہے مگر بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نباشد آپ کو اپنی کلام کا مابعد وماسبق کچھ یاد نہیں رہتا۔ لیجئے ہم آپ کو یاد دلاتے ہیں اور آپ کی اصل عبارات نقل کرتے ہیں۔ اسی اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں بصفحہ ۱۱، آپ فرماتے ہیں:

جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ استعمال کئے جائیں، میں اس پر کاربند رہنا چاہتا ہوں۔ اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے پابند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔ (مجموعہ اشتہارات۔ ج ۲ص ۴۶۸)

پھراس اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۱۳ میں آپ کہتے ہیں:

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کیلئے بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے عہد کرلیا ہے کہ آئندہ سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے، اس لئے حفظ امن کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے پابند ہوں

(مجموعہ اشتہارات۔ج ۲۔ص ۴۷۰)

اب ہم قادیانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس عہد میں جو سخت الفاظ اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ آپ نے بولا یہ انذاری پیش گوئی کو شامل ومحیط ہے یا نہیں۔ ہے تو انہوں نے کیا افتراء کیا جنھوں نے کہا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آپ کو انذاری پیشگوئیوں سے منع کر دیا ہے۔ اور اگر وہ لفظ انذاری پیش گوئیوں کو شامل نہیں تو پھر آپ نے انذاری پیش گوئیوں کو کیوں بند کر رکھا ہے۔ آپ کو روک نہیں ہوئی، تو انفصال مقدمہ کی تاریخ سے اس وقت تک کوئی تو الہامی گولہ چلایا ہوتا۔ اگر آپ کی طبیعت اور عادت اس کو پسند نہیں کرتی، جیسا کہ صفحہ ۱۱ اشتہار مذکور میں آپ نے دعویٰ کیا ہے، تو پہلے یہ طبیعت اور عادت کہاں چلی گئی تھی۔ اور اگر اخلاق یا تہذیب مانع ہے جس کا آپ اس اشتہار کے صفحہ ۱۰، ۱۱ میں دعویٰ کرتے ہیں تو پہلے اس تہذیب واخلاق کو کون لے گیا تھا۔ اور اگر قانون عدالت مانع ہے جن سے آپ اس اشتہار کے حاشیہ صفحہ ۹ میں ڈرتے ہیں تو پہلے وہ قانون کہاں تھا۔

ان سب موانع کے موجود ہونے کے ساتھ اپنی تمام الہامی زندگی اور پوری پیغمبری عمر کو انہیں انذاری الہاموں میں صرف کیا ہے، تو آپ کا اس سے یکا یک رک جانا اور بذریعہ تحریرات بار بار عدالت اور گورنمنٹ سے عہد کرنا، اور اپنے مریدوں کو وہ عہد یاد دلانا صاف یقین دلاتا ہے کہ یہ روک مجسٹریٹ ضلع کے حکم اور اس عہد کا (جو اس کے سامنے آپ نے کیا ہے) نتیجہ ہے اور مجسٹریٹ ضلع آپ کے ملہم سے زبردست اور غالب نکلا جس نے آپ کے الہامات پر آئندہ کیلئے قفل یا ڈاٹ لگا دیا اور آپ کی نبوت کو آپ سے چھین لیا۔ اس سے اہل فہم وبصیرت نے یقین کرلیا ہے کہ آپ نے باوجود بری ہوجانے کے الزام قتل سے اس جنگ میں شکست فاش کھائی ہے اور پھر آپ کا اس شکست کو فتح سے مشہور کرنا، آپ کی دلیری اور بہادری ہے جو آپ جیسے ملہموں کا ہی خاصہ ہے۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں: اب اس مقدمہ میں بعض مسلمانوں کی کشمکش وکشش ومجبورانہ شراکت کو بیان کیا جاتا ہے۔

پس واضح ہو کہ منجملہ ان مسلمانوں کے جن کو اس مقدمہ میں مجبوراً کشش ہوئی، ایک یہ خاکسار راقم مضمون (محمد حسین) ہے جس کو مجبوراً اس مقدمہ میں مجسٹریٹ کے حکم طلبی نے بطور گواہ شامل کیا۔

عدالت میں پیش ہونے سے پہلے ۱۰۔ اگست (۱۸۹۷ء) کو مرزا قادیانی کا ایک نائب وشاگرد (مگر جھوٹ بولنے اور اس پر مواخذہ دنیوی واخروی کی شرم وخوف نہ رکھنے میں اس کا استاذ ومرشد) جس نے کیفیت مقدمہ کو بعنوان دوسرا جنگ مقدس چھاپا ہے، میری ہوا خوری کے وقت سڑک پر مجھے ملا اور بولا کہ اس مقدمہ میں ہمارے مرزا صاحب آپ کی شہادت پیش کرانے والے ہیں اور یہ بھی کہا کہ سنا ہے فریق ثانی نے بھی آپ کو گواہ لکھوایا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میرے پاس اس وقت تک کوئی سمن نہیں آیا اور اگر عدالت نے مجھے طلب کیا تو مجھے شہادت دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا کیونکہ جو بات میں اپنے رسالے میں لکھ چکا ہوں اس کے بیان میں اور حق کے اظہار میں کیا عذر ہے۔ پھر ۱۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کے ۱۲ بجے تک نہ میرے پاس کوئی سمن آیا اور نہ مجھے کوئی پختہ خیال شہادت کا تھا۔ اس تاریخ کے ایک بجے کے قریب جب کہ میں نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تیار تھا میرے پاس ڈپٹی کمشنر کا چپراسی آیا اور زبانی یہ پیغام لایا کہ ڈپٹی کمشنر آپ کو یاد کرتے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں کوئی سمن یا خط نہ تھا، اس وجہ سے مجھے اس وقت تک معلوم نہ ہوا کہ فریقین میں سے، جو مجھے گواہ بنانا چاہتے تھے، کس کی طرف سے گواہ بنایا گیا ہوں اور کس نے مجھے طلب کرایا ہے۔ پیچھے کر معلوم ہوا کہ قادیانی ہی میرے طلب کرانے کے موجب ومحرک ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس مقدمہ کو میرے ہی سر تھوپا تھا اور کہا تھا کہ یہ شخص میرا دشمن ہے، اسی نے ترغیب ومشورہ دے کر اور تجویز کر کے یہ مقدمہ ناحق مجھ پر قائم کرایا ہے۔ ڈاکٹر کلارک پیروکار سرکار نے اس کے جواب میں کہا کہ میں نے مولوی محمد حسین کو ۱۸۹۵ء سے کبھی نہیں دیکھا، پھر ان کی ترغیب وتجویز کے کیا معنی اور ان سے مشورہ لینا کیونکر ممکن تھا۔ لہذا اس امر کے دریافت کرنے کے لئے عدالت نے مجھے بلایا۔ اس سے ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ مجھے عدالت میں کس نے بلوایا اور میں کس کا گواہ تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر میں چپراسی کے ساتھ عدالت کے دروازہ پر پہنچا تو میں نے اپنا وزٹ کارڈ (ملاقاتی ٹکٹ) ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوایا۔ صاحب نے اردلی کو حکم دیا کہ ان کو بٹھاؤ اور کرسی دو (یہ بات خاکسار محمد حسین کو ڈاکٹر کلارک کے خط سے اور زبانی پیچھے کو معلوم ہوئی) اس وقت اردلی نے مجھے کرسی دے دی اور صرف یہ بات کہی کہ ہم نے آپ کا ٹکٹ دے دیا، صاحب نے کہا ہے کہ بٹھاؤ۔ جب ڈپٹی کمشنر

پہلے گواہ کا اظہار لینے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا۔ جب میں عدالت کے کمرہ میں داخل ہوا تو بلاتوقف ایک منٹ کے میرا اظہار شروع ہوا۔ حسب ضابطہ عدالت نام ولدیت قومیت وعمر کے بعد سوالات شروع ہوئے:۔

ا۔ پہلا سوال مجھ سے یہ ہوا کہ آپ مرزا غلام احمد کو جانتے ہیں؟ میری طرف سے اس کا جواب تھا۔ ہاں میں جانتا ہوں اور خوب جانتا ہوں۔

سوال۲۔ اس نے کوئی پیش گوئی کی ہے۔ جواب: ہاں بیس پچیس اشخاص کے حق میں پیش گوئیاں کی ہیں۔

سوال۳۔ انجام آتھم کے صفحہ ۴۴ پر جو عبارت درج ہے کہ جھوٹ کی بیخ کنی خدا کرے گا، اس کا کیا مطلب ہے۔ (ناظرین اس سوال سے ڈاکٹر کلارک صاحب کا یہ مقصود تھا کہ شاید میں ان کے اس دعوی کی تائید کرونگا کہ اس عبارت میں ان کے مارے جانے یا بیخ کنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وازانجا کہ میرے خیال سے اس عبارت کا یہ مطلب نہ تھا لہذا میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقصود کو پورا نہ کیا اور اپنے ایمان اور صداقت سے کام لے کر اس سوال کا جواب دجال قادیانی کے حق میں مفید حسب ذیل دیا)

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ ضائع ہوگا۔ اس عبارت سے میں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی خاص ذاتی دشمنی مرزا کی کلارک سے ہے۔

سوال۴۔ مرزا غلام احمد سے تمہاری موافقت ہے یا مخالفت۔

جواب۔ مرزا سے میری ذاتی کوئی مخالفت نہیں، ہاں مذہبی معاملات میں اس سے اتفاق نہیں۔

سوال ۵۔ کیا مرزا فتنہ انگیز آدمی ہے (یہ سوال ڈاکٹر کلارک نے کیا تھا)۔

جواب: بیشک وہ فتنہ انگیز آدمی ہے۔ اس نے ہندو اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں۔ یہ اس کی تعلیم کا اثر ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے جو آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۱ میں اس نے کی ہے کہ:

> نافرمان انسان کی جان اور مال اس کے مِلک سے خارج ہو کر خدا کے مِلک میں داخل ہو جاتی ہے پھر جس کے ہاتھ سے خدا چاہے ان کو تلف کرا دے،

اور اشتہار متعلق حسین کامی سفیر روم میں اس نے کہا ہے کہ:

> خدا تعالی نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ،

عبارت آئینہ کمالات اور اس عبارت اشتہار کا مطلب یہ ہے کہ نافرمان انسان خصوصاً

جو مرزا سے جدا رہے وہ کاٹے جانے کے لائق ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کے پیرو اسکے مخالفوں کو کاٹنے کے لائق سمجھتے ہیں اور ان کے خون کے پیاسے ہیں۔

(عبارت آئینہ کمالات اس وقت پڑھ کر سنائی گئی اور عبارت اشتہار متعلق سفیر روم بھی عدالت میں پڑھی گئی مگر معلوم نہیں عدالت نے اظہارات میں کیوں عبارت آئینہ کمالات کا حوالہ صفحہ درج کیا اور عبارت اشتہار متعلق سفیر روم کا ذکر تک نہ کیا)۔

عبارت آئینہ کمالات کی قادیانی نے حسب عادت قدیمہ خود عدالت کے سامنے یہ تاویل کی ہے کہ یہ بات حضرت موسیٰؑ کی حمایت اور اس الزام سے ان کی برأت کے لئے لکھی گئی ہے جو ان پر لگایا جاتا ہے کہ وہ مصر سے نکلنے کے وقت فرعونیوں کے زیورات و برتن لے نکلے تھے۔ اور قادیانی نے کہا کہ کیا پیغمبر حضرت موسیٰ کو اس الزام سے بری نہ کیا جاتا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے (جس کو سن کو مجسٹریٹ صاحب مسکرائے)، یہ عبارت اس نے اپنے اوپر سے اس الزام کو اٹھانے کے لئے لکھی ہے جو اس پر ماہنامہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۱۵ لگایا گیا ہے کہ کیا تم نے اللہ دیا طوائف کے خبیث مال زنا کی کمائی کے دو سو روپے نہیں لئے۔ اور کیا جو شخص ناجائز کمائی کھائے وہ خدا کا ملہم ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس الزام کو اس نے آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۰ میں نقل کیا ہے اور پھر اس کے جواب میں یہ بات کہی ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۶۰۱ سے نقل کی ہے۔

(عدالت نے اس سوال و جواب کو درج اظہارات نہ کیا اور صرف آئینہ کمالات کے صفحات ۶۰۰، ۶۰۱ کا حوالہ دیدیا)

(مولوی شمس الدین صاحب پلیڈر باوجودیکہ وہ پکے حنفی کہلاتے ہیں قادیانی کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور بولے کہ اس عبارت سے یہ بات نہیں نکلتی کہ قادیانی اور اس کے پیرو اس کے مخالفوں کی جان و مال کو معصوم و محفوظ نہیں سمجھتے اور ان کو کاٹنے اور تلف کرنے کے لائق سمجھتے ہیں۔ اس عبارت کو نقل کیا جائے تا کہ دنیا اس کا فیصلہ کرے۔ ہم نے اس عبارت کو اس مقام میں اور صفحہ ۱۵۲ میں اسی غرض سے نقل کر دیا ہے صفحہ ۲۶۳ میں اس کے معنی کی تشریح بھی کر دی ہے۔ اب ہمارے حنفی بھائی صاحب پلیڈر اس عبارت کی تشریح کسی اخبار میں کر کے دنیا کو سمجھا دیں کہ کیوں اس سے وہ بات نہیں نکلتی جو ہم نے کہی ہے۔ ہمارے دوست پلیڈر صاحب اس عبارت کے ایسے معنی کسی اخبار میں کریں گے تو ہم ان کے شکر گذار ہوں گے)

سوال ۶۔ محمدیوں کے مذہبی خیالات سے آپ واقف ہیں؟

جواب: ہاں میں محمدیوں کے مختلف مذہبی خیالات سے واقف ہوں۔

سوال ۷۔ ڈاکٹر کلارک مر جائیں تو کیا مرزا کا اس سے فائدہ ہوگا؟

جواب: بے شک۔ ڈاکٹر کلارک مر جائیں تو بے شک مرزا کا اس سے فائدہ ہوگا۔ اس سے مرزا کی کرامت ثابت ہوگی کیونکہ عبداللہ آتھم بعد میعاد مقررہ قادیانی فوت ہوا تو بھی مرزا نے اس کو اپنی کرامت جتایا اور انجام آتھم میں لکھ دیا ہے کہ وہ میری پیش گوئی کے مطابق فوت ہوا ہے۔

(ناظرین! اس جواب میں لفظ کرامت مثل میں موجود ہے (جس کی نقل حسب ضابطہ سرکاری اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے) قادیانی کے نائب نے اپنی جنگ مقدس کے نمبر۳ میں میرے اظہارات کو چھاپا تو اس میں لفظ کرامت کو شراکت بنا لیا۔ باوجودیکہ اسی پرچہ نمبر۳ میں سوال نمبر۲۰ کے جواب میں اس نے میرا صریح یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مرزا کو لیکھ رام کا قاتل نہیں کہتا اور نہ اس کی سازش کا قائل ہوں، صرف نشان دہی کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوں، اس احمق نائب قادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ وہاں تو میں نے دعوی سازش کی نفی اس گواہ سے نقل کی ہے پھر یہاں کرامت کا شراکت بنا لینا کیا فائدہ دے گا۔ اور مثل مشہور دروغ گورا حافظہ نباشد کو اپنے اوپر صادق کر کے دکھا دیا)۔

سوال ۔۸۔ آپ ڈاکٹر کلارک کو ملے تھے یا نہیں؟

جواب: ۱۸۹۵ء میں ڈاکٹر کلارک کو ملا تھا اس کے بعد کبھی نہیں ملا، بلکہ مجھے ان سے شکائت اور رنج ہے کہ ایک خاص امر کے واسطے ان کو ۱۸۹۵ء میں ملا تھا اور انہوں نے میری ہمدردی نہ کی۔ اس کے ثبوت پر میرے پاس چٹھیات موجود ہیں جن کو میں عدالت میں پیش کر سکتا ہوں۔

سوال ۹۔ آپ کے بھائی ان سے ملے؟

جواب: میرے علم میں وہ بھی اس کو نہیں ملے۔

سوال ۱۰۔ لیکھ رام کے قتل کی بابت آپ کا کیا خیال ہے۔

جواب: اس بات میں بھی میں نے ۸۰ صفحہ کا ایک آرٹیکل لکھا ہے جو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ایک تا تین میں درج ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لیکھ رام کے قتل کی نشان دہی کا مرزا قادیانی ذمہ دار ہے کیونکہ وہ بقول خود اللہ تعالی کو سو دفعہ بلاتا ہے تو خدا اسکا جواب دیتا ہے۔ پھر وہ خدا سے کیوں پوچھ نہیں دیتا کہ لیکھ رام کا قاتل کون ہے۔

سوال ۱۱: ڈاکٹر کلارک کے حق میں مرزا نے سوائے اس پیش گوئی کے جو انجام آتھم کے صفحہ ۴۲ میں کی ہے، کوئی اور پیش گوئی بھی ہے۔

جواب: اس مضمون کی اور پیش گوئی نہیں کی۔ ہاں ایک اور مضمون کی پیش گوئی ڈاکٹر کلارک کی نسبت بشمول دیگر عیسائیوں کے کی ہے۔ (مگر عدالت نے اس کی طرف توجہ نہ کی نہ ڈاکٹر کلارک نے اس کو سنا، لہذا پیش گوئی درج اظہارات نہ ہوئی)۔

ذیل میں وہ سوالات اوران کے جوابات درج ہوتے ہیں جو ہمارے دوست مولوی فضل الدین پلیڈر نے قادیانی دجال ولا مذہب کی تائید کی غرض سے خاکسار پر کئے تھے۔

سوال۱۲: بلحاظ مذہب آپ کون ہیں ؟

جواب : میں سنی اہل حدیث ہوں۔

سوال۱۳: کیا ان لوگوں میں سے جن کو پہلے وہابی کہا جاتا ہے؟

جواب : ہاں جن کو پہلے غلطی سے وہابی کہا جاتا تھا۔

سوال۱۴: وہابیوں کے برخلاف دیگر مذاہب کے مسلمان حنفی شیعہ وغیرہ ہیں یانہیں؟

اس سوال پر میں نے اپنے دوست پلیڈر صاحب کو کہا کہ آپ کو جس حالت میں پہلے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو غلطی سے وہابی کہا جاتا تھا وہ اہل حدیث ہیں، تو پھر آپ نے اس لفظ وہابی کو جو دل آزار سمجھا گیا ہے اور گورنمنٹ نے اس لفظ کو دل آزار تسلیم کر کے سرکاری کاغذات میں اس کے استعمال کی ممانعت کر دی ہے، دوبارہ کیوں بولا، آئندہ آپ یہ لفظ بولیں گے تو (صاحب مجسٹریٹ سنتے ہیں) میں آپ پر نالش کر دونگا۔ میرے اس قول کی تائید میں مجسٹریٹ نے بھی ان کو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا، تو آپ نے سوال کو بدل کر یہ سوال کیا کہ اہل حدیث کے برخلاف دیگر مذاہب کے مسلمان شیعہ وحنفی وغیرہ ہیں یانہیں۔، پھر بھی عدالت نے اس سوال کو نامنظور کیا اور مجھ سے جواب کا مطالبہ نہ کیا۔

(اس مقام میں ہم اپنے دوست پلیڈر صاحب کو دوستانہ نصیحت کرنے اور اس کی طرف ان کو توجہ دلانے کی غرض سے یہ کہنا ضروری جانتے ہیں کہ پلیڈر صاحب کو جب کبھی خوش قسمتی سے کسی مقدمہ میں اہل حدیث کے مقابلہ کا موقعہ ملتا ہے تو آپ بڑے شوق وذوق سے حنفیت کا جوش دکھانے کے لئے اہل حدیث کو وہابی کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں چنانچہ انارکلی لاہور کے مقدمہ مسجد متعلق چنگڑوں کے وقت بھی بار بار یہی لفظ آپ کے دہان مبارک سے نکلتا تھا باوجود یکہ وہ بھی آفیشل موقع تھا، نہ پرائیویٹ۔ اس موقع پر وکیل صاحب کے اہل حدیث کو وہابی کہنے پر خاکسار ن اورکل اعیان اہل حدیث کو کمال رنج پہنچا اوران کی دل آزاری ہوئی جس پر بعض احباب نے ہم کو استغاثہ کی رغبت دلائی مگر ہم کو یہ شعر یاد آیا جس نے استغاثہ سے روک دیا تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی۔ لہذا ہم نے بجائے اس کے کہ عدالت کی طرف رجوع کریں وکیل صاحب کی اس دل آزاری اور رنج دہی کا اپیل ان ہی کے سامنے پیش کرنا، اور دوستانہ ریمارک کے ذریعہ آئندہ ان کو اس لفظ کے استعمال سے رک جانے کی سفارش کرنا مناسب اور کافی سمجھا۔ وکیل صاحب سے امید ہے کہ وہ آئندہ کسی آفیشیل کاروائی میں اہل حدیث کو اس دل آزار لفظ وہا

بی سے یاد نہ فرمائیں گے۔ گورنمنٹ کے قانون واحکام کی تعمیل وتعظیم وکیلوں سے زیادہ ہونی چاہیے۔ وکیل ہی اس کا خلاف کریں گے تو اوروں سے اس کی تعمیل کیونکر ہوگی وکیل صاحب کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے استعمال وہابی بحق اہل حدیث دل آزار سمجھ کر حکماً بند کر دیا ہے)

سوال ۱۵: خون کے پیاسے ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب پہلے ادا ہو چکا۔

سوال ۱۶: براہین احمدیہ پر ریویو آپ کی تصنیف ہے اوراس میں ص ۱۷۰ تا ۱۸۸ کی عبارت جس پر حرف ٹی کا نشان ہے آپ کی عبارت ہے (یعنی جس میں مرزا غلام احمد کی طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن کیا گیا ہے، اور مرزا کے والد نے غدر میں سرکار انگریزی کو مدد دی تھی)۔

جواب: بے شک براہین احمدیہ پر ریویو میں نے لکھا اوراس کی عبارت زیرنشان حرف ٹی میری عبارت ہے۔ مگر میرا یہ خیال مرزا کی نسبت اس وقت تھا جب کہ اس نے مہدی ہونے کا دعوی نہ کیا تھا۔ اور جب سے یہ مہدی بن گیا ہے میرا خیال ان کی نسبت اچھا نہیں رہا جس کو میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر۳ جلد ۱۸ میں، اوراس سے پہلے بارہا ظاہر کر چکا ہوں۔ پھر میں نے اپنے رسالہ مذکور اوراس کی عبارت کا جس میں میں نے خیال مذکور ظاہر کیا ہے حوالہ ونشان دیا اور وہ رسالہ شامل مثل کیا گیا۔ (مگر وکیل صاحب نے قادیانی کو گورنمنٹ کی مخالفت سے بری کرنے کی غرض سے میری اس تشریح کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے اس تشریح کا سوال نہیں کیا۔ اوراس وجہ سے میری وہ تشریح درج اظہارات نہیں ہوئی)۔

سوال ۱۷۔ مرزا کی نسبت آپ نے کفر کا فتوی (جو جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنہ میں درج ہے) اوراس پر حرف یو کا نشان ہے، لکھا ہے؟

جواب: وہ فتوی علمائے پنجاب و ہندوستان کا ہے۔ میں صرف اس کا جمع کرنے والا اور رسالہ کا اڈیٹر ہوں اور میں خود بھی مرزا کو مسلمان نہیں جانتا، دہریہ سمجھتا ہوں۔

سوال ۱۸: مولوی غلام قادر حنفی آپ کو فتنہ انگیز اور اہل حدیث کو کافر نہیں کہتے؟

جواب: مولوی غلام قادر مجھے فتنہ انگیز اور اہل حدیث کو کافر نہیں کہتے۔ وہ جب بھی مجھے ملتے ہیں محبت سے ملتے ہیں سلام ومصافحہ کرتے ہیں۔

سوال ۱۹: آپ لوگوں کی تحریرات اور تعلیمات کی وجہ سے لوگوں میں تنازعات برپا نہیں ہوتے؟

جواب: تنازعات ہوتے ہیں مگر ایسے نہیں جن سے خون ہو۔ عدالت میں مقدمات بھی ہوتے ہیں مگر فروعی اور جزئی اختلافات کی وجہ سے، نہ اختلاف اصول مذہب کی وجہ سے جس سے ایک

دوسرے کا جانی دشمن ہو جاتا ہے۔

سوال ۲۰: آپ نے سلطان روم کی تائید میں کوئی کتاب لکھی ہے اور کیا مرزا نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے؟

جواب: میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ ایک آرٹیکل لکھا ہے جو اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ میں چھپا ہے۔

(وہ یہ ہے: امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان المعظم کی ہمدردی کا مشورہ: ایک مدت سے (جب سے کہ آرمینیا، کریٹ، وغیرہ کا ہنگامہ برپا ہوا ہے) انگریزی اخبارات ولایت نے حضرت سلطان المعظم کی عالی جناب کی نسبت بے باکی اور دریدہ دہنی سے بدگوئی اختیار کی ہوئی ہے اور یہ امر نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور رنجش کا موجب ہے بلکہ سلطنت برطانیہ کے لئے بھی محل خوف واندیشہ ہے کیونکہ اس سے مسلمانان رعایا برٹش گورنمنٹ کے دلوں میں .. یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بدگوئی میں برٹش گورنمنٹ خوش ہے تب ہی ان اخبار نویسوں کو جو اس کے ماتحت ہیں، اس بدگوئی سے منع نہیں کرتی۔ اس خیال سے ان کے دلوں میں گورنمنٹ کی اطاعت اور جان نثاری ... میں کمی پیدا ہونے کا احتمال ہے اور بعض اوقات مسلمانوں کی قلم یا زبان سے ایسے الفاظ بھی نکل جاتے ہیں جن سے رنجش کی بو آتی ہے۔ وازآنجا کہ ہم کو اولاً اپنے دین و مذہب اسلام سے کمال ہمدردی ہے اور اس کی نظر سے حضرت سلطان المعظم سے، پھر برٹش گورنمنٹ سے ہمدردی ہے اور بلحاظ پولیٹکل تعلقات کے اس سلطنت کے والی سے ہمدردی ہے۔ لہذا ہم اپنے برادران اعیان اہل اسلام کو اور ان کی پبلک کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ حضرت سلطان المعظم کی ہمدردی کے جلسے کریں اور اس مضمون کے ریزولیوشن پاس کریں کہ وہ قومی حمیت کے ساتھ اپنی گورنمنٹ کے حضور میں اس مضمون کے میموریل روانہ کریں کہ حضرت سلطان معظم کو کل طبقات مذہب اسلامیہ بلحاظ مذہب اپنا خلیفہ جانتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی توہین کو اپنے مذہب اسلام کی توہین سمجھتے ہیں۔ گورنمنٹ ان اخباروں کو اس بدگوئی وتوہین سے روک دے اور اپنی مسلمان رعایا کے رنج رسیدہ دل کو خوش کرے، اور ان کے رنج وملال کی تلافی کرے ..... اور اپنی اس ارادت وعقیدت کی اطلاع حضرت سلطان المعظم کو بھی بذریعہ ایک جمہوری یادداشت سے دیں۔

بعض انگریزی اخباروں نے اور ان کی تقلید سے مسلمان مگر ناواقف ونادان اخبار نویسوں نے جو لکھ دیا ہے کہ حضرت سلطان المعظم کو بعضے اسلامی فرقے اپنا خلیفہ نہیں سمجھتے یہ ان کی غلطی ہے جو غلط فہمی پر مبنی ہے شائد سب سے اشاعۃ السنہ کی جلد ششم وغیرہ میں یہ مسئلہ تو بیان ہوا ہے کہ حضرت سلطان المعظم خلیفہ نہیں کیونکہ خلیفہ کا قریش سے ہونا ضروری ہے اور آپ ترک ہیں قریش نہیں مگر اس مسئلہ کے یہ معنی نہیں ہیں حضرت سلطان المعظم بلحاظ مذہب بھی مسلمانوں کے خلیفہ نہیں بلکہ اسکے معنی تو اسی جلد میں یہ بتائے گئے ہیں کہ وہ پولیٹکل تعلقات اور ملکی امور میں مسلمانان ہند کے خلیفہ نہیں، یہ تعلق مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ سے ہے۔

پس اگران اخبار نویسوں نے اشاعۃ السنہ کے اس مسئلہ سے دھوکہ کھایا اور سمجھ لیا تھا کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی خلیفہ نہیں ہیں تو وہ اس خیال کو واپس لیں اور یقین کرلیں کہ اشاعۃ السنہ حضرت سلطان المعظم کو بلحاظ مذہب اپنا ویسا ہی خلیفہ جانتا ہے جیسے کہ عرب اور ترکی میں وہ خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں، گو پولیٹکل طور پر وہ ہندوستانیوں کے خلیفہ نہیں ہیں۔

اس معنی کی مزید تشریح ہم عنقریب ایک مستقل مضمون لکھ کر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ بالفعل ہم اس قدر لکھنا چاہتے ہیں کہ......... اس خلافت کے مذہبی حصہ کی نظر سے ہر ایک ملک کے مسلمانوں کو ان سلطنتوں (ترکی افغانستان وغیرہ) کے والیوں سے تعلق ہے اور ان کی ہمدردی واجب ہے ان سب میں سے بڑھ کر حضرت سلطان المعظم ہیں جو کہ روئے زمین کے مسلمانوں کے متبرک معابد و مزارات اور ان کے شعائر مذہبی حج وعمرہ کے محافظ ہیں۔ ان سب امور کی نظر سے کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ ان کو اپنا خلیفہ وامیر وسردار نہ سمجھتا ہو)

اور مرزا نے سلطان روم کے برخلاف ایک اشتہار لکھا ہے جو، حسین کامی سفیر سلطان روم، کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ وہ اشتہار اس وقت پڑھا گیا اور عدالت کو جتایا گیا کہ مرزا سلطان کے مخالف ہے اور خاکسار موافق۔

(اس سوال سے اگر پلیڈر نے عدالت کو یہ جتانا چاہا ہے کہ یہ گواہ سلطان روم کا موافق ہے اور مرزا ان کا مخالف ہے اس وجہ سے مرزا کو لائل اور اس گواہ کو ڈس لائل (غیر وفادار) سمجھ کر مرزا کے حق میں اس کی شہادت قبول نہ کرنی چاہیے تو یہ امر دوستانہ شکایت اور کمال افسوس کا موجب ہے اور اس صورت میں تعجب سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سوال میں پلیڈر صاحب نے اپنی حنفیت چھوڑ، اسلام کا بھی پاس نہ کیا اور سلطان روم کی ہمدردی کو ڈس لائلٹی ٹھہرا دیا اور فرط حمیت قادیانی نے ان سے اپنی اس ہمدردی سلطان المعظم کو بھلا دیا جو جلسہ عام اہل اسلام یکم جون ۱۸۹۷ء میں ان سے سرزد ہوئی تھی جس کا ذکر اخبار چودھویں صدی کے پرچہ ۲۳ جون ۱۸۹۷ء میں ہے جس کی نقل یہ ہے:

روئداد جلسہ ہمدردی سلطنت روم منعقدہ لاہور: یکم جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار، جنگ روم و یونان کے متعلق مسلمانوں کو مژدہ، کے عنوان سے منشی محمد ضیاء الدین خان صاحب .. محمڈن ایجوکیشنل کلب لاہور کی طرف سے شائع ہوا اور اسی روز شام کو ٦ بجے ... قریباً دو ہزار مسلمان .. جمع ہوئے جس میں اکثر رؤسائے عمائد اور علماء وفضلاء اور بیرسٹر و وکلاء وغیرہ بھی شریک تھے۔ ٦ بجے کاروائی جلسہ شروع ہوئی۔ پہلے مولانا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے وعظ فرمایا اس کے بعد . بیرسٹر کی تحریک اور منشی محرم علی چشتی کی تائید . سے . مولوی محمد فضل الدین پلیڈر و میونسپل کمشنر لاہور پریذیڈنٹ قرار پائے۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک مختصر اور جامع تقریر میں اس عقیدت ومحبت کا جو کل مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے ساتھ ہے ذکر کیا اور مختصر طور پر جنگ کے واقعات بیان کئے اور

مولوی صاحب ممدوح نے ترکوں کے اس شفقت آمیز اور نیک سلوک کا جن کی تعلیم اسلام نے دی ہے اور جوانہوں نے ہزیمت خوردہ اور مفتوح یونانیوں سے کیا ہے، خاص طور پر ذکر فرمایا اور بڑے زور سے فرمایا کہ ہم کو اپنی مہربان گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے اپنی مہربانی سے ہمیں ایسی آزادی دی ہے کہ ہم اپنے مذہبی اور قومی فرائض کو بہ آزادی تمام انجام دے سکتے ہیں اور جس کی وجہ سے آج ہم اپنے خلیفہ وقت کی فتح پر اظہار مسرت کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔

مولوی صاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر میں ان نوجوانوں کا خاص طور پر ذکر کیا جنہوں نے اس جلسہ کا اشتہار وغیرہ دیا اور انتظام کیا ہے اور فرمایا کہ چونکہ وقت بہت کم ہے اسلئے جو صاحب ریزولیوشن پیش کریں یا تائید کریں وہ اپنی تقریر میں بہت اختصار کو ملحوظ رکھیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب بیٹھ گئے اور مفصلہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔ اخیر پر ۳۱ گولے آتش بازی کے چلائے گئے اور شاہ ایران جو بیمار ہیں ان کی صحت وتندرستی کے واسطے دعا کی گئی۔ آخر پر تین چیئرز حضرت سلطان المعظم کے واسطے دیئے گئے اور تین حضور قیصرہ ہند کے واسے اور جلسہ برخاست ہوا۔ ریزولیوشن اول: پیش کیا منشی محرم علی چشتی نے تائید کی منشی شمس الدین شائق مالک شمس الہند واڈیٹر اینگلو ورنیکولر پیپر نے: یہ جلسہ مسلمانان پنجاب کی طرف سے اعلی حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی کے ساتھ اس جنگ کے متعلق دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے جو اعلی حضرت کو یونان کی زیادتی کے باعث مجبوراً کرنا پڑا۔ اور جو دلی عقیدت ومحبت وارادت مسلمانوں کو اعلی حضرت خلیفۃ المسلمین کے ساتھ ہے اس کے لحاظ سے اس نمایاں فتح ونصرت پر صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے جو حضور ممدوح کو یونانیوں کے مقابل حاصل ہوئی ہے اور یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ اس مضمون کی مبارک باد حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی جائے۔ دوسرا ریزولیوشن پیش کیا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اور تائید کی مولوی تاج الدین احمد مختار عدالت سکرٹری انجمن ... لاہور، نیز منشی محمد حفیظ نے۔ یہ جلسہ حضرت سلطان المعظم کی اس کاروائی کو نہایت قابل تحسین سمجھتا ہے کہ اس نے یونانیوں کے وحشیانہ سلوک کے انہوں نے حسب الحکم حضور ... یونانی ہزیمت خوردہ افواج اور قیدیوں، مفتوح شہروں کے باشندوں پوری پوری اسلامی احکام کے مطابق نرمی اور شفقت سے سلوک کیا اور اس طرح اسلام کی خوبیوں کا ایک زندہ نمونہ غیر اسلامی اقوام کے سامنے پیش کیا۔ تیسرا ریزولیوشن منشی محمد شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے پیش کیا اور شیخ الٰہی بخش نے تائید کی چوتھا ریزولیوشن منشی عبدالرشید چشتی نے پیش کیا اور منشی اعجاز حسین بی اے نے تائید کی۔

مذکورہ بالا روداد کے باوصف پلیڈر کو یہ خیال نہ آیا کہ حضرت سلطان روم کی ہمدردی برٹش گورنمنٹ کی ڈس لائلٹی کیونکر ہوسکتی ہے۔ جس حالت میں ہم از خود بدولت یہ ہمدردی ایک جلسہ عام میں ظاہر کر چکے ہیں اور وہ اخباروں میں شائع ہو چکی ہے۔ کیا اس سوال کے وقت موکلانہ حمایت یا کسی کثیر فیس نے پلیڈر صاحب کا دلی خیال

اور کانشنس ان سے چھین لیا اور اس بیت کا مصداق بنا دیا :

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　　　صد حجاب اند دل بسوئے دیدہ شد

یا اس سوال سے ان کی غرض کوئی اور ہے)

سوال ۲۱ ۔ لیکھ رام کے قتل کی بابت جو کچھ آپ نے کہا ہے کہاں سے اخذ کیا ہے؟

جواب : لیکھ رام کے قتل کی بابت جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میں نے مرزا کی تحریروں سے اخذ کیا ہے میں مرزا کو لیکھ رام کا قاتل نہیں کہتا اس کی سازش کا مدعی نہیں ، وہ نشان دہی کا ذمہ دار ہے (چنانچہ ایک پہلے سوال کے جواب میں کہا گیا)

سوال ۲۲ ۔ مرزا کے مریدوں کی تعداد کس قدر ہے ۔

جواب : اس کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مرید و پیروان کی تعداد بموجب ایک فہرست کے تین سو تیرہ ہے ایک تحریر میں ۳۲۷ ۔

سوال ۲۳ ۔ سوائے ان مریدوں کے تمام مسلمان لوگ ہندوستان میں مرزا کے برخلاف ہیں تو یہ ان کو کیوں کر کاٹ سکتے ہیں؟

(اس سوال کو عدالت نے نامنظور کیا ۔ تاہم میں نے اس وقت یہ جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ کاٹ سکتے ہیں ، صرف یہ کہا ہے کہ وہ کاٹنے کو جائز رکھتے ہیں ۔ کاٹنا اس وقت ہوسکتا ہے جب جمعیت وشوکت ہو ۔ یہ جواب اس لئے اظہارات میں درج نہیں ہوا کہ وہ سوال غیر متعلق سمجھ کر عدالت نے رد کر دیا تھا) ۔

سوال ۲۴ ۔ عبدالحمید کو آپ نے دیکھا ؟

جواب : میں نے ۸ (یا ۹) اگست کو اس کو ایک عیسائی کے ساتھ دیکھا تھا اس سے میری بات چیت کوئی نہیں ہوئی ۔

سوال ۲۵ ۔ ڈاکٹر کلارک کے مرنے سے مرزا کو فائدہ ہوگا ؟

جواب : ڈاکٹر کلارک کے متعلق مرزا کی پیش گوئی ہو یا نہ ہو مرزا اس سے فائدہ اٹھائے گا کہ یہ میرا مخالف تھا اس لئے فوت ہوگیا جیسا کہ عبداللہ آتھم کے مرجانے کا فائدہ اٹھایا تھا باوجودیکہ وہ اس کی میعاد مقررہ کے بعد فوت ہوا ۔ ایسا ہی وہ میرے مرجانے سے فائدہ اٹھائیگا اور اپنی کرامت بنالیگا

سوال ۲۶ ۔ کیا آپ عیسائی مذہب کے برخلاف ہیں ۔

جواب : میں عیسائی مذہب کے برخلاف ہوں ، مگر نہ ایسا کہ صرف مخالفت مذہبی کی وجہ سے ان کو کاٹ ڈالنے کا فتوی دوں یا ان کی جان و مال کو تلف کرنے کو تجویز کروں ۔ بلکہ میں اس مخالفت کی

وجہ سے ان کے خیالات کو رد کرتا ہوں اور کرونگا ان کو وعظ کے ذریعہ سے فہمائش کرونگا خواہ سو برس تک مخالف رہیں۔

(پلیڈر صاحب نے اس سوال سے اگر عیسائی مذہب کی مخالفت کو بھی ایک عیب موجب جرح ٹھہرا کر عیسائی مجسٹریٹ کو یہ جتانا چاہے کہ یہ شخص تمہارے مذہب کا مخالف ہے ، اس کی شہادت کو وقعت نہ دینی چاہیے تو اس میں اپنے کانشنس و اسلام اور اپنے خدا داد ایمان کو، جو وہ رکھتے ہیں، خلاف کیا اور یہ نہ سوچا کہ میں تو بھی عیسائی مذہب کا مخالف ہوں اور میرے مذہب حنفی کے کل اشخاص عوام وخواص عیسائی مذہب کے مخالف ہیں۔ پھر میں عیسائیت کی مخالفت کو عیب کیوں ٹھہراتا ہوں۔ اور اگر اس سوال سے وکیل صاحب کی کوئی اور غرض ہے تو اس کو بیان کر کے ہم کو ممنون کریں اور اس احتمال اول الذکر کو دور کریں جو ظاہر اس کے سوال سے پیدا ہوتا ہے)۔

☆ اور منجملہ ان مسلمانوں کے جو مجبورانہ کشش سے اس مقدمہ میں بحیثیت گواہ شامل ہوگئے ہیں دوسرے شخص بھی وکیل صاحب ہیں جن کو ان کے پیشہ وکالت اور غالباً فیس نے یا کسی اور وجہ نے مجبور کیا کہ وہ اس لا مذہب کے وکیل و حامی بن گئے ورنہ ان کا مذہب حنفی اس وکالت و حمایت کی اجازت نہ دیتا تھا۔ پلیڈر صاحب کی اس وکالت سے بہت سے مسلمان ناراض اور شاکی ہوئے اور اب تک ہیں جن کے خیالات کا اظہار اخبار جعفر زٹلی لاہور ۲۸ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے :

> اخیر میں ہم اپنے معزز دوست مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر سے دوستانہ گلہ کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کیوں ایسے ملعون کی پیروی کی جس حالت میں کہ وہ خود اس کے خیالات کے مخالف اور پکے مسلمان ہیں ہم نے مانا کہ ان کا پیشہ ہی ایسا ہے کہ بعض اوقات انہیں مسلمانوں کے مخالف اور غیر اہل اسلام کی طرف سے عدالت میں پیش ہونا پڑتا ہے لیکن وہ اور معاملہ ہے اور وہ دنیا کے لوگ کہلاتے ہیں اور اسلام سے دشمنی نہیں رکھتے اور نہ وہ مقدمات مذہبی ہوتے ہیں۔ گو یہ مقدمہ بھی مذہبی مقدمہ نہ تھا لیکن ایک دشمن اسلام کا مقدمہ ضرور تھا اس واسطے مولوی صاحب کو ایسے آدمی سے جیسا کہ ہمیں یقین ہے کوئی دلی ہمدردی نہیں ہم بہت خوش ہوتے اگر مولوی صاحب اپنے فائدہ کو چھوڑ کر ایک مخرب اسلام کو بچانے کی کوشش نہ کرتے۔

ان لوگوں کی ناراضی کی ایک وجہ تو یہی ہے جو اخبار زٹلی لاہور میں بیان ہوئی ہے کہ وہ مسلمان پھر سنی حنفی ہو کر کیوں اس مرتد کے حامی اور وکیل بنے۔ دوسری وجہ وکیل صاحب کی وہ باتیں

جو انکے اس خیال و اعتقاد کے مخالف اور حق کے برخلاف اس دجال کی حمایت میں ان کی زبان سے نکلے ہیں جن کی تشریح بضمن بعض سوالات بالا ہو چکی ہے۔

وکالت کا جبر نقصان تو اب ممکن نہیں ہاں ان باتوں سے جو اختلاف پیدا ہوا اور مسلمانوں کو رنج پہنچا ہے اس کا جبر و کفارہ ممکن ہے (اگر وکیل صاحب توجہ کریں) اور وہ یوں ہوسکتا ہے کہ وکیل صاحب اب اسلامی اخباروں میں مشتہر کر دیں کہ

۱۔ بے شک عبارت آئینہ کمالات سے قادیانی کا خوفناک ہونا ثابت ہوتا ہے۔اور

۲۔ ہندوستان کے اہل حدیث، وہابی نہیں ہیں۔اور

۳۔ حضرت سلطان روم کی ہمدردی برٹش گورنمنٹ کی لائلٹی کے مخالف نہیں۔ یہ ہمدردی ہم خود کر چکے ہیں۔اور

۴۔ عیسائی مذہب سے ہم کو اور کل اشخاص مسلمانوں کو مخالفت ہے مگر اس مخالفت کا کوئی خوفناک نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا۔خوفناک نتیجہ اسی مخالفت کا ہے جو قادیانی کو اپنے مخالفین سے ہے جس پر اس نے مخالفین کا کاٹا جانا اور ان کے جان و مال کو تلف کرنا تجویز کیا ہوا ہے۔

اور منجملہ ان مسلمانوں کے جو اس مقدمہ کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں اکثر عوام ہیں جو نہ اسلام کے اصول و مسائل سے واقف ہیں اور نہ قادیانی کے خیالات و مقالات پر اطلاع رکھتے ہیں وہ اپنی اسی ناواقفی کی وجہ سے کبھی تو قادیانی کو ایک مسلمان سمجھ کر اور اس کے مقابل فریق کو عیسائی سمجھ کر ہماری شہادت پر اپنا افسوس اور رنج ظاہر کرتے ہیں اور کبھی ہمارے خادم الاسلام اور خیر خواہ اہل اسلام ہونے کے اعتقاد و خیال سے ہمارے فعل کے حامی اور مصدق ہو جاتے ہیں۔ ان حضرات کے رفع تذبذب اور تردد کی غرض سے ہم اس قدر کہنا ضروری جانتے ہیں کہ اول تو خاکسار اس شہادت کے لئے اختیار سے عدالت میں نہیں پہنچا۔ بلکہ عدالت کے اجبار سے جو درحقیقت قادیانی کی طرف سے ہوا تھا (چنانچہ اوپر بیان ہو چکا ہے)، پیش ہوا تھا۔اور اگر میں اپنے ارادہ اور اختیار سے پیش ہوتا تو بھی محل اعتراض نہ تھا کیونکہ قادیانی گو بظاہر مدعی اسلام ہے مگر درحقیقت وہ منکر اسلام و لا مذہب و زندیق ہے جس کے کفر و ارتداد پر جمہور علمائے پنجاب و ہندوستان کا اتفاق ہو چکا ہے چنانچہ فتوی مندرجہ جلد ۱۳، اشاعۃ السنہ اس پر شاہد ہے۔اس فتوی میں اس کے کفر و ارتداد کی وجوہات کافی و مفصل بیان ہوئی ہیں۔ حضرات معترضین و متر ددین ان وجوہات کو ملاحظہ فرمائیں تو یقین کریں گے اور ایمان لاویں گے کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ مرتد و لا مذہب ہے

جس کا ضرر بھی بحق اسلام ان مخالفین اسلام سے بڑھ کر ہے جو علانیہ مخالفت اسلام کے مدعی ہیں۔

اس مقام میں ہم اس فتوی کی طرف ناظرین کی توجہ دلانے کی غرض سے بطور مشتے نمونہ خروارا ند کسے از بسیار اس کی بعض وجوہات کفر بیان کرتے ہیں:

۱۔ یہ زندیق و مرتد اپنے ازالہ اوہام میں نبوت و رسالت کا مدعی کا اور صاف لکھ چکا ہے کہ جس احمد رسول کی بشارت انجیل میں آئی ہے وہ میں ہوں ، جو صرف احمد ہوں ، نہ محمد رسول اللہ ﷺ جو احمد ہونے کے ساتھ محمد بھی کہلاتے ہیں۔

۲۔ اور یہ زندیق و مرتد اپنے ازالہ اوہام میں یہ کفر بکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ، دجال وخر دجال ،و دابۃ الارض وابن مریم و یاجوج ماجوج کی حقیقت کما حقہ نہیں جانتے تھے، جو میں جانتا اور بیان کر چکا ہوں۔

۳۔ اور یہ زندیق ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ و ۷ میں حضرت مسیح کے حق میں یہ الفاظ لکھ چکا ہے کہ ان کی تین نانیاں اور دادیاں کسبیاں تھیں۔ اور وہ جھوٹ بولتے تھے اور لوگوں کو گالیاں دیا کرتے تھے

۴۔ اور یہ زندیق اپنے ازالہ میں یہ کفر بک چکا ہے کہ ابن مریم کے مشہورہ معجزات مردوں کو زندہ کرنا اور مٹی سے جانور بنانا وغیرہ مسمریزم کا عمل تھا میں اس فعل کو مکروہ و قابل نفرت نہ سمجھتا تو اس فعل میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ وعلی ہذا القیاس

اس کی ان باتوں کو سن کر اور اس کی ناپاک تصانیف میں ان کو ملاحظہ فرما کر ہر ایک مسلمان جو قرآن اور پہلی کتابوں پر اور آنحضرت ﷺ اور پہلے انبیاء پر یقین و ایمان رکھتا ہو، یقین کرے گا کہ یہ مرتد انبیاءؑ کی سخت توہین کرنے والا ہے اور آنحضرت ﷺ پر رسالت ختم ہونے کا منکر ہے۔ اس کی ان باتوں کو سننے اور اسکی کتابوں میں دیکھ لینے کے بعد اس کو مسلمان سمجھنے والا خود مسلمان نہیں رہتا۔ اور یہ دجال اسلام کو ضرر پہنچانے میں یہودیوں نصرانیوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ کھلے دشمن اسلام ہیں جن کے ضرر سے ہر مسلمان بچ سکتا ہے اور یہ چھپا دشمن اسلام ہے جس کے ضرر سے بچنا ناواقف مسلمانوں کے لئے سخت دشوار ہے۔ چنانچہ آیت

انّہ یرا کم ھو و قبیلہ من حیث لاترو نھم ۔(اعراف۔ ع ۳)، قال مالک بن دینار ان عدواً یرا ك و لا تراہ لشدید المؤنتۃ الّا من عصم اللّٰہ ۔(معالم التنزیل) کہ شیطان اور اس کی جماعت تم کو وہاں سے دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ مالک بن دینار نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جو دشمن دیکھے ، اور تم اس کو نہ دیکھو، اس سے بچنا

نہایت مشکل ہے۔

اور منجملہ ان مسلمانوں کے جو اس مقدمہ کے سبب کشمکش میں پڑے ہیں وہ لوگ بھی ہیں جو خاکسار کی شہادت کے متعلق دجال قادیانی کی مشہور کردہ یہ باتیں کہ اس کو عدالت میں کرسی نہیں ملی، اور پھر وہ خود بخود کرسی پر جا بیٹھا، تو پولیس نے کرسی چھین لی، پھر وہ کسی کی چادر لے کر اس پر بیٹھ گیا، تو وہ بھی چادر والے نے اس کے نیچے سے کھینچ اور نکال لی، اور عدالت میں اس کی توہین ہوئی، اس سے قادیانی کی وہ پیش گوئی صادق ہوئی جو اس کے حق میں قادیانی نے کی تھی انی مھین من اراد اھانتک وغیرہ سن کر تذبذب اور تردد میں پڑے ہوئے ہیں اور اب تک بذریعہ چھٹیات و زبانی سوالات خاکسار سے اس کی اصلیت و کیفیت پوچھ رہے ہیں۔

ان حضرات کے رفع تردد و کشمکش کے لئے خاکسار یہ بیان کرنا ضروری جانتا ہے کہ یہ سب بہتانات و ہذیانات اسی قادیانی کے من گھڑت ڈھکو سلے ہیں جو اس نے پہلے اپنے نائبوں کے ذریعے پھر اپنی کتاب البریۃ میں مشتہر کرائے ہیں، جو از سرتا پا کذب و دروغ بے فروغ ہیں۔ خدا تعالی ان باتوں کے گھڑنے والے اور ان کو شائع کرنے والوں سب پر لعنت کرتا ہے ۔ یلعنھم اللّٰہ و یلعنھم اللاعنون ۔ اور حقیقت الامر ان مفتریات کے برخلاف یہ ہے کہ جب خاکسار عدالت کے احاطہ میں پہنچا تو میں نے اپنا وزٹ کارڈ مجسٹریٹ کے پاس بھجوا دیا۔ اس وقت دوسرے شخص کے اظہار ہو رہے تھے۔ اس لئے مجسٹریٹ نے اردلی کو حکم دیا کہ ان کو باہر کے کمرے میں کرسی دے کر بٹھاؤ (یہ بات مجھے اس وقت اردلی نے بتائی تھی اور اس کے بعد ڈاکٹر کلارک کی ایک چٹھی سے بھی معلوم ہوئی اور پھر جب دسمبر ۱۸۹۷ء میں بمقام امرتسر اور اپریل ۱۸۹۸ء میں بمقام بٹالہ ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے زبانی بھی کہی)۔

جب میں عدالت میں پیش ہوا تو حسب دستور عام (جو اظہارات کے وقت ہر شخص سے خواہ وہ کیسا ہی عالی رتبہ ہو برتا جاتا ہے، وہ اظہار کے وقت کھڑے ہو کر اظہار دیتا ہے اور ایسا ہی قادیانی کو تھوڑے ہی دنوں بعد جب وہ ملتان کی عدالت میں ناظم ہند کی شہادت میں گیا تھا، پیش آیا تھا) میں نے کھڑے ہو کر اظہار لکھوایا ۔ پھر جب میں اظہار سے فارغ ہوا تو پہلے کی طرح کرسی پر آ بیٹھا۔ اتنے میں نماز عصر کا وقت آ گیا تو میں نے اپنے بھائی صاحبوں سے نماز پڑھنے کے لئے فرش منگوایا۔ انہوں نے ایک شخص کا جو ان کا آشنا تھا کپڑا لے کر بھیج دیا۔ میں نے کرسی چھوڑ کر اس کپڑے پر نماز کو ادا کیا۔ بعد نماز میں اس خیال سے کہ میری کرسی کے پہلو میں حکیم نور الدین و شیخ رحمت اللہ (جو قادیانی کے پیرو ہو جانے سے پہلے ہمارے

آشنا تھے) زمین پر دری بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے، بنظر عام اصول اخلاق کرسی چھوڑ کر اسی کپڑے پر بیٹھا رہا۔ اتنے میں وہ شخص کپڑے کا مالک آیا اور بولا کہ میں اپنی جگہ کو جانے والا ہوں اس لئے اپنا کپڑا لینا چاہتا ہوں، تو میں نے کپڑا اسکو دے دیا۔ اور پھر مجبوراً اس اخلاقی اصول کا خلاف کر کے اسی کرسی پر جا بیٹھا۔ یہ امر دجال قادیانی کی پارٹی پر جو وہاں جمع تھے بڑا شاق گذرا اور غالباً انہوں نے پولیس کے ایک سپاہی کو بھگایا تو وہ آ کر بولا کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس رانا صاحب آئے ہیں ان کیلئے کرسی کی حاجت ہے آپ اجازت دیں تو میں یہ کرسی ان کے واسطے لے جاؤں۔ میں نے وہ کرسی چھوڑ دی اور تھوڑی دور اسی کرسی کے متصل دوسری کرسی پڑی تھی اس پر جا بیٹھا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ غالباً اس سپاہی نے وہ کرسی کسی مرزائی کی شرارت اور حرامزدگی سے مجھ سے لے لی ہے، وہ دوسری خود بخود چھوڑ دی اور ایک اور کپڑا منگا کر اس پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ نے سکو رخصت کر دیا۔ کرسی کا اصلی حال ہے جس کو ان بے حیاؤں نے کچھ کا کچھ بنا لیا اور اپنی تحریرات کے ذریعہ جا بجا مشتہر کیا۔

حضرات ناظرین میں کہیں کا جاگیردار نہیں، بڑا مالدار نہیں، سرکاری ملازم نہیں، بلکہ ایک گوشہ نشین قومی خادم ہوں تاہم عام مسلمانوں کا خادم اور فرقہ اہل حدیث کا ریپریذنٹیٹو سمجھ کر گورنر جنرل، لفٹنٹ گورنر اور ان کے ماتحت حکام مجھے کرسی دیتے ہیں۔ اور ان کے درباروں میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہاں بھی کرسی ملتی ہے، پھر اگر عدالت میں بوقت اظہار مجھے کرسی نہ ملی (جو کسی کو بھی نہیں ملتی، اور خود قادیانی کو بھی عدالت ملتان میں نہیں ملی) تو اس میں کونسی توہین ہوئی جس کو قادیانی اور اس کے اتباع اس پر نمک مرچ لگا کر اور بغلیں بجا کر شہرت دے رہے ہیں۔

توہین تو وہ ہے جو اس غلط تشہیر کے تھوڑے ہی دنوں بعد قادیانی کو نصیب ہوئی اور:

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

کی تصدیق ہوگئی۔ یہ قادیانی ملتان کی شہادت سے فارغ ہو کر لاہور پہنچا اور لکھی طوائف کی بیٹھک میں سنہری مسجد کے متصل ٹھہرا، اور ملا محمد بخش مہتمم اخبار جعفرزٹلی اور منشی امام الدین نے اسے اس کے کفریات پر بحث کیلئے للکارا، تو دم دبا کر بھاگ گیا اور اس کے بھاگنے پر شہر کے لڑکے اس کے پیچھے ہو لئے اور تالیاں بجاتے، اور وہ بھاگا، پکارتے ہوئے دہلی دروازہ سے باہر نکال کر واپس ہوئے چنانچہ پرچہ اخبار جعفرزٹلی لاہور میں کہا ہے۔

مرزا قادیانی لاہور میں: مرزا جی دورہ کرتے ہوئے ۲۹۔ اکتوبر (۱۸۹۷ء) کو لاہور میں

پہنچے۔ سنہری مسجد کے سامنے لکھی کے مکان پر اترے۔ ہر چند میں نے ان کو مباحثہ کے لئے کہا مگر وہ اپنی کرتوتوں سے مقابلہ میں نہ آئے اور نہ کسی قسم کے مسئلہ کا جواب دے سکے۔ بات یہ ہے کہ مرزا جی زیادہ تر زبانی جمع خرچ اپنے پیٹ کے لالچ سے ہر وقت کرتے رہتے ہیں اور اپنے دعوی کے ثبوت میں تین کانے بھی نہیں رکھتے۔ غرض مرزا جی جیسے آئے تھے ویسے ہی بیک بنی و دوگوش گاڑی میں بیٹھ کر رفو چکر ہوئے۔ لاہور کے عام ہندو مسلمان تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں نے آپ سے سخت نفرت ظاہر کی اور آپ کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہ کیا۔ جب مرزا جی سوار ہوئے تو لڑکوں نے تالیاں پیٹیں اور یہ کہنا شروع کیا کہ: مرزا کی بو...الخ

اب ہم قادیانی اور اس کے اتباع سے جو الہام (شیطانی) انی مھین من اراد اھانتک کو بار بار پڑھتے تھے پوچھتے ہیں کہ یہ الہام کس کے حق میں ہوا تھا اور کس پر صادق آیا۔ وہ کچھ شرم وحیا کا شمہ رکھتے ہوں تو صاف الفاظ میں جواب دیں کہ وہ قادیانی کو اپنے ہی حق میں ہوا۔ اور برطبق دست خود دہان خود اسی پر صادق آیا۔

قصہ کرسی کے متعلق قادیانی کے اشتہار ۷ مارچ ۱۸۹۸ء کا ذکر و جواب

قصہ کرسی کے متعلق قادیانی کے مفتریات مذکورہ اور اسی قسم کی اور چند جھوٹی باتیں اس کی کتاب البریہ میں مشتہر ہوئیں تو ایک خط نمبر ۱۱۲ مورخہ ۲۸ فروری کے ذریعہ اس سے ان باتوں کے ثبوت پر شہادت طلب کی گئی اور کہا گیا کہ ایک مجلس میں بمقام لاہور یا بٹالہ یا گورداسپور، منجملہ ان اشخاص کے جن کو وہ اپنا گواہ بناتا ہے دو یا تین شخصوں کی شہادت پیش کرے۔ اس کے جواب میں اس نے اشتہار ۷ مارچ ۱۸۹۸ء جاری کیا جس میں ہماری بات وسوال کا تو ذکر تک نہ کیا اور بجواب اس کے یہ لکھا کہ میری گواہوں سے تم خود ہی شہادت طلب کر کے کسی جلسے میں پیش کرو یا مجھ پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کرو۔

ہر چند اس کا جواب نامعقول اور بلا صواب تھا کیونکہ کسی گواہ کی شہادت پیش کرنا اسی شخص کا کام ہے جو اس کو اپنا گواہ بناوے، نہ اس کے مقابل کا کام، اور نالش کرنا بھی حق پر ہونے کا لازمہ نہیں۔ بہت شریف دنیا میں ایسے ہیں جو لوگوں سے مال و آبرو کا نقصان اٹھاتے ہیں پر عدالت کے دروازہ تک نہیں جاتے۔ تاہم خاکسار نے بعض لوگوں سے جن کا نام اشتہار میں درج

کیا تھا بذریعہ خطوط اور بعض کو اپنے پاس بلا کر شہادت حاصل کی۔ اور وہ شہادت تحریری میرے پاس موجود ہے اور میری صلاح پختہ ہوگئی تھی کہ اسپر نالش دائر کروں اور اسکو جیل خانہ کی سیر کراؤں۔ مگر مجھے حضرت علی مرتضی کا وہ مشہور قصہ یاد آ گیا کہ آپ نے اپنے ایک دشمن کافر سے مقابلہ کیا تو اس کو نیچے گرا دیا۔ جب اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اس کو قتل کرنے لگے تو اس کم بخت نے آپ کے منہ مبارک پر تھوک دیا، تب آپ نے اس کو صاف چھوڑ دیا جس سے وہ متعجب ہوا اور پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تک تو نے مجھ پر تھوکا نہ تھا، میرا تجھ سے مقابلہ اور غصہ محض خدا کے لئے تھا، اور جب تو نے تھوکا تو مجھے اپنے بغض کی وجہ سے غصہ آ گیا، لہذا میں نے اس کا نافذ کرنا پسند نہ کیا اور تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کا یہ فعل اس دشمن کافر کے اسلام کا باعث ہوگیا۔

اس قصہ کو خیال میں لا کر میں نے سوچا کہ اس سے پہلے تو اس قادیانی سے مقابلہ محض للہ اور صیانۃً لدین اللہ تھا، اور اب کرسی کے قصہ میں اس دجال نے میری ذات پر حملہ کیا ہے تو مجھے اس سے اپنا ذاتی رنج بھی پیدا ہوگیا ہے لہذا باقتداء حضرت علی مرتضی اس سے درگذر کرنا مناسب ہے۔

یہی بات بعینہ (بلا ذکر قصہ حضرت علیؓ) ڈاکٹر مارٹن کلارک نے کہی کہ مجھے قادیانی کی جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں عدالت میں شہادت دینے سے کوئی عذر نہیں مگر اس مقدمہ کو جس میں آپ کا ذاتی تعلق ہوگیا ہے عدالت میں لے جانا آپ کی شان سے بعید ہے۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کے اس قول سے زیادہ شرم آگئی کہ ایک شخص غیر مذہب اور قادیانی کا مخالف ہو کر مجھے یہ نصیحت کرتا ہے تو اب میرے لئے عدالت میں جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ بھی مجھے خیال آ گیا کہ لاہور میں اس دجال کے پیچھے تالیاں بجیں، لڑکوں نے اس کی گت بنائی اور اخبار جعفر زٹلی میں ہمیشہ اس کی خدمت ہوتی رہتی ہے پھر یہ دجال ہوکر، کافر مرتد کہلا کر، صبر کرتا ہے اور نالش کا نام نہیں لیتا تو ہم کو مسلمان اور مسلمانوں کے وکیل ہوکر صرف اس کی ذاتی بدگوئی کے سبب نالش کی طرف متوجہ ہونا کب مناسب ہے۔ اور اگر قادیانی میرے اس اعراض کو اپنی حقانیت اور میرے ناحق ہونے پر دلیل بنالے اور پھر وہ اشتہار کے ذریعہ سے نالش کی درخواست کرے تو ناچار بنظر احقاق حق وابطال باطل عدالت کی طرف رجوع کیا جائے گا انشاء اللہ تعالی، اگر مخلص دوست اس امر کی اجازت ومشورہ بذریعہ تحریر دیں۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۲۵۴-۲۸۴)

بجلی آسمانی

برسر دجال قادیانی

بجلی آسمانی پنجابی شعروں میں منظوم کتاب ہے اور تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کا لٹریچر ہے۔اس کے متعلق مولانا اللہ وسایا ڈیروی لکھتے ہیں :

حضرت نے یہ کتاب مرزا قادیانی کی زندگی میں تحریر کی اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ۱۱۶ صفحات اور دوسرا ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ چند سطری اردو عبارت میں مرزائیوں کا اعتراض نقل کر کے اس کا پنجابی اشعار میں جواب دیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں تین سو قادیانی اعتراضات کے جوابات ہیں ہزاروں پنجابی اشعار پر مشتمل یہ کتاب رد قادیانیت میں منفرد شان اپنے اندر رکھتی ہے۔اس میں احادیث شریفہ متعلقہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ کا پنجابی اشعار میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ بہت ہی قابل قدر اور عظیم الشان کتاب ہے۔

یہ کتاب مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہوئی۔ہمیں اس کے اڈیشن دوم طبع ۱۹۰۶ء کی فوٹو کاپی دست یاب ہوئی ہے جس کے کئی مقامات پر اشعار پڑھے نہیں جا سکے۔اور چونکہ یہ ایک مسلسل نظم ہے اس لئے نہ پڑھے جا سکنے والے اشعار کے سیاق وسباق کو بھی ترک کرنا پڑا ہے۔ نیز جن اشعار میں معانی کا تکرار تھا وہ بھی حذف کر دیئے گئے۔ اور رد قادیانیت سے متعلق چند بحثیں بغرض اختصار بھی حذف کی گئی ہیں۔ نیز سر سید احمد خان اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے نظریات کے ردّ میں جو کچھ اس کتاب میں شامل ہے اسے بھی ہم نے حذف کر دیا ہے۔باایں طریق پانچ ہزار سے زائد اشعار کی کتاب سے بطور انتخاب کم وبیش ڈھائی اشعار ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

بجلی آسمانی حصہ اول

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

قادیاں ہے ایک قصبہ چھوٹا آکھن پاس وٹالے
ڈٹھا نہ میں اج تک اسنوں نہ رب اگاں وکھالے
مغلاں دا اک بچہ کچا ہے ناخلف نہ ہویا
اس جاگہ ہے ایس زمانے اندر پیدا ہویا
ہے گستاخ دلیر زبانوں ایسے سخن الاوے
عجب نہ جان زمین دا اس تھیں پاٹ کلیجا جاوے
خاکی دا آسمانی جاون اوہ مردود نہ منّے
اصل اصول شرع دے جتنے سارے نے اس بھنّے
حضرت دے معراجوں بے شک ہے ایہہ منکر ہویا
آکھے ہے سی آنحضرت نوں ہویا کشفی رؤیا
نہ منّے عیسیٰ دا زندہ آسماناں تے جانا
نہ فر قرب قیامت اس دا اسماناں توں آنا
نہ کوئی دین نہ مذہب اس دا ہے ایہ بھارا دہری
دشمن ہے اللہ دا بے شک نبیاں دا ہے ویری
نبیاں نوں ایہ کوڑا ساحر جادوگر ٹھہراوے
معجزیاں نوں مسماریزم جادو کھیل بتاوے
بن مریم دیاں معجزیاں نو آکھے کھیل تماشا
خلق طیور وغیرہ اندر آکھے سچ نہ ماشا
ملہم تے مامور من اللہ آکھے اپنے تائیں
آکھے کر پیغمبر مینوں بھیجیا ہے رب سائیں
ہے دجال تے جو بن مریم وچہ حدیثاں آیا
دابہ تے یاجوج وغیرہ جو حضرت ﷺ فرمایا
ایہ سب چیزاں آنحضرت نوں آکھے سمجھ نہ آیاں

ایہ سب گلاں اصلی وچوں آکھے میں ہن پایا ں
دین اسلام تائیں اس جھوٹھے لایا بھارا وٹا
دشمن ہے ایہ دین نبی دا وچوں کافر کٹا
جھوٹھا اس دے جیہا نہ آیا دنیا اتے کوئی
مڈھو ں اس دی اج تک کوئی بات نہ سچی ہوئی
کجھ نہیں ہے پلّے اسدے خالی مارے لافاں
کھوٹا ہے کجھ قدر نہ اس دی وچہ بازار صرافاں
دنیا ٹھگن دا اس جوگی ہے ایہ ڈھنگ بنایا
ٹھگی مکر فریب دغیدا ہے اس جال پھیلایا
ہے الہام اتے اس جھوٹھے اپنی اِٹ جمائی
کشف الہام اتے ہے اس دی ساری کاروائی
آکھے الہاماں دی بارش ہووے اتّے میرے
حاصل ہون الہاموں مینوں غیبی علم بہتیرے
جھوٹھے فرضی الہاماں دیاں نہراں ایس وہایاں
علم شیطانی بدّل وانگوں اس تے جھڑیاں لایاں
جھوٹا ہے الہام نہ ہووے اس نوں مطلق کائی
جھوٹا ہے سب تانا اس دا صدق نہ اس وچ رائی
کی ہے سند جو ملہم بندا ہے ایہ جھوٹھا واہی
کوئی سند قرآن حدیثاں اندر مول نہ آئی
ملہم ہونے دی الہاموں جے کر سند لیاوے
دور تسلسل اس تھیں بے شک اس تے لازم آوے
بھی ہے وچہ حدیثاں حضرت ایہ گل صاف بتائی
باجہ عمرؓ دے اس امت وچہ ملہم ہور نہ کائی

(قال النّبی ﷺ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرا ئیل محدّ ثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امّتی منھم احد فعمر۔ بخاری ومسلم)

یعنی جھڑے اسرائیلی گذرے قبل تساندے
بعضے مرد محدث ملہم آہے وچہ انہاں دے
نال ملائک گلاں کردے آہے اوہ ربانی
اے پر او پیغمبر ناہے نہ نبیاں دے ثانی
جے کر فرضاً اس امت وچہ ملہم ہووے کائی
ہے فاروق فقط اوہ بیشک نص جویں ہے آئی
مسئلہ ہے ایہ نصی ثابت ہویا اس تھیں بھائی
باجہ عمرؓ دے اس امت وچہ ملہم ہور نہ کائی
باجہ عمر دے ملہم ہوون ہرگز ممکن ناہیں
نہ کوئی ہویا نہ کوئی ہوسی روز قیامت تائیں
باجہ عمر الہامی دعوی ہووے جس نوں کائی
جھوٹھا کاذب جانوں اس نوں شک نہ اس وچہ رائی
نام عمرؓ دا مرزا جیکر وانگ مثال ٹھراوے
شرط حدیث جو اندر آئی بالکل لغو سیاوے
ہے فاروق انہاں دے وچوں کیوں نہ صاف بتایا
کیونکر شرط معلق اسنوں اس دے نال ٹھہرایا
بھی ایہ مسئلہ ہے اتفاقی ثابت علم کلاموں
علم نہ حاصل ہووے بالکل کشفوں تے الہاموں
ثابت اس تھیں مول نہ ہووے حکم شرع دا کائی
اینویں مڈھوں چلیا آیا مسئلہ ایہ اجماعی
اینویں ہے علماواں لکھیا اندر بہتی جائیں
بعضی نقل سناواں تینوں سمجھ دلے تے لائیں

و الالهام المفسر بالقاء معنی فی القلب بطریق القبض لیس من اسباب المعرفة لصحة الشیٔ عند اهل الحق۔ (شرح عقائد نسفی)

اور کہا علامہ سید محمد بن اسماعیلؒ نے :

الا ان انکشف لا یستدل و لا بالالھام فی الاحکا م قال الشیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیه فی کتا به منھا ج الاعتدا ل ما... ان الکشف و الالھام لا یلتفت الیھما فی الادیان و الاحکام قال و لو کان الالھام طریقاً الی العلم لکان رسول اللّٰه ﷺ ا حق من قضی به و قال ﷺ قد کان فی الامم قبلکم محد ثو ن فان یکن فی امتی احد فعمرؓ و علی ھذا فلم یکن عمرؓ یحکم بالالھا م ... ما یقع فی قلبه حتی یعرض ذلک علی الکتاب و السنّة فان وافقه قبّله و الّا ردّ (یعنی الہام کے معنی لغت میں، ڈالنا ہے کسی چیز کا دل میں بطور فیض کے، اور وہ اہل حق کے نزدیک کسی چیز کی صحت پہچاننے کے اسباب سے نہیں اور کہا علامہ محمد بن اسماعیل نے کہ کشف اور الہام احکام میں لائق استدلال نہیں ۔ اور کہا ابن تیمیہ نے منہاج الاعتدال میں کہ کشف اور الہام کا دین اور احکام میں کچھ اعتبار نہیں اور نہ لائق التفات ہے اور اگر الہام علم کا طریق ہوتا تو رسول مقبول لائق تر تھے کہ اس کے ساتھ حکم کرتے اور فرمایا کہ البتہ پہلی امتوں میں ملہم تھے اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمرؓ ہی ہے اور بنا براس کے پس نہ تھے عمر فاروق حکم کرتے ساتھ الہام کے محض جب کہ ان کے دل میں واقع ہوتا یہاں تک کہ اس کو قرآن و حد یث کے پیش کرتے ۔ پس اگر قرآن و حدیث کے موافق ہوتا تو قبول کرتے ،نہیں تو رد کرتے)

اور مجالس الابرار میں ہے (عربی عبارت کا ترجمہ) جو شخص یہ گمان کرے کہ جو خاطر یعنی الہامات دل میں پیدا ہوں ان سے رسول اللہ ﷺ کے شریعت سے استغنا کی جاتی ہے وہ اشد کافروں میں سے ہے کیونکہ جائز ہے کہ وہ الہام القائے نفس یا شیطان سے ہو پس جب تک کہ اسے آنحضرت ﷺ کے افعال سے پیش نہ کیا جائے قابل اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ مخالفت کا خوف ہے ۔ پھر کہا مجالس الابرار والے نے کہ الہام اور خوابیں اجرائے احکام کی معرفت کے طریقوں میں سے نہیں ہیں خصوصاً جب کہ کتاب وسنت رسول اللہ ﷺ سے مخالف ہوں ۔ اس مسئلے کو علماء نے بیان کیا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کہ جو سردار ہیں محدثین اور الہام والوں کے، کے دل میں جو الہام واقع ہوا کرتا تھا تو اس کی طرف التفات اور اسپر عمل نہ کرتے تھے بجز موافقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ۔ پس ان جاہل لوگوں کو کسی قسم کی حضرت عمرؓ سے برتری ہے کہ وہ کچھ تھوڑی سی چیز اپنے دلوں میں دیکھ کر

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے اس تھوڑی سے چیز کو ترجیح دے دیتے ہیں اور ان دونوں کی طرف پرواہ ہی نہیں کرتے اور علماء طریقت میں سے محققین کتاب اللہ و سنت رسول سے تمسک کیا کرتے تھے اور اپنے فعلوں کو اور مجاہدوں کو اور مکاشفوں کو انہی دونوں سے وزن کیا کرتے تھے۔ پس جس قدر کہ ان دو میزانوں سے موزوں اور ان دو شاہدوں سے ثابت نہ پایا کرتے تھے اس کی طرف کچھ پرواہ اور التجا نہ کرتے تھے۔ اور ابو سلیمان دوانی کہتے ہیں کہ بسا اوقات میرے دل میں چند نکتے قوم کے نکتوں میں سے پڑتے ہیں لیکن میں قبول نہیں کرتا مگر دو عادل شاہدوں کے ساتھ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔ اور کہا ابو سعید خراز نے جو باطن کہ ظاہر کے مخالف ہے وہ باطل ہے۔ اور کہا ابو جعفر کبیر نے کہ جس شخص نے اپنے احوال اور افعال اور اقوال کو کتاب اور سنت کہ جو دو میزان ہیں کے ساتھ وزن نہ کیا اور پسند کیا اس نے الہاموں کو تو اس کا نام دیوان الرجال میں درج (نہ) سمجھیں اور بغداد والے حضرت جنید نے فرمایا کہ خداوند کریم کی طرف انسانوں کی سانسوں کی تعداد رستے ہیں اور سوائے اس شخص کے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر چلنے والا ہوا سب لوگوں پر وہ سب رستے بند ہیں۔ اور حکایت ہے کہ حلاج کے قتل پر فتوی دیا گیا تھا بوجہ اس کہ اس سے انا الحق کا کلمہ صادر ہوا۔ پس اے عاقل مرد تمہیں اتنا پتہ نہیں کہ وہ ایسے ایسے بڑے لوگ شریعت کے ساتھ تمسک پکڑا کرتے تھے اور اس سے مخالف نہیں کرتے تھے۔ اسی واسطے نہیں جائز اعتماد کرنا قلبی باتوں اور الہاموں پر بلکہ ضرور ہے کہ ان میں کتاب اور سنت سے پیش کر کے موافق پر عمل لاوے اور مخالف کو چھوڑ دیوے۔ اور بعض ان کاموں میں سے ریاضت ہے کہ اس سے آدمی کو تصفیہ حاصل ہوتا ہے اور اسی سے مکاشفات اور خارق العادت باتوں کی طرف پہنچا جاتا ہے اور وہ خدا کی رضا پر دلالت نہیں کرتا۔

یعنی سب خلقت تھیں وڈا کافر ہے او بھائی
غرّہ اپنے الہاماں تے جو ہو کر سودائی
آکھے شرع نبی دی حاجت مینوں بالکل ناہیں
کافی کشف الہام جو آکھے ہووے میرے تائیں
نہ او جانے مطلق جو کجھ دل اس دے وچ آوے
آہی او القاء نفسی یا کجھ شیطان دل وچ پاوے

ہے علماواں تصریح کیتی جو حالات منامی
مطلق چیز نہیں کجھ بالکل کشف الہام تمامی
حجت مول نہیں ایہ بالکل اندر شرع نبی دے
جائز استدلال نہ اس تھیں اندر عمل عقیدے
ہو الہام مخالف جد فر نال قرآن حدیثاں
تکیہ الہاماں تے کرناں ہے دستور خبیثاں
ہے فاروق محدث ملہم بے شک سب تھیں نامی
لائق عمل نہ جانی انہاں کوئی بات الہامی
نال قرآن حدیث نہ ثابت جد تک انھوں پایا
حکم نہ کیتا اس تے بالکل نہ معمول ٹھہرایا
پس ایہ جاہل دیکھن کشفوں بعضی ادنی چیزاں
کرن مقدم انہاں اتے اس نوں باجہ تمیزاں
اہل طریقت ہو جو گزرے پہلے مرد یگانے
حجت پکی پکڑی انہاں نال حدیث قرآنے
اپنے کشف نہ الہاماں تے انہاں عمل کمایا
نال قرآن حدیث موافق جب تک مول نہ پایا
غرض قرآن حدیثاں بے شک ہے معیار ایمانی
انہاں باجہ نہ کجھ متمسک لائق حجت جانی
ملے جو نال قرآن حدیثاں اس تے عمل کماوے
غیر مطابق جو کجھ ہووے اس نوں دور وگاوے

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ارشادالطالبین میں لکھا ہے کہ الہام اولیاء کا موجب علم ظنی ہے اگر ولی کا کشف اور الہام کسی حدیث کے جو احاد میں سے ہو بلکہ کسی قیاس کے جو شرائط قیاس کا جامع ہو مخالف ہووے تو اس جگہ حدیث کو بلکہ قیاس کو بھی الہام پر ترجیح ہوگی اور اس مسئلے پر سب سلف اور خلف کا اجماع ہے اور خواجہ معصوم لکھتے ہیں کہ کشوف اور منامات اور بشارات صحیحہ اور صادقہ اور انکے خلاف میں تفرقہ وتمیز کرنا متعسر اور مشکل ہے پس ان پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

کشف الہام ظنی ہے یعنی لائق عمل نہ جانو
جد تک ہو تصدیق نہ اس دی نص حدیث قرآنو
کشف الہام ربانی ہووے بھی ہووے شیطانی
ممکن مول نہ فرق انہاں وچہ کرنا نال آسانی
نامعلوم ہووے کجھ بالکل سچا کھوٹا کہڑا
باجہ قرآن حدیث نہ ممکن انہاں وچہ نکھیڑا
نال قرآن حدیث موافق جد الہام نہ آوے
عمل نہ الہاماں تے کوئی جائز مول بتاوے
اینویں جد الہام مخالف نال اجماع دے تھیوے
جائز کشف نہ الہاماں تے بھی نہ عمل کی جیوے
ہو جد نال قیاس مخالف علماواں فرمایا
جائز عمل نہ الہاماں تے بھی تد کرنا آیا
ہے الہام قیاسوں بھی جد کمتر درجہ بھائی
نہ فر قدر رہی ہن اس دی بالکل مطلق کائی
بھی خود مرزا الہاماں نوں لائق عمل نہ جانے
حجت مول نہیں کجھ آکھے باجھ حدیث قرآنے
بلکہ اس تھیں بھی اس ودھ کے دھریا پیر اگاہیں
نبیاں دے الہاماں نوں بھی آکھے حجت ناہیں
آنحضرت ﷺ دا بھی ایہ جھوٹا میلا کشف بتاوے
بھی الہام نبی دے بعضے ایہ مخلوط ٹھہراوے

مرزا قادیانی کہتا ہے: کشف میں خطا کا احتمال بہت ہے۔ ازالہ اوہام ص ۵۶۷؛

الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت قرآن کریم کے حجت نہیں۔ ازالہ اوہام۔ ص ۶۲۹۔

بلکہ اس سے بڑھ کر مرزا، نبیوں اور رسولوں کے الہامات اور مکاشفات کو بھی صحیح اور قابل اعتماد نہیں جانتا چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چارسو نبی نے اس کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔

عام الہام نہ حجت یعنی نہ الہام ولیاں
ایویں مول نہ لائق حجت کشف الہام نبیاں
نبیاں دا الہام نہ جد خود لائق حجت جانے
کی ہن چیز ہویا فر مرزا کرن قیاس سیانے
نبیاں دے الہام نہ جد خود ایہ حجت ٹھہراوے
کی ممکن الہاموں فر ایہ ابن مریم اکھواوے
کیوں ایہ اپنے کشف الہاموں بنیا ہے الہامی
کیوں الٹا ئے آ الہاموں اس احکام اسلامی
بھی الہام بہتیرے اس دے ایسے نظری آون
آپس اندر سخت مخالف نا تطبیقاں کھاون
جس دے دو الہام مخالف ظاہر ہوون بھائی
اک مثبت ہو دوجا نافی صورت میل نہ کائی
اک الہام موافق ہووے سارے اہل اسلاماں
دوجا ہو الہام مخالف اہل ایمان تماماں
کس نوں چھڈے اس صورت وچہ لیوے کس دے تائیں
کس تے عمل کرے ہن کوئی ایہ گل کھول سنائیں
بھی الہام بہتیرے ایویں مہمل اس نوں آئے
اپنے الہاماں دے اج تک معنی ایس نہ پائے

مرزا کا ایک الہام یوں ہے: ربنّا عاج: یعنی ہمارا رب ہاتھی دانت ہے۔

دیکھو اس نوں کی کجھ بکدا ہے ایہ پاجی
اللہ پاک مقدس تائیں یعنی آکھے عاجی
اللہ پاک مقدس تائیں ہاتھی دانت ٹھہراوے
کنہ نہ جانے کوئی اس دی کیوں ایہ کنہ بناوے
اک الہام براہن اس دا دساں تیرے تائیں
مشت نمونہ ہو خرواراں سمجھ دلے تے لائیں

قال القادیانی: انّا انز لناہ قریبا من القا دیا ن۔(: تحقیق اتارا ہم نے اس کو نزدیک قادیان کے)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور شہر میں اتارا ہے، کیونکہ قریب کے لفظ سے اور ہی کوئی مقام سمجھا جاتا ہے نہ خاص قادیان۔

یعنی آکھے میرے ملہم مینوں ہے فرمایا
نیڑے قادیاں تیرے تائیں اوتوں میں پہنچایا
ممکن مول نہیں ایہ بالکل ہو الہام ربانی
ہے ایہ جان حقیقت اندر بے شک علم شیطانی
کیسا ہے ایہ پاگل ملہم سمجھ نہ کجھ اس تائیں
قادیاں پاس اتارے اسنوں اندر قا دیاں نائیں
اس الہام اندر اس جھوٹے ہے تاویل بنائی
مطلب اس دا ہین معارف آکھے اے سودائی
یعنی ہین معارف اللہ اسماناں تو گھلّے
نیڑے قادیاں آ کر انہاں مغلاں دے گھر ملّے
ایہ تاویل سراسر اس دی باطل جھوٹی واہی
جمع جمع تے راجع واحد ایہ گل لازم آئی
بھی نہ کیوں فر قادیان اندر کیتا آن اتارا
باہر قادیاں تھیں کیوں آکر لیتا انہاں سہارا
بھی ہے لفظ قریباً مطلق اس وچہ جان پیارے
کتّے سؤر وغیرہ اس وچہ داخل ہوئے سارے
بیتاں باغ درخت وغیرہ چیزاں ہور تمامی
باہر قادیاں تھیں ہے جو کجھ ہوئے سب الہامی
نام نہ اس جھوٹے دا بالکل مطلق اس وچ آیا
کیوں فر ایہ علم شیطانی اپنے اوپر لایا
ایسا ملہم ایسا مہمل کیوں الہام بتاوے
مطلب جس دا خود ملہم نوں سمجھ نہ بالکل آوے

مشکل تھیں اس جھوٹے عیسی یہ تاویل بنائی
قسمت ہی پر وگڑی ہوئی پیش نہ چلّی کائی

قال القادیانی: اور کشفی طور پر میں نے قرآن مجید کے داہنے صفحہ میں یہ الہامی عبارت یعنی انا انزلناہ قریباً من القادیان لکھی ہوئی دیکھی تو میں نے کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے اور تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے مکہ مدینہ قادیان۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۔۷۷)

توبہ دیکھو اللہ تے اس کی طوفان اٹھایا
اپنے باطل کشفوں اس نے ہے قرآن ودھایا
بھی ایہ آکھے قرآن اندر بے شک اللہ سائیں
عزت نال بیان فرمایا ہے اس قادیاں تائیں
یعنی سچ مچ آکھے قادیاں اندر قرآن آیا
مکے یثرب نال برابر بے شک اس دا پایا
دیکھو کی طوفان اٹھایا اس بچے مغلانی
علم شیطانی نوں ٹھہراوے ایہ آیت قرآنی
لیکن اس نے اج تک اس دا پتہ نہ مول بتایا
قادیاں کتھے کس جاگہہ ہے اندر قرآن آیا
قرآن اندر مرزا جے کر قادیاں مول نہ پاوے
لازم اس تے غیرت تھیں فر ڈب کے مرجاوے
خود اس لکھیا جو ایک نقطہ وچ قرآن ودھاوے
کافر بے شک ہووے اس تھیں جو کچھ ہور گھٹاوے
کیوں فر ہے ہن قادیاں اس نے وچہ قرآن ودھایا
کیوں ایہ جھوٹا آکھے قادیاں اندر قرآن آیا
جھوٹھا ہے الہام نہ ہویا اس نوں بالکل کائی
جھوٹھو جھوٹ بناوے دل تھیں صدق نہ اس وچہ رائی

قال القادیانی: مجھ کو حکم ہوا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں

ہوگا وہ جہنمی ہے۔ خط ۱۶ جون ۱۸۹۹ء اسمی الٰہی بخش۔

اور: خدا نے مجھے فرمایا کہ زمیں میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان میں کشتی تیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہی غرق سے نجات پاوے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کیلئے موت درپیش ہے اس کی لاش بھی سلامت نہ رہے گی۔ (فتح الاسلام۔ ص ۴۲، ۵۸)۔

یعنی مینوں حکم ہویا ہے آکھاں خلقت ساری
بیعت جو نہ کرسی میری ہے اوہ بے شک ناری
دین اسلام نجاتاں کارن یعنی مول نہ کافی
نال قرآن حدیث نہ ہرگز ناروں ہوگ جدائی
توبہ توبہ دیکھو اس نوں کیسے کفر الاوے
اہل اسلام تماماں تائیں ایہ ناری ٹھہراوے

قال اللہ تعالیٰ: انّ الدّین عند اللّٰہ الاسلام۔ بیشک دین نزدیک اللہ کے اسلام ہے۔

و قال تعالیٰ: ، من یّبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یّقبل منہ۔

جو شخص تلاش کرے اسلام کے سوا دین پس ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا اس سے اور وہ آخرت میں نقصان والوں سے ہوگا۔

یعنی ہے اسلام مقدس سچا دین حقانی
اس دے باج نہ کوئی ہرگز برحق مذہب جانی
باجھ اسلاموں دین حقانی ہور جے ڈھونڈے کائی
ہو مقبول نہ اس تھیں ہرگز آخر ہو رسوائی
دین اسلام اتے ہے سارا دار مدار نجاتاں
اس دے باجھوں ہور تمامی ایویں کوڑیاں باتاں
دین اسلام نہ جس بندے نوں آتش کنوں بچائے
کی ممکن مرزے دی بیعت اس نوں نفع پنچاوے

قال اللہ تعالیٰ: اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول فرمان برداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول ﷺ کا

رب ہی نوں منّوں ہر جا قرآن اندر آیا
نام نشان نہ کجھ مرزے دا مطلق کدھری پایا

بھی نہ وچ حدیثاں بالکل ایہ گل کدھرے آئی
منن مرزے دا ہے واجب اوپر کل لوگائی
کیوں جائز فر اس جھوٹھے نوں ایسے کفر الاوے
اپنی بیعت نوں ایہ موجب جنت نار ٹھہراوے
سلف اصحاب نہ ہوری اج تک ایسی بات الائی
کیوں جائز فر اس نوں ایسا دعوی کرے سودائی

شرح عقاید نسفی میں ہے:

لا یبلغ الولی درجة الانبیاء لانّ الانبیاء معصومون مامونین (نہیں پہونچتا ولی، نبی کے درجہ کو، اس واسطے کہ انبیاء بے گناہ بےغم پیدا کئے گئے ہیں)

اور فقہ اکبر کی شرح میں ہے: و امّا غیرهم من الاولیاء و العلماء و الا صفیاء فلا .... الایمان و ان ظهر منهم خوارق العادا ت و جمال انواع الطاعا ت فان مبنی امره علی الایمان و هو مستور علی افراد الانسان و لهذا کانت العشرة المبشرة و امثالهم خا ئفین من انقلاب ا حوا لهم و سوء اعما لهم فی مآلهم ۔ (اور سوا ان کے اولیا اور علماء اور صوفیا ظاہر میں پس نہیں یقین کیا جاتا ساتھ موت ان کی کے ایمان پر اگرچہ ظاہر ہوں ان سے برخلاف عادت کے اور بندگیوں کی قسموں کی خوبیاں کیونکر اس کے امر کی مدار ایمان پر ہے اور وہ پوشیدہ ہے انسانوں پر اور اسی واسطے تھے عشرہ مبشرہ اور ان کی مانند خوف کرنے والے برگشتگی احوال اپنے سے اور برائی اعمال اپنے سے آخرکار)

اے منصب ہے خاصہ نبیاں یعنی دل تے لائیں
امن ایمانوں حاصل بے شک آخر انہاں تائیں
جائز ہے انہاں نوں اپنی بیعت طرف بلاون
اپنی بیعت تائیں موجب جنت نار ٹھہراون
انہاں باج نہ امن ایمانوں حاصل ہوری تاہیں
عالم ہو خواہ ولی مکمل اڑے وچ ہوائیں
مخفی بے شک ہے انساں تے مرنا نال ایمانے

نال ایمان دے مرسی آخر ایہ گل نہ کوئی جانے
اپنے ایمان دی بھی جد خود اطلاع اس نوں ناہیں
کی ممکن فر ناری ناجی آکھے لوکاں تائیں
کفر صریح ایہ کہنا اس دا شک نہ اس وچہ کائی
ایسے کلمے کفر بہتیرے بک دا ہے ایہ وا ہی

قال النّبی ﷺ ترکت فیکم امرین لن تضلّوا ما تمسّکتم بھما کتاب اللّٰہ و سنّۃ رسولہ ۔(رواہ الموطا)۔

یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، تم گمراہ نہ ہو گے جب تک کہ ان کو مضبوط پکڑے رہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت۔

عمل قرآن حدیث تے واجب بے شک عمل کمائیں
گمراہ نہ ہو کوئی جد تک پکڑے انہاں تائیں
چھوڑے جو کوئی انہاں تائیں بھلاّ سدّھے را ہوں
گمراہ ہے اوہ بے شک جانوں ردّ ہویا درگاہوں
عمل قرآن حدیثاں اتّے واجب ہے جد بھائی
باجہ قرآن حدیث نہ ہرگز ہو وصول رہائی
کیوں جائز فر واجب آکھے اپنی بیعت تائیں
کیوں ایہ گمراہ کر کر سٹّے خلقت اندر چائیں
غرض نصوص قرآن حدیثوں ثابت ہویا بھائی
بیعت اس جھوٹے دی بے شک موجب ہے گمراہی
اس دی بیعت اندر عمداً جو کوئی داخل ہووے
ہے او بے شک ناری دائم دوزخ اندر رووے
مرزا ہے خود کافر دائم دوزخ اندر رووے
کیوں جائز ہو بیعت اس دی جو خود ناری ہووے
بھی مغفور ٹھہرایا ہے اس جھوٹے اپنے تائیں
یعنی آکھے قطعاً مینوں بخش چکا رب سائیں

یعنی انا فتحنا اندر جو آیت ہے آئی
مرزا آکھے میرے حق وچہ ہے اللہ فرمائی
ایویں قرآن اندر جو رب حضرت نوں فرمایا
آنحضرت تھیں اس نے کھوہ سب اپنے اوپر لایا
سب قرآن تائیں ایہ ملحد اپنے اوپر لاوے
ہر آیت نوں فرضی اپنا ایہ الہام بتاوے
کیونکر کتھوں اس کافر نے جانے ایہ گل بنائی
بخش چکا رب ایس کافر نوں پائی ایس رہائی
نبیاں باجہ نہ بالکل مطلق ایہ گل کوئی جانے
مومن مرسی یا ہو کافر مرسی باجہ ایمانے
کیوں جائز فر اسنوں ایسے بولے بات زبانی
گوز شتر ہے بے شک اسدا ایہ سب وہم شیطانی
ہے الہام ہویا اج بیشک مینوں اللہ ولوں
رات نہ جیواں جے کر جھوٹا ہو واں میں اس گلوں
مرزا بے شک کافر دائم دوزخ اندر رووے
سڑسی ابداً دوزخ اندر کدی خلاص نہ ہووے
مرزا خود ایمان جے اپنا ثابت کر دکھاوے
اس دے انعاماں وچہ فر وہ جو کچھ چاہے پاوے
دنیا اندر جو جو کفر کبیرے بھارے
اس کافر دے اندر بے شک پائے جاون سارے
ملحد بھارا ہر گل اندر ایہ الحاد کماوے
قطعی کفر کبیرے جیڑے انہاں دین ٹھہراوے
جو جو اعتقادی باتاں اصل اصول اسلامی
کر تحریفاں تے تاویلاں بدلے ایس تمامی
قبر عذابوں بے شک منکر ہویا ایہ سودائی

آکھے سپ نہ قبراں اندر نظری آوے کائی
اصل قیامت نوں ہی اس نے بے شک ہے الٹایا
کر تحریف الحادوں اس نے کجھ دا کجھ بنایا
یعنی اصل قیامت تھیں بھی منکر ایہ سودائی
اصل قیامت نوں ایہ کافر جانے چیز نہ کائی
کیوں فر ہن ایہ آکھے مینوں بخش چکا رب سائیں
فاسق فاجر سب دنیا تھیں ہے ایہ ودہ گناہیں

بحث امام زمان:

قال القادیانی: کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر صدی کے لئے قائم کی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من لّم یعرف امام زمانہ فقد ما ت میتۃ الجاھلیّۃ ۔یعنی جس نے اپنے زمانے کا امام نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور میں بڑی مضبوطی سے کہتا ہوں کہ وہ امام زمان میں ہوں۔ (ضرورۃ الامام۔ص۲،۴ وغیرہ)۔

جھوٹھا ہے یہ دعوی اس دا سند نہ اس دی کائی
باجہ دلیلوں دعوی باطل شک نہ اس وچہ رائی
ہر سو وچہ امام ضروری جد حضرت ٹھہرایا
باجہ پہچان اماموں ایویں مرنا کفر بتایا
ہور امام جو تیراں ، تیراں صدیاں اندر آئے
لازم ہے ہن اس تے سب دا گن گن نام بتائے
کون مجدد اس تھیں اگّے ہویا ایسا کوڑا
وعدہ کرکے جس نے اگّے کدی نہ کیتا پورا
اصل اصول اسلامی تائیں اگّے کس الٹایا
مطلب ہور قرآن حدیثاں کس ایہ دلوں بنایا
دابیوں تے دجالوں منکر ہویا کون سودائی
بن مریم یاجوج ماجوجوں کون ہویا گمراہی
کس نے آکھیا حضرت نوں اے خبراں سمجھ نہ آیاں

کس نے آکھیا میں ایہ چیزاں اصلی وجھوں پایاں
کون امامت والا ایسا دنیا اندر آیا
کس نے ایہ گستاخی کیتی کس نے کفر الایا
کون مسیح دے نازل ہونے تھیں ہے منکر ہویا
کس نے آکھیا بن مریم ہے دنیا اوتوں مویا
کس نے اس دے معجزیاں نوں شرک الحاد ٹھہرایا
سلف اصحاب تے سب امت نوں کس مشرک بتلایا
بن مریم موعود ٹھہرایا کس نے اپنے تائیں
کس نے آکھیا میں ہاں عیسی منّوں مینوں چائیں
آدم تے ہور نوح پیغمبر اگّے کس اکھوایا
موسی عیسی اپنے تائیں احمد کس ٹھہرایا
حضرت دے معراجوں اگے ہویا کون انکاری
کس نے کشف ٹھہرایا اس نوں کیتی جرأت بھاری
جبریل نہ خود کس آکھیا اوپر زمیاں آوے
نبیاں تائیں اس دی عکسی صورت نظری آوے
ممکن مول نہیں ملکاں دا اوپر زمیاں آنا
کس نے آکھیا جان کواکب انہانوں بتلانا
کس نے آکھیا جبل نہ اڈن روز قیامت بھائی
لہندیوں سورج چڑھے نہ ہر گز کس ایہ بات الائی
کس نے اپنے تائیں مرسل پیغمبر ٹھہرایا
افضل بعضے نبیاں نالوں کس اگّے اکھوایا
کس لوکاں نوں آ کے اپنی بیعت طرف بلایا
اپنی بیعت نوں کس موجب جنت نار ٹھہرایا
ملک الموت زمیں تے آ کر قبض نہ جاناں کردا
کس نے آکھیا ہر کوئی اس دی ہے تاثیروں مردا

کس نے آکھیا دنیا اندر ہین مؤثر تارے
انہاں دی تاثیروں ہوندے دنیاں دے کم سارے
روح القدس امین جو آیا وچہ آیات قرآنی
کس نے آکھیا اگّے ہے ایہ اصلی صفت انسانی
کس نے آکھیا جائز مینوں ابن اللہ اکھوانا
یعنی میں ہاں بیٹا رب دا اس وچہ شک نہ لانا
کس نے غیر عورت دے کارن کیتی پیشین گوئی
عقد میرے وچہ آوے بے شک زوجہ میری ہوئی
عالم فاضل سب دنیا دے کس نے سور بنائے
پیر فقیر زمانے دے سب کس فرعون ٹھہرائے
اک مجدد مرزا ایسا ثابت کر دکھلاوے
ایسا کفر کبیرہ جس وچہ کوئی پایا جاوے
کیوں جائز فر اسنوں ایسے دعوے کرے زبانی
جھوٹے ایہ سب دعوے اس دے گوز شتر تو جانی
لفظ امام زمانہ جو ہے وچہ خبر دے آیا
اپنے دعوی تے ایہ جھوٹھا جس دی سند لیایا
معنی اس دا حاکم عادل جب کر لئیے بھائی
یعنی جس دی ملکاں اتّے ہووے شوکت شاہی
مرزے تے ایہ معنی بالکل صادق مول نہ آوے
نہ ایہ اس صورت وچہ اس دے نال تطابق کھاوے
حاکم بن کر نہ ایہہ جھوٹھا دنیا اندر آیا
نہ اس حاکم عادل بن کے اپنا حکم چلایا

قال النّبی ﷺ الائمۃ من قریش۔ نبی ﷺ نے فرمایا، امام قریش میں سے ہیں۔

بھی ایہ مسئلہ ہے اتفاقی وچہ حدیثاں آیا
ہوگ امام قریشی دائم آنحضرت ﷺ فرمایا

باجھ قریش کسے نوں حاصل حق امامت ناہیں
انہاں باجھ نہ منّن جائز ہور اماماں تائیں
الٹ قرآن حدیثوں جے کر حاکم حکم بتاوے
منّن مول نہ جائز اس دا خود حضرت فرماوے

عن علیؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا طاعة فی معصیة اللّٰہ انّما الطّاعة فی المعروف و فی روایة لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، نہیں فرمان برداری بیچ گناہ اللہ تعالیٰ کے۔ تابعداری بیچ نیکیوں کے ہے)۔

(اور ایک روایت میں ہے، نہیں تابعداری مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں)۔

یعنی جے کر کوئی حاکم حکم کرے بریائی
جائز اس دا حکم نہ منّن بالکل مطلق کائی
کوئی بات نہ شرع موافق اس دی نظری آوے
ہے الحاد صریح ایہ جو کجھ لوکاں نوں بتلاوے
ایسے اکفر افجر تائیں جو امام ٹھہراوے
کافر ہے او بے شک بھائیو سدھا دوزخ جاوے
بے شک ہے ایہ عملی رتبہ علمی رتبہ ناہیں
حاصل باجھ نہ عملاں ہو ایہ رتبہ مول کدائیں
بھی ایہ حکم مقید ناہیں نا مخصوص زمانی
شامل ہے ایہ سب نوں دائم جو بندے رحمانی
جائز ہے ایہ ہر مومن نوں ہر دم کرے دعائیں
یارب سانوں متقیاں دا پیش امام بنائیں
جائز ہے پھر ایسے دینی ہون امام بہتیرے
کیوں فر ہے سب دنیا تھیں او رکھدا پیر اگیرے
باجھ پچھان اماموں جے کر مرزا کفر ایہائی
لازم آوے اکثر امت موئی وچہ گمراہی

طلحہ تے سعد سعید وغیرہ ہور اصحاب ہزاراں
حیدر نال لڑائی کیتی جنہاں پھڑ تلواراں
جو اصحاب علی دی بیعت وچہ نہ داخل ہوئے
کی آکھے گا ایہ انہاں نوں کافر ہو کر موئے
ایویں ایسے دینا اندر صدہا ہور مثالاں
کی تاویل کرے گا مرزا وچہ انہاں اقوالاں
کی دیوے گا ایس حدیثوں فتوی ایہ سودائی
کی آکھے گا ایہ انہانوں موئے وچہ گمراہی
ثابت ہویا حق امامت اس نوں حاصل ناہیں
لائق مول نہ اس رتبہ دے جانو اس دے تائیں
جو تعریف امام زماں دی گھڑ اس دلوں بنائی
کسی امام نہ اندر اس نے ثابت کر دکھلائی
بلکہ کسی نبی وچہ بھی اے مطلق نظر نہ آوے
کسی پیغمبر اندر نہ ایہ بالکل پائی جاوے
نبیاں تھیں ہے اپنا رتبہ اس نے آپ ودھایا
خبر نہیں ایہ فرضی رتبہ کتھوں اس نے پایا
کوئی نبی نہ لازم اس تھیں بنے امام زمانہ
سبناں تھیں ودھیا جاندا ایہ پاگل دیوانہ
ایہ تعریف جو کسی نبی وچہ ثابت کر دکھلاوے
اک ہزار روپئہ نقدی وچہ انعاماں پاوے

قال القادیانی: میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۱۹۹)۔

سب تعریف خدا کو جس نے تجھے (مجھے؟) ابن مریم بنایا۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۵۶)

خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم رکھا ہم دونوں ایک مادے کے دو جوہر ہیں۔ (ازالہ اوہام)۔

انا جعلناك المسيح بن مريم۔ تبلیغ۔ ص ۵۵۱۔ بے شک کیا ہم نے تجھ کو مسیح مریم کا بیٹا۔

یعنی آکھے اللہ مینوں مثل مسیح ٹھہرایا

بن مریم ہاں یعنی میں جو وچہ حدیثاں آیا
پہلاں مثل نے فر اس پچھوں خود بن مریم بنیا
یعنی آکھے مریم مینوں اپنے پیٹوں جنیا
جھوٹھا ہے ایہ دعوی اس دا سند نہ جس دی کائی
وچ قرآن حدیثاں اس دی سند نہ کوئی آئی
وچ قرآن حدیث نہ مطلق ایہہ گل پائی جائے
قرب قیامت عیسی یعنی قادیان اندر آوے
لفظ مثل دا بالکل کدھرے وچ حدیث نہ پایا
نہ کوئی نص اشارہ اس دا کدرے نظری آیا
اپنا عیسی دا ایہ مادہ کیونکر اک بتاوے
کیونکر مرزا عیسی ہویا آکھو کھول سناوے
جسم تے جان خود عین مسیح دا کیونکر اس نے پایا
اوہو عین مسیح ایہ کیونکر بن دنیا تے آیا
عیسی نام انہاں دا بے شک اندر قرآن آوے
اس دا نا م غلام احمد ہے ایہ خود آپ بتاوے
بھی ہے لقب نبی اللہ دا حاصل عیسی تائیں
مرزے نوں ایہ لقب مبارک حاصل بالکل نائیں
حضرت عیسی تائیں مریم بن باپوں ہے جایا
اپنا باپ غلام مرتضی ہے خود اس بتلایا
عیسی بے زن دنیا اتے ساری عمر گزاری
قبل نزولوں عقد نہ کیتا جانے خلقت ساری
مرزے اس دعوی تھیں پہلاں عقد نکاح ہے کیتا
اپنا نالے مرزائیاں دا منہ اس نے خود میتا
عیسی تائیں جد ایہ جھوٹھا مردہ آپ ٹھہراوے
کی ممکن پھر اپنے تائیں عین عیسی بتلاوے

عین عیسی جد اپنے تائیں ہے اس مغل ٹھہرایا
عیسی دا خود زندہ ہوون اس تھیں لازم آیا
عیسی نوں جد اس جھوٹے نے ہے مصلوب کرایا
کیوں نہ اس نے عیسی وانگوں فر ایہ رتبہ پایا
عیسی دا ہے مولد کنعاں لکھیا وچہ کتاباں
مرزے دا ہے مولد کادیاں اندر ملک پنجاباں
حضرت عیسی صدہا انھے کوڑھے کیتے چنگے
ایویں ہور بہتیرے روگی اعرج لولے لنگے
مرزے تھیں نہ اج تک کوئی کوہڑا اچھا ہویا
نہ کوئی انّھاں اس دے ہتھوں بینا ہو کر مویا
حضرت عیسی اذنوں رب تھیں خاکی طیر بنائے
مرزا بھی ہن اس دے وانگوں ایہ گل کر دکھلائے
مریم دا ہے واقعہ جو جو اندر قرآن آیا
مرزے دی ایہ امّاں بالکل کوئی امر نہ پایا
بھی نہ نانی ماں اس دی نوں آکر نذر چڑھایا
قلم نہ حضرت زکریا دا پانی اتے آیا
عیسی دا آسمانی جاون آکھے ممکن نائیں
کی ممکن پھر عین مسیح اکھاوے اپنے تائیں
عین مسیح جد ہوون اپنا ایہ ممکن بتلاوے
ایویں ممکن ہے آسمانوں آخر عیسی آوے

قال القادیانی: خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسی مر چکے اور دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا میں نہیں آئیں گے۔
ازالہ اوہام۔ص ۸۰۔ اور وہ مسیح موعود میں ہوں۔ المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ از قادیان ۷ جون ۱۹۰۰ء

یعنی آکھے اللہ مینوں ہے ایہ خبر بتائی
عیسی بے شک دنیا اتوں مر کر ہوئے راہی
آکھے فوت ہویا ہے عیسی فیر نہ ایتھے آوے

قرب قیامت دنیا اتے فیر نہ پھیرا پاوے
آکھے ہاں موعود مسیح میں جو حضرت فرمایا
فرضی عیسی بن کر ہاں میں قادیان اندر آیا
آ کھے ہاں موعود مسیح میں منّو میرے تائیں
بن مریم آسماناں اتے زندہ بالکل ناہیں
جھوٹھا ہے اس اللہ اتے ہے طوفان اٹھایا
عیسی فوت نہ ہوئے نہ رب اس نوں ایہ بتلایا
جھوٹھا ہے ایہ دعوی اس دا سند نہ اس دی کائی
باجہ دلیلوں دعوی باطل جانے کل لوکائی
کوئی نص قرآن حدیثوں ایسی کڈھ دکھاوے
کھلم کھلی جو عیسی ؑ دا مرنا صاف بتاوے
کوئی نص قرآن حدیثاں اندر دسّے آئی
جس وچہ ہو ایہ عیسی ؑ ایتھوں مر کر ہوئے راہی
کون گواہ ہے اللہ اس نوں اس دی خبر بتائی
جھوٹھا ہے ایہ بے شک اس نے دل دی بات بنائی
فوت نہ ہویا عیسی ؑ بالکل مرزا جھوٹھ بتاوے
قرب قیامت بے شک عیسی فر دنیا تے آوے
جائز ممکن ہے عیسی ؑ دا آسماناں تے جانا
ایویں آسماناں تو اس دا فر دنیا تے آنا
آسماناں تے جاون اس دا ثابت ہے قرآنوں
مسئلہ ہے ایہ قطعی اس وچہ ذرہ شک نہ آنوں

قال اللّٰہ تعالی : وما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبّہ لھم ۔ و انّ الّذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا تباع الظن و ما قتلوہ یقینا۔ بل رّفعہ اللّٰہ الیہ ۔ و کان اللہ عزیزاً حکیماً۔

و لکن شبہ لھم المقتول و المصلوب و ھو صاحبھم بعیسی ای

القی اللّٰہ علیہ شبھہ فظنوہ ایّاہ ففی شک منہ من قتلہ قال بعضھم لما رو المقتول الوجہ وجہ عیسی والجسد لیس بجسدہ و قال آخرو ن بل ھو ھو (تفسیر جلالین)۔

(اورنہیں مارا انہوں نے عیسی کو اورنہیں سولی دیا انہوں نے یعنی یہود نے اس کو مگر شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور بے شک وہ لوگ جو اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے البتہ شک میں ہیں اس سے، نہیں واسطے ان کے کچھ علم مگر تابعداری کی اس نے گمان کی۔ اورنہیں قتل کیا انہوں نے اس کو ہرگز۔ بلکہ اٹھالیا ہے اللہ نے اس کو اپنی طرف ۔ اور ہے اللہ غلبے والا حکمت والا ۔ اے پر شبہ ڈالا گیا ان پر مقتول اور مصلوب کی بابت اور وہ ان کا ایک تھا ساتھ عیسی کے، ڈال دیا اللہ تعالی نے او پر اس کے شبہ اس کا یعنی عیسیٰؑ کا۔ پس گمان کیا انہوں نے اس کو وہ ہی۔ البتہ شک میں ہیں اس کے مارنے سے اسی لئے ۔ کہا بعض ان کے نے جب دیکھا مقتول کو کہ منہ اس کا منہ عیسی کا ہے اور جسم اس کا نہیں ۔ اور کہا دوسروں نے بلکہ یہ وہی ہے)۔

یعنی قتل نہ کیتا انہاں بن مریم دے تائیں
بھی نہ سولی دتّا اس نوں بولن جھوٹھ ہوائیں
قتل نہ ہویا لیکن اس دی اللہ شکل وٹائی
چہرے تھیں اوہ عیسی ہویا قدرت نال الٰہی
شکی ہوئے بے شک جہڑے جھگڑا اس وچہ کردے
علم نہ کجھ انہاں نوں ایویں اٹکل پچھے مردے
قتل نہ کیتا انہاں اس نوں اپنے ولوں یقینوں
بلکہ اٹھایا اللہ اسنوں طرف آسمان زمینوں
اللہ غالب حکمت والا کردا ہے جو چاہے
مار نہ سکے اسنوں کوئی جس نوں آپ بچائے
قوم یہود جو بن مریم دے دشمن آہے بھارے
اکدن اس دے مارن کارے کٹھے ہوئے سارے
جس حجرے دے اندر اس دم حضرت عیسی آہے
اک منافق انہاں وچوں اس دے اندر جائے

صورت اس دی اللہ صاحب عیسی نال وٹائی
چہرے تھیں او عیسی ہویا قدرت نال الٰہی
اس نوں پکڑ یہودی سارے چاہڑن سولی اتے
رولے وچہ رہے اوہ لیکن سارے کافر کتّے
بعضے آکھن سولی ہے خود دتا عیسی تائیں
آکھن ہور جو اندر وڑیا او پھر گیا کتھائیں
دوجی اک روایت بھی ہور اس دے اندر آئی
ذکر کریساں اگے چل کے انشاء اللہ بھائی
مورد قتل صلب دا دونویں جسم تے روح ہے بھائی
مرزا بھی ہے مندا اس نوں ہو مجبور سودائی
نفی قتل دی جیوں ہے راجع جانب جسم نے جاں دے
لازم ہے تیوں رفع بھی ہووے راجع طرف ووہاندے
دونویں اک ضمیر دوہاں دا راجع اکو جانے
جسم تے روح دونویں ہے مرجع شک نہ اس وچہ جانے
عیسی اسم مسمی اس دا جسم تے روح ہے بھائی
جو مذکور ہویاہے پچھے شک نہ اس وچ رائی
مرجع اس دا تنہا روح نوں جے ٹھہرایا جاوے
قتل صلب دا پھرنا بھی فر روح ول لازم آوے
لازم آوے سولی دینا تنہا روح دے تائیں
باطل ہے ایہ عقلوں نقلوں بالکل ممکن ناہیں
کوئی سند دلیل نہ اس دی دعوی محض زبانی
بھی تعقید نہایت ہووے اندر نظم قرآنی
بھی جے تنہا روح عیسی دی جاندے اتاں اٹھائی
کجھ تخصیص نہ اس وچہ اس دی نہ سی کجھ وڈیائی
ایویں ہر مومن دی روح نوں ول آسماں لیجاندے

ایسا نہ کوئی مومن جس دی روح نہ اتاں اٹھاندے
وجہ خصوص ذکر دے اس دی نہ کوئی پائی جاوے
ادنی مومن تھیں بھی اس وچہ وادہا نظر نہ آوے
خالی مول نہیں نکتے تھیں کوئی لفظ قرآنی
کی جانے قرآن دا مطلب اے مرزا قدیانی
بھی بن مریم فرضاً جے کر مر دنیا توں جاندے
تشبیہ بدلے اللہ اس دی موت بیان فرماندے
شبہ ہویا تشبیہوں بھارا مرزائیاں ناداناں
کتھے شبہ تے کتھے تشبیہ فرق زمین آسماناں
معنی تشبیہ شکل وٹاواں لغتاں اندر آیا
اس دے باجہ نہ دوجا معنی ہور کسے بتلایا
شک شبہ جے اس تشبیہوں مطلب لیتا جاوے
بے شک فر تکرار عبارت اندر لازم آوے
لازم آوے اس تھیں ہوون لغو کلام الٰہی
وچہ فصاحت اس دی لگّے وٹّا دھبہ بھائی
بھی جد کہن یہودی کیتا قتل مسیح دے تائیں
شبہ ہویا کس چیزوں انہاں کیونکر کھول سنائیں
بھی ایہ کلمہ بل اضرابی جس جا وچہ آوے
اگّا پچھا اس دا آپس وچہ تنافی چاہوے
اک دوجے دے نال مخالف ہووے بے شک بھائی
ممکن مول نہ کٹھے ہوون مسئلہ ایہ اجماعی
جے کر تنہا روح دا چڑھنا ہو ول اللہ سائیں
نال قتل دے اس نوں بالکل کجھ تنافی ناہیں
غازی جو سبھ مارے جاون اندر جنگ لڑائی
روح انہاں دی بے شک جاوے ول آسمان اوٹھائی

رفعوں مطلب اس جا گہہ وچہ رفع نہیں روحانی
ثابت ہویا پہونچے عیسی نال جسم آسمانی
رفعوں جے روحانی معنی اس دا لیتا جاوے
اگا پچھے نال مخالف بالکل نظر نہ آوے
غرض مسیح دا نال جسم دے آسماناں تے جانا
ثابت ہویا اس آیت تھیں بھی فر آخر نوں آنا
نص آیت ہے رب عیسی نوں اپنی طرف اٹھایا
نال چالاکی اس آیت نوں پر اس نے الٹایا

قال القادیانی: اس جگہ رفع سے مراد موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۵۹۸)

لفظ رفع دا یعنی جو اس آیت اندر آیا
موت بعزت معنی اس دا مرزے نے ٹھہرایا
مرنا عزت نال رفع دا ایہ معنی ٹھہراوے
نال جسم آسمانی یعنی نہ ممکن کوئی جاوے
مرنا عزت نال رفع دا معنی کتے نہ آیا
کسے نہ لغوی اج تک اس دا ایہ معنی بتلایا
مرنا عزت نال رفع دا معنی بالکل ناہیں
پایا مول نہ جاوے بالکل لغتاں وچہ کتھائیں
کیتا اس الحاد صریحاً وچہ آیات قرآنی
خواہش نفس مطابق گھڑدا ایہ معنی نفسانی
کتب عقائد اندر ہے ایہ لکھیا مسئلہ بھائی
ظاہر نص قرآن حدیثوں پھرنا ہے گمراہی
اپنے قولاں وچہ نہ جائز ایہ تاویل بتاوے
کیوں فر نص قرآن حدیثاں ظاہر تھیں الٹاوے
اصل رفع دے معنی لغوی اچّا کرنا آیا
اس دے باجہ نہ لغت عرب وچہ دوجا معنی آیا

بھی ہے اک قرینہ قائم اس جا گہہ وچ بھائی
اپنی طرف اٹھاواں تینوں دیکھ قرآن گواہی
ہے برہان قوی رب اس نوں اپنی طرف اٹھایا
مبطل ہے ایہ اس معنی نوں جو اس دلوں بنایا
کی ممکن فر ہن ایہ اس دا معنی ہور بتاوے
اصلی معنی چھوڑ مجازی معنی نوں ہتھ پاوے
ربط تعلق بھی فر اس دا صورت وچہ بھائی
سابق آیت نال نہ بالکل باقی رہندا کائی
بھی تخصیص مسیح دی ہن مطلق کوئی ناہیں
عزت نال اٹھا وے اللہ ہر پیغمبر تائیں
ہے تفسیر حدیثاں اندر اس آیت دی آئی
عیسی دا آسمانی جانا ثابت ہے خود بھائی

عن ابن عباس قال لما اراد الله ان یرفع عیسی الی السّماء خرج علی اصحابه و فی البیت اثنا عشر رجلاً من الحواریین یعنی فخرج علیهم من عین البیت و رأسه یقطر ماءً فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشر مرةً بعد ان أمن بی ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی و یکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سناً۔فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذلک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقال ذلک الشاب فقال انا فقال هو انت ۔ فالقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء و قال جاء الطلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس رواه سعید بن منصور و ابن ابی حاتم والنسائی و ابن مردویه ... الخ

..ابن عباس سے روایت ہے کہا انہوں نے جس وقت ارادہ کیا اللہ نے عیسی کے اٹھانے کا آسمان کی طرف ۔ نکلا عیسی اپنے اصحاب پر اور ایک گھر میں بارہ آدمی تھے حواریوں سے ۔ پس

نکلے اپنے گھر کے چشمہ سے اور اس کے سر سے پانی کے قطرات ٹپکتے تھے۔ پس کہا عیسی نے تحقیق بعض تم میں سے وہ آدمی ہوگا جو کافر ہوگا میرے ساتھ بارہ دفعہ اس کے بعد کہ ایمان لاوے میرے ساتھ۔ پھر کہا کون ہے تم میں سے کہ ڈالا جاوے اس پر شبہ میرا۔ پس قتل کیا جاوے میری جگہ اور ساتھ ہو میرے بیچ ایک درجہ کے۔ پس کھڑا ہوا ایک جوان نوعمر۔ پس کہا عیسی نے بیٹھ۔ پھر کہا ان پر۔ پس کھڑا ہوا وہی جوان۔ پھر کہا اس نے بیٹھ۔ پھر اعادہ کیا اس نے، پھر کھڑا ہوا وہی جوان۔ پس کہا اس نے میں ہوں۔ پھر کہا عیسی نے کیا تو ہی ہے۔ پھر ڈالا گیا اس پر شبہ اس کا، اور چڑھے عیسی ایک روشن دان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔... اور کہا راوی نے آیا ڈھونڈنے والا یہودیوں سے۔ پس پکڑا انہوں نے اس جوان کو، پس قتل کیا انہوں نے اس کو پھر سولی دیا انہوں نے اس کو۔ یہ حدیث سند اس کی صحیح ہے اس عباس کی طرف روایت کیا اس کو سعید بن منصور نے اور ابن ابی حاتم اور نسائی اور ابن مردویہ نے اور اسی طرح روایت کیا نسائی نے اس سے، لفظ اس کے یہ ہیں، پس اکٹھے ہوئے یہود اس کے قتل پر خبر دی اللہ نے اس کو اس بات کی کہ اٹھائے گا اللہ اس کو آسمان کی طرف۔ اور بیچ آخر سے حدیث کی، پس ڈالا اللہ تعالی اوپر اس کے شبہ اس کا پس قتل کیا گیا آخر حدیث تک، اسی طرح ہے تفسیر ابن کثیر اور کمالین میں اور یہ وہ بات ہے نہیں داخل ہوتا قیاس میں پس واسطے اس کے حکم رفع کا ہے۔

حضرت عیسی یاراں دے ول گھر تھیں باہر آئے
باراں مرد حواری انہاں گھر دے اندر پائے
کافر اک تساں تھیں ہووے آکھیا باراں حواری
ہو مرتد ایمانوں پچھے میں تھیں ہو بیزاری
پھر کہیا ہے کون تساں تھیں میری صورت چاہوے
میرے بدلے قتل جو ہو کر میرا درجہ پاوے
اک نوعمر جوان انہاں تھیں فوراً اٹھ کھلووے
آکھے ہاں میں حاضر حضرت منّاں حکم جو ہووے
حضرت عیسی آکھن اس نوں بہہ جا تو اے بھائی
پہلی گل انہاں نوں حضرت عیسی فر دہرائی

اوہو لڑکا دو جے واری فر اٹھ عرض گزارے
حضرت عیسی آکھن اس نوں بہہ جا یار پیارے
پھر فرمایا اسنوں حضرت عیسی تیجی واری
تیری صورت میری ہو تد پکی تیری یاری
آخر اللہ چہرہ اس دا عیسی وانگ بنایا
عیسی نوں فر ہوری راہوں ول آسمان اٹھایا
قوم یہوداں چہرہ اس دا عیسی دا جد پایا
عیسی خود ٹھہرا کر اس نوں سولی پکڑ چڑھایا
ثابت اس تھیں اس آیت وچہ ہویا بے شک سائیں
مرنا عزت نال رفع دے ہرگز معنی ناہیں
کیوں ایہ جھوٹا اپنے تائیں بن مریم اکھواوے
کوئی لفظ نہ ایس حدیثوں صادق اس تے آوے
نا کوئی یار حواری اس دا اس دی صورت ہویا
نہ کوئی اس دے بدلے بالکل سولی پا کر مویا

و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر عن مجاھد فی قولہ تعالی، شبّہ لھم، قال صلبوا غیر عیسی شبھوہ بعیسی یحسبون ایّاہ و رفع اللّٰہ الیہ عیسی حیّاً۔ ترجمہ۔ کہا مجاہد نے خدا کے قول شبّہ لھم کی تفسیر میں کہ سولی چڑھایا انہوں نے ایک مرد کو سوائے عیسی کے انہوں نے اس کو عیسیٰؑ کے مشابہ پاکر اس کو عیسی گمان کیا اور خدا تعالی نے عیسی کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔

اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المزر عن قتادہ و قولھم انا قتلنا .. الخ۔ قال اولئک اعداء اللّٰہ الیھود فتفخروا بقتل عیسی و زعموا انھم قتلوہ و صلبوہ و ذکر ما انہ قال لا صحابہ ایکم یقذف علیہ شبھی فانہ مقتول قال رجل من اصحابہ انا یا نبیّ اللّٰہ فقتل ذلک الرجل و منع اللّٰہ نبیّہ و رفعہ الیہ۔ (درمنثور)۔

ترجمہ۔ یعنی کہا قتادہ تابعی نے اس آیت کی تفسیر میں و قولھم انا قتلنا .. الخ۔ کہ مراد

اس سے دشمن اللہ کے یہود ہیں کہ فخر کیا انہوں نے ساتھ قتل کرنے عیسی کے اور گمان کیا انہوں نے کہ قتل کیا ہے انہوں نے اس کو اور سولی چڑھایا ہے اور ذکر کیا گیا ہے ہمارے واسطے کہ عیسی نے اپنے یاروں سے کہا کہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ میری صورت ہو جاوے پس تحقیق وہ قتل کیا جاوے گا تو ایک مرد نے ان کے یاروں سے کہا کہ میں اے نبی اللہ یہ بات قبول کرتا ہوں سو قتل کیا گیا یہ مرد۔ اور بچایا اللہ نے اپنے نبی کو اور اٹھایا اس کو طرف اپنی۔

واخرج ابن جریر عن السدی قال ان بنی اسرائیل حصروا عیسی و تسعة عشر رجلاً من الحواریین فی بیت فقال عیسی لا صحابه من یأخذ صورتی فیقتل و له الجنة فاخذ ها رجلا منهم و صعد بعیسی الی السماء فذلک قوله و مکروا و مکر اللّٰه و اللّٰه خیر الماکرین

اور اخراج کیا ابن جریر نے سدی سے کہا کہ تحقیق بنی اسرائیل نے گھیرا عیسی اور انیس حواریوں کو گھر میں، سو کہا عیسی نے اپنے یاروں سے کہ کون ہے کہ میری صورت پکڑے پس قتل کیا جاوے اور اس کے واسطے بہشت ہو تو ایک مرد ان میں سے عیسیؑ کی صورت ہوا اور عیسی کو آسمان پر چڑھایا گیا۔ پس یہی مطلب ہے خدا تعالی کے اس قول کا کہ مکر کیا یہود نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور کہا تفسیر ابن کثیر میں و کذا ذکرہ غیر واحد من السّلف انه قال لهم ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی و هو رفیقی فی الجنّة

بھی ہور سلف علماواں تھیں ہے یعنی ایویں آیا
حضرت عیسی اصحاباں نوں اپنے ایہ فرمایا
کون تساں تھیں ایسا جو کوئی میری صورت چاہوے
میرے بدلے سولی پا کر جنت اندر جاوے
آیت ہے ایہ نص صریح اس معنی وچہ بھائی
نال جسم آسمانی پہونچے عیسی شک نہ کائی

قال القادیانی: جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے و رفعناہ مکاناً علیّاً۔ اور اٹھایا ہم نے اس کو مکان بلند پر۔

اس آیت تھیں اس جھوٹے نے چھوڑ گواہی لیتی
سمجھ لئے میں جو اس جا گہہ ایس چالاکی کیتی
موت بعزت بھی ایہ آکھے اس دا معنی واہی
دعوی ہے ایہ باطل اس دا سند نہ اس دی کائی
ہن میں تینوں اصلی مطلب اس دا کھول سناواں
دھوکا تے مکاری اس دی کر تحریر دکھاواں

قال اللہ تعالی و رفعناہ مکاناً علیاً۔

و ھوحیّ فی السماء الرابعۃ۔ (جلالین) اور وہ زندہ ہے آسمان چہارم میں

یعنی ہے ادریس پیغمبر برحق سچ مچ جانی
اللہ اس نوں ایتھوں زندہ کھڑیا ہے آسمانی
چوتھے آسمان تے ہے زندہ آیا وچہ تفسیراں
اکثر عالم علماں والے کردے اے تقریراں
وچہ روایت قصہ اس دا ہور طرح بھی آیا
کعب احبار کنوں ہے یعنی ابن جریر لیایا

و روی ابن جریر عن کعب الاحبار انّہ قال لابن عباس کان لادریس صدیق من الملائکۃ فسألہ عن عمرہ فرفعہ علی جناحہ و ذھب الی السّماء و لما بلغ الی السّماء الرّابعۃ فلقیہ ملک الموت فسألہ کم بقی من عمر ادریس قال این ادریس قال ملک الموت ان ھذا الشئی عجیب امرت قبض روحہ قال کعب فھذا معنی قولہ تعالی و رفعناہ مکاناً علیّاً۔

(روایت ہے ابن جریر سے اس نے روایت کی ہے کعب الاحبار سے تحقیق اس نے کہا واسطے ابن عباس کے تھا واسطے ادریس کے ایک دوست فرشتوں میں سے پس پوچھا ادریس نے اس سے اپنی عمر سے۔ پس اٹھایا اس فرشتے نے ادریس کو اپنے بازو پر اور لے گیا اس کو آسمان کی طرف اور جب پہونچا آسمان چہارم پر ملا اسکو ملک الموت۔ پس سوال کیا اس نے اس کو کہ کس قدر باقی ہے عمر ادریس کی۔ ملک الموت نے کہا کہاں ہے ادریس۔ یہ ایک عجیب چیز ہے

حکم کیا گیا میں ساتھ قبض کرنے اسکے۔ کہا کعب نے یہ معنی ہے ورفعناہ۔ الخ)۔

یعنی اک فرشتہ اس دا ہا دوست جانی
چک پراں تے اس دے تائیں لے چڑھیا آسمانی
لے پہنچا آسماناں اتّے جد اوہ اس دے تائیں
قبض ہوئی روح اس دی اوتھے مرکر رہیا اوتھائیں
نال جسم ادریس نبی دا آسماناں تے جانا
ثابت اس آیت تھیں ہویا مرزے نوں سمجھانا
بعضے آکھن اللہ اس نوں اپنی طرف اٹھایا
نال نبوت اس دا یعنی رتبہ شان ودھایا
درجہ اس دا اچّا کیتا یعنی نال رسالت
رتبہ عالی دتہ اس نوں عزت نال کرامت
غرض نہیں ایہ آیت بالکل لائق استشہاداں
فاسد بنیاداں دے اتے ایہ فاسد بنیاداں
بلکہ ہے ایہ نص شہادت اس دے کارن آئی
عیسی دا آسمانی جاون بے شک ممکن بھائی
ایویں اس امت تھیں ہے ایہ وچہ حدیثاں آیا
بعضے لوکاں تائیں اللہ ول آسمان اٹھایا
کر تحریف رفع نوں ایہ جد معنی تھیں الٹا وے
کیوں تاویل توفی تھیں فر غیظ غضب وچہ آ وے

قال اللّٰہ تعالی: وان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً۔ قبل موتہ ای قبل موت عیسی و المعنی ما من احد من اھل الکتاب ادرک ذلک الوقت الا آمن بعیسی عند نزولہ من السماء و صححہ ھذا القول الطبری کذا فی التفسیر الخازن و قال عطاء عن ابن عباس اذا نزل عیسی الی الارض لا یبقی یھودی و لا نصرانی الا آمن بہ و شھد انہ روح

اللہ و کلمتہ و عبدہ و نبیہ کذا فی التفسیر ابن کثیر و الوسیط للامام الواحد ی و ا خر ج ابن جر یر عن ابی مالک و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ قبل مو تہ قا ل ذلک عند نزو ل عیسی بن مر یم لا یبقی ا حد من اھل ا لکتا ب ا لا آمن بہ و اخر ج عبد بن حمید و ابن المنذر عن شھر بن حو شب و ان من ا ھل الکتا ب ا لا لیو منّ بہ قبل مو تہ عن محمد بن علی بن ابی طا لب ھو ابن الحنفیہ قا ل لیس من اھل الکتا ب ا حد ا لا اتتہ الملا ئکۃ یضربو ن و جھہ و دبرہ ثم یقا ل یا عدو اللّٰہ ان عیسی رو ح اللّٰہ و کلمتہ کذ بت علی اللہ و زعمت انہ اللہ ان عیسی لم یمت و انّہ رفع الی السماء و ھو نازل قبل ان تقوم السّاعۃ فلا یبقی یھودی ولا نصرا نی ا لّاآمن بہ و کذا رو ی سعید بن جبیر و العو فی عن ابن عباس و قا ل ابن جر یر حد یثنا یعقو ب حد ثنا ابن علیّہ ابو رجاء عن الحسن و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ قبل مو تہ قال قبل موت عیسی و اللہ انہ لحی ا لآ ن عند اللہ و لکن ا ذا نز ل آمنوا بہ اجمعو ن و کذا روی و غیر وا حد و ہذا القو ل ھو الحق البحت الذی لا یجو ز العدول عنہ

ترجمہ: کہا اللہ تعالی نے اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لاوے گا ساتھ عیسیٰؑ کے ان کے مرنے سے پہلے ۔اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا، قبل مو تہ یعنی عیسی کے مرنے سے پہلے ۔اور معنی یہ ہیں کہ کوئی اہل کتاب میں سے نہیں جو نزول کا وقت پاوے گا کہ ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰؑ کے وقت اترنے کے ان کے آسمان سے، اور صحیح کہا ہے اس قول کو طبری نے ۔اسی طرح سے ہے تفسیر خازن میں ۔اور روایت کی عطا نے ابن عباس سے کہ جب عیسیٰؑ زمین کی طرف اتریں گے تو نہ باقی رہے گا کوئی یہودی اور نہ نصرانی مگر کہ ایمان لاوے گا ساتھ ان کے اور گواہی دے گا کہ وہ اللہ تعالی کا روح ہے اور اس کا کلمہ ہے اور اس کا بندہ اور نبی ۔اسی طرح ہے تفسیر ابن کثیر اور وسیط میں ۔اور روایت کی ابن جریر نے ابو مالک سے اس آیت کی تفسیر میں و ان من اھل الکتا ب .. الخ۔ کہا کہ یہ عیسی کے نزول کے وقت ہوگا کوئی

یہودی اورعیسائی نہ رہے گا مگر کہ عیسی کے ساتھ ایمان لاوے گا اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن حوشب سے اسی آیت کی تفسیر میں محمد بن حنفیہ سے کہا کہ نہیں کوئی یہودی اور نہ نصرانی مگر کہ موت کے وقت اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، مارتے ہیں اس کے منہ اور پیٹھ پر، پھر کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن بے شک عیسی روح اللہ ہے اور اس کا کلمہ، تو نے اللہ پر جھوٹ باندھا تو نے گمان کیا کہ وہ اللہ ہے، عیسیٰ فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ بے شک آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے اور وہ قیامت کے قائم ہونے سے پہلے آسمان سے اتریں گے پس نہ رہے گا کوئی یہودی اور عیسائی مگر انکے ساتھ ایمان لاوے گا اور اسی طرح روایت کی ہے سعید بن جبیر اور عوفی نے ابن عباس سے اور روایت کی ہے ابن جریر نے حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر میں و ان من اهل الكتا ب .. الخ ۔قبل موتہ کہا کہ پہلے موت عیسی کے، یعنی موتہ کی ضمیر عیسی کی طرف راجع ہے۔اور قسم ہے اللہ تعالی کہ بے شک عیسی اس وقت زندہ ہیں پاس خدا کے ولیکن وہ آسمان سے قرب قیامت اتریں گے تو سب اہل کتاب ان کے ساتھ ایمان لاویں گے۔

یعنی عیسی قرب قیامت جد آسمانوں آوے
دنیا تے جد دوجی واری آکر پھیرا پاوے
قوم یہود جو اس دن ہوون جتنے ہور عیسائی
منّن اس نوں مرنوں پہلے باقی رہے نہ کائی
توبہ کر سن جانن اس نوں بندہ خاص الہی
اللہ نہ کوئی جانے اس نوں قوم یہود عیسائی
بے شک عیسی قرب قیامت آوے گا آسمانوں
وعدہ ہے ایہ سچا ہویا شک نہ اس وچہ جانوں
ابو ہریرہ تھیں ہے مسلم اینویں نقل لیایا
ایہو مطلب اس آیت دا ابن عباس بتایا
ایویں حسن و غیرہ اس دا ایہ مطلب بتلاون
آکھن عیسی قرب قیامت دنیا تے پھر آون
خازن ابن کثیر وغیرہ وچ اکثر تفسیراں

ایویں ہور کتاباں اندر لکھیاں ایہ تقریراں
ہے ایہ لفظ مضارع اس تے لام تاکید جاں آوے
نون ثقیلہ بھی اس تائیں استقبال بناوے
مسئلہ ہے ایہ نحوی لکھیا ہویا بہتی جائیں
کھول کتاباں نحوی دیکھیں شوق جے تیرے تائیں
حق صریح وچہ ہے اے مسئلہ لکھیا نال دلیلاں
ثابت کیتا اس نے حق نوں کر باطل تاویلاں
قطعی دلالت ہے ایہ آیت اس دے اندر بھائی
قرب قیامت آوے عیسی شک نہ اس وچہ رائی

قال اللّٰہ تعالی: و یکلمّوا الناس فی المھد و کھلا و من الصالحین ۔ و ینزل عند قرب الساعۃ کھلاً و علیہ قولہ تعالی و یکلمّوا الناس فی المھد و کھلا ۔ قال ابن عباس ارسل اللّٰہ عیسی و ھو ابن ثلاثین سنۃ فمکث فی رسالتہ ثلاثین شھر ثم رفعہ اللّٰہ الیہ کذا فی تفسیر الخازن و جامع البیان ۔(ترجمہ: اور باتیں کرے گا لوگوں سے ماں کی گود میں اور پوری عمر کا ہوکر، یعنی قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوگا کہا ابن عباسؓ نے کہ اللہ نے عیسیؑ کو رسول کر کے بھیجا تیس برس کی عمر میں ۔سو رہے تیس مہینے اپنی پیغمبری کے بعد، پھر خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھایا۔اسی طرح ہے تفسیر خازن اور جامع البیان میں)۔

یعنی عیسی وچہ پنگوڑے لوکاں نال للاوے
بھی فراوہ جد بڈھا ہووے سن کہولت پاوے
بتّی برس کی عمر وچہ اس نوں رب کھڑیا آسمانی
سن کہولت نہ ایک ہرگز ہے ایہ عمر جوانی

و فی الصحیح یدخل اھل الجنۃ ابناء ثلث و ثلاثین سنۃ و قال النبی ﷺ لا یفنی شابھم ۔رواہ مسلم ۔ اور صحیح میں ہے بہشتی بہشت میں اس حالت میں داخل ہوں گے کہ وہ جوان ہوں گے ۳۳ سال کی عمر میں ۔اور فرمایا نبی ﷺ نے اور نہ فنا ہوگی جوانی ان کی۔

تیتی سال عمر وچہ ہوسن یعنی اہل بہشتاں
بڈھے نہ اوہ ہوسن ہرگز بالکل نیک سرشتاں
تیتی سالاں سن کہولت جے ٹھہرایا جاوے
جنتیاں دا بڈھا ہوون اس تھیں لازم آوے
ثابت ہویا تیتی سالاں عمر کہولت ناہیں
سن کہولت اگے اس تھیں شک نہ اس وچہ لائیں
ثابت ہویا اس تھیں عیسی دنیا تے پھر آون
قرب قیامت یعنی فر تد سن کہولت پاون

قال اللّٰہ تعالی و انہ لعلم للسّاعۃ و انّہ عیسی لعلم الساعۃ تعلم بنزولہ فھو المراد بذلک نزولہ قبل یوم القیامۃ و یؤید ھذا المعنی القرأۃ الاخری و انہ لعلم الساعۃ الامارۃ و دلیل علی وقوع و قال مجاھد و انّہ لعلم للسّاعۃ ای آیۃ السّاعۃ خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامۃ وھذا روی عن ابی ھریرہ و ابن عباس و ابی العالیہ و ابی مالک و عکرمۃ و الحسن و قتادہ و الضحاك وغیرھم و قد تواتر الاحادیث عن رسول اللّٰہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسی قبل یوم القیامۃ اماماً عادلاً و حکماً مقسطاً۔ تفسیر ابن کثیر، وا لمعالم، و جامع البیان و اللاکلیل و الکشاف و جلالین و غیرہ ۔ترجمہ: عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے یعنی جب عیسی نازل ہوں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ قیامت آئی۔ مراد ساتھ اس کے اترنا عیسی کا ہے قیامت سے پہلے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری قرأت و انہ لعلم السّاعۃ یعنی نشانی اور دلیل ہے اوپر قائم ہونے قیامت کے اور کہا مجاہد نے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ عیسی کا قیامت سے پہلے آنا نشانی ہے قیامت کی۔ اسی طرح مروی ہے ابو ہریرہ اور ابن عباس وغیرہ سے ۔

عیسی علم قیامت یعنی اس دی جان نشانی
قرب قیامت آون اس دا بے شک سچ مچ جانی
علم قیامت یعنی عیسی قرب قیامت آوے

اس دے بعد قیامت جلدی فر قائم ہو جاوے
ابن عباس تے ابوہریرہ ایہو ہے فرمایا
عکرمہ حسن ضحاک وغیرہ ایہ مطلب بتلایا
اس آیت تھیں بھی ایہ ثابت ہویا نال یقین دے
قرب قیامت عیسی فر ہو نازل وچہ زمین دے
آیت ہے ایہ نص صریح ناطق صاف بتاوے
عین مسیح خود قرب قیامت دنیا تے فر آوے

قال اللّٰہ تعالی : یا عیسی انی متوفّیک و رافعک الیّ و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الّذین اتّبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة (اے عیسی تحقیق میں تجھ کو قبض کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف اور پاک کرنیوالا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہیں اور کرنے والا ہوں تیرے فرمان بردار وں کو بلند ان لوگوں سے کہ کافر ہیں ، قیامت تک)

قبض کراں میں تینوں اللہ آکھیا عیسی تائیں
اپنی طرف اٹھاواں تینوں نا غم بالکل کھائیں
پاک کراں تیں کفاراں تھیں اے پیغمبر میرے
غالب کرساں انہاں اتّے تابعدار جو تیرے
عیسی اسم مسمی اس دا جسم تے روح ہے دونویں
پہلا کاف جویں ول دوہاں راجع دوجا اونویں
پہلا کاف خطابی جے کر جسم تے روح ول جاوے
باقی سب دا بھی پھر اس ول پھرنا لازم آوے
اکو چارے کاف چوہاں دا مرجع اکو جانی
جسم تے روح ول راجع سارے شک نہ اس وچہ آنی
اپنی طرف اٹھاواں جد فر رب اس نوں فرمایا
عیسی دا آسمانی زندہ جاون لازم آیا
جسم سمیت مسیح دا ایتھوں چڑھ جاون آسمانی

ثابت اس آیت تھیں ہویا صاف یقینوں جانی
عجیب طریقہ ہے مرزے دا کردا عجب تاویلاں
اگّے کسے نہ کیتیاں اج تک ایہ سب قالاں قیلاں
اول کاف تے تیجا چوتھا زندہ ول پھر آوے
دوجے کاف خطابی نوں ایہ روح ول صرف لیجاوے
ہے الحاد صریح اس کیتا وچہ کلام ربانی
ایہ تحریف مخالف اس دی ظاہر نظم قرآنی
ہے الٹایا قرآن تائیں اس پاغل سودائی
کیتا الٹ رفع دا معنی ہے اس قرب الہی
اصل رفع دا معنی لغوی اچّا کرنا آیا
معنی اس دا قرب الہی اندر لغت نہ پایا
غرض صریحاً کرن دلالت ایہ آیات قرآنی
اللہ عیسی تائیں زندہ کھڑیا ہے آسمانی
قرب قیامت مڑ فر آوے دنیا تے آسمانوں
ثابت ہویا آون اس دا بے شک نص قرآنوں
آنحضرت ﷺ تھیں بھی خود ایہ گل ہے متواتر آئی
عیسی قرب قیامت آوے شک نہ اس وچہ کائی
ہے ایہ مسئلہ قطعی اس وچہ بہت حدیثاں آیاں
کر کے نقل دکھاواں تینوں جو جو میں خود پایاں

عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ عصابتان من امتی حررھم اللّٰہ من النّار عصا بۃ تغزو الھند و عصابۃ تکون مع عیسی بن مریم۔ رواہ النسائی۔(ثوبان سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ دو جماعتاں میری امت میں سے آزاد رکھے گا ان دونوں کو اللہ تعالی آگ سے، ایک جماعت کہ غزا کی انہوں نے ہند میں اور ایک جماعت کہ ہوگی ساتھ عیسی بن مریم کے)۔

امت میری تھیں دو ٹولے یعنی بچ سن ناروں

داخل ہوسن وچہ بہشتاں بچ کر قہر قہاروں
اول اوہ جو نال ہنوداں لڑ سن اللہ راہیں
دوجا اوہ جو نال مسیح دے رہ سن شام صباحیں

عن ابن عباس قال کنا فی المسجد نتذاکر فضل الانبیاء فذکرنا نوحاً (الی ان قال) و عیسی رفع الی السّماء ۔الحدیث: (ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا اس نے تھے ہم مسجد میں فکر کرتے تھے ہم پیغمبروں کی فضیلت میں۔ پس ذکر کیا ہم نے نوح کو یہاں تک کہ کہا عیسیٰؑ اٹھایا گیا آسمان کی طرف ۔ الخ)

ہور روایت اندر یعنی ابن عباسوں آیا
اللہ عیسی تائیں زندہ ول آسمان اٹھایا

و عن حریث بن مغشی ان علیّاً قتل صبیحۃ احدی و عشرین من رمضان سمعت الحسن وھو یقول قتل لیلۃ انزل فیھا القرآن و لیلۃ اسری بعیسی رفع الی السماء۔ الحدیث۔ رواہ الحاکم ۔(ترجمہ: حریث بن مغشی سے روایت ہے تحقیق علی مرتضی قتل کئے گئے صبح کے وقت ۲۱ تاریخ رمضان کی ۔سنا میں نے حسنؓ کو وہ کہتے تھے کہ مارا گیا اس رات کہ اتارا گیا اس میں قرآن اور رات کو سیر کرایا گیا عیسی یعنی اٹھایا گیا آسمان کی طرف)۔

یعنی علیؓ شہادت پائی اکّی ماہ رمضانوں
نازل کیتا ہے جس راتیں رب قرآن آسمانوں
جس راتیں عیسی نوں اللہ ول آسمان اٹھایا
اوسے راتیں یعنی حیدر موت پیالہ پایا
ہے موعود مسیح جو بنیاں اج کل مغل طوفانی
کیوں نہ جسم سمیت زمینوں پہونچا اے اسمانی

و عن کعب قال لمّا رأی عیسی قلۃ من تبعہ و کثرۃ من کذبہ شکی الی اللّٰہ فاوحی اللّٰہ الیہ انّی متوفّیک و رافعک الیّ و انّی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ ۔ الحدیث ۔ رواہ ابن جریر ۔(روایت ہے کعب سے ہر گاہ کہ دیکھا عیسیٰؑ نے کمی اپنے تابعداروں کی اور کثرت نافرمانوں

کی ، شکایت کی اللہ کی طرف ۔ پس وحی کیا اللہ نے اس کی طرف کہ تحقیق میں قبض کرنے والا ہوں تجھ کو اور اٹھا لینے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف اور تحقیق میں بھیجنے والا ہوں او پر دجال کانے کے پس قتل کرے گا تو اس کو) ۔

قوم یہوداں تھیں جد عیسی یعنی ایذا پائی
شکوہ کیتا اس تھیں عیسی وچہ جناب الٰہی
اپنی طرف اٹھاواں تیں رب عیسی نوں فرمایا
نہ کر فکر اندیشہ کوئی کیوں تو غم دل پایا
بھیجاں گا پھر قرب قیامت میں تینوں آسمانوں
جا دجال نوں بے شک ماریں گا توں جانوں
مرزا جے خود اپنے تائیں بن مریم اکھواوے
کیوں نہ نال جسم دے جھوٹا آسماناں تے جاوے

و عن حذیفہ ابن اسید الغفاری قال طلع النبیّ ﷺ علینا و نحن نتذاکر۔ فقال ما تذکرون؟ قالوا انا نذکر الساعۃ۔ قال انّھا لن تقوم حتّی ترو قبلھا عشر آیات فذکر الدّخان و الدجال و الدّابہ و طلوع الشمس من مغربھا و نزول عیسی ۔ الحدیث ۔(ترجمہ: روایت ہے حذیفہ ابن اسید الغفاری سے کہا اس نے ظاہر ہوئے نبی ﷺ او پر ہمارے اور ہم ذکر کرتے تھے۔ پس فرمایا آپ ﷺ نے کیا ذکر کرتے ہو تم ، کہا ہم نے یاد کرتے ہیں ہم قیامت کو۔ فرمایا نبی ﷺ تحقیق وہ (یعنی قیامت) ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم دیکھو گے اس سے پہلے دس نشان ۔ پس ذکر فرمایا حضرت نے دھوئیں کا اور دجال کا اور دابہ کا اور چڑھنے آفتاب کا مغرب سے، اور اترنا عیسیٰ کا۔ روایت کیا اسکو احمد اور مسلم نے)۔

آپس وچہ صحابہ یعنی گلاں کردے آہے
کہے حدیفہ یعنی ناگاہ اوتوں حضرت آئے
کی کجھ ذکر تسیں کردے او حضرت نے فرمایا
کیتی عرض قیامت داہے ذکر اساں وچہ آیا
پتے قیامت دے دس دسے اصحاباں دے تائیں

قائم نہ ہو جد تک اس تھیں پہلاں دیکھو نائیں
دابہ تے دجال دخان بھی قوم یاجوجی دہاوے
لہندیوں سورج نکلے اسماناں توں عیسی آوے

و عن اوس بن اوس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسی بن مریم عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (طبرانی)۔ ترجمہ۔ روایت ہے اوس بن اوس سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اترے گا عیسی بن مریم اوپر منارے سفید شرقی دمشق کے۔

و عن کیسان قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم عند باب شرقی دمشق (طبرانی)۔ ترجمہ۔ اور کیسان سے روایت ہے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اترے گا عیسی بن مریم دروازہ شرقی دمشق کے نزدیک۔

حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی عیسیٰؑ اتوں آوے
پاس مینار سفید دمشقی آ کر قدم ٹکاوے

و عن ابی امامۃ الباھلی قال خطبنا رسول اللّٰہ ﷺ فذکر الحدیث الطویل فی قصۃ الدجال و فیہ، بینما امامھم قد تقدم یصلّی بھم الصبح اذا نزل عیسی ابن مریم الصبح فرجع ذلک الامام ینکص یمشی القھقری لیتقدم عیسی لیصلّی بالنّاس فیضع عیسی یدہ بین کتفیہ ثمّ یقول لہ تقدم فصلّ فانھا لک اقیمت فیصلی بھم امامھم۔ فاذا انصرفوا قال عیسی افتحوا الباب و رأی الدجال معہ سبعون الف یھودی کلّھم ذو سیف محلی فاذا نظر الیہ الدجال ذاب کما یذوب الملح ....(الی) ... فلا تبقی ذلک خلف الا ھلکت الّا ما شاء اللہ قیل فما یعیش الناس فی ذلک الزمان ..قال التھلیل و التسبیح و التحمید یجری ذلک علیھم مجری الطعام ... الخ

(ترجمہ: ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا۔ پس ذکر کی حدیث دراز دجال کے قصے میں اور اس میں ہے، اور جس حالت میں کہ ان کا امام صبح کی نماز

پڑھانے کو آگے بڑھا ہوگا، ناگاہ عیسیٰؑ فجر کے وقت اتریں گے تو امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسی امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو عیسی اپنا ہاتھ اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ کر اس کو کہیں گے کہ آگے بڑھ کر نماز پڑھا، اس واسطے کہ تمہارے ہی واسطے اس کی تکبیر ہوئی۔ سو ان کا امام ان کو نماز پڑھائے گا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوں گے تو عیسی کہیں گے کہ دروازہ کھولو، دروازہ کھولا جائے گا اور دیکھیں گے دجال کو اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوگا سب کے ہاتھ میں تلوار زینت دار ہوگی۔ پھر جب دجال، عیسی کو دیکھے گا تو گل جاوے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے اور دجال بھاگ چلے گا تو عیسی کہیں گے کہ میرے ساتھ تجھ میں ایک ضرب ہے کہ اس سے بچ نہ سکے گا۔ سو وہ اس کو پاویں گے نزدیک باب لد شرقی کے، پس قتل کر ڈالیں گے اس کو۔ اور شکست دے گا اللہ یہودیوں کو سو نہ باقی رہے گی کوئی چیز جو اللہ تعالی نے پیدا کی نہ پتھر نہ درخت نہ دیوار نہ جاندار مگر کہ کلام کرے گی کہ اے عبداللہ، یہ یہودی ہے، سو آ، اور اس کو قتل کر ڈال مگر غرقد نہ بتلاوے گا کہ وہ انکے درختوں میں سے ہے۔ اور دجال زمین میں ۴۰ دن رہے گا اور ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن جمعہ کے برابر ہوگا۔ اور باقی دن ایک گھڑی کے برابر ہوں گے۔ صبح کرے گا کوئی مدینہ کے دروازے پر سو نہ پہونچے گا اس کے دوسرے دروازے پر مگر شام ہو جائے گی۔ سو کسی نے کہا یا حضرت ﷺ ہم ان چھوٹے دنوں میں کس طرح نماز پڑھیں گے؟ فرمایا اندازہ کر کے پڑھنا جیسے تم ان دراز دنوں میں اندازہ کر کے نماز پڑھتے ہو۔ حضرت ﷺ نے فرمایا سو عیسی ابن مریم میری امت میں حاکم عادل اور امام منصف ہوں گے، سولی کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور زکوۃ نہ لیں گے اور دور ہو جاوے گا کینہ اور بغض اور زہر دار چیزوں کا زہر کھینچا جاوے گا یہاں تک کہ داخل کرے گا چھوٹا بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں تو اس کو نہ کاٹے گا، اور نزدیک ہوگا لڑکا شیر سے تو شیر اس کو کچھ ضرر نہ کرے گا، اور ہوگا بھیڑ یا بکریوں میں گویا کہ ان کا محافظ کتا ہے، اور بھر جائے گی زمین صلح سے جیسے بھر جاتا ہے برتن پانی سے، اور ہو جاوے گا کلمہ ایک۔ پس خدا کے سوائے کسی کی عبادت نہ کی جاوے گی اور موقوف ہوگی لڑائی۔ اور چھین لیں گے قریش ملک اپنا اور زمین چاندی کی طرح روشن ہو جائے گی اور اپنی سبزی اگاوے گی جیسے آدم کے زمانہ میں اگاتی تھی، یہاں تک کہ جمع ہوں گے چند آدمی انگور کے گچھے پر تو وہ ان کا پیٹ بھر دے گا۔ اور جمع ہوں گے چند ایک انار پر تو

وہ ان کا پیٹ بھر دے گا اور گراں ہوں گے بیل اور بکیں کے گھوڑے چند درم سے۔کسی نے پوچھا، یا حضرت گھوڑے کیوں سستے ہوں گے؟ فرمایا کوئی ان پر لڑائی کے واسطے کبھی سوار نہیں ہوگا۔کسی نے کہا کہ بیل کیوں مہنگے ہوں گے؟ فرمایا کہ تمام زمین کاشت میں آوے گی۔اور فرمایا کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال سخت کال پڑے گا، لوگوں کو اس میں سخت بھوک پہونچے گی اور حکم کرے گا اللہ آسمان کو پہلے سال میں کہ تہائی مینہہ روکے اور حکم کرے گا اللہ زمین کو کہ تہائی پیداوار کو روکے، پھر حکم کرے گا اللہ آسمان کو دوسرے سال میں، سو روکے گا دو تہائی مینہ کی اور حکم کرے گا زمین کو پس روکے گی دو تہائی سبزی کی، پھر حکم کرے گا اللہ آسمان کو تیسرے سال میں سو روکے گا اپنے تمام مینہ کو پس نہ ٹپکے گا اس سے ایک قطرہ، اور حکم کرے گا زمین کو روکے اپنے تمام سبزے کو پس نہ اگاوے گی سبزے کو، پھر نہیں باقی رہے گا کوئی کھروالا جانور مگر ہلاک ہوگا مگر جو اللہ چاہے۔کسی نے پوچھا پس کس چیز سے زندہ رہیں گے آدمی اس زمانہ میں۔فرمایا کہ تہلیل اور تکبیر اور تسبیح اور تحمید سے یہ کلمات ان کو کھانے کا کام دیں گے۔کہا عبدالرحمٰن راوی نے لائق ہے کہ دی جاوے یہ حدیث معلم کو تاکہ مدرسہ میں لڑکوں کو سکھلاوے۔روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے)۔

قال الشيخ الاكبر فى الباب السادس و الثلاثين من الفتو حا ت هكذا سوق الاسناد مر فوعاً عن ابن عمر قال كتب عمر بن الخطاب الى سعد بن ابى وقا ص و هو بالقا دسية ان وجه نضله من معا وية ا لا نصارى الى حلوا ن العراق فليغر على نوا حيها فوجّه مع جماعة فا صا بواغنيمة سبياً و انقلبوا يسوقون الغنيمة و السبّى حتى رهقت بهم العصر و كادت الشمس تغرب فالجاء نضلة السبّى و الغنيمة الى مفح ؟ الجبل ثمّ قام فقال اللّه اكبر اللّه اكبر فقال مجيب من الجبل كبر ت كبيراً يا نضلة۔ ثمّ قال اشهد ان لا اله ا لا اللّه فقال هى كلمة ا لاخلاص يا نضلة۔ ثمّ قال اشهد انّ محمد رسول اللّه فقال هذا هو الذى بشّر نا به عيسى بن مر يم و انّه على رأس امته تقوم السّاعة ثمّ قال حىّ على الصّلوة ......(الى) فكتب عمراليه ا ذهب انت و من معك من المهاجرين والانصار

حتی تنزل بهذا الجبل فاذا لقیه فاقرأه منّی السّلام فان رسول اللّٰه ﷺ قال انّ بعض اوصیاء عیسی ابن مریم نزل بهذا الجبل بناحیة العراق (الی ان قال) فنزل سعدبهذا الجبل فلم یجده۔

ترجمہ: کہا ابن عمر نے کہ میرے والد عمر بن الخطاب نے سعد بن ابی وقاص کولکھا کہ نضلہ انصاری کوحلوان عراق کی طرف بھیجے تا کہ ان کے گرد والوں پرحملہ کرے، سعد نے نضلہ انصاری کوایک جماعت غازیوں کے ساتھ اس طرف روانہ کیا سوانہوں نے غنیمت اور قیدی پائے پھر پلٹے ہانکتے ہوئے غنیمت اور قیدیوں کو یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہوگیا اور سورج دوبنے لگا تو نضلہ نے غنیمت اور قیدیوں کو پہاڑ کی ایک غار میں روکا پھراٹھ کرا ذان دی۔سو کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ۔کسی شخص نے پہاڑ کے اندر سے اس کو جواب دیا کہ اے نضلہ تو نے خدا کی بڑائی کی پھرنضلہ نے اشهد ان لا اله الّا اللّٰه کہا تو اسنے جواب میں کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔ پھر جب نضلہ نے اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کہا تو اس نے کہا یہ نام مبارک اس شخص کا ہے جس کے آنے کی عیسی نے بشارت دی ہے یعنی حضرت محمد ﷺ کی اور پھر کہا کہ اس نبی کی امت کی اخیر میں قیامت قائم ہوگی ۔ پھر نضلہ نے حیّ علی الصّلوة کہا تو اس شخص نے جواب میں کہا کہ خوش خبری ہے اس کو جس نے ہمیشہ نماز ادا کی پھر جب نضلہ نے کہاحی علی الفلاح تو اس نے کہا جس نے محمد ﷺ کی فرماں برداری کی اس نے نجات پائی ۔ پھر جب نضلہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اس نے کہا کہ تو نے خدا کی بڑائی کی ۔ پھر جب نضلہ نے لا اله ا لا اللّٰه کہااخیر پرتو اس نے کہا کہ اے نضلہ تو نے خالص کیا توحید کو خدا تعالی نے تیرا جسم آگ پرحرام کیا۔ پھر جب نضلہ اذان سے فارغ ہوا تو ہم کھڑے ہوئے تو ہم نے اس جواب دینے والے کو کہا کہ تو کون ہے خدا تجھ پر رحم کرے؟ تو کوئی فرشتہ ہے یا جن یا آدمی ۔ تو نے ہم کو اپنی آواز سنائی سوتو اپنا جسم ہم کو دکھلا ۔ پس تحقیق ہم ایلچی ہیں خدا کے اوراس کے رسول اورعمر فاروق کے۔سو پہاڑ پھٹ گیا اور ایک شخص اندر سے نکلا جس کا سر چکی کے برابر تھا،یعنی بڑا تھا اوراس کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے اور اس پر دو پرانے اون کے کپڑے تھے سو اس نے کہا السلام علیکم و رحمة اللّٰه و برکاته ۔ پھر کہا کہ آپ کون ہیں اس نے کہا میں زریب بن برتملا ؟ ہوں وصی عیسی بن مریم کا ۔عیسیٰؑ نے مجھ کو اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور میرے واسطے درازی

عمر کی دعا کی اس وقت تک جب کہ آسمان سے اتریں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور سولی کو توڑ ڈالیں گے اور نصاریٰ کے افتراء سے بے زاری ظاہر کریں گے۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس پیغمبر آخر الزمان کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ کا انتقال ہو گیا تو وہ بہت رویا یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوئی۔ پھر اس نے پوچھا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوا؟ ہم نے کہا کہ ابوبکر صدیق۔ پھر کہا کہ ان کا اب کیا حال ہے۔ ہم نے کہا وہ بھی فوت ہوئے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوا؟ ہم نے کہا عمر فاروق۔ پھر اس نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کی زیارت تو مجھ کو میسر نہ ہوئی تم میرا اسلام عمر کو پہونچانا اور کہنا کہ اے عمر میانہ روی اختیار کر اور قربت چاہ، اس واسطے کہ قیامت قریب ہے اور جو باتیں تم کو بتلاتا ہوں عمر کو پہنچا دینا۔ اور کہا اے عمر جس وقت یہ باتیں حضرت ﷺ کی امت میں ظاہر ہوں تو لوگوں سے الگ ہو کر گوشہ گیری اختیار کر جس وقت کہ مرد مردوں سے حرام کریں اور عورتیں عورتوں سے حاجت روائی چاہیں اور نالائق بڑے منصب میں کھڑے ہوں اور غیروں کو اپنا باپ بناویں اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کی تعظیم نہ بجالاویں اور نہ نیک کام بتلاویں اور نہ بدکام سے روکیں اور لوگ درہم و دینار حاصل کرنے کے واسطے علم سیکھیں اور بارش سے فائدہ نہ ہو اور منبروں کو طول دیں اور قرآن پر نقرہ کاری کریں اور مسجدوں کو نقش کاری سے سجاویں اور رشوت ظاہر کھاویں اور مضبوط عمارتیں بناویں، اور خواہش نفس کے پیچھے لگیں، اور دین کو دنیا کے بدلے بیچیں، اور خون بہاویں اور ناطہ ٹوٹ جاوے اور رشوت پر فیصلہ ہو، اور بیاج کھاویں اور ہو جاوے تسلط فخر اور مالداری عزت اور نکلے مرد اپنے گھر سے اور کھڑا ہووے طرف اس کی وہ شخص جو اس سے بہتر ہو یعنی شریف آدمی خسیس کی تعظیم کرے اور عوتیں زینوں پر سوار ہوں تو اس وقت گوشہ گیری بہتر ہے۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر غائب ہوا۔ اور یہ حال نضلہ نے سعد کو لکھا اور سعدؓ نے عمر کو لکھا اور عمرؓ نے اس کو لکھا کہ جا تو اور جو تیرے ساتھ مہاجرین اور انصار ہیں اور جب تو اس سے ملے تو اس کو میرا اسلام کہنا۔ پس تحقیق حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بعضاً وصی عیسیٰؑ کا اس پہاڑ میں اترا ہے عراق کی جانب میں پس سعد اس پہاڑ میں گیا لیکن اس کو نہ پایا۔

وعن عثمان ابی العاص فی الحدیث الطویل قال قال رسول اللّٰہ ﷺ و ینزل عیسی بن مریم عند صلوۃ الفجر فیقول له امیرهم یا روح اللّٰہ تقدم فصلّ لنا فیقول هذه الامة امراء بعضهم علی

بعض فیقدم امیرھم فیصلّی فاذا قضا صلوته اخذ عیسی حر بته فیذ ھب نحو الد جال فیقتله ۔الحدیث؛۔ رواہ احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک (ترجمہ: روایت ہے عثمان بن العاص سے ایک لمبی حدیث میں، کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اترے گا عیسی بن مریم وقت نماز فجر کے۔ پس کہے گا ان کو امیر ان کا اے روح اللہ آگے ہو، پس نماز پڑھا ہم کو۔ پس کہے گا عیسیؑ یہ امت ہی امیر ہے بعض ان کا بعض پر۔ پس آگے ہوگا امیر ان کا اور نماز پڑھاوے گا۔ پھر جب نماز پڑھ چکیں گے پکڑے گا عیسیؑ ایک نیزہ پس جاویگا طرف دجال کی، پس قتل کرے گا اس کو۔ روایت کیا اس کو احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں)۔

بھی عثمانوں یعنی احمد ہے ایہ نقل لیایا
وقت فجر ہو نازل عیسی آنحضرت ﷺ نے فرمایا
یعنی جد سردار انہاں دا کرسی صبح تیاری
عیسی ناگہ نازل ہوسی دیکھے خلقت ساری
دیکھ امیر مسیح دے تائیں پچھے نوں ہٹ آوے
عیسی تا لوکاں نوں فر پیش نماز پڑھاوے
اگے ہووو آکھے مہدی حضرت عیسی تائیں
عیسی آکھن اگوں ایہ گل مینوں لائق نہیں
آکھن جیسے اس امت نوں اللہ ہے وڈیایا
آپس اندر کرن امامت انہاں لائق آیا
غرض انہاں نوں فر خود مہدی آپ نماز پڑھاوے
عیسی لے فر نیزہ اپنا طرف دجا لے دھاوے

وعن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم المھدی تعال صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة ھذہ الامة ۔رواہ ابونعیم۔ ترجمہ: روائت ہے ابی سعید سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اترے گا عیسی بن مریم، پس کہے گا امیر ان کا یعنی امام مہدی آؤ نماز پڑھاؤ ہم کو پس کہے گا نہ۔ تحقیق بعض تمہارے اوپر بعض کے امیر ہیں۔ یہ امت کی

عزت ہے۔روایت کیا اس کو ابونعیم نے

معنی اس دا بھی ہے اوہو جو اگلی دا بھائی
لیکن اس دے اندر تصریح مہدی دی ہے آئی
یعنی پیش امامت انہاں مہدی تائیں ہووے
حضرت عیسی وچہ نمازاں اس دے مگر کھلووے
مسجد اقصی نازل ہووے عیسی بھی ہے آیا
اہل ایمان دے لشکر اندر حضرت نے فرمایا

و عن حذیفه قال قال رسول اللّٰه ﷺ یلتفت المهدی قد نزل عیسی بن مر یم کانّها یقطر من شعره فیقول المهدی تقدم وصلّ بالنّاس ۔ الحدیث رواہ الدارمی ۔ (روایت ہے حذیفہ سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیچھے کو پھر کر دیکھے گا مہدی اور تحقیق اترا ہوگا عیسی بن مریم گویا کہ ٹپکتا ہوگا اسکے بالوں سے پانی۔ پس کہے گا مہدی آگے آؤ اور نماز پڑھاؤ لوگوں کو)۔

مڑ کر دیکھے مہدی عیسی آسماناں تو آوے
آکھے آپ نماز پڑھاؤ عیسی نوں فرماوے
عیسی اگوں آکھے اس نوں آپ نماز پڑھاؤ
اس رتبہ دے لائق نہ میں نہ میرے سر پاؤ

و عن عبد اللّٰه ابن العاص فی الحد یث الطویل فی قصّة الدّ جال و فیه فبینما هم کذ لک اذ سمعوا صو تاً من السّماء ان ابشروا فقد اتا کم الغو ث فیقولون نزل عیسی بن مر یم فسیبشرون و یستبشر هم و یقولون صلّ لنا یا روح اللّٰه فیقول انّ اللّٰه اکثر هذه ا لامة فلا ینبغی لاحد ان یّؤمهم الا منهم فیصلّی امیر المو منین بالناس و یصلّی عیسی خلفه ۔ رواہ ابن العساکر

(روایت ہے عبداللہ بن عاص سے ایک لمبی حدیث دجال کے قصہ میں کہ دجال کے لوگوں کو بند کرنے کی حالت میں ناگاہ سنیں گے ایک آوازہ آسمان سے کہ یہ خوش خبری پاؤ پس تحقیق آیا تمہارے پاس فریاد سننے والا۔ پس کہیں گے اترا عیسی ابن مریم۔ پس خوش خبری پاویں گے اور

خوش ہوں گے آپس میں اور کہیں گے نماز پڑھاؤ ہم کو اے روح اللہ۔ پس کہے گا عیسی تحقیق اللہ تعالی نے عزت دی اس امت کو پس نہیں لائق واسطے کسی کے یہ کہ امامت کرائے مگر ان میں سے۔ پس نماز پڑھاوے گا امیر المومنین یعنی امام مہدی لوگوں کو اور نماز پڑھے گا عیسیٰؑ اس کے پیچھے)۔

ابن عساکر عبداللہ توں ہے ایہ نقل لیایا
ایک حدیث لمبی دے اندر حضرت نے فرمایا
جس حالت وچہ مومن بندے ہوسن بند وچارے
ناگاہ اک آوازہ سن سن آ سماناں تو سارے
یعنی غوث تساں ول آیا نہ ہن کجھ غم کھاؤ
آ فریاد تساڈی سن سی خوشیاں اندر آؤ
آکھن لوگ نماز پڑھاؤ حضرت عیسی تائیں
عیسی اگوں آکھن بھائی میں اس لائق نائیں
مہدی آپ نماز پڑھاوے فر خود لوکاں تائیں
عیسی بھی فر اس دے پچھے کرن نماز ادائیں

وعن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول لا انّ بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللّٰہ ھذہ الامة۔ رواہ مسلم ۔(روایت ہے جابر سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت میں سے جو جہاد کریں گے حق پر غالب ہوں گے قیامت کے دن تک۔ پس اترے گا عیسی بن مریم پس کہے گا اس پر ان کا امیر کہ آؤ نماز پڑھاؤ ہم کو۔ پس وہ کہے گا نہ، تحقیق بعض تمہارا بعض پر امیر ہے عزت دی اللہ تعالی اس امت کو)۔

میری امت دا اک ٹولہ لڑسن اللہ راہیں
دائم غالب رہسن یعنی روز قیامت تک تائیں
عیسی آخر آسماناں تو انہاں اندر آوے
مہدی آکھے اگے ہووو عیسی عذر لیاوے

یعنی عیسیٰ انہاں تائیں آکھے ہو انکاری
آپس اندر اک دوجے تے حق تساں سرداری
اللہ ایہ وڈیائی دتی اس امت دے تائیں
انہاں اتّے ہوری تائیں حق امامت نائیں

و عن کعب الا حبار قال یحا صر الد جال المو منین ببیت المقدس فیعییھم جوع شد ید (الی..) اذ سمعوا صو تاً فی الغلس فیقولو ن انّ ھذا الصوت رجل شعبا ن فینظرو ن فاذا بعیسی بن مریم ویقام الصّلوۃ فیرجع امام المسلمین المھدی فیقول عیسی ابن مر یم تقدم ۔الحدیث رواہ ابونعیم ۔(روایت ہے کعب احبار سے کہا اس نے گھیرا کرے گا مومنوں کو دجال بیت المقدس میں ۔ پس پہونچے گی ان کو بھوک سخت یہاں کہ کھائیں گے ...کی رگوں کو بھوکھ سے ۔ پھراس کے درمیان میں ایک ناگاہ آواز سنیں گے صبح کے اندھیرے میں ۔ پس کہیں گے تحقیق یہ آوازہ بہت وجیہ مرد کا ہے پس نظر کریں گے، پس ناگاہ عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور قائم کی جاوے گی نماز ۔ پس پھرے گا امام المسلمین یعنی مہدی ...الخ ..روایت کیا اس حدیث کو ابونعیم نے)

کعب کہے دجال لعین دالشکر چار چوفیرے
اہل ایماناں تائیں بیت المقدس اندر گھیرے
پہونچی بھوکھ انہاں نوں ڈاڈھی کھانا مول نہ لبھے
بھکھ پیاسوں عاجز ہو کر تندی کھاسن سبھے
ناگاہ فرسب وقت فجر دے سن سن اک آوازہ
آکھن ایہ آوازہ اس دا جو سیر ہووے تازہ
دیکھن فر مڑ مومن سارے ایدھر اودھر جائیں
ناگہ اندر اپنے پاون حضرت عیسیٰ تائیں
ہو تکبیر جماعت مہدی پچھے نوں ہٹ آوے
ہووو اگے حضرت عیسیٰ مہدی نوں فرماوے
بعد نمازوں یعنی عیسیٰ بوہا فیر کھلاوے

عیسی نوں دجال لعین فر اگے نظری آوے
اس دے نال یہودی کافر ہوسن ستر ہزاراں
زینت دار جڑاؤ ہتھیں سبھناں دے تلواراں
نسے گا دجال تے عیسی اس دے پچھے دھاون
باب اللد ہے اوتھے اس نوں پا کر مار مکاون

و عن ابن سیرین قال المھدی من ھذہ الامۃ و ھو الذی یوم عیسی رواہ ابن شیبہ ۔ (ترجمہ: روایت ہے ابن سیرین سے کہا اس نے امام مہدی اسی امت سے ہوگا اور وہ ہوگا جو امامت کراوے گا عیسیٰؑ کو)۔

مہدی ہے اس امت وچوں بن سیرین بتاوے
اوہو ہے جو عیسی تائیں مگر نماز پڑھاوے
ایویں ہور رزین علی تھیں ہے ایہ نقل لیایا
اہل البیت روایت کیتی حضرت نے فرمایا
فانی نہ اوہ ہووے امت ہر گز وچہ گمراہی
اول جس دے میں وچہ مہدی آخر عیسی بھائی
ایہ سب نص حدیثاں اس وچہ ظاہر صاف بیاناں
عیسی تے ہور مہدی دے وچہ فرق زمین آسماناں

و عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم و موسی و عیسی ۔ فتذا کروا امر السّاعۃ فردّوا امر ھم الی ابرا ھیم فقال لا علم لی بھا فردّوا امر ھم الی موسی فقال لا علم بھا فردّوا امرھم الی عیسی فقال اما و جبتھا فلا یعلم بھا احد الّا اللّٰہ و فیما عھدنی ربّی عزّ و جلّ انّ الدّجال خارج و معی قضیبان فاذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص فیھلکہ اللّٰہ اذا رآنی ۔ الحدیث رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و سعید بن منصور والبھیقی و ابن ماجہ و الحاکم ایضاً ولفظہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ ۔ (ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

ﷺ نے ملا میں معراج کی رات حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ۔ پس ذکر کیا انہوں نے قیامت کا ۔ پس پھرا اس نے اپنا مسئلہ ابراہیم کی طرف ۔ پس کہا اس نے نہیں خبر مجھ کو ساتھ اس کے ۔ پس پھر موڑا انہوں نے اپنا مسئلہ موسی کی طرف ۔ پس کہا اس نے نہیں خبر مجھ کو ساتھ اس کے ۔ پھر پھیرا انہوں نے اپنا کام عیسی کی طرف ۔ پس کہا عیسی نے پس نہیں جانتا اسے کوئی سوائے اللہ کے)۔

شب معراج نبی فرمایا ملیا میں اک تھائیں
ابراہیم تے موسی عیسی بھی ہور نبیاں تائیں
گلاں کردیاں آپس اندر ذکر قیامت آیا
ابراہیم نبی دے سب نے ول ایہ مسئلہ پایا
ابراہیم تے بھی ہور نبیاں ایہ گل صاف بتائی
خبر قیامت والی بالکل سانوں مول نہ کائی
رل مل آخر سب پیغمبر آکھن عیسی تائیں
علم جے ہے کجھ تینوں بھائی اس دی خبر بتائیں
عیسی آکھیا خبر قیامت نا میں بالکل جانا
اللہ باجھو ں ہور نہ کوئی جانے اس دا لانا
لیکن اللہ ہے یہ وعدہ میرے نال ٹھہرایا
مدت ہوئی اللہ تعالی مینوں ہے فرمایا
خر دجا ل زمین تے یعنی قرب قیامت آوے
دیکھ دیاں ہی میرے تائیں وانگ قلعی گل جاوے
ہتھ میرے ہو برچھی لے کر اس دے پچھے دھاواں
ماراں میں اس تائیں جا کر جتھے اس نوں پاواں

و روی ابی حا تم عن الحسن البصری قال قا ل رسول اللّٰه ﷺ للیهود یعنی الذین فی زمنه ﷺ ان عیسی لم یمت و انّه را جع الیکم قبل یوم القیا مة ۔ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن بصری سے کہا اسنے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو جو کہ آپ کے زمانہ میں تھے، تحقیق عیسی نہیں مرا اور تحقیق وہ

پھر آنے والا ہے تمہاری طرف پہلے قیامت کے دن سے۔

ابن ابی حاتم بھی ہے اک ہور حدیث لیایا
کہیا حسن یہوداں تائیں حضرت ایہ فرمایا
بن مریم ہے زندہ اج تک موت نہ اس نوں آئی
قبل قیامت پھر اوہ آوے شک نہ اس وچہ رائی

و روی ابن جریر و ابن ابی حاتم عن الرّبیع قال انّ النصاری اتوا النّبیّ ﷺ فخا صموا فی عیسی ابن مر یم الی ان قال لھم النّبی ﷺ الستم تعلمون ان ر بّنا حیّ لا یموت و انّ عیسی یا تی علیه الفنا ۔ الحد یث (تر جمہ۔ روایت کی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے کہا اس نے تحقیق نصاری آئے حضرت ﷺ کے پاس پس جھگڑا کیا انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ بیچ حق عیسی ابن مریم کے، یہاں تک کہ کہا ان کو نبی ﷺ نے کیا نہیں تم جانتے کہ تحقیق رب ہمارا زندہ ہے اور تحقیق عیسی آوے گی اس پر فنا)۔

کہیا ربیع عیسائی یعنی پاس نبی دے آئے
عیسی بن مریم دے حق وچہ باطل جھگڑے لائے
پئو اس دا ہے دسّو کہڑا آکھن حضرت تائیں
اللہ تے طوفان اٹھاون بنھنن جھوٹ ہوائیں
جانو بھلا نہ آنحضرت نے انہاں نوں فرمایا
کوئی ولد نہ ایسا جو نہ باپ مشابہ آیا
کہیا انہاں ہے کیوں یعنی سانوں معلم ناہیں
لازم ہے ہو ولد مشابہ اپنے والد تائیں
کہیا بھلا نہ جانوں اللہ دائم زندہ باقی
عیسی بے شک فانی ہووے آخر بندہ خاکی

وعن سمرة قال قال رسول اللّه ﷺ ینزل عیسی بن مر یم مصد قاً لمحمد و علی ملّته فیقتل الد جال ثمّ انما ھو قیام السا عة ۔ رواہ البزاز والطبر انی ۔ (ترجمہ: روایت ہے سمرہ سے، کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اترے

گا عیسی بن مریم تصدیق کرنے والے محمد ﷺ کے اور اوپر مذہب ان کے کے، پس قتل کرے گا دجال کو پھر تحقیق وہ نشان ہے قیامت کا)۔

ہے بزاز تے ایویں آیا وچہ معجم طبرانی
سمرہ آکھے ہے فرمایا پیغمبر ربانی
قرب قیامت یعنی عیسی آسماناں توں آوے
تابع دین نبی دے ہوسی اس تے عمل کماوے
نیزہ لے دجال لعین نوں مارے اس دے تائیں
اس دے بعد قیامت ہے پھر ہور نشانی ناہیں

و عن عبد اللّٰہ بن مغفل قال قا ل رسول اللّٰہ ﷺ یلبث الدّ جال فیکم ما شاء اللہ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقاً لمحمد وعلی ملّتہ۔ الحد یث رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر و البھیقی فی شعب الا یما ن ۔(روایت ہے عبداللہ بن مغفل سے کہا اس نے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رہے گا دجال بیچ تمہارے جس قدر چاہے گا اللہ تعالی۔ پھر اترے گا عیسی بن مریم سچا کرنے والا واسطے محمد ﷺ کے اور ان کے دین پر)۔

یعنی ہے طبرانی ایویں اک حدیث لیایا
ابن مغفل آکھے ایہ ہے حضرت ﷺ نے فر مایا
خر دجال تساں وچ ٹھہرے جتنا اللہ چاہوے
عیسی فر آسمانوں آ کر اس نوں مار مکاوے

و عن ابی ھر یرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الا ان ابن مر یم لیس بینی و بینہ نبیّ الا انہ خلیفتی فی امّتی من بعدی ۔ رواہ ابن العسا کر و زاد ابو داؤد و انہ نازل ۔(ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اس نے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خبردار تحقیق ابن مریم نہیں ہے درمیان میرے اور درمیان اس کے کوئی نبی، مگر تحقیق وہ خلیفہ ہے میرا میری امت میں میرے بعد۔ روایت کیا ابن عساکر نے اور زیادہ کیا ابو داؤد نے: تحقیق اترنے والا ہے۔)

ابو ہریرہ آکھے حضرت ﷺ ایہ گل ہے فرمائی

میرے تے ہور عیسی دے وچہ نبی نہ بالکل کائی
میرے پچھو ں اس امت و چہ نائب ہووے میرا
نازل ہو آسمانوں بے شک پاوے اتھے پھیرا

و عن عبد الرحمن بن عمرۃ قال قال رسو ل اللہ ﷺ و الذی بعثنی بالحق لیجد ن ابن مر یم فی امتی خلفاء من حوا ریہ ۔ روا ہ الحکیم ابو عبد اللّٰہ الترمذی فی نوا در ا لا صول (روایت ہے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے کہا اس نے فر مایا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ بھیجا ہے اس نے مجھ کو حق کے ساتھ، ضرور پاویگا عیسی بن مریم میری امت میں خلیفے اپنے حواریوں میں سے)

بھی سمرہ آکھے حضرت قسم اللہ دی کھادی
شک نہ ہو تا اس نو ں جو کو ئی ہووے سخت عنادی
حضرت عیسی قرب قیامت جد اسمانوں آوے
اپنے یاراں بدلے آ کر خاص حواری پاوے

و عن عمر بن الخطاب قال ائذن لی یا رسو ل اللہ فاقتلہ فقال رسول اللہ ﷺ ان یکن ھوفلست صاحبہ انما صا حبہ عیسی بن مریم ۔مشکوۃ ۔ (روایت ہے عمر بن خطاب سے کہا اس نے اذن دو مجھ کو یا رسول اللہ ﷺ پس میں قتل کروں اس کو ۔ پس فر مایا رسول اللہ ﷺ نے اگر یہ وہی ہے پس نہیں تو صاحب اس کا، اس کا صاحب عیسی بن مریم ہے)۔

ابن صیادے کارن یعنی عمر اجازت منگے
حکم ہووی تاں ماراں حضرت اس نوں باجہ درنگے
جے ہے اوہ دجال حقیقی حضرت نے فرمایا
مرنا اس دا عیسی ہتھوں اللہ نے ٹھہرایا

وعن ابی ھر یرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لیدرکن الرجال من امّتی عیسی بن مر یم و لیشھدن قتا ل الد جال۔ رواہ ابو یعلی (روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فر مایا رسول اللہ ﷺ نے ضرور پاویں گے کئی آ دمی میری امت سے عیسی بن مریم کو اور ضرور حاضر ہوں گے قتل دجال کو)۔

آں حضرت فرمایا یعنی شک نہ اس وچہ لائیں
بعضے میری امت وچوں پاسن عیسی تائیں
یعنی نازل ہووے عیسی دنیا تے پھر بھائی
اس دے ہمراہ ہوکے کرسن نال دجال لڑائی

قال ینزل المسیح بن مریم فاذا رآہ الدجال ذاب کمایذوب الشحنۃ فیقتل الدجال۔ الحدیث رواہ ابن ابی شیبہ۔ (ترجمہ۔فرمایا: اترے گا حضرت عیسی بن مریم پس جب دیکھے گا اس کو دجال، گل جاوے گا جس طرح چربی گل جاتی ہے۔پس قتل کرے گا دجال کو)۔

یعنی عیسی بن مریم جد اسماناں تو آوے
دیکھ دجال مسیح نوں وانگوں چربی دے گل جاوے

وعن عبداللّٰہ بن مسعود فی الحدیث الطویل حتی ینزل علیہم عیسی بن مریم فیقاتلون معہ الدجال۔ رواہ ابونعیم۔(عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک لمبی حدیث میں: یہاں تک کہ اترے گا عیسی بن مریم قتل کریں گے ہمراہ اس کے دجال کو)

یعنی جد آسمانوں عیسی قدم زمین تے دھرسن
اس دے ہمراہ ہوکر مومن نال دجال دے لڑسن

وعن حذیفہ بن الیمان قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انّ اول الآیات الدجال ونزول عیسی۔(ترجمہ: روایت ہے حذیفہ بن یمان سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تحقیق پہلا نشان قیامت کے نشانوں سے دجال کا آنا اور اترنا عیسی بن مریم کا۔روایت کیا اس کو ابن جریر نے)

اول پتہ قیامت دا ہے عیسی اتوں آوے
بھی دجال لعین زمیں وچہ آ کر فتنہ پاوے

وعن ابی ہریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تقوم السّاعۃ حتی ینزل عیسی بن مریم حکماً مقسطاً رواہ ابن ابی شیبہ۔(ترجمہ۔روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا اسنے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اترے گا عیسی

بن مریم حاکم عادل۔ روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے)

یعنی جد تک عیسی اتوں قدم نہ ایتھے پاوے
ممکن مول نہ تد تک بالکل روز قیامت آوے
عیسی دا آ سمانوں آون پہلاں جان ضروری
اس تھیں بعد قیامت دا فر وجے نفخہ صوری

وعن واثلة قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا تقوم الساعة حتى تكون عشرآيات خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب والدجال ونزول عيسى ويا جوج ماجوج. الحديث رواه الطبراني والحاكم. وغيره (روایت ہے واثلہ سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوں دس نشان ایک خسف مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں، یعنی زمین کا کچھ ٹکڑا نیچے کو دھس جاوے گا اور دجال کا باہر آنا، عیسی کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا باہر آنا سد سکندر سے۔ روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور حاکم نے)۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ لم يسلط على الدجال الا عيسى ابن مريم رواه ابوداؤد الطيالسي. روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہرگز کوئی غلبہ نہ پائے گا دجال پر سوا عیسی بن مریم کے۔

قائم نہ ہو ساعت یعنی ہرگز وچہ جہانے
ظاہر جد تک ہوون ناہیں دس آیات نشانے
آنحضرت تھیں ابو ہریرہ یعنی نقل لیاوے
عیسی باجہ نہ دجال اتے کوئی قابو پاوے

وعن عائشه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان يخرج الدّجال وانا حيّ كفيته ... (الى ان قال) .... فينزل عيسى فيقتله رواه ابن ابی شیبہ (روایت ہے عائشہ سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر نکلے دجال اس حال میں کہ میں زندہ ہوں، کافی ہوں میں اس کو۔.... فرمایا پس اترے گا عیسی پس قتل کرے گا اس کو)۔

جے دجال زمین تے یعنی میرے ہندے آوے

کافی ہوواں اس نوں نا کوئی مومن ایذا پاوے
تے جے او کافر آوے پچھوں میرے بعد کدائیں
نازل ہو آسمانوں عیسی مارن اس دے تائیں
سخت زمین پتھریلی سنگیں آکھے اس دے لگے
آکھے جے کر اس نوں فوراً شہد عسل ہو وگے

وعن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسی ابن مریم من السماء رواہ اسحاق بن بشیر و ابن عساکر۔ (ابن عباس سے روایت ہے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نزدیک اس بات کے یعنی فتنہ ڈالنے دجال کے اترے گا میرا بھائی عیسی بن مریم آسمان سے)۔

یعنی جد دجال زمین وچہ آ کر فتنہ پاوے
میرا بھائی یعنی عیسی تد آسمانوں آوے

و عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللّٰہ لا تقوم السّاعۃ حتی تنزل الروم بالاعماق او بدابق لیخرج الیہ جیش من اھل المدینۃ من خیار اھل الارض یومئذ ... اذا اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی۔ الحدیث رواہ مسلم ۔(ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اترے لشکر روم اعماق میں دابق میں ۔ پھر نکلے گا انکی طرف ایک لشکر مدینہ والوں مین سے جو کہ بہتر اہل مدینہ میں سے ہوگا۔ اسی دن پس فتح کریں گے قسطنطنیہ کو اور خزانہ بہت سا پاویں گے۔ یہ حدیث رسول اللہ فرمائی تا اس جگہ کہ جس کا مطب آخری یہ ہے۔ پس اس حالت میں وہ لشکر صفیں تیار کریں گے جس وقت نماز پڑھنے کا ارادہ کیا جاوے گا۔ پس نازل ہوں گے ابن مریم)۔

قائم نہ ہو مول قیامت اس دا وقت نہ آوے
جب تک لشکر رومی وابق وچہ نہ ڈیرا لاوے
نکلے پھر لشکر مدنی بہتر اہل زمانہ
فتح کرے سن قسطنطنیہ پاون بہت خزانہ
جس حالت وچہ جنگ تیاری کرسن صفاں بناسن

ہو تکبیر جماعت عیسی آ سماناں تو ں آ سن

و عن مجمع بن جاریہ الانصاری قال سمعت النبی ﷺ یقول یقتل ابن مریم الدجال بباب لد و بجانب اللد رواہ احمد و الطبرانی وغیرہ و قال الترمذی ھذا حدیث صحیح (روایت ہے مجمع بن جاریہ انصاری سے کہ رسول اللہ نے فرمایا قتل کریں گے عیسی، دجال کو باب الد میں جانب لد میں)

بن مریم دجال لعین دے یعنی پچھے دھاوے

باب لدّ ہے اوتھے اس نوں پا کر مار مکاوے

و عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ و ان من اھل الکتاب الّا لیومننّ بہ قبل موتہ۔ قال خروج عیسی۔الحدیث رواہ الحاکم فی المستدرک۔ قال الحاکم صحیح علی شرط الصحیحین۔

(ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اورنہیں کوئی اہل کتاب مگر ضرور ایمان لائیگا ساتھ اسکے اس کی موت سے پہلے کہا ابن عباس نے اس کی مراد نکلنا عیسیٰ کا ہے)

یعنی اس آیت دے حق وچہ حضرت نے فرمایا

عیسی داہے آون اس وچہ اللہ نے بتلایا

یعنی قرب قیامت عیسی آسماناں تو آون

اہل کتاب یہود عیسائی اس تے ایماں لاون

و عن ابن عباس و انہ لعلم للسّاعۃ قال خروج عیسی قبل یوم القیامۃ رواہ احمد و ابو حاتم۔(ترجمہ۔ روایت ہے ابن عباسؓ سے اور تحقیق وہ البتہ ایک علامت ہے قیامت کے لئے یعنی نکلنا عیسی کا پہلے قیامت کے)۔

بن عباس علم ساعت دا ایہ مطلب بتلاوے

عیسی یعنی قرب قیامت فر دنیا تے آوے

و عن ابی ھریرہ و انہ لعلم للسّاعۃ قال خروج عیسی یمکث فی الارض اربعین سنہ و تکون ذلک الاربعون اربع سنین یحج و یعتمر رواہ عبد بن حمید۔(ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہؓ سے اور تحقیق وہ البتہ نشان ہے واسطے قیامت کے۔ کہا ابو ہریرہؓ نے نکلنا عیسیٰؑ کا زمین میں چالیس سال)۔

ابوہریرہ اس آیت دی ایہ تفسیر بتائی
علم قیامت اندر قرآن آیت ہے جو آئی
یعنی قرب قیامت عیسی آ کر چالی سالاں
زندہ رہ سی حج کریسی عمرہ ہو خوش حالاں

وعن الحسن وانه لعلم للساعة قال نزول عیسی رواہ عبد بن حمید و ابن جریر۔ روایت ہے حسن سے کہ انه لعلم للسّاعة کا مطلب ہے اترنا عیسی کا

کہے قتادہ علم قیامت عیسی تائیں جانوں
یعنی عیسی قرب قیامت نازل ہو آسمانوں

وعن انس قال قال رسول اللّه ﷺ من ادرك منكم عیسی ابن مریم فلیقرأ منّی السلام ۔ رواہ الحاکم۔ روایت ہے انس ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے پاوے عیسی بن مریم کو پس چاہیے تم کو کہ پڑھے مجھ سے السلام علیکم۔

یعنی عیسی بن مریم نوں جو کوئی مومن پاوے
لازم اس نوں میری طرفوں ترت سلام پہنچاوے

و عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللّه ﷺ و الذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیہ .... الحدیث ۔ رواہ مسلم ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھ کو اس ذات پاک کی کہ میری جان اس کے قبضے قدرت میں ہے بلاشک ہے اترنا عیسی بن مریم کا بیچ تمہارے حاکم عادل .. پس توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا خنزیروں کو اور رکھ دے گا جزیہ کو ۔ اور زیادہ ہو جاوے گا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا کوئی ۔ اور ایک روایت میں، یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر جو کچھ کہ دنیا میں ہے۔ پھر ابوہریرہ نے پڑھو اگر تم چاہتے ہو: نہیں کوئی کتاب والوں سے مگر کہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے اس کی موت کے۔ ..اور ایک روایت میں ہے البتہ چھوڑیں گے اونٹوں کو اور نہ سواری کرے گا کوئی ان پر اور البتہ اٹھ جائے گی دشمنی اور بغض اور البتہ بلائیں گے لوگ مال کی طرف پس نہ قبول کرے کوئی اس کو۔

مسلم یعنی وچہ صحیح دے ہے یہ نقل لیایا

ابوہریرہ آکھے حضرت نال قسم فرمایا
بے شک عیسی قرب قیامت آسمانان تو آوے
حاکم ہو سی عدل کریسی عدلوں ملک وساوے
سولی توڑے اپنی ہتھیں خنزیراں نوں مارے
کوئی سور نہ کھا سی بالکل دنیا اندر سارے
کثرت مال ہووے وچہ دنیا گھر گھر ہون خزانے
صدقہ مول نہ لیسی کوئی بالکل وچہ جہانے
اک سجدہ ہو بہتر اس دن ساری دنیا نالوں
رغبت طاعت زائد ہووے دنیا دے اموالوں
اونٹ تمامی چھوڑے جاسن کھلے باجھ مہاراں
چڑھ سی نہ کوئی ایویں پھرسن خالی وچہ اجاڑاں
کینہ بغض عداوت بالکل حسد نہ رہ سی کائی
خلقت ساری ہو جاوے گی آپس اندر بھائی

وعن ابی هریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الانبیاء اخوۃ العلاۃ ... الی .. فیکمث فی الارض اربعین سنة ثمّ یتوفّی و یصلّی علیه المسلمون رواہ احمد و ابو داؤد و رواہ الحاکم فی المستدرك و لفظه ان روح الله عیسی نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ و زاد ابو داؤد فی روایة قال و یقاتل الناس علی الاسلام . الخ

ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب انبیاء علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ اور دین ان کا ایک ہی ہے۔ تحقیق میں بہتر ہوں قریبی ہوں ساتھ عیسی بن مریم اس واسطے ... کہ نہیں میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی اور۔ اور تحقیق وہ اترنے والا ہے۔ پس جب دیکھو تم اس کو پس پہچان لو تم اسکو مرد میلان کیا ہوا طرف سرخی اور سفیدی کے، اس کے اوپر دو کپڑے زرد رنگ کے ہونگے، اور ہوگا اس کا سر قطرے ٹپکتے ہوں اگرچہ نہیں پہنچی اس کو تراوت۔ پس وہ توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا خنزیر کو اور رکھ دے گا جزیہ، اور بلاوے گا لوگوں کو اسلام کی طرف، اور ہلاک کرے گا اللہ تعالی اس کے زمانہ میں مذہبوں کو مگر

اسلام، اور اسلام کے سوا سب دین ہلاک ہو جائیں گے اور ہلاک کرے گا اللہ دجال کو اس کے زمانہ میں۔ پھر ظاہر ہوگی امانت زمین میں یہاں تک کہ چرے گا شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتا گائیوں کے ساتھ اور بھیڑ یا بکریوں کے ساتھ اور کھیلیں لڑکے سانپوں کے ساتھ، نہ تکلیف دیں گے ان کو۔ پس رہیں گے زمین میں چالیس سال۔ پھر فوت ہوگا اور نماز جنازہ پڑھیں گے اس پر مسلمان۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور ابو داؤد نے اور روایت کیا حاکم نے مستدرک میں اور لفظ اس کے یہ ہیں تحقیق عیسی اترنے والا ہے بیچ تمہارے۔ پس جس وقت دیکھو تم اس کو پہچان لو۔ اور زیادہ کیا ابو داؤد نے اور اس کی روایت میں ہے۔ قتل کرے گا لوگوں کو اسلام لانے پر۔

ابو داؤد نے بھی ہور احمد ہے یہ نقل لیایا
ابو ہریرہ آکھے یعنی حضرت نے فرمایا
سب پیغمبر آپس اندر ہین علاتی بھائی
دین انہاں دا اکو جانو مانواں وچہ جدائی
لائق تر میں سب لوکاں تھیں ابن مریم تائیں
میرے اس دے دوہاں دے وچہ ہور پیغمبر ناہیں
بے شک عیسی سچ مچ نازل ہووے گا آسمانوں
دیکھو جد فر اس دے تائیں حلیہ نال پچھانوں
لال تے گورا رنگ مسیح دا ہووے قد میانہ
زرد پوشاک سنہری ہووے خو اخلاق شہانہ
سولی توڑے خنزیراں نوں دنیا تو مروا وے
جزیہ مول نہ لیوے لوکاں طرف اسلام بلاوے
باجہ اسلام نہ کوئی ملت رہ سی وچہ جہانے
باطل ہون تمامی مذہب اندر اس زمانے
خر دجال لعین نوں اللہ اس دے ہتھوں مارے
امن آرام آسائش ہووے دنیا اندر سارے
انسان ہور درندے وحشی ہک جا رہ سن جی سن

شیر تے بکری اکے گھاٹوں کٹھے پانی پی سن

وعن النواس بن سمعان فی الحدیث الطویل بعد ذکر قصه الد جال فبینما هو کذا لک اذ بعث الله المسیح بن مریم ..... الی ... روح کل مومن و کل مسلم ۔ (مسلم کی یہ حدیث مکمل مع ترجمہ کسی جلد میں نقل ہو چکی ہے)

یعنی جد دجال زمین تے قرب قیامت آوے
فتنہ ہے اوہ بھارا فتنہ دنیا اندر پاوے
تا فر عیسی آساناں تو مونڈھے ملکاں آون
پاس منارے شرقی دمشقوں آکر قدم ٹکاون
کپڑے پیلے ہون انہاندے زرد پوشاک نورانی
نیواں کرسن سر جد اس تھیں ڈگن قطرے پانی
دم عیسی دا پہنچے جتھوں تیکر اکھیں جاوے
مر جاوے اوہ کافر جو کوئی دم اس دے نوں پاوے
نسے گا دجال لعین فر عیسی پچھے دھاون
باب الد مکان ہے اوتھے جا اس تائیں پاون
نیزے نال مریسن عیسی اس کافر دے تائیں
آپے ہی گل جاوے جیکر عیسی مارے ناہیں
مومن جو دجالوں بچ سن پاس عیسی دے آون
حضرت عیسی انہاں تائیں خبر بہشت سناون
فیر اچانک حکم کریسی اللہ عیسی تائیں
بندے نیک جو میرے سب نوں وچہ پناہ لے جائیں
ہن اک ڈاڈھی خلقت میری باہر چاہے آئی
نہ ہے طاقت مارے کوئی انہاں نال لڑائی
حکم الٰہی سن کر عیسی کنّان اندر پاون
نیکاں نوں سب کٹھا کرکے طرف کوہ طور لے جاون
عیسی جد فر نیکاں تائیں طرف کوہ طور لے جاوے

قوم یاجوج ماجوج اچانک سدّوں باہر آوے
باہر آون کیڑیاں وانگوں انت نہ کوئی پاوے
قتل کرن ہور مارن لٹّن جو کوئی اگے آوے
طبرستان اندر اک چشمہ بہتا لمّاں چوڑا
ڈونگا پانی وگے دائم کدی نہ ہووے تھوڑا
پہلی فوج انہاں دی پیسی سارے پانی تائیں
پچھلے کہسن شائد اس وچہ پانی ہوگ کدائیں
پھر سن ساری دنیاں اندر آدمیاں نوں کھاسن
وڈھن ٹکن لٹّن مارن فتنہ شور مچاسن
آکھن ہے ہن مار مکایا اہل زمیناں تائیں
دنیا اندر انساناں تھیں ہن کوئی باقی نائیں
آؤ کٹھے ہو کر ہن آساں ول تیر چلایئے
اسماناں دے رہنے والے بھی ہن مار مکایئے
غرض یاجوج ماجوج تمامی حملہ کرکے سارے
آسماناں ول تیر چلاسن کٹھے ہو اک بارے
ساڈے باجہ نہیں ہن کوئی وچہ زمین اسماناں
حکم ہویا ہن ساڈا آکھن اندر دوہاں جہاناں
عیسی سن اصحاباں بھکھوں ڈاڈھے عاجز آون
گائیں دا سر سو دیناروں نہ اوہ اس دن پاون
بھکھ تریہہ تھیں عاجز آون منگن سب دعائیں
یار آمین آکھن رب سن سی کرسی دفع بلائیں
قوم یاجوج اتے پھر اللہ حکم وبا نوں کرسی
اک پھوڑا ٹک گردن اتے جس ہوسی او مرسی

وعن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ لیھبطن اللہ عیسی ابن مریم حکماً عدلاً و اماماً مقسطاً... فج الرحاء حاجاً او معتمراً و

الیقفن علی قبری و لیسلمن علی و لا ردن علیه رواه ابن العساکر و فی روایة .. عیسی بن مریم بفج الروحاء بالحج او العمرة او بینهما ۔ رواه احمد و کذا مسلم ،ترجمہ۔روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ اتارے گا اللہ تعالیٰ عیسی بن مریم کو حاکم عادل اور امام انصاف کرنے والا اور روحاء کے راستے سے حج اور عمرہ کو جاوے گا اور میری قبر پر ٹھہر کر مجھے سلام کہے گا۔ اور تحقیق میں سلام کا جواب دونگا۔

بھی ہور ابن عساکر یعنی اک حدیث لیایا
ابو ہریرہ کرے روایت آنحضرت ﷺ فرمایا
حاکم عادل بن کر عیسی آسماناں تو آوے
حج عمرے نوں مکے دے ول روحاء راہوں جاوے
قبر میری تے مینوں آکھے ٹھہر سلام دعائیں
میں بھی اگوں رحمت بھیجاں بے شک اس دے تائیں

و عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال رسول اللّٰه ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوّج و یولد له یمکث خمساً و اربعین سنة ثمّ یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفا کذا فی المشکوة ۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ اترے گا عیسی بن مریم زمین کی طرف پس نکاح کرے گا اور اولاد ہوگی اس کی ۔ اور جیتا رہے گا ۴۵ سال پھر مرے گا اور دفن ہوگا میرے ساتھ بیچ جگہ میری قبر کے ۔ میں اور عیسی ابن مریم، ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے ۔

ابن جوزی تھیں ہے ایہ یعنی وچہ مشکوۃ لیایا
راوی ہے عبد اللہ اس دا حضرت ﷺ نے فرمایا
نازل ہو اسمانوں عیسی عورت عقد کرے سی
نسل ودھاوے اللہ اس توں پتر دھیاں دے سی
سال پینتالی حضرت عیسی دنیا اندر جیوے

فوت ہووے فر میری قبرے میرے ساتھ دبیوے

وعن عبد اللّٰہ بن عمرو ینزل عیسی فیتزوج ویولد لہ۔ رواہ ابو حفص المیالشی۔اترے گا عیسی ابن مریم پس نکاح کرے گا، اس کی اولاد ہوگی

عیسی نازل ہو کر عورت عقد لیاوے
ہو اولاد اس دے گھر اللہ اس دی نسل ودھاوے

وعن عبد اللّٰہ بن سلام قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللّٰہ ﷺ وابی بکر وعمر فیکون قبراً رابعاً رواہ الطبرانی وروہ البخاری فی تاریخہ ولفظہ یدفن عیسی بن مریم مع النبی ﷺ وصاحبیہ ویکون قبرہ الرابع۔ ترجمہ: عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہا اس نے دفن کیا جاوے گا عیسی ابن مریم ساتھ رسول اللہ ﷺ اوابی بکر اور عمر کے۔ پس ہوگی قبر چہارم۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔اور روایت کیا بخاری نے اپنی تاریخ میں اور اس کے لفظ یہ ہیں: دفن کیا جائے گا عیسی بن مریم ساتھ نبی اللہ ﷺ اور ان کے دونوں دوستوں یعنی ابوبکر وعمر کے اور ہوگی قبر چہارم اس کی۔

وروی الترمذی عن عبد اللہ بن سلام وقال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن امریم یدفن معہ وقال حسن۔ ترمذی نے روایت کی ہے عبداللہ بن سلام سے کہ کہا اس نے لکھا ہوا ہے تورات میں صفت محمد ﷺ کی اور عیسی بن مریم کی، دفن کیا جائے گا ساتھ اس کے

یعنی عیسی پاس نبی دے روضے وچہ دبیوے
پاس صدیق عمر دے اس دی قبر چہارم تھیوے
ہے تورات اندر بھی لکھی صفت نبی دی بھائی
بھی ایہ عیسی نال نبی دے دفن ہووے یک جائی
ابن سلاموں ہے ایہ آیا وچہ معجم طبرانی
ایویں وچہ تاریخ بخاری ہے روایت ثانی

کہا ترمذی نے کہ ابوداؤد کہتا ہے کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے کہا ابن نجار نے کہ اہل سیر کہتے ہیں کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ نقل عن سعید بن المسیب ان

عیسی بن مریم یدفن معه ۔ اور ابو داؤد اور احمد اور ابن حبان اور ابن جریر نے روایت کی ہے و یدفنونه عند نبینا ﷺ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے دجال کو قتل کریں گے اور ۴۰ سال تک زندہ رہیں گے ۔ کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل کریں گے پھر فوت ہوں گے ۔ مسلمان لوگ حضرت عیسی کی جگہ ایک شخص کو قبیلہ بنی تمیم سے جس کا نام مقعد ہوگا خلیفہ بنائیں گے جب وہ بھی مرجائے گا تو اس کے مرنے کے بعد بیس سال پورے نہ ہوں گے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھایا جاوے گا۔

رواہ ابوالشیخ عن ابی ھریرہ مرفوعاً کذا نقله فی حجج الکرامة

پس یہ ستر حدیثیں ہیں ابن عباس اور ربیع اور عبد اللہ بن مغفل اور عبد الرحمٰن بن سمرہ اور انس اور عائشہ اور عبد اللہ بن عمرو اور مجمع بن جاریہ، اور واثلہ اور اوس بن ابی اوس، عبد اللہ بن سلام، ابو سعید، حرث، علی، حسن بن علی، ثوبان اور عمر بن خطاب وغیرہ اصحاب اور تابعین اور من بعدھم سے ۔ اور کہا ترمذی نے کہ اس باب میں یعنی عیسی کے نزول اور دجال کے قتل کرنے میں عمران بن حصین اور نافع بن عتبہ اور ابو ...اور حذیفہ بن اسید، ابو ہریرہ، کیسان، عثمان بن ابی العاص، جابر اور ابوامامہ اور ابن مسعود اور عبد اللہ بن عمرو اور سمرہ بن جندب اور عمرو بن عوف اور حذیفہ بن الیمان سے بھی روایتیں آئی ہیں۔

پس اے ستّر ہین حدیثاں جو جو میں ہیں پایاں
ایویں ہور کتاباں اندر بہت حدیثاں آیا
ہر اک نص صریح ہے اس وچہ تنہا بے تاویلی
عیسی آوے اوہو جو پیغمبر اسرائیلی
غرض مسیح موعود جو آخر دنیا تے فر آوے
جس دا آون قرب قیامت سب امت بتلاوے
ہے روح اللہ بے شک جو پیغمبر اسرائیلی
کلمہ جس نوں آ کھیا اللہ جو ہے نبی انجیلی
جو جو پتے نشان مسیح دے وچہ حدیثاں آئے
کر تلخیص سناواں تینوں جو حضرت فرمائے
اول پتہ نشان مسیح دا بن مریم ہے آیا
یعنی اوہو آوے جس نوں مریم پیٹوں جایا

اگلی پچھلی ساری امت اج تک اس تے آئی
منکر نہ کوئی ہویا اس دا مومن وچہ خدائی
ایہ گل مرزے اندر بالکل مول نہ پائی جاوے
نہ ایہ لقب مبارک بالکل اس تے صادق آوے
نہ ایہ بن مریم نہ مریم جنیا اس دے تائیں
ماں اس دی نام گھسیٹی ایہ گل مخفی نائیں
لغت عرب وچہ اج تک اے گل کدرے نظر نہ آئی
بن مریم ہے ابن گھسیٹی یا ہے اس دا بھائی
مثل مسیح بھی بن مریم دا ہرگز معنی ناہیں
نہ ایہ معنی لغت عرب وچہ آیا مول کتھائیں
نہ کوئی پتہ نشانی اس دی اس وچہ پائی جاوے
نہ کوئی خصلت عیسی والی اس وچہ نظری آوے
بن مریم ہے جس جس جاگہ قرآن اندر آیا
ہے پیغمبر اسرائیلی جو مریم نے جایا
ایویں وچہ حدیثاں آیا جو بن مریم بھائی
لازم ہے ہو اسرائیلی جو ہے نبی الہی
ورنہ قرآن اندر بھی ایہ آیا جس جس جائیں
لازم آوے اس تھیں اوہ بھی اصلی عیسی ناہیں
ہور نشانی اس دی ایہ ہے وچہ حدیثاں آئی
عیسی نام اس دا ہے بے شک جانے کل لوکائی
عیسی نام اس دا ہے عیسی اندر دوہاں جہاناں
عیسی نام اس دا ہے بے شک وچہ زمیں آسماناں
عیسی نام اس دا ہے بے شک اندر قرآن آیا
عیسی نام اس دا ہے بے شک حضرت نے فرمایا
عیسی نام اس دا ہے بے شک سب امت بتلاوے

عیسی نام اس دا ہے عیسی ہر جا نظری آوے
عیسی نام جو بن مریم ہے دنیا وچہ کتھائیں
باج پیغمبر اسرائیلی ہور کسے دا نائیں
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جاوے
نہ ایہ لفظ حدیثی اس تے بالکل صادق آوے
عیسی نام نہ اس دا بالکل سنیا وچہ جہانے
نام غلام احمد ہے اس دا ہر کوئی اس نوں جانے
جے کر عیسی مثلی ہوندا قسم نبی کیوں کھاندے
عیسی بدلے کیوں فر اس نوں بن مریم فرماندے
قسم نبی دی اس جاگہہ ہے بے شک حجت بھاری
یعنی عیسی اسرائیلی آوے دوجی واری
کافی ہے ایہ قسم نبی دی اہل ایماناں تائیں
اس دے اگے مرزے دی گل کوئی حجت نائیں
ایسی قسم نبی دی ڈاڑھی جو مردود نہ منّے
کافر ملحد ہے اوہ بے شک کدے نہ لگ سی بنّے
عیسی نام غلام احمد ناں حضرت نے فرمایا
عیسی دا ایہ معنی بالکل اندر لغت نہ آیا
کیوں فر عیسی اپنے تائیں اوہ موعود ٹھہراوے
ساوے پیلے ٹھگاں والے کیوں ایہہ بھیس وٹاوے
لقب مسیح ہے اس دا یعنی اس دی ہور نشانی
نہ گھر گھاٹ بنایا اس نے اندر دنیا فانی
دائم اس نے وچہ سفر دے اپنی عمر گزاری
شہریں پھر پھر وعظ سنایا اس نے عمراں ساری
بھی بیمار اس دے ہتھوں چنگے ہوندے آئے
کوڑھی تے ہور انھے یعنی جس نوں اوہ ہتھ لائے

ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل جاوے پائی
کوئی بات نہ اس وچہ لبھے جو حضرت فرمائی
مرزا مول نہ پھریا بالکل دنیا وچہ کتھائیں
نہ اس پھر پھر وعظ سنایا شہریں ہور گرائیں
اکے واری دلی جا کر اس نے ذلت پائی
ڈر دا فر ایہ اوتھوں نٹھا ادھی رات وہائی
دنیا فانی اندر اس نے اپنے کوٹ اسارے
مرنا یاد نہ اس نوں اس دی دیکھ محل منارے
نہ ہتھ لایا بیماراں نوں بالکل ہے اس جوگی
نہ اس چنگا کیتا کوئی انّھا کوڑھا روگی
ہور نشانی اس دی بے شک روح اللہ ہے آئی
مردے زندہ کردا یعنی حکمے نال الٰہی
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جاوے
لفظ حدیث نہ کوئی بالکل اس تے صادق آوے
مردہ مول نہ کوئی اس نے اج تک زندہ کیتا
لقب نہ روح اللہ دا اس نے بالکل مطلق لیتا
بن مریم موعود نہیں ایہ ثابت ایہ گل ہوئی
جھوٹھا ہے ایہ سچا اس نوں مول نہ جانوں کوئی
یعنی ہور نشانی اس دی مہدی پہلاں آوے
نال امامت جو عیسی نوں مگر نماز پڑھاوے
مرزے تھیں نہ پہلاں کوئی ایسا حاکم آیا
اہل اسلام تماماں اس نوں حق امام ٹھہرایا
پڑھی نماز نہ اس دے پچھے بالکل اس سودائی
کیتی مول نہ تابعداری اس دی کل لوکائی
یعنی اس تھیں پہلاں بالکل مہدی مول نہ آیا

جس نوں اس مصنوعی عیسی پیش امام بنایا
نہ اس ہتھ رکھ اس دے سر تے آکھیا اس دے تائیں
آپ نماز پڑھاؤ صاحب میں اس لائق نائیں
پہلاں اس تھیں جد تک یعنی مہدی مول نہ آوے
کی ممکن ہے تب تک کوئی بن مریم اکھواوے
مرزا جھوٹا اس دے اندر ہے تاویلاں کردا
کر تاویلاں ایویں جھوٹھیاں کافر ہو ہو مردا
مہدی عیسی اکو ایہ ٹھہراوے دوہاں تاہیں
بھی ایہ آکھے ہاں میں مہدی منّوں مینوں چائیں
مہدی عیسی دو ہیں اس وچہ بہت حدیثاں آئیاں
اوپر جا کر دیکھیں جو میں کرکے نقل سنایاں
حلیہ مہدی وچہ حدیثاں جو کجھ پایا جاوے
کوئی حرف نہ اس دا بالکل اس تے صادق آوے
کرتہ تیغ علم حضرت دا ہو اس پاس نشانی
حضرت بعد نہ ظاہر ہوسن اوہ فرواری ثانی
نام محمد ہوسی اس دا حضرت وانگوں بھائی
باپ عبداللہ ہوسی اس دا ایمنہ ہوسی مائی
بھی دجال زمین وچہ آکر فتنہ پہلاں پاوے
فتنہ ہے اوہ بھارا اللہ اس تھیں آپ بچاوے
ایہ گل بھی کوئی اج کل ناہیں مطلق پائی جاوے
کوئی حرف حدیثی اج کل صادق مول نہ آوے
کیوں جائز دجالوں پہلاں عیسی بن کر آوے
کی ممکن ایہ اپنے تائیں بن مریم اکھواوے
ہور نشانی اس دی ایہ ہے نازل ہو آسمانوں
مونڈھے ملکاں آوے اس نوں ہوسی حکم رحمانوں

ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جاوے
نہ ایہ لفظ حدیثی اس تے صادق بالکل آوے
نہ ایہ جھوٹھا اسماناں تو مونڈھے ملکاں آیا
نہ اس نازل ہو اسمانوں اپنا آپ دکھایا
وچہ حدیثاں ہے اک آئی اس دی ہور نشانی
کپڑے اس دے پیلے ہوسی زرد پوشاک نورانی
یعنی پیلے کپڑے پہنے نازل ہو آسمانوں
مسئلہ ہے ایہ برحق اس نوں جانوں سچ ایمانوں
مرزا مول نہ پیلے کپڑے لے کر اتوں آیا
بھی نہ اس مصنوعی اپنا زرد لباس بنایا
نا اس جھوٹے پیلے کپڑے پہنے بھل بھلیکھے
نہ دو کپڑے زردی اندر اس دے رنگے دیکھے
کیوں جائز پھر اس دے تائیں بن مریم اکھواوے
عیسی ایہ موعود نہ بالکل کیوں ایہ منہ تے لاوے
مرزا اے تاویل بنائی کریو غور تمامی
کپڑے اس دے پیلے یعنی ہووے بیمار دوامی
ایہ تاویل سراسر اس دی باطل فاسد جانی
ہے الحاد صریحاً اس دا شک نہ اس وچہ آنی
کپڑے پیلے دا ایہ معنی بالکل مول نہ آیا
لغت عرب وچہ اس دا بالکل نام نشان نہ پایا
کتب عقاید اندر بے شک لکھیا ہے ایہ بھائی
ظاہر نص قرآن حدیثوں پھرنا ہے گمراہی
عمل قرآن حدیثاں اتے ظاہر واجب جانوں
ملحد ہے اوہ جو منہ موڑے نص حدیث قرآنوں
حمل مجازی معنی اتے بالکل جائز نہیں

باجھ ضرورت ترک نہ کرنا اصل حقیقت تائیں
نہ ایہ آیا عیسی تائیں ہووے گی بیماری
ایہ طوفان اٹھایا اس نے ہے ایہ مغل ازاری
ہور نشان دمشقوں یعنی جانب شرق کنارے
نازل ہو آسانوں عیسی پاس سفید منارے
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جائے
نہ ایہ لفظ حدیثی مطلق اس تے صادق آوے
کی جانے ایہ فرضی عیسی شہر دمشق کتھائیں
ڈھا مول نہ اس نے ہر گز سفنے وچہ کدائیں
شہر دمشقی تائیں ہے اس قادیاں عین ٹھہرایا
آکھے گھر میرا ہے اس دی جانب شرقی آیا
مسجد ہے اک اوتھے جس دے نیڑے ہے گھر میرا
پاس منارے اس دے آکھے کیتا ہے میں ڈیرا
آکھے حضرت نے جو کیتی ہے پیشین گوئی
میں ہاں مورد اس دا میرے حق وچہ صادق ہوئی
شہر دمشق نہ قادیاں آیا اندر لغت کتھائیں
نہ ایہ وچہ قرآن حدیثاں ڈٹھا مول کدائیں
کیوں فر شہر دمشقے تائیں قادیاں ایہ ٹھہراوے
کیونکر ممکن ہے ایہ جھوٹا ایڈا پاڑ ملاوے
بھی فر قادیاں دے ہے مشرق جو جو ہور لوکائی
پاس منارے اس مسجد دے رہندے ہور جو بھائی
ایویں ہور جو شہر دمشقوں جانب مشرق رہندے
جتھوں تیکر دنیا اندر پاس منارے بہندے
جائز ہو فر سبھناں تائیں بن مریم اکھواون
اس تاویلوں صدہا عیسی دنیا تے ہو جاون

ایویں ایسے دنیا اندر ہور مینار بہتیرے
شہر لاہور تے دلی اندر اس تھیں بہت اچیرے
پاس قریب انہاں دے رہندے لوگ جو ہر ہر تھائیں
جائز ہو عیسی اکھاون اوہ سب اپنے تائیں
اک منارہ ہن مرزے نے ہے بنوانا چاہیا
جس دے کارن مرزائیاں تے اس نے چندہ لایا
نہ ایہ آیا عیسی آ کر خود مینار بناسی
نازل ہونوں پہلاں بلکہ بنیاں ہویا پاسی
ایہ منارہ روز قیامت مرزے دے سر دھرسن
ایہ تعذیب سزا اس تائیں دائم ابداً کرسن
ہور علامت جانی اس دی ایہ اک وڈی بھاری
سچی جھوٹھی جس نے آ کر اصلی بات نتاری
اثر مسیح دے دم دا گویا ہووے سیف ربانی
جس کافر نوں پہنچے اونویں مر کر ہووے فانی
سانس مسیح دا وانگ ہوادے اوتھوں تیکر جاوے
جتھوں تیک انہاں نوں اپنی اکھیں نظری آوے
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر نظری آوے کائی
نہ ایہ نص حدیثی اس تے صادق آوے بھائی
ساہوں اس دے اج تک کوئی کافر مول نہ مویا
نہ کوئی کافر اس دے اگے مر کر مٹی ہویا
مرزے نے ہے اس خصلت دی ایہ تاویل بنائی
مرنا نال دلائل حجت آکھے اے سودائی
آکھے ہاں عیسی کوئی میرے اگے تاب نہ لاوے
زور دلیلوں عاجز ہو کر گویا اوہ مرجاوے
مرزے دا ایہ قول یقیناً فاسد وہم شیطانی

باطل ایہ تاویل سراسر اس دی قطعاً جانی
موتوں مرنا نال دلائل کتے نہ جائز آیا
موتوں مرنا نال دلائل اندر لغت نہ پایا
اول لفظ توفی دا ایہ معنی موت ٹھہراوے
موتوں مرنا نال دلائل فر ایہ ہن بتلاوے
کہڑی کہڑی پوڑھی دیکھو ہے ایہ جوگی چڑھدا
کی کی ایہ تاویلاں باطل دل تھیں بہ بہ گھڑ دا
نہ کوئی منکر اس دے اگے عاجز اج تک ہویا
زور دلیلوں اس دے اگے نہ کوئی بالکل مویا
غالب مول نہ ہویا کافر اس دے اگے کوئی
نہ ایہ اس دی فرضی قوت اج تک ظاہر ہوئی
عالم اس دے نال برابر بحثاں کردے آئے
نہ تھکے نہ ماندے ہوئے نہ اس تھیں گھبرائے
بحثا ں کر کر لوکاں اس نوں ڈاڈھا اوکھا کیتا
نال دلائل علماواں نے منہ اس دا ہے سیتا
ہر جاگہہ وچہ بحثاں اندر اس نے ذلت پائی
ہر جا اندر اس دے تائیں سخت ہزیمت آئی
راتوں راتیں ایہ سل کوٹوں ہویا نس فراری
اینویں دلی تھیں ایہ نٹھا جانے خلقت ساری
ایویں راتوں راتین لاہوروں نسن دی اس کیتی
چپ چپاتے ریلے چڑھ کر قادیاں دی راہ لیتی
ڈر دا ہن ایہ اہل اسلاموں باہر مول نہ آوے
خوفوں نہ ایہ علماواں نوں اپنی شکل دکھاوے
دعوی جے کر ہووے اس نوں اندر میداں آوے
کیوں فر ڈر دا قادیاں تھیں ایہ باہر پیر نہ پاوے

ایویں توڑی گردن اس دی عصا موسی والے
مرزے تے مرزائیاں دے اس کیتے منہ سر کالے
ایویں ہے الہام صحیح اک لکھیا فاضل بھارے
مرزا تے مرزائی اس تھیں ساکت ہوئے سارے
ایویں جعفر لاہوری نے گردن اس دی کٹّی
لکھ تحریراں چھاپ رسالے جڑھ اس دی اس کٹّی
ایویں ڈپٹی حافظ یوسف شاہ رگ اس دی وڈّی
قطع وتین لکھ مولی اس دے مڈھوں اس نے کڈھی
ایویں بہتے ہور علماواں اس دا ردّ چھپایا
کتھے ہے اوہ اج تک اس نوں کجھ جواب نہ آیا
پچھو اس توں جاکر کیوں نہ اگوں قلم اٹھاوے
کیوں نہ اس الزاموں جھوٹھا اپنی جان چھڈاوے
انہاں دا ردّ آکھو اس نوں کر تحریر دکھاوے
نہیں تے ہے ایہ جھوٹھا آکھو توبہ دے در آوے
ایویں حق صریح ہے لکھیا جو فاضل بھوپالی
اج تک اس تھیں اس جھوٹھے نوں طاری ہے بدحالی
ایویں جو کجھ لکھیا صاحب کلمہ فضل ربانی
اس تھیں بھی ہے اج تک جھوٹھا اندر سخت حیرانی
ایویں جو ہے غایت لکھی پٹیالے دے قاضی
نام سلیماں ہے اس دا رب ہووے اس تھیں راضی
کوئی بات نہ بالکل اج تک آئی مرزے تائیں
غیرت جے کجھ ہوندی اس نوں مردا ڈب کتھائیں
ساکت ہویا اس توں اس تھیں ہوئی ہے دل گیری
اس دن تھیں ہے پکڑی اس نے اندر گوشہ گیری
عیسی ایہ موعود نہ بالکل ایہ گل ثابت ہوئی

جھوٹھا ہے ایہ دعوی اس دا شک نہ اس وچہ کوئی
بلکہ اہل اسلاماں بے شک اس تے غلبہ پایا
ساری خلقت اس جھوٹے نوں فتوی کفروں لایا
مومن ہوون اپنا نہ اس ثابت کر دکھلایا
نہ اس اج تک اپنے سر تھیں ایہ الزام اٹھایا
باقی ردّ اس دا ہے لکھیا وچہ تائید اسلامی
قاضی صاحب پٹیا لے وا لے جو فاضل ہے نامی
حضرت عیسی دی ہے بھاری ایہ اک ہور نشانی
جس دے اندر اس دا بالکل ہور نہ کوئی ثانی
سمٹ زمیناں جاون یعنی حضرت عیسی اگّے
جس ول چلن جلدی پہنچن ذرہ دیر نہ لگّے
اک پل اندر پہونچن یعنی جتھے جانا چاہون
نیڑے ہو جاوے اوہ جا گہہ جس ول پیر اٹھاون
مرزے کارن زمیں نہ سمٹے ایہ گل مخفی ناہیں
نہ پل اندر پہ نچے جانا چاہوے جتھوں تائیں
کیوں فر ہن ایہ جھوٹا کاذب بن مریم اکھواوے
کوئی بات نہ بن مریم دی اس وچہ پائی جاوے
مطلب اس دا ریل ٹھہراوے جب کہ ایہ سودائی
ایہ گل بھی توں اس تھیں کوئی عجب نہ جانی بھائی
لیکن ریلاں سے ورہیاں تھیں اکثر جگہیں جاری
کتھے سی ایہ وڑیا ہویا اج تک ٹھگ بازاری
سنگستان زمین پتھریلی آکھے اس دے لگے
آکھے جے کر عیسی اس نوں شہد عسل ہو وگے
یعنی ہوکے شہد تمامی وگے وانگوں پانی
حضرت عیسی بن مریم دی اے ہے ہور نشانی

ہے ایہ ذاتی صفت مسیح دی اس وچہ پائی جائے
مرزے اندر ایہ گل بالکل مول نہ نظری آوے
منّے زمین نہ کہیا اس دا شہد نہ بالکل ہووے
سر تھیں لاہ کر بھاویں مرزا کتنا پٹے رووے
کیوں عیسی موعود اکھواوے ایہ ہن اپنے تائیں
جھوٹھا ہے ایہ کاذب جھوٹا بن مریم ایہ ناہیں
ہور علامت اس دی سچا جانے دین نبی دا
ظاہر شرع موافق ہووے اس دا عمل عقیدہ
سچا جانے دین محمد اس تے عمل کماوے
شرع نبی تھیں بالکل اپنا باہر پیر نہ پاوے
مرزے دا کوئی عمل عقیدہ شرع موافق ناہیں
کر تطبیق دکھاوے جے کر دعوی ہو اس تائیں
سلف اصحاباں نال عقیدہ اپنا عمل ملاوے
دعوی جے کر ہووے اس نوں کر تطبیق دکھاوے
ثابت اس تھیں ایہ گل ہوئی شک نہ رہیا کائی
بن مریم موعود نہ مرزا جھوٹھا ہے سودائی
ہور علامت اس دی ہے ایہ وچہ حدیثاں آئی
کہن سلام نبی دے ولوں اس نوں مومن بھائی
مرزے اندر ایہ گل بالکل پائی جاوے ناہیں
کسے سلام نہ آنحضرت دا کہیا اس دے تائیں
کہن سلام نہ جائز رکھے اس نوں مطلق کوئی
ایویں ردّ سلاموں اس دے خلقت منکر ہوئی
ہور علامت یہ ہے عیسی جد آسمانوں آون
دیکھ دیاں ہی مومن سارے خوشیاں اندر آون
حاکم اس نوں جانن اس دی کرسن تابعداری

راغب ہو کر دل تھیں اس نوں منّے خلقت ساری
بھی ہو سارے منن اس نوں قوم یہود عیسائی
توبہ کر سن جانن اس نوں بندہ خاص الٰہی
مرزا عیسی فرضی بن کر جس دن واہی آیا
نہ خوش ہویا اس تھیں کوئی نہ ایہ دل نوں بھایا
نہ کوئی مومن دل تھیں اس دی کردا تابعداری
ساری خلقت اس تھیں بالکل ہوئی صاف انکاری
کتھے آیا ہو عیسی تھیں خلقت صاف انکاری
کافر کتا ملحد اس نوں کہہ سی خلقت ساری
بن مریم موعود نہ بالکل ہے پاغل سودائی
ثابت ہویا اس تھیں اس وچہ شک نہ رہیا کائی
بھی ہو نازل ہووے عیسی اندر ٹولے جنگی
ہن جو دائم اللہ راہیں باجھوں دیر درنگی
مرزا مول نہ نازل ہویا اندر ٹولے غازی
لڑ دے جو اللہ دے کارن مومن پاک نمازی
کیوں عیسی موعود اکھواوے ہن ایہ مغل تتاری
بن مریم موعود نہ ایہ گل آکھے خلقت ساری
حضرت عیسی بیت مقدس بندش اندر پاون
بند ہو سی دروازہ اس دا بوہا آن کھلاون
آ دجال لعین جد اس دے گردے گھیرا پاوے
عیسی تد آسماناں اتوں نازل ہو کر آوے
کی جانے ایہ فرضی عیسی مسجد اقصی تائیں
ڈٹھی مول نہ اس نے ہر گز سفنے وچہ کدائیں
ہور علامت اس دی ایہ ہے حضرت نے فرمائی
ہے متواتر بے شک اے گل وچہ حدیثاں آئی

حال دجال لعین زمین وچہ فتنہ آکر پاسی
عیسی اس دے مارن کارن آسماناں توں آ سی
بعد نمازوں حضرت عیسی نیزہ لے کر دھاوے
باب اللد مقام ہے اوتھے اس نوں مار گراوے
عیسی باجھوں اس کافر نوں ہور نہ کوئی مارے
مومن جتنے اس دے اگے عاجز ہوسن سارے
ایہ گل بھی نہ اس ویلے وچہ بالکل پائی جاوے
نہ کوئی لفظ حدیثی نصاً اج کل صادق آوے
نہ دجال زمین وچہ بالکل اج تک کدرے آیا
نہ اس باب اللد مکاں وچہ اس نوں مار بھگایا
خر دجالوں بالکل منکر ہویا ہے ایہ واہی
آنحضرت ﷺ نوں بھی خود آکھے سمجھ نہ اس دی آئی
روس وغیرہ انگریزاں نوں ایہ دجال ٹھہراوے
پادریاں نوں بھی ایہ کھوتا اس دا ریل بتاوے
یعنی آکھے ہاں میں عیسی مول نہ بالکل ماراں
نال دلائل قاہر حجت پادریاں نوں ماراں
قتل حقیقی معنی آکھے اس جاگہہ وچ ناہیں
ناں تلوار نہ نیزہ مارے بالکل انہاں تائیں
اندر لغت عرب ایہ معنی بالکل مول نہ آیا
وچہ قرآن حدیثاں اس دا نام نشان نہ پایا
مرزا جے کر پادریاں نوں خر دجال ٹھہراوے
باب اللد ہے قید جوآئی بالکل لغو دساوے
اوتھے مارن فر کی معنی پادریاں دے تائیں
کی مطلب ہے اے مرزائی اس دا کھول بتائیں
بھی آدم تھیں اج تک جو ہو گزرے کافر بھارے

عاد ثمود تے قاروں فرعون ہور وغیرہ سارے
کیوں دجال نہ آنحضرت نے انہاں نوں فرمایا
جنہاں دنیا اندر ایسا کفروں فتنہ پایا
نہ حضرت نہ ہور پیغمبر ایسا آیا کوئی
فتح دلیلوں کفارا ں تے جس نوں حاصل ہوئی
ہور نہ کوئی ایسا ہویا وچہ زمیاں آسماناں
مرزے نے ایہ رتبہ پایا اندر دوہاں جہاناں
بھی اسلاموں پہلاں مدت دین انہاں دا جاری
نال اسلام انہاں نوں مڈھوں ضد عداوت بھاری
تیراں صدیاں تھیں عیسائی دائم جھگڑا کردے
نال اسلام برابر اج تک پھڑ تلواراں لڑدے
اہل ایمان تے جس جاگہہ انہاں قابو پایا
مہما امکن انہاں تائیں انہاں نے مروایا
شام سپین تے غرناطہ وچہ انہاں جنگ کرائے
لاکھاں مومن اس جاگہہ وچہ انہاں نے مروائے
ایسی سخت ضرورت اندر کیوں عیسیٰ نہ آیا
ایسے اوکھے ویلے اس نے کیوں نہ منہ دکھلایا
مرزا وچہ قتل دے ہر جا کردا اے تاویلاں
آکھے معنی عیسائیاں نوں مارن نال دلیلاں
دنیا اندر لائق فائق عالم ہور بہتیرے
پادریاں نوں نال دلیلاں مارن چنگ چنگیرے
ابو المنصور جو دلی اندر عالم ہے اک ہویا
نال دلائل عیسائیاں نوں اس نے مار ڈبویا
ہے ناوید جاوید جو اس دی نالے ہور کتاباں
دیکھے جو کوئی انہاں تائیں پاوے لطف جواباں

بہت علماواں پادریاں دا لکھ کے ردّ چھپایا
اک جواب نہ اج تک جس دا پادریاں نوں آیا
ردّ عیسائی بہت کتاباں ملن بہتیری جائیں
لے کر کجھ کتاباں جا کر مرزے نوں دکھلائیں
جائز ہو فر ہر نوں عیسی بن مریم اکھواوے
مرزے وانگوں عیسی بن کر ملکیں دھماں پاوے
ایویں عالم مڈھوں کر دے آئے ردّ عیسائیاں
عیسی نہ کوئی بنیاں نہ اس ملکیں دھماں پایاں
کیوں فر ہن ایہہ مرزا جھوٹا عیسی بن کر آیا
پادریاں نوں نال دلیلاں نہ اس چپ کرایا
جو جو خصلت دجالے دی وچہ حدیثاں آئی
کر تحریر دکھاواں تینوں جو حضرت فرمائی
ہے دجال معین بے شک نامی اک یہودی
ہے اوہ سب دنیاں تھیں ودہ کے فتنے باز خرودی
نام اس دا دجال حقیقی لقب مسیح ہے بھائی
سجی اکھ ہو کانی اس دی وانگ انگور پھلائی
اول اول مشرق ولّوں ظاہر ہو کر آوے
یعنی ملک خراساں ولّوں اول شور اٹھاوے
اول مومن پھر پیغمبر پھر اللہ اکھواوے
مار، جواون، مینہ برساون سب کچھ کر دکھلاوے
وچہ حدیثاں اس دی ہے ایہہ آئی ہور نشانی
ستر ہزار یہودی ہووے اس دے نال اصفہانی
بہت خوارق وانگ کرامت اس تھیں ظاہر آوے
حکم الٰہی اینویں ہوسی بندے رب ازماوے
باغ عجائب ہو اک اس دا اس نوں جنت کہہ سی

آکھے جوکوئی منے مینوں اس دے اندر رہ سی
آتش ہوگ ہمراہ اس دے آکھے دوزخ میرا
جو کوئی مینوں منے نائیں اس دا اس وچہ ڈیرا
جنت اس دا وچہ حقیقت دوزخ ہوسی بھائی
دوزخ اس دا اصلی وچوں باغ بہشت الٰہی
جس نوں ملسی اس نوں آکھے میری من خدائی
جو اس منے کافر مر سی توبہ اس نہ کائی
کھانا وانا پانی ہوسی اس دے نال بہتیرا
جو کوئی اس نوں اللہ منّے دیسی اس بہتیرا
حکم کریسی بدّل تائیں پانی مینہ برساوے
ایویں حکم زمین نوں کرسی کھیتی کھاہ اگاوے
کرسی حکم درختاں تائیں میوے ترت لیاون
حیواں موٹے ہوون وافر بہتا دودھ پیاون
جے کر اس نوں منّن ناہیں بارش بند کرے سی
کھانا دانا گھاہ زراعت میوے ہون نہ دیسی
اس تھیں پہلاں دنیا اندر قحط ہوسی تن سالاں
تیجے سال ہوسی اوہ ظاہر نال بڑے اقبالاں
حکم کریسی ہیٹھ زمین دے جو مدفون خزانے
آپے باہر نکل پیسن اس دے نال روانی
بہت ولایت ملکیں پھرکے وچہ عرب دے جاوے
مکے دے فر نیڑے نیڑے لکھاں لشکر لاوے
بھیجے رب فرشتے اس نوں مکے وڑن نہ دیسن
غیبوں مارلعین نوں دھکن پچھے اس مریسن
شہر مدینے اس زمانے ست دروازے ہوسن
ہر در وچہ فرشتہ دو دو تیغاں پکڑ کھلوسن

شہر مدینے وڑسی ناہیں باہر ڈیرا کر سی
امن ہوسی وچہ شہر مدینے نہ کوئی اس تھیں ڈرسی
مومن اک مدینے اندر ہوسی عمر جوانی
نال دجالے جھگڑن کارن آوے اوہ ربانی
جا پچھے دجال جو کتھے کافر غصہ کھاون
اس دی بات بے ادبی سمجھن مارن نوں فر آون
بعضے آکھن اس دے تائیں نہ بن پچھے مارو
خبر کرن دجال لعین نوں آکھے پیش گزارو
حاضر ہوجا ویکھے اوسنوں پیتاں نال پچھانے
جیو نکر وچہ حدیثاں آیا پاوے پتے ٹکانے
آکھے تو دجال یقینی جو حضرت فرماوے
غصے ہو دجال جواں نوں آری نال چراوے
دو ٹکڑے کر اس نوں سٹے آکھے کر وڈیائی
جے میں اس نوں پھیر جوا واں کرو یقین خدائی
جمع کریسی دونویں ٹکڑے کہہ سی جھٹ او زندہ
قدرت نال اللہ دے ہو سی زندہ فر او بندہ
زندہ ہو کر کہہ سی میں ہن جاتا نال صفائی
توں بے شک دجال یہودی دعوی کوڑ خدائی
غصے ہو فر اس دی گلوں اس نوں مارن چاہوے
مارن نوں سب واہاں لاون وال نہ کٹیا جاوے
کچا ہو شرمندہ اس نوں دوزخ اندر پاوے
آتش ہووے ٹھنڈی اس تے نہ کجھ دکھ پہونچاوے
اس دے بعد دجال نہ بالکل کوئی قوت پاوے
نہ زندیاں نوں مارے نہ کوئی مردہ ہور جواوے
شر دجال دہاڑے چالی رہ سی وچہ زمینے

ہک دہاڑا سال برابر دوجا وانگ مہینے
تیجا وانگوں ہفتے ہوسی باقی دن معتادی
طول دناں دا استدراجوں ہوسی دیس فسادی
ایہ سب پتے نشان دجالی وچہ حدیثاں آئے
پادریاں وچہ انہاں وچوں اک نہ پایا جائے
پادریاں وچہ ایہ گل بالکل نہ کوئی پائی جاوے
کی ممکن فر ایہ انہاں نوں فر دجال ٹھہراوے
ہور علامت اس دی ایہ ہے حاکم بن کے آوے
بھی ہور عادل دنیا اندر عدل انصاف کماوے
ظاہر شوکت غلبہ اس دا ہو دنیا تے سارے
کوئی کافر اس دے اگے بالکل نہ دم مارے
بھی آیا ہے حضرت عیسی جد آسانوں آوے
سب دنیا تے مشرق مغرب دین اسلام پھیلاوے
بھی ہور منن سارے اس نوں قوم یہود عیسائی
توبہ کرسن جانن اس نوں بندہ خاص الہی
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جاوے
نہ کوئی حرف حدیثوں مطلق اس تے صادق آوے
نہ ایہ حاکم عادل بن کر دنیا اندر آیا
نہ اس آکر دنیا اندر عدل انصاف کمایا
ظاہر حکم حکومت اس نوں حاصل مول نہ ہوئی
خود محکوم ہویا عیسائیاں مرزا تے مرزائی
کیوں جائز پھر اس جھوٹے نوں بن مریم اکھواوے
کیوں ایہ جھوٹا ایہ گل آکھے شرم نہ اس نوں آوے
آکھے جس جاگہہ وچہ حضرت عیسی اتوں آوے
اس دے اندر بہت تناقض ظاہر نظری آوے

بیت مقدس اندر یعنی اک روایت آئی
اردن وچہ لشکر دے آوے بعض روایت بھائی
کارن اس تناقض ہاں میں یعنی آکھے آیا
فرضی عیسی بن کر میں ایہ جھگڑا آن مکایا
یعنی مسجد اقصی نوں اے قادیان عین ٹھہراوے
عیسی دا ایہ معنی جھوٹا فرضی مغل بتاوے
کی کی باطل فاسد دیکھو ایہ تاویلاں کردا
کی کی ایہ بے ہودہ واہی دل تھیں معنی گھڑ دا
مسجد اقصی دا ہے معنی قادیاں کتھے آیا
لغت عرب وچہ اس دا بالکل نام نشان نہ پایا
لغت عرب وچہ جے اے معنی ثابت کر دکھلائے
اک ہزار روپئہ مرزا وچہ انعاماں پاوے
حضرت عیسی دنیا توں جد جھگڑا آن مکاوے
نہ ایہ آیا فر کوئی اگوں عذر بہانہ لاوے
حکم احکام جو حضرت عیسی آ کر کرسی جاری
طوعاً کرہاً خوش نہ خوشیوں منے خلقت ساری
غرض نہ بالکل اس جھوٹے نے جھگڑا آن مکایا
دنیا اندر اس نے آکر جھگڑا ہور ودہایا
جو جو جھگڑے دنیا اندر اج کل ہوئے جاری
حاجت مول بیان ندارد جانے خلقت ساری
مرزا نہ ہے عیسی بالکل ایہ گل ثابت ہوئی
نہ فر عیسی اس دے وانگوں ہور اکھواوے کوئی
ہور نشانی اس دی ایہ ہے ایہ بھی دل تے لائیں
حضرت عیسی اپنے ہتھیں توڑے سولی تائیں
جو تعظیم تے عزت اس دی کردے لوگ عیسائی

باطل کر سی عیسی اس نوں حضرت خبر سنائی
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر مطلق پائی جاوے
نہ ایہ لفظ حدیثی اس تے بالکل صادق آوے
نہ اس توڑی اپنے ہتھیں اصل حقیقت سولی
نہ اس جھوٹھے عیسائیاں دی مڈھوں پٹی مولی
نہ تعظیم اس دی اس جھوٹے باطل کر دکھلائی
نہ تعظیموں اس دی مطلق آئے باز عیسائی
کیوں جائز فر اس دے تائیں ایہ عیسی اکھواوے
عیسی ایہ موعود نہ بالکل ایویں جھوٹھ الاوے
مرزے کج فہمی تھیں اس دی ہے تاویل بنائی
اوہ بھی کھول سناواں تینوں غور کریں تو بھائی
سولی توڑن دا ایہ معنی روحانی بتلاوے
حجت نال عیسائیاں اتے یعنی غالب آوے
باطل ہے ایہ معنی اس دا جو اس دل تھیں گھڑیا
ہے الحاد صریح ایہ اس دا جس تے ہے ایہ اڑیا
نہ ایہ عیسی نال عیسائیاں کر سی دینی جھگڑے
نہ ایہ آیا نال دلیلاں عیسائیاں نوں رگڑے
شارح مسلم جو کجھ لکھیا اس نوں نظر نہ آیا
سولی توڑن دا اس مطلب ہتھاں نال بنایا

قال القادیانی ۔ و یکسر الصلیب معناہ و یکسر حقیقتہ و یبطل ما تزعمہ النصاری من تعظیمہ و قتل الخنزیر . من ھذا القبیل اور توڑے گا صلیب کو، معنی اس کا توڑے گا حقیقت اس کی اور باطل کرے گا جو ظن کرتے ہیں اس کو نصاری تعظیم اس کی سے اور قتل کرنا خنزیر کا بھی اسی قبیلہ سے ہے۔

کسر صلیب حقیقت اس دی یعنی توڑے بھائی
باطل کر سی عزت اس دی جو کردے عیسائی

سولی توڑن دا ایہ معنی کدرے مول نہ آیا
حجت نال نہ غالب آون لغت عرب وچہ پایا
بھی نہ اس نے نال عیسائیاں جھگڑا بالکل کیتا
حجت نال نہ عیسائیاں دا منہ اس جھوٹے سیتا
نہ ایہ غالب نہ دلیلاں عیسائیاں تے آیا
نہ اس جھوٹے عیسائیاں نوں دین اسلام منایا
بند نہ منہ انہاں دا کیتا بالکل اس سودائی
چھیڑ انہاں وی اس موذی نے سگوں زبان ودھائی
دین اسلام اتے عیسائیاں پھڑیاں نے تلواراں
دین اسلام حقانی اتے مل مل کر دے واراں
امہات جو عیسائیاں نے اج کل ہے چھپوائی
کتھے ہے ایہ جھوٹا اس نوں اج تک نظر نہ آئی
کتھے ہے اوہ نال دلیلاں سولی توڑ دکھاندا
حجت نال دلائل اس دی کر تردید چھپاندا
کیوں فر سولی توڑن دا ایہ دعوی کردا واہی
ہے بے غیرت بھارا اس نوں شرم نہ بالکل کائی
ہور علامت اس دی ایہ ہے سوراں تائیں مارے
قتل کرے سی سوراں تائیں دنیا اتوں سارے
مومن سارے اس دے حکموں ہر جاگہہ ہر جائیں
بلم برچھی نال وغیرہ مارن سوراں تائیں
ثابت ہو حرمت سوراں دی اوپر کل لوکائی
نہ انہاں نوں کھاوے کوئی کافر تے عیسائی
قتل نہ مرزے سوراں تائیں نہ کیتا کروایا
نہ انہاں تھیں عیسائیاں نوں اس نے موڑ ہٹایا
مرزا خنزیراں دا معنی بالکل الٹ بتاوے

آکھے جس وچہ خنزیراں دی عادت پائی جاوے
قارون تے فرعون وغیرہ جو جو کافر بھارے
عاد ثمود وغیرہ ایویں جو جو گزرے سارے
آدم تا ایں دم جتنے کافر ہور رذالے
افریقہ تے امریکہ تے ہور سارے یورپ والے
انہاں وچہ جے خنزیراں دی دسو عادت آہی
کی آکھن گے انہاں تائیں مرزا تے مرزائی
مرزا بھاویں تھلّے تیکر اپنا زور لگاوے
کی ممکن ہے اپنے سر تھیں ایہ الزام اٹھاوے
آنحضرت تے ہور پیغمبر جو جو گذرے سارے
آدم نوح تے یوسف موسیٰ ہور جو اللہ تارے
کی آکھے گا سب نبیاں تے شاید رتبہ پایا
حجت نال کفاراں اتے کیا کوئی غالب آیا
مرزا تے مرزائی اس وچہ اول نمبر ہوئے
باقی ہور پیغمبر سارے اس وچہ ناقص ہوئے
عیسیٰ نوں تعلیماں اندر خود ناقص ٹھہراوے
کیوں فر اس نوں سب نبیاں تھیں ہن ایہ اگاں ودھاوے
پہلی واری بھی خود عیسیٰ مارے سور ہزاراں
ہے انجیلاں اندر آیا آکھے ایہ گل یاراں
ہے ایہ قول انجیلی بے شک اس وچہ حجت بھاری
ہے خنزیر مراد حقیقی اس گل آن نتاری
غرض نہ مرزا عیسیٰ بالکل اس تھیں ثابت ہویا
مرزے نوں ہن جانوں بے شک گیا گواچا ہویا
ہور علامت اس دی ایہ ہے دولت موجاں مارے
دولت مالوں بے شک مولوں لوگ تونگر سارے

کثرت مال ہووے وچہ گھر گھر ہون خزانے
نہ محتاج رہے کوئی بالکل اندر اس زمانے
حضرت عیسی لوکاں تائیں دولت طرف بلاوے
دولت نہ کوئی لیسی بالکل نہ اس دے ول آوے
ایہ گل مول نہ پائی جاوے اندر ایس زمانے
اکثر خلقت ننگی بھکھی بے شک وچہ جہانے
اہل اسلاموں زائد اج کل کوئی مفلس ناہیں
ننگے بھوکے نظری آون مومن ہر ہر جائیں
ہے ایہ جعلی عیسی بے شک خود محتاج جہانوں
دنیا ساری نالوں اس نوں طامع ودھ پچھانوں
بھکھا ہے اے بھارا ہر دم مرزائیا ں توں منگے
جھوٹھے فرضی مکر بہانے کردا مول نہ سنگے
مال معارف اس جھوٹے نے دل تھیں ہے ٹھہرایا
یعنی میں اسرار معارف لے کر کے ہاں آیا
ایہ تاویل سراسر اس دی فاسد باطل جانی
ہے الحاد صریح ایہ اس دا شک نہ اس وچہ آنی
اندر لغت عرب اے معنی بالکل مول نہ آیا
نا ایہ وچہ قرآن حدیثاں مطلق کدھرے پایا
بھی ہے وچہ حدیث جو آیا کرے قبول نہ کائی
کی معنی فر ہے ہن اس دا اس صورت وچہ بھائی
بھی ہے لفظ زکوۃ صریحاً مسلم اندر آیا
مبطل ہے ایہ اس معنی نوں جو اس دلوں بنایا

وعن ابی ھریرہ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال لا تقوم السّاعۃ حتی یکثر المال ویفیض حتی یخرج الرجل زکوۃ ما لہ فلا یجد احد یقبلھا ۔ رواہ مسلم ۔ابو ہریرہ سے روایت ہے تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت

اس وقت تک کہ کثرت سے ہوگا مال اور زیادہ ہوگا یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد زکوۃ اپنے مال سے لے کر، پس نہ پاوے گا کسی کو جو قبول کرے اس سے مال زکوۃ کا۔

کثرت مال ہووے گی یعنی قبل قیامت بھائی
مال زکوۃ نہ لیسی بالکل دنیا اندر کائی
کوئی مرد زکوۃ جے فرضاً اپنی آپ نکالے
لینے والا نہ کوئی پائے بھانویں ڈھونڈ ے بھالے
لفظ زکوۃ صریحاً نصاً اس دے اندر آیا
مرزے دا اس بے شک سارا کلّہ کوٹھا ڈھایا
باطل ہویاں اس تھیں اس دیاں تحریفاں تاویلاں
فاسد ہویاں اس تھیں اس دیاں ایہ سب قالاں قیلاں
ہور علامت ایہ ہے بھاری بے شک جانی بھائی
فرض رکن نہ صدقہ اس دن بالکل رہ سی کائی
ساقط ہو فرضیت اس دی واجب رہ سی نائیں
نا مفلس کوئی رہ سی نہ حاجت کسے تائیں
نہ کوئی ننگا بھکھا بالکل دنیا اندر رہ سی
نہ صدقہ دی حاجت ہووے نہ کوئی صدقہ لیسی
ایہ گل بھی نہ ایس زمانے اندر پائی جاوے
کوئی لفظ حدیثی اج کل صادق مول نہ آوے
نا موقوف ہویا ہے صدقہ نا موقوف زکاتاں
ساقط مول نہ ہویا صدقہ نہ ساقط خیراتاں
ہور علامت اس دی ایہ ہے وچہ حدیثاں آئی
کر تحریر دکھاواں اوہ بھی غور کریں توں بھائی
اک سجدہ ہو بہتر اس دن ساری دنیا نالوں
رغبت طاعت زائد ہو سی دنیا دے اموالوں
دولت دنیا سونا چاندی یعنی نہ کوئی چاہوے

شوق الہی ذوق عبادت ہر تے غالب آوے
خوف قیامت غالب ہوسی ہر اک بندے تائیں
خواہش دنیا مول نہ رہ سی نا کجھ حرص ہوائیں
کمتر ہوسن حرص امیداں نہ کوئی آس دھراوے
بے شک ہر بندے نوں ساعت نیڑے نظری آوے
ایہ گل بھی نہ ایس زمانے اندر دِسّے کائی
نہ کوئی اج کل لوکاں اندر دِسّے خوف الہی
فسق فجور جو اج کل دِسّے دنیا اندر جاری
سود شراب فواحش تے ہور بدفعلی بدکاری
مرزا بھی خود ہے اقراری اس دا بے شک بھائی
دنیا اندر برپا آکھے ہے طوفان گمراہی
کوڈی کوڈی بدلے اکثر ترک نمازاں کردے
بدعت شرک ضلالت اندر کافر ہو ہو مردے
سجدہ نہ کوئی بہتر جانے دنیا نالوں بھائی
رغبت طاعت نظر نہ آوے دنیا اندر کائی
عیسی ایہ موعود نہیں ہن ایہ گل ثابت ہوئی
ہے ایہ ٹھیک فریبی کوڑا شک نہ اس وچہ کوئی
ہور نشانی اس دی میں اک تینوں کھول سناواں
وچہ حدیثاں جو ہے آئی کر تحریر دکھاواں
اوٹھ تمامی چھوڑے جاون کھلے وچہ اجاڑاں
چڑھ سی نہ کوئی ایویں پھرسن خالی باجہ سواراں
ایہ گل بھی نہ ایس زمانے اندر پائی جاوے
نہ ایہ الفظ حدیثی بالکل اج کل صادق آوے
کوئی اوٹھ نہ ایسا دنیا اندر پایا جاوے
حاجت جس دی نہ ہو بالکل نہ کم اندر آوے

اوٹھاں دی ہے حاجت دنیا اندر اکثر جائیں
اوٹھاں دی ہے حاجت اکثر ایہ گل مخفی نائیں
عرب وغیرہ ملکاں اندر جتھے ریل نہ جاری
اٹھاں باجہ نہ چلّے اس جا کوئی کار گزاری
اکثر مال تجارت غلہ اوٹھاں اوتے آوے
جے کوئی چڑھ کر چلے اس تے سو سو کوس لے جاوے
کیوں فر ایہ جھوٹا فرضی عیسی بن کر آیا
لد نوں چڑھنوں اوٹھاں تائیں نہ ایس آن چھوڑایا
ہور علامت اس دی ایہ ہے توں سن میرے بھائی
کینہ بغض عداوت بالکل مول نہ رہ سی کائی
مہر محبت شفقت اللہ خلقت اندر پاوے
آپس اندر اک دوجے توں بھایاں وانگوں بھاوے
دنیا اندر اج کل ایہہ گل پائی جاوے ناہیں
نا ایہ خصلت لوکاں اندر آوے نظر کتھائیں
بغض تحاسد کینہ جو ہے اندر اس زمانے
ظاہر ہے کوئی مخفی ناہیں ہر کوئی اس نوں جانے
خود مرزائیاں اندر بھی ہے بغض عداوت بھاری
مرزا بھی خود ایہ گل جانے ہے اس دا اقراری
مرزا جے کر عیسی ہوندا اندر کل لوکائی
مہر محبت پیدا ہوندی ہو جاندے سب بھائی
ہور علامت اس دی ایہ ہے وچہ حدیثاں آئی
جس دن عیسی آ کر کر سی دین دنی دی شاہی
باجہ اسلام نہ کوئی ملت رہ سی وچہ جہانے
باطل ہون تمامی مذہب اندر ایس زمانے
کوئی دین نہ باجہ اسلاموں دنیا اندر رہ سی

ہر جا گہہ اسلامی کلمہ ہر کوئی مومن کہہ سی
سارے مومن خالص ہو کر پوجن اللہ تائیں
اللہ باجھوں ہور کسے نوں کوئی پوجے نائیں
ایہ گل بھی نہ اج کل لوکاں اندر پائی جائے
کوئی لفظ حدیثی اج کل صادق مول نہ آوے
کوئی دین نہ باطل ہویا اندر ایس زمانے
باجہ اسلاموں ہور بہتیرے مذہب وچہ جہانے
صدہا مذہب دنیا اندر اج کل ہوئے جاری
حاجت ہیچ بیان ندارد جانے خلقت ساری
مرزا بھی خود قائل اس دا ہویا بے شک بھائی
آکھے برپا دنیا اندر ہے طوفان گمراہی
خود ایہ سب خلقت نوں ملحد گمراہ ضال ٹھہراوے
اگلی پچھلی سب امت نوں بھی مشرک بتلاوے
کیوں عیسی موعود اکھاوے فر ایہ مغل طوفانی
عیسی ایہ موعود نہ بالکل جھوٹھا اس نوں جانی
ہور علامت اس دی ایہہ ہے اندر اس زمانے
امن امان آسائش ہووے اندر کل جہانے
نہ ڈر خوف نہ خطرہ رہ سی اندر خلقت کائی
سے کوہاں تک سونا لے کر کلّے چلن راہی
انسان ہور درندے وحشی یک جا ڈیرا کرسن
اوتھ تے شیر اکھٹے رل مل اک جا گہہ تے چرسن
چیتے نمر اکٹھے چرسن اندر گلے گائیاں
گرگ تے بکری یک جا رہ سن وانگوں بہناں بھائیاں
ایویں چھوٹے بچے لڑکے سپاں دے نال کھڈیسن
سپ انہاں نوں بالکل ذرہ ایذا مول نہ دیسن

جنہاں حیواناں دے اندر پیدا زہر کیتا رب سائیں
زہر انہاں دے اندر بالکل مطلق رہ سی نائیں
ایہ گل بھی نہ اج کل مطلق پائی جاوے
نہ ایہ خصلت خلقت اندر مطلق نظری آوے
امن امان نہ حاصل بالکل نہ جانی نہ مالی
ظلم تعدی تھیں کوئی جاگہہ دِسّے مول نہ خالی
عربستان یا کوہستان وچہ مرزا جے کر جاوے
امن امان آسائش اس نوں سارا نظری آوے
دور نہ جاوے ماہجے اندر کلاّ پھر دکھلاوے
دیکھو فر ایہ کیونکر اوتھوں خالی بچ کر آوے
شہر لاہور یا ہوری جاگہہ جب کہ مرزا جاوے
جہت حفاظت اپنے در تے پھر پلس بٹھاوے
مہر علی تھیں ڈر دے اس نے اندر پیر پسارے
آکھے میں نہ ڈردا جاواں مت کوئی مینوں مارے
جانو ڈر دا ایہ خود جھوٹا مکے مول نہ جاوے
کیوں کہ اس نوں موت یقیناً اگے نظری آوے
نہ انسان درندے ہرگز ڈیرا اک جا کردے
شیر تے اوٹھ نہ کٹھے بالکل اک جاگہہ وچہ چردے
حیوان اور درندے وحشی آدمیاں نوں کھاون
اوتھاں تائیں شیر درندے چیرن جس جا پاون
ایویں کوئی بیل نہ گائے پاس پلنگاں جاوے
گرگ نہ کوئی بکری چھڈے جو پاوے سو کھاوے
ایویں جو کوئی چھوٹا وڈا چھیڑے سپاں تائیں
ڈنگن قدم نہ چلن دیندے رکھن اس نوں تھائیں
مرزے دے اس ویلے جو جو سپاں شیراں مارے

لاکھ کروڑاں دنیا اندر جو حیواناں پاڑے
مرزا جے کر اس گل اندر کوئی شک لیاوے
اپنے تائیں شیراں اگے پا کر کے ازماوے
ہور نشانی اس دی ایہ ہے ہو موقوف لڑائی
دنیا اندر جھگڑا جھیڑا مول نہ رہ سی کائی
صلح ہوسی سب دنیا اندر ہر جاگہہ ہر تھائیں
آپس اندر دوست جانن اک دوجے تے تائیں
ایہ گل بھی نہ ایس زمانے اندر پائی جاوے
نہ کوئی لفظ حدیثی آج کل صادق بالکل آوے
صلح نہ مطلق ایس زمانے اندر نظری آوے
اک دوجے دا جانی دشمن مارے جد کد پاوے
جو جو جنگ لڑائیاں ہوون اندر ایس زمانے
مخفی مول نہیں اوہ ہر کوئی ادنی اعلی جانے
کیوں عیسی اکھواوے فرہن اے مکار نیرنگی
کیتی اس موقوف نہ بالکل آکر خانہ جنگی
کیوں نہ اس دنیا توں آ کر جنگ موقوف کرایا
کیوں ہے شاہاں دنیا اندر ایڈا فتنہ پایا
بھی ہے آیا وچہ حدیثان بعد از قتل دجالوں
ساتھی اس دے کافر سارے ہوسن ابتر حالوں
قتل دجالوں پچھے ہو متفرق سارے جاون
ڈردے نسن چھپن لکھن جتھے جاگہہ پاون
ہر رکھ تے ہر پتھر بھی ہور ہر دار و دیواراں
حکموں رب دے بولن سارے کرسن حال پکاراں
سن اے عبداللہ مسلم پکڑ یہودی تائیں
ایہ ہے پچھے میرے ماریں دیر نہ بالکل لائیں

گل ایہ بھی نہ اج کل مطلق پائی جاوے
نہ کوئی لفظ حدیثی بالکل اج کل صادق آوے
نہ دجال مسیح دے ہتھوں قتل ہویا ہے بھائی
نہ متفرق ویراں ہوئے جو اس دے ہمراہی

قال النبی ﷺ لیس بینی و بینہ یعنی عیسی نبیّ و انہ نازل نبی ﷺ نے فرمایا نہیں ہے درمیان میرے اور اسکے یعنی عیسی کے کوئی نبی اور وہ نازل ہونیوالا ہے

یعنی وچ حدیث صریحاً ناطق صاف بتاوے
عیسی جو ہے اسرائیلی اوہو فر خود آوے
ثابت ہویا اس تھیں بے شک بن مریم ایہ ناہیں
جھوٹا ہے ایہ بے شک جھوٹا جانوں اس دے تائیں

قال النبی ﷺ تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامہ یعنی اللہ نے اس امت کو کرامت دی ہے

یعنی لفظ جو اس امت دا اس اندر ہے آیا
ایہ بھی نص صریح ہے اس نے مرزے نوں جھٹلایا
ثابت ہوئی اس تھیں ایہ گل دل تے لائیں
بن مریم جو آنے والا اس امت تھیں نہیں ناہیں
ہے او پیغمبر اسرائیلی جو مریم نے جایا
کنعاں اندر جس نوں اللہ کرکے نبی اٹھایا
نہیں جائز عیسی اکھوا وے ایہ ہن اپنے تائیں
ہے ایہ اس امت تھیں بے شک اے گل مخفی ناہیں

قال رسول اللّٰہ ﷺ لقیت لیلۃ اسری ابراھیم و موسی و عیسی ... (الی ان قال).. فاذا رأنی یذوب کما یذوب ....۔ ترجمہ۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ابراہیم موسی، عیسی سے ملا... یہاں تک کہ. عیسی نے کہا خدا تعالی نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ دجال نکلنے والا ہے اور میرے پاس شمشیر برندہ ہوگی جب مجھ کو دیکھے گا تو قلعی کی طرح گل جاوے گا۔

بھی نص صریح ہے اس تھیں ایہ گل ثابت ہوئی

عیسی اسرائیلی آوے ہور نہ دوجا کوئی
نبیاں اندر جو حضرت نوں اس دن نظری آیا
شکل شباہت اندر جس نوں عروہ وانگوں پایا
بن مریم اکھواوے کیوں فر ایہ مغل طوفانی
عیسی ایہ موعود نہ بالکل جھوٹھا اس نوں جانی

قال رسول اللّٰہ ﷺ ثم یتوفّی یصلّی علیہ المسلمون۔(ترجمہ۔فرمایا رسول اللہ ﷺ پھر حضرت عیسی فوت ہوں گے تو مسلمان ان پر جنازہ پڑھیں گے)۔

یعنی بن مریم ہے زندہ اج تک بے شک بھائی
ثابت ہوئی اس تھیں ایہ گل شک رہیا نہ کائی
آخر آکر قرب قیامت دنیا تے فر مرسن
مومن طور اسلامی اس دا کفن جنازہ کرسن
ایہ بھی نص صریح ہے بے شک اس مسئلے وچہ جانی
اج تک زندہ ہے بن مریم آخر آہو فانی
ہور علامت اس دی ایہ ہے دنیا تے جد آوے
عورت کرسی بچے ہوون اللہ نسل ودہاوے
عیسی آکر دنیا اتے عورت عقد کریسی
اللہ اس نوں اپنے فضلوں پتر دھیاں دے سی
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جائے
نہ ایہ صفت مسیح دی مطلق اس تے صادق آوے
عیسی بننے تھیں اس مدت پہلاں کتنی واری
شادی کیتی بے شک اس نے جانے خلقت ساری
بھی اولاد ہوئی گھر اس دے اس تھیں پہلاں بھائی
نوکر چاکر جو ہے اج کل جانے کل لوکائی
مرزا جے کر عیسی ہندا الٹا پیر نہ دھر دا
عیسی بننے تھیں ایہ پہلاں شادی مول نہ کردا

ہور علامت اس دی ایہ ہے جانے کعبے جاوے
روحاء والے راہوں جا کر حج بجا لیاوے
عمرہ کرسی بیت اللہ دا بھی ہے نالے آیا
صاف حدیثاں اندر ایہ ہے حضرت نے فرمایا
مرزا بالکل حج نہ کردا نا ایہ مکے جاوے
نا ایہ حکم ضروری لازم فرض العین اداوے
اللہ چاہے مرزا بالکل حج نہ بالکل کر سی
خبر مطابق اللہ چاہے ہو نصرانی مرسی
ہے ایہ پیشین گوئی میری نال الہام الٰہی
اللہ چاہے سچی ہوسی یاد رکھن مرزائی
ہور نشانی اس دی ایہ ہے مومن دل تے لاوے
عیسیٰ جہت زیارت روضہ آنخضرت دے جاوے
ٹھیر سلام قبر تے آکھے خاتم نبیاں تائیں
آنخضرت بھی اس نوں اگوں کہن سلام دعائیں
ایہ گل بھی نہ مرزے اندر بالکل پائی جائے
نہ ایہ آنخضرت دی بالکل قبر زیارت پاوے
ایہ ہے میری پیشین گوئی یاد رکھیں اس تائیں
شہر مدینے نہ ایہ پہنچے بالکل مول کدائیں
ثابت ہوئی اس تھیں ایہ گل بے شک دل تے لائیں
عیسیٰ ایہ موعود نہ بالکل نہ منّی اس تائیں
ہور علامت اس دی وڈی بھاری ہے ایہ آئی
عیسیٰ جو ہے آنے والا ہووے نبی الٰہی
لفظ نبی دا اس دے حق وچہ صاف صریحاً آیا
وچہ حدیث دمشقی حضرت چار جگہ فرمایا
یعنی جعلی عیسیٰ نہ اوہ ہووے صرف مثالی

زادہ بن مریم ہو فرضی نہ کوئی محض خیالی
مرزا نہ پیغمبر بالکل ہے بے شک متنبّی
عیسی ایہ موعود نہ بالکل ایہ گل ایتھوں لبھّی
ہور علامت اس دی ایہ اک وڈی جائی
جس دے اندر اس دا بالکل ہور نہ کوئی ثانی
قد میانہ ہووے یعنی نہ کوتاہ ، نہ بالا
گندم گوں ہو احسن رنگت سدّھے بالاں والا
ایہ ہے حلیہ اس دا بے شک دل وچہ اس نوں جانو
دیکھو جد فر اس نوں فوراً حلیے نال پچھانو
مرزا ہے اس حلیے اتے بھارا نازاں ہویا
آکھے ہے ایہ حلیہ میرا عیسی ہاں میں گویا
سرخ تے جعد جو حلیہ اس دا وچہ حدیثاں آیا
اس دا اس نے عیسی تائیں ہے مصداق ٹھہرایا
یعنی عیسی دو ہن اک نوں احمر جعد بتاوے
دوجے نوں ایہ گندم گو نی سبط الشعر ٹھیراوے
جاہل ہے ایہ بھارا اس نوں سمجھ نہ بالکل کائی
عقل شعور ہدایت اس دے نیڑے مول نہ آئی
میں ہن تینوں اس دے اندر کر تطبیق دکھاواں
جو معنی علماواں لکھیا میں تینوں سمجھاواں
جعد صورت صفت بدن دی سبط صفت ہے والاں
اینویں اسمر احمر دونویں صفتاں بدنی حالاں
پکا ہو جسّے دا یعنی کمتر تھکے ہارے
گندم گوں ہو رنگت اس دی بہاہ لالی دی مارے

فیمکن ان یجمع بینهما بان سبط الشعر و و صفه بالجعودة فی جسمه لا فی شعره و المراد بذ لک اجتماعه و اکتنازه وهذا

الاختلاف و نظیر الا ختلا ف فی کونہ ادم او احمر و یمکن الجمع بین الوصفین با نہ احمر لو نہ بسبب لا لتعب و ھو فی الاصل اسمر و یجوز ان یؤول و یجمع بینھما با نہ لیس احمر صرفا بل ھو ما ئل الی الادمۃ فتح الباری: یعنی ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسی کے بال تو سیدھے تھے مگر جعودت آپ کے بدن میں تھی یعنی بدن مضبوط اور کسا ہوا تھا اوراسی طرح دراصل رنگ تو آپ کا گندم گوں تھا مگر کسی سبب سے سرخ ہوگیا تھا، یا یہ مطلب ہے کہ وہ محض سرخ نہ تھے بلکہ سرخ رنگ مائل بگندم گوں تھے۔

غرض مسیح دا حلیہ اس تے مول نہ صادق آوے
نہ ایہ اسمر سرخی مائل نہ ایہ جعد دساوے
نہ ایہ سبط الشعر نہ بالکل اس دا قد میانہ
نہ ایہ دِسّے عیسی وانگوں قوت دا مردانہ
مرزے والا حلیہ بے شک رکھ دے لوگ ہزاراں
جائز ہو فر عیسی ہوون باجہ حساب شماراں
غرض نہیں ایہ عیسی بالکل ایہ گل دے تے لائیں
عیسی ایہ موعود نہ بالکل نہ منوں اس تائیں
ہور علامت اس دی ایہ ہے اس زمانے
قوم یاجوج ماجوجی آ کر پاوے شور جہانے
یعنی قوم یاجوج ماجوجاں دنیا اندر آون
مارن تے ہور لٹن پٹن آدمیاں نوں کھاون
قوم یاجوج ماجوج نہ اج تک دنیا اتے آئی
کیوں فر بن مریم اکھواوے ایہ جھلّا سودائی
ہور علا مت اس دی ایہ ہے وچہ حدیثاں آئی
مینہ برساوے اللہ اتنا حد نہ رہ سی کائی
کلہ کوٹھا نہ کو ئی رہ سی دنیا اندر باقی
صاف زمین ہو شیشے وا نگوں جیونکر طبق افلاکی

چاندی وانگوں روشن ہووے چمکے مارے بھائیں
ٹبہ ٹوبا نہ کوئی رہ سی مشرق مغرب تائیں
ایہ گل بھی نہ اج تک دنیا اندر ظاہر ہوئی
نہ ایہ واقع ہوئی اج تک مطلق پیشین گوئی
نہ آسمانوں اللہ اج تک ایسا مینہ برسایا
کلہ کوٹھہ سب دنیادا ہووے جس نے ڈھایا
نہ طوفان پانی دا ہویا دنیا اندر جاری
صاف زمین نہ شیشے وانگوں ہوئی اج تک ساری
کیوں عیسی اکھواوے فر ایہ مرزا اپنے تائیں
جھوٹھا ہے ایہ جھوٹھا بے شک عیسی ہرگز ناہیں
حضرت عیسی بن مریم دی ایہ ہے ہور نشانی
برکت کھیتی اندر ہووے ملک اندر ارزانی
برکت وچہ اناجاں ہوسی باہر حد حسابوں
پیدا ہوسن اکثر میوے شور زمین خرابوں
ہک انار کفایت کرسی سارا ٹبر کھاوے
اس دی چھلکے دے وچ سائے سارا کنبہ آوے
ایویں شیر حیواناں اندر برکت پاوے سائیں
بکری ہک جا رجاوے شیروں سارے ٹبر تائیں
کال پیاہے الٹا جگ وچہ سختی گھیرا پایا
خلقت تنگ آئی ہے جانوں موت کیوں چڑ لایا
بارش بند ہوئی اسمانوں قحط پیا ہر جائیں
بھکھ پیاسوں مرمر جاوے لاکھاں خلق ازائیں
ہے منحوس بے برکت مرزا بھی منحوس زمانہ
برکت مول نہ باقی اج کل ہویا ملک ویرانہ
کیوں عیسی اکھواوے فر ہن ایہ بچہ مغلانی

عیسی ایہ موعود نہ بالکل جھوٹا اس نوں جانی
ہور علامت ایہ ہے عیسی سال پنتالی جیوے
دنیا اتے اس تھیں زائد اس دی عمر نہ تھیوے
مرزا اپنی عمراں ساری اسّی سال بتاوے
ہر صورت وچہ عمر مسیح دی اس تھیں کمتر آوے
اسّی تے پنتالی دے وچہ فرق زمین آسماناں
ایڈا فرق ملاوے کیونکر ایہ پاگل دیوانہ
اسّی تے پنتالی مطلق کجھ تطبیق نہ کھاوے
شرم نہ اس نوں کیوں ایہ جھوٹا بن مریم اکھواوے
ہور علامت ہے اک اس دی وچہ حدیثاں آئی
اوہ بھی کر تحریر دیکھا واں سن تو میرے بھائی
یعنی حضرت عیسی آنحضرت دے روضے وچہ دبیوے
پاس صدیق عمر دے اس دی قبر چہارم تھیوے
آکھن کہ اک قبر دی جا گہہ خالی او تھے بھائی
عیسی مدفوں ہو اس اندر شک نہ اس وچہ کائی
اے گل بھی نہ مرزے اتے بالکل صادق آوے
نہ کوئی اس نوں آنحضرت ﷺ دے روضے وچہ دباوے
نہیں ہے ممکن ایہ نالائق قدم مدینے پاوے
ایسا پاک مقدس احاطہ اس تھیں رب بچائے
ایہ بھی ہے اک اللہ ولوں میری پیشین گوئی
انشاء اللہ سچی ہوسی شک نہ اس وچہ کوئی
یعنی مرزا وچہ مدینے ہرگز مول نہ جاوے
روضے حضرت دے وچ اس نوں نہ کوئی دفنائے
سب تھیں پچھے وا اک عمدہ بھیجے اللہ سائیں
لیوے روح او ہر مومن دی دنیا تے ہر تھائیں

وا نہ وگی اج تک ایسی دنیا اوتے کائی
عیسی ایہ موعود نہ بالکل ایہ گل لازم آئی
بھی ہے آیا وچہ حدیثا ن عیسی جد مر جا وے
ویہ سالاں تھیں زائد پچھوں رب قرآن اٹھائے
مرزا آکھے میں تھیں پہلا رب قرآن اٹھایا
عیسی اے موعود نہ بالکل اس تھیں لازم آیا
مہدی عیسی وکھو وکھی وچہ حدیثاں آیا
مہدی ہو تے عیسی بھی ہو حضرت نے فرمایا
مرزے جد خود مہدی ہے ٹھہرایا اپنے تائیں
لازم آیا اس تھیں مرزا عیسی بالکل ناہیں
مہدی جد خود بنیا مرزا فر ایہ عیسی اکھواوے
جھوٹھا ہے ایہ جھوٹا اس نوں شرم نہ بالکل آوے
ایویں ہور جو صفت مسیح دی وچہ حدیثاں آئی
مرزے اندر بالکل مطلق اک نہ جائے پائی
عشر نشان قیامت دے جو حضرت نے فرمائے
گر تحریف الحادوں اس نے اوہ سارے الٹائے
ایویں نفس قیامت تائیں ہے اس نے الٹایا
کر تحریف قیامت نوں اس کجھ دا کجھ بنایا
یعنی آکھے جھوٹ قیامت بالکل مول نہ آوے
کی ممکن فر خود ایہ جھوٹا بن مریم اکھواوے
بھی اجماع امت دا اس تے مڈھوں چلیا آوے
عیسی ہے آسمانی زندہ مرزا بھی بتلاوے
صحت نوں ہے پہنچی ایہ گل حضرت نے فرمائی
جمع نہ امت میری ہرگز ہو اوپر گمراہی

قال النبی ﷺ لا تجتمع امتی علی الضّلالۃ (نہیں جمع ہوگی امت میری گمراہی پر)

و قال اللہ تعالیٰ: ومن یّشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن له الهدی و یتّبع غیر سبیل المومنین نولّه ما تولّی و نصله جهنّم و ساء ت مصیراً۔ (ترجمہ: جو شخص خلاف کرے رسول اللہ ﷺ کا، پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوگئی واسطے اس کے ہدایت، اور کرے اتباع سوا رستے مومن کے پھیریں گے ہم اس کو جس طرف پھرے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے وہ جگہ)۔

اہل ایمان دا رستہ یعنی جو کوئی چھڈے
ہے اوہ آدمی اپنا کھاتہ دوزخ اندر کڈھے
غیر سبیل انہاں دا جد ہے موجب دوزخ بھائی
عیسیٰ ہے ایمانی زندہ ایہ گل لازم آئی
سلف اصحابہ تے ہور پچھے جو جو اللہ تارے
زندہ جانن عیسیٰ تائیں اج تک مومن سارے
مسئلہ ایہ سب دا اتفاقی حرف نہ اس وچہ کائی
منکر نائیں اس تھیں کوئی مومن وچہ خدائی
لازم فرض ہویا پس لیون رستہ اہل ایماناں
ناری بے شک تارک اس دا نال حدیث قرآناں

قال اللّٰہ تعالیٰ: فان امنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا و ان تولّوا فانّما هم فی شقاق۔ اور اگر ایمان لاویں مثل ایمان لانے تمہارے کے ساتھ اس کے پس تحقیق ہدایت پاویں اور اگر منہ موڑیں پس اس کے سوا نہیں وہ بیچ شک کے ہیں۔

کافر یعنی وانگ تساڈے جے کر ایماں لاون
سدھا رستہ اللہ والا سچا بے شک پاون
لازم ہے جو اصحاباں دے مثل ایمان لیاوے
جیونکر جس نوں جاتا انہاں اووِیں دل تے لاوے
سب اصحاب مسیح نوں بے شک زندہ جانن بھائی
لازم زندہ منن اس نوں نہ منن گمراہی
مثل اصحاباں جو نہ منے زندہ عیسیٰ تائیں

ہے اور گمراہ کافر بے شک سدے راہ تے ناہیں
چودہ سو سالاں تک حضرت نوح دی عمر ودھائی
ایویں عیسی دا بھی جیون ممکن اج تک بھائی
نال استعارے بھی ایہ جھوٹا عیسی بالکل ناہیں
نہ بن مریم ممکن کہنا بالکل اس دے تائیں
ہے استعارہ قسم مجازوں لکھیا اہل معانی
باجہ قرینے مانع اس تے عمل نہ جائز جانی
حمل مجازی معنی اتے یعنی جائز ناہیں
مانع باجہ نہ جائز بالکل ترک حقیقت تائیں
اصل حقیقت تھیں نہ مانع اس جا بالکل کائی
کی ممکن فر اصلی معنی چھوڑے ایہ سودائی

اور ایسا ہوا کہ یوں ہی دونوں بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھا کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کے دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیا بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا اور الیسع نے دیکھا اور چلایا اے میرے باپ میرے باپ۔ سو اس نے پھر نہ دیکھا اور اس نے ایلیا کی چادر کو جو اس پر سے گر پڑی تھی اٹھا لیا۔ کتاب سلاطین ملا کی۔

دیکھو وچہ بائبل دے کیسا کھلم کھلا آیا
ایلیا تائیں یعنی اللہ ول آسمان اٹھایا
دیکھ یسع پئو کہہ کہہ اس نوں رویا تے چلایا
نہ پھر ڈٹھا اس نے مڑ کر نہ فر مکھ دکھایا
ایلیا جیونکر وچہ بگولے اڈ چڑھیا آسمانی
ایویں جاون عیسی دا بھی اوتھے ممکن جانی
ایویں ہور جو پتے مسیح دے وچہ حدیثاں آئے
مرزے اندر انہاں وچوں اک نہ پایا جائے
نازل ہوون قرب قیامت عیسی دا آسمانوں
ثابت ہویا قطعاً بے شک نص حدیث قرآنوں

کی ممکن فر اللہ اس نوں ایسی خبر سناوے
الٹ قرآن حدیثاں ظاہر جس وچہ لازم آوے
کی ہے ایہ ناچیز کمینہ کی ہے اس دا پایا
مرنا عیسی دا ایہ آکھے مینوں رب بتایا
آنحضرت نوں موت مسیح دی نہ کجھ خبر بتائی
کی ممکن فر ایہ گل آکھے موہوں ایہ سودائی
جھوٹا ہے اس اللہ اتے ہے طوفان اٹھایا
جھوٹا ہے نہ اللہ اس نوں بالکل کجھ بتلایا
بھی ایہ مسئلہ ہے اتفاقی مڈھوں آیا بھائی
کشف الہام منام نہ بالکل لائق حجت کائی
کشف الہام منام نہ حجت اندر شرع نبی دے
جائز استدلال نہ اس تھیں اندر عمل عقیدے
جد الہام مخالف ہووے نال قرآں حدیثاں
الہاماں تے تکیہ کرنا ہے معمول خبیثاں
ہن میں تینوں خود مرزے دے اپنے قول سناواں
جو کجھ خود لکھیا ہے اس نے کر تحریر دکھاواں
مرزا بھی خود آکھے عیسی نازل ہو آسمانوں
مڑ فر اس دا آون آکھے ثابت ہے قرآنوں

قال القادیانی: اب ثبوت اس بات کا کہ وہ مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے عاجز ہے۔ (ازالہ اوہام ۔۶۸۲)

دیکھو صاف اقراری ہویا ایہ خود آپ زبانوں
عیسی دا مڑ آون آکھے ثابت ہے قرآنوں
یعنی آکھے میں ہاں عیسی اوہو بن کر آیا
جس دا آون قرآن اندر اللہ نے بتلایا
جھوٹا ہے ایہ دعوی اس دا سند نہ اس دی کائی

عیسی ایہ موعود نہ بالکل جھوٹا ہے سودائی
لیکن جس دا آون مڑ فر اندر قرآن آیا
ہے پیغمبر اسرائیلی جو مریم نے جایا
ہے انجیل کتاب الٰہی جس تے نازل ہوئی
عیسی ہے روح اللہ بے شک دوجا ہور نہ کوئی
نہ ایہ اسرائیلی بھی ایہ نہ انجیل لیایا
نہ ایہ عیسی بن مریم نہ مریم اس نوں جایا
کیوں ایہ مغل بچہ اکھاوے عیسی اپنے تائیں
بن مریم پیغمبر اسرائیلی جد ایہ نائیں
عیسی جد خود اپنے ہتھیں اس نے مار مکایا
کیوں فر ہن او جعلی عیسی جھوٹا بن کر آیا
کی ممکن فر ہن اکھاوے ایہ عیسی قرآنی

قال القادیانی: یہ ایک واقعہ مسلّمہ ہے کہ دجال معہود کے خروج کے بعد آنے والا وہی سچا مسیح ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ (ازالہ اوہام۔ ص۷۲۲)۔

بخاری اور مسلم کی متفقہ علیہ حدیثوں نے جو اصحاب کبار سے مروی ہیں ابن صیاد کو دجال قرار دے کر اور آخر مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر کے مار بھی ڈالا (ازالہ اوہام۔ ص۲۴۴)

لازم ہے جد عیسی یعنی بعد دجالوں آوے
کیوں فر قبل خروجوں اس دے ایہ عیسی اکھاوے
نہ دجال معہود زمیں تے جب تک ظاہر ہویا
قبل خروجوں آکھے اوہ خود مسلم ہو کر مویا
تیراں سو سالاں تھیں مرزے اس نوں مار مکایا
اتنی مدت پچھوں کیوں فر ایہ عیسی بن آیا
مرزے دی خود اپنے قولوں ایہ گل ثابت ہوئی
عیسی ایہ موعود نہ بالکل ہے ایہ جھوٹا کوئی
تیراں سو سالاں تھیں جھوٹا اج تک کیوں نہ آیا

اتنی مدت اتنی صدیاں کتھے اس چڑ لایا

قال القادیانی ۔ ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کوئی مسیح ظاہری جلال واقبال کے ساتھ آئے اور ممکن ہے کہ کوئی ظاہری طور پر مصداق ان پیشین گوئیوں اور نشانات کا ہو جن کو میں نے روحانی طور پر اپنے اوپر چسپاں کیا ہے ۔ (ازالہ اوہام ۔ص ۲۰۰)

یعنی آکھے بھی ہے ممکن ایسا آدمی کوئی
ظاہر جس تے صادق آوے ایہ سب پیشین گوئی
ممکن ہے کوئی آکھے ایسا آوے نال جلالاں
ظاہر شوکت حاصل جس نوں ہو صاحب اقبالاں
عیسی ہے وہ بن مریم جو ہے انجیل لیایا
جو پیغمبر اسرائیلی قبل نبی تھیں آیا
اوہو عیسی اسرائیلی مورود پیشین گوئی
اس دے باجہ نہ دوجا بالکل مورد اس دا کوئی
کیوں فر عیسی اپنے تائیں ایہ موعود ٹھہراوے
کیوں ایہ آکھے منہ تھیں ایہ گل شرم نہ اس نوں آوے

قال اللّٰہ تعالی : ھو الّذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله ۔ کہ وہ ذات پاک ہے بھیجا اس نے رسول اپنے کو ساتھ ہدایت اور سچ دین کے تاکہ ظاہر کرے اس کو اوپر سب دینوں کے ۔

مرزا قادیانی کہتا ہے : یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے ۔ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا اور جب عیسی دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی طور پر اس کا مورد ہے ۔

آیت ہے ایہ عیسی دے حق یعنی پیشین گوئی
اس دے باجہ نہ مورد دِس دا دوجا بالکل کوئی
ظاہر شوکت شان تمامی حاصل ہو اس تائیں

دین نبی دا پھیلے اس تھیں مشرق مغرب تائیں
غلبہ شوکت ہووے اس دی اندر دنیا ساری
حکم تمامی ملکاں اندر اس دا ہووے جاری
دیکھو خود عیسی نوں اس دا مورد ایہ ٹھہراوے
قرب قیامت آون اس دا ایہ خود آپ بتاوے
سورج وانگوں اس دے اس الہاموں ظاہر ہویا
بن مریم ہے زندہ بے شک مول نہ اج تک مویا
ایہ الہام جو ہے مرزے دا بھارا تول رکھاوے
ہور الہام تمامی اس دے پیراں ہیٹھ دباوے
ہو معدوم گئے اوہ باطل اس دے اگے سارے
مرزا تے مرزائی اس نے سبھوں کٹھے مارے
مرزا آکھے ایہ گل ظاہر ہے تقلید اسلامی
جو میں آکھیا وچہ براہین نہ ہے اوہ الہامی
لیکن ثابت بے شک اس دی ظاہر ایس کلاموں
جو کہیا ہے اس نے اس جا کہیا ہے الہاموں
ہے قرآن ٹھہرایا مرزے آپ براہیں تائیں
جھوٹا ہوون اس دا اس پر بالکل ممکن نائیں
کی ہے سند جو ہن ایہ آکھے ہے تقلید اسلامی
عیسی مر کر ہوئے راہی ایہ گل ہے الہامی
اپنے اقوالاں وچہ اس نے کجھ تمیز نہ رکھی
کیوں الہام نہ غیر الہاموں کیتا وکھو وکھی
اک جھوٹا تے دوجا سچا اس دی سند نہ کائی
ایہ بے سند تمامی گلاں ایویں جھوٹیاں واہی
کشف الہاموں مرزا جے کر اس دی سند لیاوے
دور تسلسل اس تھیں بے شک اس تے لازم آوے

غرض یقیناً اپنی گلوں مرزا جھوٹا ہویا
جھوٹھا ایسا ہویا گویا جانوں اس نوں مویا

قال القادیانی: سوحضرت مسیح توانجیل کوناقص کی ناقص چھوڑ کرآسمان پر جابیٹھے ہیں۔ براہین ص ۳۶۱

یعنی عیسی بن مریم ہے زندہ نہ مر ہوئے فانی
ناقص چھوڑ انجیل ادھوری جا بیٹھے آسمانی
اس قولوں بھی اس دے بے شک ایک گل ثابت ہوئی
عیسی ہے آسمانی زندہ شک نہ اس وچہ کوئی
قرب قیامت عیسی فر اوہ اسماناں توں آوے
دین اسلامی ترقی غلبہ اس دے ہتھوں پاوے

قال القادیانی: یعنی مسیح کووفات دے کرمردوں میں نہیں رکھا بلکہ زندہ کر کے اورنبیوں کے پاس آسمان پر بلالیا۔ (دافع الوساوس۔ص ۷۷)

یعنی آکھے عیسی تائیں اللہ مر جوایا
اسماناں تے پھر اس تائیں نبیاں پاس بلایا
عیسی نوں جد خود ایہ زندہ آسمانی ٹھہراوے
ثابت ہویا قرب قیامت فر دنیا تے آوے
اس قولوں بھی مرزے دی خود ایہ گل ثابت ہوئی
یعنی ایہ موعود نہ بالکل ہے ایہ جھوٹا کوئی

قال القادیانی: و مع ذالک یقینی بان اعتقاد المسلمین فی نزول المسیح حق لا شبھة فیه و لا ریب و لاکن ما فھم المسلمون مراده لانّ اللہ تعالی اراد خفاه و بقی ھذا الخبر مکتوماً مستوراً کالحب فی السنبلة قرناً بعد قرنٍ حتی جاء زماننا ۔..ترجمہ: اورساتھ اس کے تھا یقین میرا کہ تحقیق اعتقاد مسلمانوں کا عیسی کے اترنے کے حق میں نہیں کچھ شبہ اس میں اورنہیں شک لیکن نہیں سمجھا اس کو مسلمانوں نے مطلب اس کا اس واسطے کہ پوشیدہ رکھا اللہ تعالی اس کو اور باقی رہی یہ خبر پوشیدہ دانے کی طرح خوشہ میں کئی مدتوں تک یہاں تک کہ آیا زمانہ ہمارا۔تبلیغ الاحکام ص ۵۵۲....

اہل اسلام نزول مسیح دا جیونکر جانن بھائی
حق ہے یعنی سچ مچ اوویں شک نہ اس وچہ کائی
لیکن اصل نزول مسیح دا مطلب کسے نہ پایا
آنحضرت تھیں اج تک ایویں مخفی چلیا آیا
مخفی آیا مطلب اسدا جیویں سٹّے وچہ دانے
مطلب نہ ہے پایا اس دا اندر کسے زمانے
آنحضرت ﷺ نوں بھی خود اس دی سمجھ نہ یعنی آئی
بھی نہ اج تک امت ساری اصل حقیقت پائی
جو دنیا تے آیا اج تک سدھے راہ تھیں بھلاّ
بھید نزول مسیح دا اصلی مرزے تے اج کھلاّ
ایہ اعتقاد اس دا ہے گندہ توبہ رب بچاوے
کی ممکن ہو مومن جو کوئی ایسا کفر الاوے
زندہ جانن عیسی نوں جد اس نے شرک ٹھہرایا
ایسا شرک نبی نوں اللہ کیوں نہ کھول بتایا
ایسا شرک الحاد کبیرہ جس نوں سمجھ نہ آوے
کی ممکن فر اللہ اس نوں پیغمبر ٹھہراوے
اصل اصول بِنا اسلامی ہے توحید الٰہی
کیوں نہ اللہ آنحضرت نوں ایہ توحید سکھائی
بھی فر دیکھو سب امت نوں مومن ایہ ٹھہراوے
بھی فر سب دا عمل عقیدہ ایہو خود بتلاوے
مومن جد ٹھیرایا مرزے سب امت دے تائیں
لازم آیا اس تھیں بے شک مرزا مومن نائیں
ہے ایہ کفر صریحاً جو کجھ لوکاں نوں بتلاوے
اہل ایماناں نوں ایہ کافر دھو کے نال بناوے
ساری امت نوں ایہ خود اس مومن ہے ٹھہرایا

عیسی دا فر آون اس تھیں قطعاً لازم آیا
یعنی امت اگلی پچھلی قائل ہے سب بھائی
عیسی قرب قیامت آوے شک نہ اس وچہ کائی
عیسی تائیں زندہ جانے اج تک امت ساری
قرب قیامت مڑ فر آوے سب مومن اقراری
بھی ہے عیسی زندہ اس تھیں ایہ گل لازم آئی
نہ ایہ شرک الحاد کبیرہ نہ ہے ایہ گمراہی
زندہ جانن عیسی تائیں جے ہوندا گمراہی
کیوں فر اس نے ساری امت خود مومن ٹھہرائی
مرزے دے اس قولوں خود ہی ایہ گل لازم آئی
ہے ایہ عیسی جعلی بنیا شک نہ اس وچہ کائی
اصل نزول مسیح دا مطلب جد نہ ہوری پایا
کی ہے کس نوں اس جھوٹے نے ہے فر حق ٹھہرا یا

قال القادیانی: آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولی نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک ادنی مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ (توضیح مرام۔ص ۱۷ تا ۲۰)۔

آنے والا عیسی ہے جد ادنی مسلم عامی
مرزے دی فر ہوئی اس تھیں سب گل باطل خامی
مثل مسیح یا عین مسیح دی ساری کارروائی
باطل ہوئی اس تھیں بالکل شک نہ رہیا کائی
ثابت ہویا اس تھیں مرزا ہے اک ادنی عامی
ناں کوئی خاص ولی ہے بالکل نہ پیغمبر نامی
عاماں تے ہور خاصاں اندر فرق زمین اسماناں
ایڈا فرق ملاوے کیونکر ایہ مردود دیوانہ
نہ ایہ ملہم ولی محدث اس تھیں ثابت ہویا

اپنے قولوں ہے خود مرزا جھوٹا ہو کر مویا
ایویں ہور بہتیری جائیں مرزا قائل ہویا
آکھے عیسی آوے آخر مول نہیں اوہ مویا

قال القادیانی: عیسی کی پیشین گوئی کو تو تواتر اول درجے کا حاصل ہو چکا ہے اور یہ کہنا کہ تمام حدیثیں موضوع ہیں ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالی نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ حصہ اور بخرہ نہیں دیا وہ مانتے ہیں کہ نزول عیسی کا انکار ایسا ہے جیسا وجود خلفاء راشدین اور... وجود محمد مصطفیٰ کا انکار۔

اس قولوں بھی مرزے دی ہن ایہ گل ثابت ہوئی
عیسی نازل ہووے آخر شک نہ اس وچہ کوئی
عیسی آخر بے شک نازل ہووے گا اسمانوں
مسئلہ ایہ متواتر ثابت نص حدیث قرآنوں
نازل ہونے عیسی دے تھیں جو کوئی منکر ہویا
خاتم نبیاں تھیں انکاری ہے اوہ بے شک گویا
خاتم نبیاں آنحضرت تھیں جو انکار لیاوے
ہے اوہ پکا کافر بے شک دوزخ اندر جاوے
کی ممکن فرہن ایہ جھوٹا عین مسیح اکھواوے
کی ممکن موعود مسیح ایہ جعلی بن کر آوے
ہن میں تینوں قول مسیح دا کر کے نقل دکھاواں
جو خود عیسی ہے فرمایا کر تحریر سناواں

حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں: تب اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں، تو یقین مت لاؤ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھاویں گے یہاں تک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے اس وقت انسان کے بیٹے کو بادلوں میں بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے۔ (انجیل لوقا۔ باب ۱۷)

یعنی میرے پچھوں بہتے جھوٹے عیسی آون
بہت نشان کرامت ایویں لوکاں نوں دکھلاون

منوں مول نہ انہاں تائیں سچا مول نہ جانو
جھوٹے ہوسن جعلی کاذب شک نہ اس وچہ آنو
ثابت ہویا اس تھیں بے شک جھوٹا ہے ایہ کچا
بن مریم موعود نہ بالکل مغلاں دا ایہ بچہ
عیسی جھوٹا ہے بن آیا ایہ جھلا سودائی
عیسی دی ایہ پیشین گوئی اس تے صادق آئی
ثابت ہویا حضرت عیسی آسماناں تو آوے
قرب قیامت دنیا اتے فر مڑ پھیرا پاوے

جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور بولے کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور دنیا کے اخیر کا کیا نشان ہے۔ یسوع نے جواب میں کہا کہ خبردار رہو کہ تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے نام پر آویں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں (انجیل متی)

یعنی کہن حواری اوتھے حضرت عیسی تائیں
کی ہے تیرے آون دا پتہ سانوں کھول سنائیں
ایہ بھی سانوں دسیں نالے کد آ خر دن آوے
یعنی جس دن ساری دنیا مر فانی ہو جاوے
حضرت عیسی انہاں تائیں ایہ گل کھول بتاوے
بھی فر پچھو ں انہاں تا ئیں ایہ گل سب سمجھاوے
جھوٹے عیسی میرے پچھوں بہتے آون بھائی
بچ کر رہناں انہاں تھیں مت سٹن وچہ گمراہی
عیسی تھیں جد شا گرداں نے ایہ گل پچھی بھائی
ثا بت ہویا اس تھیں ایہ سب خبر انہاں نوں آئی
یعنی ایہ گل حضرت عیسی اسماناں تے جاوے
قرب قیامت دوجی واری فر دنیا تے آوے
جے کر مرزا فر آون وچہ کوئی عذر لیاوے
کی تیرے اون دا پتہ بے معنی ہو جاوے

حضرت عیسی انہاں اندر زندہ تد خود آہی
کی سی کسر رہی آون وچہ مرزا کھول بتاوے
ثابت ہوئی اس تھیں ایہ گل توں سن دل تے لائیں
جھوٹا ہے ایہ جھوٹا مرزا عیسی بالکل نائیں

تم سن چکے ہو کہ میں (مسیح) نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں (یوحنا)

یعنی پہلاں میں ہے کہیا میں ہن ایتھوں جاواں
قرب قیامت دوجے وارے فر دنیا تے آواں
عیسی دے خود اپنے قولوں بھی ایہ ثابت ہویا
قرب قیامت آوے فر خود مول نہ اج تک مویا
فر آواں میں اوہو آکھے جو کوئی پہلاں جاوے
نہیں تے فر ایہ کہنا اس دا بالکل لغو دساوے
لازم آیا اس تھیں مرزا عیسی بالکل ناہیں
عیسی ایہ موعود نہ بالکل نہ منّو اس تائیں
ایویں ہور جو گلاں مرزے اندر پایاں جاون
کھول سناواں جو جو عیسی اندر نظر نہ آون
نہ ایہ آیا عیسی بن سی پیش امام زمانہ
دعوی کر سی جیوں ایہ کردا پاغل دیوانہ
نہ ایہ آیا عیسی کر سی چندے لا اگراہی
جیونکر مکر بہانے کر کر مرزا کرے گدائی
نہ ایہ آیا حضرت عیسی مونہوں جھوٹھ الاوے
جیونکر مرزا ایویں جھوٹوں جھوٹ بناوے
جھوٹا اس دے وانگ نہ کوئی دنیا اندر لبھے
جھوٹے کاذب عاجز آئے اس دے اگے سبھے
کوئی بات نہ سچی بالکل اپنے مونہوں بولے
ہر دم ایویں جھوٹھ الاوے جھوٹے گولے تولے

نہ ایہ آیا حضرت عیسی وعدے کر سی کوڑے
جیونکر مرزا وعدہ کر کے مول نہ کردا پورے
نہ ایہ آیا منکر ہووے دابّوں تے دجالوں
جیونکر مرزا منکر ہویا اپنے وہم خیالوں
نہ ایہ آکھے عیسی بالکل قوم یاجوج نہ آوے
جیونکر قوم یاجوج ماجوجوں ایہ انکار لیاوے
نہ ایہ آکھے حضرت نوں ایہ چیزاں سمجھ نہ آیاں
نہ ایہ آکھے میں سب چیزاں اصلی وچوں پایاں
نہ ایہ آیا آکھے عیسی نہ چڑھیا آسمانی
نہ اوہ آکھے عیسی ایتھوں مر کر ہوئے فانی
نہ عیسی دے معجزیاں نوں آکھے کھیل تماشا
خلق طیور وغیرہ اندر آکھے سچ نہ ماشہ
نہ ایہ آیا بالکل عیسی آدم نوح اکھواوے
نہ اوہ اپنے تائیں موسی نہ احمد ٹھہراوے
نہ آکھے جبریل نہ اصلی اوپر زمیاں آوے
نبیاں تائیں اس دی عکسی صورت نظری آوے
نہ اوہ آکھے ملک زمین تے بالکل مول نہ آوے
ملکاں نوں ارواح کواکب نہ اوہ جان ٹھہراوے
نہ اوہ آکھے جبل نہ اڈن روز قیامت بھائی
نہ اوہ آکھے لہندیو ں سورج چڑھے نہ بالکل کائی
نہ آکھے آسماناں اتے پہونچ نہ سکے خاکی
ممکن نہ ایہ خاکی تائیں پہونچے طبق افلاکی
نہ اوہ اپنے تیئں مرسل پیغمبر ٹھہراوے
نہ اوہ بعضے نبیاں نالوں خود افضل اکھواوے
نہ ایہ آکھے ملک زمین تے قبض نہ جاناں کردا

نہ ایہ آکھے ہر کوئی اس دی ہے تاثیروں مردا
نہ اوہ آکھے دنیا اندر ہین مؤثر تارے
انہاں دی تاثیر وں ہوندے عالم دے کم سارے
روح القدس امین جو آیا وچہ آیات قرآنی
نہ ایہ آیا عیسی آکھے ہے ایہ صفت انسانی
نہ اوہ آکھے جائز مینوں ابن اللہ اکھوانا
یعنی ہاں میں بیٹا ربدا شک نہ اس وچہ لانا
نہ اوہ آکھے قادیاں سچ مچ قرآن اندر آیا
کشف اندر میں سبے پاسے لکھیا ہویا پایا
آنحضرت دا جسم مبارک نہ میلا ٹھہراوے
جیونکر میلا اس دے تائیں ایہ گستاخ بتاوے
نہ ایہ آیا عیسی آکر خود مینار بناوے
نازل ہوون تھیں اوہ پہلاں بنیاں ہویا پاوے
نہ ایہ آیا عیسی کرسی کوئی پیشین گوئی
پیش گویاں دی جیونکر عادت مرزے نوں ہے ہوئی
نہ اوہ آکھے رن فلانی عقد میرے وچہ آوے
اگلا خاوند جو ہے اس دا یعنی اوہ مر جاوے
نہ بنواوے عورت دا اوہ زیور چار ہزاری
نہ اوہ گہنے عورت دے ہتھ کرسی ورثہ ساری
مدت اس دی ایویں فرضی نہ تیہہ سال ٹھہراوے
نہ اس قدر امید حیاتی طول دراز ودھاوے
نہ ایہ آیا باکل عیسی ایسا مکر بناوے
وارث کوڑ بہانے کر کر اوہ محروم ٹھہراوے
حضرت عیسی اندر ایہ گل مول نہ ہوسی کوئی
مرزے اندر ہر گل انہاں وچوں ثابت ہوئی

کی ممکن فر ایہ اکھاوے عیسی اپنے تائیں
جھوٹھا ہے ایہ جھوٹا بالکل عیسی بے شک نائیں
بھی ایہ آکھے عیسی دا ہے معنی خمر انگوری
بھی ہے دہقان معنی اس دا آکھے جان ضروری
کی ممکن فر دہقاں ہو کر بن مریم اکھاوے
خمر انگوری بھی کیونکر عیسی بن کر آوے
بن مریم دے معجزیاں تھیں جد ہویا انکاری
کیوں مثل اس دے اکھاوے ایہ کھوٹا بازاری
عیسی دا جد ایہ سودائی بھیڑا حال بتاوے
کیوں فر پاغل اپنے تائیں مثل اس دی ٹھہراوے
عیسی تائیں خود ایہ بیٹے کشلیا نال ملاوے
فر خود دیکھو اپنے تائیں ایہ عیسی ٹھہراوے
ہے قرآنی معجزیاں تھیں منکر ایہ سودائی
مسماریزم انہاں تائیں ایہ ٹھہراوے واہی
نہ قرآنی معجزیاں تھیں عیسی ہو انکاری
کیوں فر بن مریم اکھاوے ایہ جھوٹا بازاری
بھی ممکن ہے عیسی زندہ اسماناں تے جاوے
قرب قیامت نازل ہو کر فر دنیا تے آوے
ممکن جانے اس نوں اگلی پچھلی امت ساری
مومن نہ کوئی اس تھیں اج تک ہویا ہے انکاری
کیوں فر اس ملحد نوں ایہ ناممکن نظری آوے
فلسفیاند ے پچھے کیوں ایہ دین ایمان ونجاوے
بھی اپنی تبلیغاں اندر مرزا خود بتلاوے
زندہ ہو اک راتیں پنج تن میرے در تے آئے
ایویں ممکن یعنی عیسی فر دنیا تے آوے

جیونکر مرزا پنج تن تائیں زندہ ہے ٹھہراوے

قال القادیانی: کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جب کہ تیس چالیس ہزار فٹ اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیوں کر پہونچ گئے۔

ثابت ہویا عیسی دا جد اساناں تے جانا
نال قرآن حدیثاں آخر دنیا تے فر آنا
کی حاجت فر سانوں پچھے فلسفیاں دے جایئے
باطل گندہ قول انہاں دا کیوں اس نوں ہتھ لایئے
کی ہے چیز انہاں دا کہنا پاس آیات قرآنی
کی ہے قول نبی دے اگے ایہ وسواس شیطانی
مرزا بھی خود آکھے عیسی آخر ہوئے فانی
ناقص چھوڑ انجیل ادھوری جا بیٹھے اسمانی
کیوں فر ہن اسمانی جاون عیسی دا جھٹلاوے
اپنے مونہوں جھوٹا ہووے شرم نہ اس نوں آوے
آدم حوّا ہر کوئی جانے آہے وچہ بہشتاں
کیونکر اوہ آسمانی پہنچے دونوں خاک سرشتاں
ایویں مومن روز قیامت وچہ بہشتاں جاسن
حسب اعمال موافق عملاں یعنی درجہ پاسن
مسئلہ ایہ اجماعی ثابت نص حدیث قرآنوں
جنت باغ بہشت ربانا اوپر ہے اسمانوں
کیونکر بندے خاکی ہوکر پہونچن گے اسمانی
باطل ہوئے اس تھیں اس دے سارے وہم شیطانی
فلسفیاں دے ہسّن اتے مرزا جے کر جاوے
جھوٹا ہوون دین نبی دا اس تھیں لازم آوے
اکثر طعن شریعت اتے کردے اوہ سودائی

حکم احکام شرع دا بالکل منن مول نہ کائی
ایویں قبر قیامت اتے اکثر دہری ہسدے
ایویں جنت دوزخ تائیں ممکن مول نہ دس دے
قبر قیامت جنت دوزخ ہور اصول اسلامی
لازم آوے اس تھیں بے شک باطل ہون تمامی

قال القادیانی: عیسی کو زندہ اعتقاد کرنا ستون شرک ہے الخ۔(اشتہار انعامی)۔

زندہ جانن عیسی دا جد ہے اس شرک ٹھہرایا
ساری امت مشرک ہوئی اس تھیں لازم آیا
توبہ توبہ جو کوئی ایسا کلمہ کفر الاوے
شرم نہ آوے اس نوں کیوں فر اوہ مومن اکھاوے
آنحضرت نوں سن اصحاباں جد ایہ مشرک جانے
کی ہن چیز ہویا فر مرزا کرن قیاس سیانے
مومن ہوون اس دا بھی ہن بالکل ممکن نائیں
کیوں جائز مومن اکھواوے فر ایہ اپنے تائیں
مرزے جو اس مسئلے وچہ لکھیاں ہین دلیلاں
سارے وہم وساوس اسدے باطل کل تاویلاں

پہلی دلیل مرزا قادیانی کی یہ آیت ہے، یا عیسی انّی متوفّیک و رافعک الیّ

لفظ توفّی ہے جو اندر اس آیت دے آیا
موت مسیح تے مرزے احمق اس نوں ہے ہتھ پایا

مرزا نے لکھا ہے کہ توفی کے معنی صرف اما تت یعنی روح کو قبض کر کے جسم کو بےکار چھوڑ دینے کے ہیں اور قرآن میں اول سے آخر تک توفی کے معنی اما تت کا ہی التزام کیا گیا ہے اماتت کے سوا اور کسی معنی میں مستعمل نہیں ہوا۔(ازالہ اوہام۔ص ۶۰۰، ۶۰۱ وغیرہ)

میں (ابوالحسن) کہتا ہوں کہ عسل مصفی میں جو بڑے فخر سے ثابت کیا گیا ہے کہ ابن عباس سے متوفیک کے معنی موت کے آئے ہیں، تو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے۔

وجہ اول: کہ ممیتک صیغہ اسم فاعل کا ہے اور وہ اکثر مستقبل میں مستعمل ہوتا ہے اور

مستقبل سب آئندہ زمانے کا شامل ہے قیامت تک ،تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھ کو آئندہ زمانے میں مارونگا خواہ سو برس کے ہو یا ہزار برس کے بعد یعنی قیامت کے قریب جب کہ آسمان سے پھراتریں گے جیسے کہ مفسرین نے ابن عباس کے اس قول کی تفسیر کی ہے۔

وجہ دوم: یہ کہ ابن عباسؓ خود اس بات کے قائل ہیں عیسیؑ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور قرب قیامت آسمان سے پھراترینگے..،تو اب قادیانی کو ممکن نہیں کہ ممیتک سے استدلال کر سکے۔

وجہ سوم یہ کہ عسل مصفی میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیؑ کو سولی چڑھائے جانے کے وقت یہ کہا گیا تھا..، اور کہا کہ حضرت عیسیؑ اس کے بعد مدت زندہ رہے اور ایک سوبیس سال کی عمر میں فوت ہوئے اور جب وہ بتیس یا تینتیس سال کی عمر میں سولی چڑھائے گئے تو اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ سولی چڑھائے جانے کے بعد قریب نوے برس کے جیتے رہے تو اسی طرح اس قول کے بعد ہزار دو ہزار سال تک جینا ان کا بھی ممکن ہے۔

وجہ چہارم یہ کہ ممیتک سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ میں تجھ کو مارونگا،سو اس میں کسی فرد بشر کو بھی کلام نہیں۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ عیسی ہمیشہ زندہ رہیں گے مریں گے نہیں۔ اور یہ جو عسل مصفی میں لکھا ہے کہ یا عیسی انی متوفیک،عیسی کو عین حالت سولی میں بطور تسلی کے کہا گیا تھا تو اس سے بے انتہاء جہالت اور ضلالت ثابت ہوتی ہے اس واسطے کہ جو شخص اپنی موت کے سب سامان موجود دیکھے اور اپنی جان کے خوف سے تمام رات روتا رہے اور پھر صبح کے وقت اس کو سولی پر چڑھایا جاوے اور پھر عین حالت سولی میں اس کو کہا جاوے کہ میں تیری روح قبض کرونگا اور تجھ کو مار ڈالوں گا ،تو یہ ایسی لغو بات ہے کہ کسی فصیح انسان کی کلام بھی ممکن نہیں چہ جائے کہ کلام خداوندی میں ہو۔ اور پھر آج تک قادیانی نے اپنے زعم میں اتنا ہی ثابت کیا ہے کہ توفی کے معنی موت کے اور قبض روح کے ہیں یہ کہیں ثابت نہیں کیا کہ توفی صرف اسی موت کو کہتے ہیں جو خود بخود اپنی موت سے مرے کسی دشمن کے ہاتھ سے نہ مرے۔ اگر توفی کے یہی معنی ہیں کہ آدمی خود بخود مرے کسی دشمن کے ہاتھ سے نہ مرے.. تو اس سے لازم آیا کہ جو شخص سولی دے کر مارا جائے یا تلوار وغیرہ سے قتل کیا جاوے یا کوئی درندہ کھا جاوے یا ڈوب کر مر جاوے یا کسی اور وجہ سے مارا جاوے تو اس پر توفی کے معنی صادق نہ آویں اور اس کو متوفی نہ کہا جاوے بلکہ اور نہ مردہ تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ مقصود خداوندی اس خطاب کی تخصیص سے صرف یہی ہے کہ میں تجھ کو آسمان پر

اٹھاؤ نگا دشمنوں کا قابو تجھ پر نہ ہوگا، نہیں تو موت میں کسی فرد بشر کو بھی شک نہیں چہ جائیکہ ایسے اولوالعزم نبی کی نسبت یہ گمان کیا جائے۔ پس اس تقریر سے وہ کل محنت بر باد ہوگئی جو عسل مصفی میں باب ۱۶ سے باب ۲۰ تک کی ہے۔ پس لازم ہے کہ قادیانی یہ بات ثابت کرے کہ توفی صرف اس موت کو کہتے ہیں جو خود بخود واقع ہو کسی دشمن کے ہاتھ سے واقع نہ ہو۔ لیکن کہاں ممکن ہے کہ قادیانی اس بات کو ثابت کر سکے۔

توفی کے معنی بارے مرزا قادیانی کی بات کا جواب کئی وجہ سے ہے۔:

وجہ اول یہ کہ لغت اور قرآن مجید اور تفاسیر میں توفی کے معنی اما تت یعنی روح قبض کرنے کے سوا بھی آئے ہیں۔ صحاح میں ہے او فاہ حقہ (باب افعال سے) او فاہ حقہ باب تفعیل سے اور استو فا ہ حقہ باب استفعال سے اور تو فاہ باب تفعل سے سب کے ایک ہی معنی ہیں کہ اس کا حق پورا دے دیا، تو فا ہ اللہ کے معنی قبض روح کے ہیں۔

.صراح میں ہے تو فی تمام حق گرفتن اور قاموس میں ہے اوفی فلا نا حقہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کو پورا حق دے دیا اور وفاہ اور او فاہ اور استو فاہ سب کے یہی معنی ہیں وفات بمعنی موت ہے تو فاہ اللّٰہ کے معنی قبض روح کے ہیں۔ انتہی۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ توفی کسی چیز کے پورا لینے کو کہتے ہیں سو یہ لفظ بھی مرزا کے دعوی کو باطل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ توفی کے معنی موت کے سوائے اور کچھ نہیں۔ دیکھو بیضاوی جیسے متبحر عالم نے لکھا ہے التوفی اخذ الشئی وافیا والموت نوع منه یعنی موت اس کی ایک قسم ہے اور نیند دوسری قسم اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها ۔ میں ہے کہ اللہ جانوں کو پورا لیتا ہے یعنی مارتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کو نیند میں پورا لیتا ہے یعنی سلا دیتا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے کہ توفی کے معنی ہیں قبض کرنا اسی محاورہ عرب سے یہ لفظ ماخوذ ہیں وفانی فلان دراھمی و اوفانی و توفیتها منه یعنی فلاں شخص نے میرے درہم مجھ کو دے دئے اور میں نے اس سے قبض کر لئے۔ دیکھو یہ محاورہ بھی قبض جسم کی مثال ہے جس کا مرزا منکر ہے۔ پس اس نے جو یہ دعوی کیا ہے کہ قرآن شریف میں اول سے آخر تک توفی کے معنی صرف موت کا التزام کیا گیا ہے اسکے سوا دوسرے معنی میں مستعمل نہیں ہوا تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی اس کا غلط اور باطل ہے اور ثابت ہوگیا کہ موت لفظ توفی کا حقیقی معنی نہیں بلکہ اس کے اصل معنی قبض الشئی بتما مه کے ہیں اور موت اور نوم اس کے

حقیقی معنی اور موضوع لہ کے افراد ہیں، تو اب اس آیت میں توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے ہیں وہ مشتق ہے توفیت الشئی سے یعنی میں نے اس چیز کو پورا لے لیا اس میں سے کچھ چھوڑا نہیں۔ یعنی تجھ کو روح اور جسم کے ساتھ زمین سے لے لوں گا اور کافروں کے ہاتھ پر مرنے نہیں دونگا۔ یہ معنی حسن بصری اور ابن جریج اور ابن جریر وغیرہ سے مروی ہیں۔ تفسیر درمنثور میں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے:

و اخرج عبد الرزاق و ابن جریر و بن ابی حاتم و غیرہ عن الحسن قال متوفیک من الارض و اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن مطر نورقی فی الآیۃ قال متوفیک من الدنیا و لیس بوفاۃ مات

اور کمالین میں ہے:

التوفی اخذ الشئی یقال وفانی فلان دراھمی و اوفانی و توفیتھا منه غیر ان القبض یکون بالموت والاصعاد و بقوله و رافعک الیّ من الدنیا من ....موت تعیین المراد

وجہ دوم یہ کہ معنی متوفی، استوفی کے ہیں وہ مشتق ہے توفی حقه سے استوفی یعنی پورا لینا اجل کا ہے یعنی میں تیری عمر پوری کرونگا پھر مارونگا۔ کافروں کے ہاتھ پر تجھے موت نہ دونگا

تفسیر بیضاوی میں ہے: انّی متوفّیک ای متوفی اجلک و مؤخرك الی اجلک عاصما ایاك من قتلھم

اور تفسیر کبیر میں ہے: انّی متمم عمرك فحینئذٍ متوفیک فلا اترکھم حتی یقتلوك بل انا رافعک الی سمائی و مقربک بملائکتی و اصونک عن ان یتمکنوا من قتلک و ھذا تاویل احسن تفسیر کبیر و کذا فی المدارك

وجہ سوم یہ کہ اگر فرضاً تسلیم کیا جاوے کہ متوفیک کے معنی حقیقی موت کے ہیں لیکن اس میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی تجھ کو اٹھانے والا ہوں اور مارنے والا ہوں یعنی اخیر زمانہ میں یہ قول قتادہ اور ضحاک اور ابن عباس کا ہے

اور تفسیر عباسی میں ہے:

یا عیسی انّی متوفیک و رافعک الیّ مقدم و مؤخر انّی رافعک

الیّ ثمّ متوفّیک بعد النزول و قال ابو اللیث سمرقندی فی الآیة تقدیم و تاخیر اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھ کو اٹھانے والا ہوں دنیا سے آسمان کی طرف اور پھر مارونگا تجھ کو جب تو دجال کے زمانہ میں آسمان سے اترے گا کذا فی التفسیر الکبیر امام سیوطی نے جس کی نسبت قادیانی کا اقرار ہے کہ وہ کشف میں رسول اللہ ﷺ سے تحقیق مسائل اور تنقیح احادیث کر لیتے تھے تفسیر درمنثور میں ایک مستقل باب باندھا ہے جس میں مقدم ومؤخر آیتوں کو ذکر کیا ہے اور آیت انّی متوفیک کو اس میں شمار کیا ہے

وجہ چہارم۔ یہ کہ بفرض تسلیم اس امر کے کہ توفی کے معنی موت کے ہیں یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں لیکن واؤ ترتیب کے واسطے نہیں آیت تو صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی، عیسی کے ساتھ یہ کام کریگا اور کس طرح کرے گا، سو آیت میں اس کا ذکر نہیں اس کا بیان دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہے کہ عیسیؑ قریب قیامت کے زمین پر اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اسی طرح لکھا ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور اسی طرح ہے مدارک میں۔

وجہ پنجم یہ کہ توفی سے مراد نیند ہے یعنی عیسیؑ سوتے تھے اس حالت میں آسمان پر اٹھائے گئے پھر بیدار ہوئے یہ قول ربیع بن انس وغیرہ کا ہے۔ سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے واخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن الحسن فی قوله انی متوفیک یعنی وفاة المنام رفعه الله فی منامه ۔ اور معالم میں ہے قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم و کان عیسی قد نام فرفعه اللّٰه نائما الی السماء کما قال تعالی وهو الّذی یتوفّاکم باللیل یعنی اللہ وہی ہے جو تمکو سلا دیتا ہے رات میں۔ اور اسی طرح دوسری آیت اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها و الّتی لم تمت فی منامها یعنی اللہ تعالی فوت کرتا ہے جان کو وقت مرنے اس کے، وہ جان کہ نہیں مرتی بیچ نیند اپنی کے۔ (مقصود ان دونوں آیتوں سے صرف اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ توفی کے معنی صرف موت کے ہی نہیں بلکہ اس کے معنی نیند کے بھی ہیں اور اس بات تو کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ توفی کے معنی موت اور قبض روح کے بھی ہیں۔ پس آیتوں اور حدیثوں اور اقوال اصحاب ومن بعدھم سے اس پر شہادت لانا اور اس قدر کاغذ کو سیاہ کرنا محض لغو اور لغو ہے کہ قادیانی نے اس مسئلے میں اس قدر طول صرف اس واسطے دیا

ہے کہ تا لوگ گمان کریں کہ دیکھو قادیانی نے اس مسئلہ میں کس قدر آیتوں حدیثوں سے استدلال کیا ہے ورنہ عسل مصفی میں ۳۵۲ تک صرف یہی ایک بات اپنے گمان فاسد میں ثابت کی گئی ہے کہ توفی کے معنی موت کے ہیں۔ علاوہ اس کے خدا تعالی نے قرآن میں اور جگہ فرمایا ہے ثمّ توفی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون ۔ یعنی ہر جی کو پورا دیا جاوے گا جو اس نے کمایا۔ سو اس آے میں توفی کے معنی صرف پورا دینے کے ہیں اس واسطے کہ ان سب لفظوں کا مادہ ایک ہی ہے اور جب اس آیت کو دونوں آتیوں مذکورہ کے ساتھ جوڑا جائے ان سے اس کے سوائے اور کوئی بات نہیں ثابت ہوسکتی کہ لفظ توفی کے حقیقی معنی قبض الشئی بتما مه اور موت اور نیند اس کے حقیقی معنی اور موضوع لہ کے افراد ہیں جیسا کہ بیضاوی سے اوپر ثابت ہو چکا ہے۔..

اور توفی کی تاویل میں لوگوں کو اختلاف ہے لیکن اس مسئلہ میں تو کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے کہ عیسی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قرب قیامت پھر اتریں گے۔ بلکہ تیرہ سو برس سے آج تک اس مسئلہ پر امت کا اجماع اور اتفاق چلا آیا ہے جیسا کہ قادیانی نے بھی تبلیغ صفحہ ۵۵۲ میں صاف تسلیم کرلیا ہے تو اب یہ اختلاف تاویلی قادیانی کو کیا مفید ہے۔

اب جو قادیانی کہتا ہے کہ توفی کے معنی صرف روح قبض کرنے اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے ہیں۔ وہ اپنے اس معنی کو ملحوظ رکھ کر اس آیت کا معنی تو کردے۔

وجہ ششم۔ یہ کہ بفرض تسلیم اس بات کے کہ توفی کے معنی موت کے ہوں تو بھی اس میں کچھ دور نہیں اور یہ معنی ہیں کہ میں تجھ کو مارتا ہوں یعنی تیرے دشمن تجھ پر قابو نہ پاویں گے۔ پھر عیسی مرگئے پھر تین دن یا تین ساعت کے بعد زندہ کر کے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ساتھ جسم اور روح دونوں کے۔ معالم میں ہے توفی اللّٰہ عیسی ثلا ث ساعات من النّہار ثمّ احیا ہ رفعه اللّٰہ الیه و قا ل محمد بن اسحاق النصاری یزعمون ان اللّٰہ توفّاہ سبع ساعا ت من النها ر ثمّ ا حیاہ و رفعه الیه کذا فی التفسیر ابن کثیر و تفسیر کبیر و بیضاوی وغیرہ

وجہ ہفتم۔ انّ المراد انّی متو فیک عن شهوا تک و حظوظ نفسک ثمّ قال و رافعک الیّ و ذلک لان من لم ... عما سوی اللّٰہ لا یکو ن لہٗ و صول الی مقام معرفة اللّٰہ و الضیاء؟ فعیسی اما رفع الی

السّماء صارحا حاله کحال الملا ئکة فی زوا ل الشهوۃ و الغضب و الاخلاق الذ میمة

وجہ ہشتم ۔ ان التّوفی ا خذ الشّئی وا فیا و لما علم ان من الناس من یخطر ببا له ان الّذی رفعه الله هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلا م لیدل علی انه علیه السلام رفع بتمامه الی السّماء بروحه و بجسده و یدل علی صحة هذا التاویل قوله تعا لی وما یضرونک من شئی

وجہ نہم ۔ انّی متوفیک ای اجعلک کا لمتوفی لانّه رفع الی السّماء و انقطع خبر ہ و اثره عن الارض کان کالمتو فی و اطلاق اسم الشئی علی ما یشا به فی اکثر خوا صه و صفا ته جا ئز حسن

وجہ دہم ۔ انّ التّوفی هو القبض یقال وفانی فلان درا همی و اوفانی و تو فیتها منه کما یقال اسلم فلان درا همی الیّ و تسلمتها منه و قد یکون ایضاً توفی بمعنی استوفی و علی کلا الوجهین کان ا خراجه من الارض و اصعاده الی السّماء توفیا له و التوفی جنس تحته انوا ع بعضها بالموت و بعضها بالاصعاد الی السما ء فلما قال بعده و را فعک الی کان هذا تعیینا للنوع و لم یکن تکرا راً

وجہ یاز دہم ۔ ان یقدر فیه حذ ف المضا ف و التقدیر متوفی تلک بمعنی متوفی عملک و را فعک الیّ ای را فع عملک الی و هو کقو له تعا لی الیه یصعد الکلم الطیب و المراد من هذا ا لآیة انه تعالی بشّره بقبول طاعته و اعماله و عرفه .. الخ۔ تفسیر کبیر

وجہ دواز دہم ۔ یہ کہ آیت انّی متوفیک و را فعک الیّ کی نسبت مرزا قا دیانی نے ازالہ اوہام ص ۳۵۴ میں یہ اقرار کرلیا ہے کہ یہ آیت وعدہ وفات ہے یعنی دلیل وخبر وفات نہیں مگر وعدہ وفات دینا بالکل لغو ہے اور نہ اس میں کوئی مصلحت الٰہی ہوسکتی ہے کیا عیسیٰ کبھی یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ ان کو موت نہیں آوے گی وہ کبھی مریں گے نہیں، حالانکہ ہر شخص خواہ مومن ہو یا کافر کل نفس ذا ئقة المو ت کو مانتا ہے اور مرنے کو برحق جانتا ہے ، پس اندریں صورت یہ آیت محل نزاع سے خارج ہے۔

وجہ سیز دہم ۔ یہ کہ اگر قادیانی کے ترجمہ کے موافق متو فّیک سے مراد وفات جسمی اور رفع سے عروج روحانی لیا جائے تو لامحالہ عبارت میں تقدیر ماننی پڑے گی انی متوفّی جسدك و رافع روحك ۔ حالانکہ قرآن کی عبارت میں الفاظ کی تقدیر قادیانی کے مذہب میں الحاد ہے اور کفر ہے۔

وجہ چہاردہم ۔ یہ کہ براہین احمدیہ (۵۱۹) میں قادیانی نے خود اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے : اے عیسی میں تجھے پوری نعمت دونگا۔

پس اگر متوفیک کے معنی حقیقی موت کے ہوتے تو الہامی کتاب اور کشفی تفسیر یعنی براہین میں اس کا یہ ترجمہ کیوں کیا جاتا۔ قادیانی اس وقت بھی کچھ ایسا جاہل نہ تھا جو توفی کا معنی نہ جانتا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ توفی کے معنی حقیقی موت نہیں ہیں۔

وجہ پانزدہم۔ یہ کہ مرزا قادیانی نے براہین میں آیت یا عیسی انی متو فیک کا اپنے اوپر الہام ہونا ثابت کیا ہے اور اپنے تئیں اس کا مورد ٹھہرایا ہے تو اب عیسی کی موت پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ یہ آیت محل نزاع سے خارج ہوگی ۔ اور بفرض تسلیم براہین احمدیہ میں اس الہام کو چھپے ہوئے پندرہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور آج تک قادیانی کو موت نہیں آئی بلکہ اسّی (۸۰) سال تک اپنی عمر بتلاتا ہے تو اس سے ثابت ہوگیا کہ جس طرح قادیانی کو بعد از خبر وفات اتنے سال تک جینا جائز ہے اسی طرح مسیح کے لئے بھی چند صدیوں کا گذر جانا جائز ہے اور اس صورت میں حضرت ابن عباس کا مذہب ماننا پڑے گا۔

وجہ شانزدہم۔ یہ کہ قادیانی نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۲ میں لکھا ہے کہ مسیح کو جس موت کا وعدہ دیا گیا تھا اس سے حقیقی موت مراد نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے یہ عام محاورہ ہے کہ جو شخص قریب المرگ ہو کر بچ رہے اس کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ نئے سرے سے زندہ ہوا اور اس تسلیم کر لینے کے بعد قادیانی کے تمام دعاوی اور کید حجت سے ایسے برہنہ ہو گئے جیسے خزاں میں درخت اور اس کی تمام اینچ پینچ کی تقریریں بے اعتبار ہوگئیں۔

مرزا قادیانی نے ازالہ میں عیسی کی موت پر تیس آیتوں سے استدلال کیا ہے ۔ سو پہلی آیت کا جواب تو یہاں ہو چکا ہے باقی انتیس آیتوں کا جواب مجمل طور سے یہ ہے کہ ان میں کو ئی آیت ایسی نص نہیں ہے جس میں صریح یہ الفاظ لکھے ہوں کہ عیسی فوت ہو گئے ہیں ۔ پس نصوص کے مقابلے میں استدلال اس کا باطل ہے ۔ اور نیز قادیانی نے ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۳

میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم بھی اس امت کے شمار میں آ گئے ۔ وعلی ہذا القیاس بہت جگہوں میں اقرار کر چکا ہے کہ عیسی زندہ ہیں اور قرب قیامت دنیا میں پھر آئیں گے ۔ پس مرزا قادیانی کا موت مسیح پر تیس آیتوں سے استدلال کرنا خود اسی کی کلام سے باطل ہو گیا ۔ اور مفصل جواب ہر ہر آیت کا تائید الاسلام (مصنفہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری) میں ہے۔ شائق اس کا مطالعہ کرے۔

یعنی موت مراد حقیقی آکھے اس تھیں نائیں
موت مجازی مطلب اس دا شک نہ اس وچہ لائیں
موت حقیقی مطلب ناہیں جد ایہ خود اقراری
باطل ہوئی اس دی اس تھیں کارروائی ساری
جھوٹا ہے ایہ اپنی گلوں آپے جھوٹا ہویا
جھوٹا ہویا جھوٹا بے شک جانوں ہن اوہ مویا

قال القادیانی: ولو کان نزول المسیح مقدرا ثانیا .. ذکر المسیح فی قوله شهادتین ولقال مع قوله کنت علیهم شهیدا واکون علیهم شهیداً مرة اخری (دافع الوساوس) ۔ ترجمہ۔ اگر ہوتا اترنا عیسی کا مکرر یعنی دوبارہ البتہ ذکر کرتا عیسی اپنے قول میں دو شہادتیں اور البتہ کہتا اپنے قول کے ساتھ ہوں میں ان پر گواہ اور ہوں گا ان پر شاہد دوسری مرتبہ۔

کیسا ہے ایہ جاہل ویکھو کیسا ہے سودائی
اس آیت دی کی اس دیکھو ہے تاویل بنائی
ایہ معروض مسیح دی ساری روز قیامت ہووے
جس دن خلقت اللہ اگے پتھر بن کھلووے
روز قیامت دا ایہ قصہ شک نہ اس وچہ کائی
اگے پچھے اس آیت وچہ خود موجود گواہی
بے شک اس تھیں ایہ گل سمجھی اس پاغل بازاری
روز قیامت تھیں ہو پہلاں ایہ سب عرض گزاری
شاید اس پاغل نوں دھوکہ ماضی تھیں ہے لگا

ڈِٹھا مول نہ اس آیت دا اس نے پچھا اگّا
بہتے امر آئندہ قطعی اندر قرآن آئے
اللہ صاحب جو جو صیغے ماضی نال بتائے
اگلی پچھلی آیت اس وچ نص صریح ہے بھائی
ایہ معروض حشرنوں ہوسی شک نہ اس وچ کائی
اول اس آیت دے اللہ صاحب ہے فرمایا
یوم یجمع اللّٰہ الرسّل ہے اندر قرآن آیا
یعنی جس دن کٹھا کرسی اللہ نبیاں تائیں
کی پایا تساں اتر اگوں آکھن معلم ناہیں
آخر اس قصے دے پچھے بے شک ہے ایہ آیا
ھذا یوم ینفع الصّادقین بصدقھم اللہ نے فرمایا
یعنی ہے ایہ روز حشر دا اللہ خود فرماوے
جو سچ بولن سچ انہاں نوں اس دن نفع پہنچاوے
اول آخر اس قصے تھیں ثابت ہویا بھائی
روز حشر دے بے شک ہوسی ایہ سب کارروائی
کی ممکن فر اس آیت نوں مرزا سند لیاوے
اس آیت دی سندوں مویا عیسی نوں بتلاوے

قال القادیانی: قال اللہ فیھا تحیون مخصص حیات الناس بالارض..

یعنی جیون خاص زمین وچہ کیتا ہے رب سائیں
جا اسمانی زندہ رہنا ہرگز ممکن ناہیں
ایہ بھی ہے کج فہمی اس دی سمجھ نہ اس نوں کائی
ہے تاویل سرا سر جھوٹی اس دی باطل واہی
عیسی دا فر مرجاون اس تھیں ثابت مول نہ ہووے
کیوں تحریفاں کر کر ایماں لوکاں دا ایہ کھووے
زندہ رہنے تھیں وچہ دنیا مول نہ لازم آوے

اسماناں تے ہرگز زندہ بندہ بشر نہ جاوے
آسمانی ہے جیون ممکن ثابت نال قرآنے
بھی ہے ممکن عقلاً اس توں عقل محال نہ جانے
ممکن ہے ایہ حضرت عیسی اسماناں تے جیوے
حاجت بشری نہ کوئی ہووے نہ کجھ کھاوے پیوے
آدم حوا جیونکر آہے وچہ بہشتاں رہندے
ایویں حال مسیح دا مومن اسماناں تے کہندے
مسئلہ ایہ اتفاقی سب دا شک نہ اس وچہ کائی
وچہ بہشتاں رہ سن دائم مومن زندہ بھائی
جیون خاص تے مرنا جے کر نال زمین دے تھیوے
لازم آوے وچہ بہشتاں مومن نہ کوئی جیوے
عیسی نوں خود مرزا زندہ آسمانی بتلاوے
ایہہ اشکال جو ہے اس کیتا خود اس اتے آوے
ایہ بھی آکھے کھانے باجوں جیون ممکن ناہیں
کیوں بن کھانے عیسی جیوے روز قیامت تائیں
ایہ بھی ہے کج فہمی اس دی سمجھ نہ اس نوں کائی
نصرت تے مرزائیاں رل مل اس دی عقل گوائی
کھانے باجھوں جیون ممکن ثابت نال قرآں دے
کہف اندر اصحاب جو رہندے کھانا مول نہ کھاندے

قال اللہ تعالی: ولبثوا فی کھفھم ثلاث مأۃ سنین وازدادوا تعسا ۔(اورٹھہرے بیچ غار کے تین سونو سال)

کہف جبل وچہ ٹھہرے یعنی جو اصحاب کمالاں
کھانا مول نہ کھادا انہاں تن سو تے نو سالاں
اس تھیں پچھے کھانے دی فر حاجت انہاں ہوئی
کھانا لین گیا تد شہروں انہاں وچوں کوئی

لیکن فر بھی انہاں تائیں کھانا ہتھ نہ آیا
رولے گولے اندر ایویں سارا وقت وہایا
تن سو سالاں جیون ممکن جد بن کھانے پانی
ایویں جیون عیسی دا بھی اج تک ممکن جانی
جیون انہاندا جے جیون اس دنیا دا ناہیں
کیوں کھانے دی حاجت تاں فر ہوئی انہاں تائیں
کیوں فر لین گیا وچہ شہرے کھانا عمدہ کوئی
کیوں فر حال انہاں دا رب دی عجب نشانی ہوئی
اس دنیا وچہ چل دا پھردا جے کر زندہ ناہیں
کوئی تا فر زندہ ناہیں دنیا وچہ کتھائیں

قال القادیانی: ان کی نظر میں ہمارے سید و مولی محمد ﷺ مردہ ہیں اور حضرت عیسی اب تک زندہ ہیں۔الخ

عیسی تائیں خود مرزے نے زندہ ہے ٹھہرایا
قرب قیامت آون اس دا خود ہے اس بتلایا
طعن جو اس نے ہے ایہ کیتا خود اس اتے آوے
یا فر سب امت تے جس نوں مومن خود بتلاوے
شہدا ہے ایہ بے شک اس دی ایہ گل ہے بازاری
ہے ایہ ساری اس دی رندی چالاکی عیاری
چودہ سو سالاں رب دتی نوح نوں طول حیاتی
حضرت نوں نہ دتی کیوں فر دسے اے قصباتی
ایویں لمی ہور حیاتی ہوئی بہت کفاراں
کیوں نہ اتنے سالاں جیوے حضرت شاہ ابراراں
روشن ہتھ تے عاصا خاصا ملیا موسی تائیں
حضرت نوں نہ ملیا کیوں ایہ کھول جواب سنائیں
آنحضرت نے بن مریم جد آپ نہ خود اکھوایا

کیوں فر ہن ایہ جھوٹا عیسی بن مریم بن آیا
جنہاں گلاں اندر حضرت ساری عمر نہ بولے
حضرت تھیں کیوں اگے ودہ کے ایہ ہن گویا بولے
کیوں ایہ گندم گوشت کھا کھا ہویا اڈا بھارا
کیوں نہ جو دی روٹی اتے کیتا ایس گذارا
آنحضرت ﷺ نے ساری عمراں کدی نہ عنبر کھادا
کیو ں فر عنبر لے لے کھاوے ایہ سلطانی زادہ
حضرت ﷺ نے نہ ساری عمراں ٹٹی خس لگائی
نہ کوئی بید نہ مشک حیاتی برف زبان تے لائی
کیوں فر ایہ مغلانی زادہ اتنی عیش اڑاوے
کیوں نہ ہو روپوش جہانوں ڈب کتے مر جاوے
غرض الزام جو دتا اس نے خود اس اتے آوے
ممکن مول نہ اس تھیں ہن ایہ اپنی جان چھڈاوے
اصلی مطلب اس دا میں ہن دساں تیرے تائیں
جزوی ترجیح ہے رب دتی بعضے نبیاں تائیں

قال اللّٰہ تعالی: تلک الرّسل فضّلنا بعضھم علی بعض۔ (یہ پیغمبر ہیں، بزرگ کیا ہم نے بعض کو بعض پر)۔

آیت ہے ایہ نص صریح اس مسئلے اندر آئی
نبیاں نوں رب اک دوجے تے دتی ہے وڈیائی
لیکن اصل فضلیت کلی حاصل حضرت ﷺ تائیں
انہاں باجھوں ہور کسے نوں حاصل ہوئی نائیں
ایہ گل نہ کوئی آکھے بالکل عیسی دائم جیوے
آخر مرسی دنیا اتوں مر کر فانی تھیوے
کیوں فر ایہ جھوٹا کاذب جھوٹے عذر اٹھاوے
کیو ں ایہ خلقت تائیں ایوین دھو کے نال بہلاوے

ثابت اس تھیں ایہ خود زندہ حضرت تائیں
کی ممکن فر ہو ایہ عیسی بن مریم ایہ ناہیں
آنحضرت دے فوتوں پچھے یعنی عیسی آوے
حضرت فوت نہ ہوئے کیوں فر ایہ عیسی اکھوا وے

قال القادیانی: حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح لکھی ہے

و مبشّراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد ۔

یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا ۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے ..الخ

یعنی آکھے ثابت اس تھیں عیسی دا مر جانا
اس تھیں پچھے آنحضرت دا فر دینا تے آنا
موت مسیح دی اس آیت تھیں جے نہ لیتی جاوے
لازم آوے اج تک حضرت دنیا تے نہ آئے
وچہ براہین لیکن مرزے ہے ایہ بات بتائی
آکھے یعنی ہے ایہ آیت میرے حق وچہ آئی

قال القادیانی: اسی کی طرف اشارہ ہے

و مبشّراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد ۔

ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال جمال لیکن آخری زمانے میں برطبق پیشینگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا ۔ (ازالہ اوہام)

دیکھو اس آیت نوں ہے اس اپنے حق ٹھہرایا
آکھے ہاں میں احمد اوہ جو عیسی نے بتلایا
اس پیغمبر خبر مطابق آکھے میں ہاں آیا
ہے عیسی نے میرے اندر آ جلوہ فرمایا
حضرت دے حق آکھے نہ ایہ آیت نازل ہوئی
نہ ایہ آنحضرت تے صادق آوے پیشینگوئی

مرزا جد خود اس آیت نوں اپنے حق ٹھہراوے
حضرت دا ناں آون اس تھیں کیوں فر لازم آوے
ممنوع نہ ہویا دنیا اتے آنحضرت دا آنا
اس آیت دی سندوں نہ فر عیسی دا مر جانا
جھوٹھا ہے ایہ اپنی گلوں آپے جھوٹا ہووے
اپنا منہ کالا اس کیتا خود ہن بہہ کے رووے
بھی ہن بعدی مطلق ہے اس آیت اندر آیا
موت نہ اس تھیں لازم آوے خود اللہ فرمایا

قال اللہ تعالی: واتخذ قوم موسی من بعدہ من حلیّھم عجل جسداً له خوار۔ اور پکڑا موسی کی قوم نے ان کے پیچھے اپنے زیوروں سے ایک گوسالہ ...

یعنی حکم اللہ تھیں موسی طرف کوہ طور سدھایا
قوم اس گہنے تھیں پچھے وچھا گال بنایا
بعد جو ہے اس آیت وچہ فرمایا اللہ سائیں
موسی دا مر جاون اس تھیں لازم آوے ناہیں
ایویں ہے اس بعدی دا بھی مطلب تو ہن جانی
میرے پچھوں یعنی جد میں جاواں گا اسمانی
ثابت ہویا ہے ایہ جھوٹا جھوٹے عذر بتاوے
من بعدی تھیں مرنا بالکل لازم مول نہ آوے

قال القادیانی: دوسرے دعوی کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب عیسی آسمان سے اتر ہی آوے۔ الخ

عیسی بن مریم دا آون آخر فر آسمانوں
ثابت ہویا سی جد قطعا نص حدیث قرآنوں
تن سو قاہر وجہاں تھیں جد نال توفیق ربانی
باطل کیتا ہے میں اس دا ایہ وسواس شیطانی
ممکن مول نہ اس جھوٹے تھیں بالکل کجھ بن آوے

مر کر بھاویں دوجی واری فیر حیاتی پاوے
کی ممکن فر اس تے اس نوں ایہ موقوف ٹھہرا وے
فاسد تے ہے فاسد اس دی ایہ گل کوڑ بنا وے
اس تقریروں جے کوئی جھوٹھا دعوی کرے خدائی
کی آکھے گا اس دے تائیں ایہ پاغل سودائی
باقی ردّ مفصل اس دا جو کوئی جو شائق چاہوے
ہے تائید اسلامی اندر اس وچہ اس نوں پاوے

قال القادیانی: زمین کی گواہی صلیبی غلبہ ہے جس کے غلبے میں مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (ضرورۃ الامام۔ ص۲۴ وغیرہ)

غلبے تھیں جے مطلب اس دا ہے غلبہ روحانی
تے ہے ایہ گل واقع اندر محض خلاف بیانی
جھوٹا ہے ایہ دعوی اس دا سند نہ اس دی کائی
جھوٹھو جھوٹھ بنا وے دل تھیں صدق نہ اس وچہ رائی
سولی غالب مول نہ ہوئی اندر دنیا ساری
ہے فرمان سلطانی اج تک روم عرب وچہ جاری
کابل اندر بھی ہے سارے غلبہ اہل اسلاماں
ایویں فارس ایراں تے ہور روماں شاماں
جھوٹھا ہے ایہ بے شک اس دیاں جھوٹیاں ساریاں گلاں
سند دلیل نہ کائی اس دی ایویں جاں زٹلاں
یعنی فر جے کر غلبہ سولی ہو جسمانی بھائی
یعنی اس دی ملکاں تے ہو حکم حکومت شاہی
لازم ہے فر ظاہر غلبہ اس دا توڑیا جاوے
روحانی فر توڑن اس دا بالکل لغو دساوے
کیوں جائز فر اس جھوٹے نوں ایہ عیسی اکھواوے
جھوٹھا کیوں بن مریم بنیاں شرم نہ اس نوں آوے

جے کر مطلب اس دا اس تھیں ہے غلبہ روحانی
ایہ گل بھی توں واقع اندر جھوٹی بالکل جانی
کافر ایہ انگریز نہ بالکل کردے مومن بھائی
کیوں فر ہن ایہ آکھے پا غل سولی غالب ہوئی
بھی فر سولی توڑن دا ایہ ہر گز مطلب ناہیں
حجت نال دلائل توڑے عیسی سولی تائین
جے کر فر ضا معنی اس دا ایہو کیتا جاوے
یعنی حجت نال عیسائیاں اتے غالب آوے
دنیا تے فر لائق فائق عالم ہور بہتیرے
توڑن سولی نال دلیلاں اس تھیں چنگ چنگیرے
جائز ہو فر ہر نوں عیسی بن مریم اکھواوے
مرزے وانگوں عیسی بن کر ملکیں دھماں پاوے
ایویں عالم ڈھوں کر دے آئے ردّ عیسائیاں
عیسی نہ کوئی بنیاں نہ اوس ملکیں دھماں پایاں
ابو المنصور جو ہے اک عالم ہویا اندر دلی
نال دلائل عیسائیاں دی پٹی اس نے کلی
ہے ناوید جاوید جو اس دی نالے ہور کتاباں
دیکھے جو کوئی انہاں تائیں دیکھے لطف جواباں
ایویں اک لاہوری عالم آندی حجت بھاری
نال دلیلاں اس عیسائی کیتے ملزم خواری
ایویں یورپ اندر کوئلم صاحب پیدا ہویا
یورپ اندر ہے اس صاحب بی اسلامی بویا
جائز ہو فر اس نوں عیسی بن مریم اکھواوے
لائق تر اوہ اس جوٹھے تھیں سے درجے دسیاوے
امہات عیسائیاں نے اج کل ہے چھپوائی

جس دے اتے نازاں بھاری ہو بیٹھے عیسائی
اوس دے اندر عیسائیاں جو کہیا حضرت تائیں
مومن جو کوئی دیکھے اس نوں دل تھیں پھڑکن بہائیں
کیوں نہ اس جھوٹے نے اج تک اس دا ردّ بنایا
کیوں نہ سرتوں عیسائیاں دا ایہ الزام اٹھایا
کتھے ہے اوہ دعوی اس دا کسر صلیب روحانی
کتھے اج تک وڑیا ہویا ہے ایہ مغل طوفانی
اہل حمایت کوشش کیتی اس دے اندر بھاری
بند فروخت ہو تا اس دی اندر دنیا ساری
مرزے نے خود رقعہ لکھ کر کہیا انہاں تائیں
آکھے میں ردّ لکھ ساں اس دا حاجت بندش ناہیں
کجھ جواب نہ اس دا اس نوں اج تک بالکل آیا
نہ ردّ اس دا اس نے اج تک کر تحریر دکھایا
وعدہ کر کے اس جھوٹے نے ناحق دھاں پایاں
ردّ نہ اس دا لکھیا اس نے دے کر جھوٹیاں سایاں
کیوں فر سولی توڑن دا ایہ دعوی منہ تے لاوے
غیرت مول نہ اس مرزے نوں ڈب کتے مرجاوے
بحث نہ کیتی نال عیسائیاں ناں ایہ غالب آیا
نہ کوئی اس دے ہتھوں ملزم ہو اسلام لیایا
کیونکر فر اس عیسائیاں تے فرضی غلبہ پایا
اثر نتیجہ اس دا کیوں نہ وچوں باہر آیا
بند نہ کیتا عیسائیاں دا منہ اس نال دلیلاں
باز نہ آئے اوہ تحریروں سو سو کرن تاویلاں
بھی ایہ آکھے ہاں میں آیا توڑن سولی تائیں
نالے فر ایہ ملکہ کارن ہر دم کرے دعائیں

جو بلی دی تحریر جو اس نے لکھ کر ہے چھپوائی
جا دیکھیں اس تائیں ہو وے شوق جے تینوں بھائی

قال القادیانی: آسمان کی گواہی میرے مسیح ہونے کے لئے یہ ہے۔ میرے وقت میں رمضان میں سورج اور چاند کو گہن لگا۔

ہے ایہ جھوٹ روایت بے شک سند نہ اس دی کائی
نہ ایہ گل حدیث صحیح وچہ بالکل کدرے آئی
کل نشان قیامت جد اس ظاہر تھیں الٹائے
کی ممکن فرظاہر اتے اس نوں ایہ ٹھہراوے
غرض مسیح موعود نہ مرزا اس تھیں ثابت ہویا
نہ ایہ مثل مسیح ہے بالکل جانوں اس نوں مویا
اک اشکال اس دا ہن باقی اس جاگہ ہے رہندا
اوہ بھی کھول سناواں تینوں مرزا ایہ ہے کہندا
عیسی دا جی آون جے کر حق ٹھہرایا جاوے
نقض نبوت خاتم اتے اس تھیں لازم آوے

قال القاضی نزول عیسی و قتله الدجال حق صحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیح فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطله فوجب اثباته وانکر ذلک بعض المعتزلة و الجهمیة ومن وافقهم وزعموا ان هذه الاحادیث مردودة بقوله تعالی وخاتم النبیین وبقول ﷺ لا نبی بعدی وباجماع المسلمین انه لا نبی من بعد نبینا ﷺ وان شریعته موبدة الی یوم القیامة لا ینسخ وهذا الاستدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی انه ینزل ... ولا فی هذه الاحادیث ولا فی غیرها ... من هذا بل صحت هذا الاحادیث بناؤها سبق فی کتاب الایمان وغیره انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحی من امور شرعنا ... حکما مقسطا ای ینزل حاکما بهذه الشریعة لا

ینزل نبیا برسالة مستقلة و شریعة ناسخة بل هو حاکم من حکام هذه الامه ۔ انتہی ۔ نووی شرح مسلم ۔

ترجمہ: کہا قاضی نے اترنا عیسیٰؑ کا اور قتل کرنا اس کا دجال کو حق اور صحیح ہے اہل سنت کے نزدیک واسطے احادیث صحیحہ کے اس میں اور نہیں جائز عقل میں اور نہ شرع میں یہ جو باطل کرے اس کو پس واجب ہوا ثبوت اس کا اور انکار کیا بعض معتزلہ اور جہمیہ نے اور وہ شخص کہ موافق ہوا ان کے اور گمان کیا انہوں نے کہ یہ حدیثین مردود ہیں ساتھ قول اللہ تعالی کے خاتم النبیین کے، کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نہیں کوئی نبی میرے بعد اور ساتھ اجماع مسلمانوں نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کوئی نبی ہمارے نبی ﷺ کے نہیں اور تحقیق شریعت اس کی ہمیشہ ہے قیامت تک منسوخ نہ ہوگی یہ دلائل فاسد ہیں اس واسطے کہ تحقیق ... یہ نہیں مراد ساتھ نزول عیسی کے کہ تحقیق وہ اترے گا نبی ساتھ شریعت نبی کے کہ منسوخ کرے وہ شریعت ہماری کو نہ اس حدیث میں اور نہ اس کی غیر میں اس سے کچھ بھی بلکہ صحت کو پہنچی ہیں یہ حدیثیں اور جو پہلے گذر چکی ہیں کتاب الایمان وغیرہ میں تحقیق وہ اترے گا حاکم منصف ہوکر ساتھ شریعت ہمارے نبی کے اور زندہ کرے گا ہماری شرع کے احکام وہ کام جن کو چھوڑ دیا لوگوں نے قول اس کا حاکم منصف یعنی اترے گا حکم کرنے والا ساتھ اس شریعت کے نہ اترے گا نبی ساتھ رسالت مستقلہ اور شریعت ناسخ کے بلکہ وہ حاکم ہوگا اس امت کے حاکموں سے ۔

یعنی عیسی قرب قیامت اسماناں توں آوے
آ دجال لعین نوں فر اوہ جانو مار مکاوے
اہل سنت سارے جانن حق صحیح اس تائیں
ایویں وچہ حدیثاں آیا شک نہ اس وچہ لائیں
عقل نہ شرع مخالف اس نوں نہ باطل ٹھہراوے
منن بے شک واجب اس دا حجت نہ کوئی لاوے
بعض معتزلے جہمی یعنی نالے جو مرزائی
منکر ہوئے اس مسئلے تھیں ایہ جاہل سودائی
منن مول حدیثاں نہ ایہ کرن گمان ازائیں
خاتم نبیاں ہے فرمایا اللہ حضرت تائیں

بھی اوہ آکھن نالے خاتم نبیاں خود فرمایا
میرے بعد نبی کوئی ناہیں حکم ایویں ہے آیا
ہے اجماع حضرت تھیں پچھے ہور نبی کوئی ناہیں
شرع نبی دی قائم رہ سی روز قیامت تائیں
فاسد استدلال انہاں دا ہے ایہ باطل واہی
نقض نہ ختم نبوت اتے لازم آوے کائی
نہ ایہ آیا حضرت عیسیٰ بن پیغمبر آوے
نہ اوہ آکر اپنے تائیں پیغمبر اکھواوے
نہ ایہ آیا حضرت عیسیٰ شرع جدید لیاوے
شرع قدیمی آنحضرت دی آ منسوخ ٹھہراوے
صحت نوں ہے پہنچی ایہ گل حاکم بن کر آسی
آنحضرت دی شرع موافق اپنا حکم چلاسی
زندہ کر سی حکم شریعت جو جو لوکاں چھوڑے
جاری کر سی جس جس امروں لوکاں نے منہ موڑے
تابع دین پیغمبر ہو سی اس نوں کر سی جاری
اس تے عمل کماوے عیسیٰ بھی خود عمراں ساری

قال القرطبی فی التذکرہ لا تجوز ان یتوھم ان عیسی ینزل نبیا بشریعة متجددة غیر شریعة نبینا محمد ﷺ بل اذا نزل یکون یومئذ من اتباع محمد ﷺ حیث قال لعمر لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی (ترجمہ: کہا قرطبی نے تذکرہ میں، نہیں جائز کہ یہ گمان کرے کوئی کہ تحقیق اترے گا عیسیٰ ساتھ شریعت نئی کے ہمارے نبی کی شریعت کے سوا بلکہ جب نازل ہوگا تو ہوگا اس دن ہمارے پیغمبر ﷺ کے تابعداروں سے جیسے کہ خبر دی ہمارے نبی ﷺ جب کہا واسطے عمر کے اگر ہوتا موسیٰ زندہ نہ خوش لگتی اس کو مگر میری تابعداری)۔

جائز وہم نہ یعنی عیسیٰ بن پیغمبر آوے
باجھ شرع محمد کوئی شرع جدید لیاوے

بلکہ آکر آنخضرت ﷺ دی کرسی تابعداری
جیوں فاروق عمر نوں حضرت خبر بتائی ساری
موسیٰ جے کر فرضاً اس دم زندہ ہوندا بھائی
باجھوں میری تابعداری عذر نہ پاندا کائی
موسیٰ جد خود بعد احمد دے عذر نہ کوئی پاوے
کیوں فر بعد احمد دے عیسیٰ بن پیغمبر آوے

قال ابن حجر مکی فی فتاواہ الذی نص علیہ الاجماع .... اجمعوا علیہ انہ یحکم بشریعۃ محمد ﷺ وعلی ملّتہ وفی روایۃ سندھا جیّد مصدقا لمحمد وعلی ملتہ ... علی نبوتہ ورسالتہ لاکما یزعم من لا یعتقد بہ انہ واحد من ھذہ الامۃ لان کونہ واحداً منھم یحکم بشریعتھم لا ینافی بقاءہ علی نبوتہ ورسالتہ

کہا ابن حجر مکی نے فتاوی میں وہ فتاوی نص کی ہے اس پر اجماع نے بلکہ اجماع کیا سب نے اس پر کہ تحقیق وہ حکم کرے گا ساتھ شریعت محمد ﷺ کے اور اس کے دین پر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ جس کی سند جید ہے تصدیق کرنے والا ہوگا واسطے محمد ﷺ کے اور اس کے دین پر ہوگا مہدی امام ہوگا اور عیسیٰ نبی باقی ہوگا اپنی نبوت ورسالت پر جیسے کہ گمان کیا اس شخص نے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے۔ تحقیق وہ ایک ہوگا گویا اس امت میں سے ہی اس واسطے تحقیق نہ ہونا اس کا ایک ان میں سے اور حکم کرنا اس کی شریعت کے ساتھ نہیں منافی اس کی نبوت اور رسالت باقی رہنے کو۔

ہے اجماع امت دا یعنی منکر نظر نہ آوے
آنخضرت دی شرع موافق عیسیٰ حکم چلاوے
شرع نبی دے باہر بالکل قدم نہ اپنا دھرسی
اس تے عمل کماوے دائم اس تے آخر مرسی
نبی ہووے پر اس تھیں اس تے نقص نہ لازم آوے
آنخضرت دی شرع موافق اپنا حکم چلاوے
عالم برزخ اندر تے ہو باقی ہر ہر جائیں

وصف نبوت حاصل ہر جا سب نبیاں دے تائیں
ختم نبی تے اس تھیں بالکل نقض نہ لازم آوے
دو چیزاں دا کٹھا رہنا نہ کوئی ضرر پہنچاوے
یعنی دونویں اک دوجے تو بالکل نافی ناہیں
جائز دونو یں باقی ہوون اپنی اپنی تھائیں
باپ تے بیٹا اک دوجے تھیں اگے پچھے آون
اک ویلے وچہ باقی زندہ دونویں پائے جاون

و قال السیوطی فی کتاب الاعلام بحکم عیسی انه یحکم بشرع نبیّنا لا بشرعه کما نصّ علی ذلک العلماء و وردت به الاحادیث و انعقد علیه الاجماع ۔(ترجمہ: سیوطی نے کتاب الاعلام میں لکھا ہے کہ عیسی ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے موافق حکم کریں گے نہ اپنی شرع سے جیسا کہ نص کی ہے اس پر علماء نے اور وارد ہوئی ہیں ساتھ اس کے حدیثیں اور اجماع)

مرزا بھی خود آون اس دا دنیا تے فر منّے
کیوں فر پیر پیارے اپنا ایہ ہن وانگو ں انّھے
آکھے ایہ خود عیسی جد فر مڑ دنیا تے آوے
عاماں اہل اسلاماں وانگوں اک مومن اکھواوے
نبی نبوت اس دے کارن شرط نہ مول ٹھہرائی
ہو پابند شر یعت ا حمد ہووے مومن بھائی

قال القادیانی : تو اس کا جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولی نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ ایک مسلمان اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ (توضیح مرام)

عیسی نبی نہ جد بالکل خود مرزا بتلاوے
ختم نبی تے اس تھیں بالکل نقض نہ لازم آوے
بھی فر مرزا اپنے تائیں پیغمبر ٹھہراوے
جو توجیہہ خود کرسی اوہو عیسی ولوں پاوے

جے اوہ آکھے ہاں میں ہویا حضرت اندر فانی
مرزے عیسیٰ دا فر خود توں اکو مادہ جانی
یعنی ایہ خود قائل ہویا ہے مغلانی زادہ
عیسیٰ دا تے اپنا ایہ بتلاوے اکو مادہ
اس گلوں ایہ ہے ہن جھوٹا پھسیا اندر پھائی
ممکن نہ ہن اس نوں اس تھیں آس امید رہائی
بعد نبی دے برزخ اندر سب پیغمبر عالی
باقی نال نبوت آہے یا فر اس تھیں خالی
خاتم نہ نبیاں نہ ہوں حضرت ایہ گل لازم آئی
جو دسے سو اگوں پاوے فرق نہ اس وچہ کائی
غرض مسیح موعود نہ مرزا اس تھیں ثابت ہویا
نہ ایہ مثل مسیح ہے بالکل جانوں ہن ایہ مویا
ایماں مول نصیب نہ اس نوں نہ ایہ توبہ کرسی
کافر ہویا کافر رہسی آخر کافر مرسی
بس محمد ختم کریں ہن اول حصے تائیں
اگے بہت ہویا ہے لماں نہ ہن ہور ودھائیں
رہنا بہنا میں ہن اپنا دساں تیرے تائیں
نام محمد مولد مسکن میرا پنج گرائیں

حصہ دوم ۔ بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیاں ہے اک قصبہ چھوٹا آکھن لوک کتھائیں
سنیا ہے نہ ڈٹھا اس نوں جا کر مول کدائیں
مغلاں دی اک نسلوں اوتھے مغل ہویا ہے پیدا
ایس زمانے اندر ہویا وچہ پنجاب ہویدا

شور مچایا اس نے جگ وچہ ہر جاگہ ہر جائیں
غوغا اس تھیں ہویا سارے جوہ جنگل دریائیں
ہے بے شرم بڑا ایہ بھارا شرم نہ کجھ اس تائیں
ایسا ہور نہ کوئی ہویا دنیا وچہ کتھائیں
ظلم کیتا نبیاں تے بھارا ہے اس مغل طوفانی
نبیاں دے حق اندر ہے اس کیتی طول لسانی
نالے اپنے تائیں فر ایہ پیغمبر اکھواوے
آکھے ہاں میں مرسل میرے پاس فرشتہ آوے
سب نبیاں تھیں اس متنبّی اگے قدم ودھایا
سب نبیاں تھیں اپنے تائیں اس افضل ٹھہرایا
اصلی قول اس دا ہن تینوں کر کے نقل سناواں
نال دلائل خاصے فر میں اس دی خاک اڑاواں

قال القادیانی: خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام۔ص۵۳۳)۔

اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا وہ اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی، اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنی کی رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ولیکن آخری زمانے میں برطبق پیشین گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ (ازالہ اوہام۔ص۶۷۳)

نبیوں کا چاند آئے گا۔ (رسالہ دعوت اسلام۔ص ۵۸، ۶۰ وغیرہ)۔

یعنی مرزا آکھے مینوں اللہ ہے وڈیایا
وچہ براہین اللہ مینوں پیغمبر فرمایا
وچہ قرآن اٹھیویں پارے خبر میری ہے آئی
جس آیت وچہ احمد آیا میرے حق وچہ آئی
اسم محمد حضرت دا ہے آکھے نام جلالی

احمد تائیں آکھے ہے ایہ میرا نام جمالی
یعنی اسم محمد احمد اندر فرق ٹھہرا وے
معنی اندر دوہاں تائیں وکھو وکھ ٹھہرا وے
احمد عیسی آکھے دونویں آپس اندر بھائی
اکو ہے مطلب دوہاں دا فرق نہ اس وچہ کائی
آکھے میں تھیں کم تر رتبہ ہور پیغمبر سارے
ہاں میں چن آسمانی آکھے ہور نبی ہن تارے
ایویں عسل مصفی اندر اس مرسل اکھوایا
ہاں میں مرسل یزدانی اس وچہ بہتی جائیں آیا
توبہ توبہ کی ایہ ظالم دیکھو سخن الاوے
اپنے تائیں سب نبیاں تھیں ایہ افضل ٹھہرا وے
دیکھو کیسی اس جوگی نے کیتی ہے چالاکی
کیسی ہے اس ملحد کیتی گستاخی بے باکی
خبر نبوت آنحضرت دی وچہ انجیل جو آئی
حضرت تھیں اس کھوہ متنبّی اپنے اتے لائی
حضرت نوں کر خارج خود ہی مورد آیت بنیا
توبہ توبہ ماں اس دی کیوں اس ملحد نوں جنیا
اس امت نوں مڈھوں اج تک فخر بڑا ایہ آیا
اس ملحد نے کفر الحادوں اوہ بھی اج مٹایا
کسے غلام احمد نہ کیہا اج تک حضرت تائیں
نہ سنیاں نہ ڈٹھا اج تک وچہ کتاب کتھائیں
ہے طوفان بڑا ایہ بھارا جہڑا ایس اٹھایا
نام غلام احمد ہے اس نے حضرت دا ٹھہرایا
اسم مبارک حضرت ﷺ دا ہے احمد نام قرآنی
اس دے نال غلام ملایا ہے اس مغل طوفانی

ہے لائق سی پہلاں اپنا احمد نام رکھاندا
اس تھیں پچھے ایہ متنبّی ایہ طوفان اٹھاندا
احمد تھیں پیغمبر ہونا بھی نا لازم آوے
ہم نامی تھیں اصل نبوت کدی نہ کوئی پاوے
دنیا اندر احمد نامی ہے گی بہت لوکائی
جائز ہو فر ہر دے حق ہو ایہ بشارت آئی
جائز ہو فر احمد سارے پیغمبر اکھاون
اس آیت دی سندوں سارے پیغمبر ہو جاون
اس تھیں پچھے ہے جو اج تک ہے اس قلم چلائی
نام غلام احمد اس اپنا لکھیا ہے ہرجائی
کیوں جائز فر اپنے تائیں احمد نام ٹھہراوے
اس آیت دی سندوں کیوں فر پیغمبر اکھواوے
ہن میں تینوں اس آیت دی کر تفسیر سناواں
اگوں پچھوں سارا اس دا مطلب کھول وکھاواں

قال اللّٰہ تعالیٰ: واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لّما بین یدیّ من التّوراۃ و مبشّراً برسولٍ یّاتی من بعدی اسمہ احمد (جس وقت کہا عیسی بن مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسول اللہ ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرنیوالا واسطے اس چیز کے جو آگے میرے توریت میں تھیں، اتے خوش خبری دینے والا نال ایک رسول کے جو آویگا پیچھے میرے نام اس دا، احمد ہے)

یاد کریں جد آکھیا عیسی اسرائیلیاں تائیں
مرسل مینوں طرف تساڈی کیتا ہے رب سائیں
سچ توریت جو میں تھیں اگے شک نہ کوئی لاوے
احمد نامی اک پیغمبر میرے پچھوں آوے

فلمّا جاء ھم بالبیّنات قالوا ھذا سحر مّبین ۔ پھر جو آیا پاس انہاندے نال دلیلاندے، کہیا انہاں نے ایہ جادو ہے ظاہر۔

احمد لے معجزیاں نو جد پاس انہاں پھر آیا
جادوگر ہے آکھن اس نے ظاہر سحر دکھایا
نص آیت ہے جس احمد دا اس نے پتا بتایا
لازم اس دے وقت نزولوں پہلاں ہو اوہ آیا
آیت بعد احمد دے آئی ظاہر ہے قرآنوں
احمد آیا اس آیت تھیں پہلاں اس وچہ شک نہ آنوں
مسئلہ ہے ایہ نحوی لمّا جد ماضی تے آوے
معنی مطلب سب ماضی دا ماضی ول لے جاوے
اس آیت تھیں پہلاں جے کر نبی نہ ہندا آیا
کیوں کفاراں کس شئی تائیں جادو سحر بتایا
مرزا جے کر احمد ہوندا حسب بشارت بھائی
آیت تھیں ایہ پہلاں ہوندا دیر کیوں اس لائی
احمد ہے جد پہلاں آیت پچھوں لازم آیا
مرزا ہے متنبّی جھوٹا بن پیغمبر آیا

ومن اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ الکذب وھو یدعی الی الاسلام واللّٰہ لا یھدی القوم الظّالمین ۔(ترجمہ: تے کون ہے بہت ظالم اس شخص تھیں جس نے بنایا اوپر اللہ تعالی دے جھوٹھ، تے بلایا جاندا ہے طرف اسلام دی اتے اللہ تعالی نہیں ہدایت کردا قوم ظالماں دی نوں)

ظالم سب تھیں اوہ جو کوئی رب تے جھوٹ بناوے
بعد احمد دے ہور اک احمد بن پیغمبر آوے
کافر ہے اوہ دین نبی دے طرف بلایا جاوے
اللہ مول نہ کفاراں نوں راہ اسلام دکھاوے
ثابت ہویا اس آیت تھیں اللہ ایہ فرماوے
بعد احمد دے ہور اک احمد جھوٹا بن کے آوے
اللہ صاحب بیشک سچا سچ جو اس فرمایا

جیسا فرمایا ہے اللہ وچہ وقوع دے آیا
یعنی مغلاں دا اک بچہ قادیاں اندر بھائی
جھوٹا احمد بعد احمد دے بن آیا سودائی
جھوٹا اوہ متنبّی ظالم رب تے جھوٹ بناوے
اللہ کدے نہ اس ظالم نوں سدھا راہ دکھاوے

قال اللّٰہ تعالیٰ: ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحقّ لیظھرہ علی الدین کلّہ و لو کرہ المشرکون۔ (ترجمہ: اللہ وہ ذات پاک ہے کہ بھیجا اس نے رسول اپنے کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تا کہ ظاہر کرے اس کو اوپر تمام دینوں کے گرچہ برا مانیں مشرک لوگ)۔

یعنی ہے اسلام مکمل فرق نہ ذرہ پے سی
روز قیامت تائیں دنیا اوتے روشن رہ سی
غالب رہ سی دائم غلبہ سب دنیا تے پاوے
ہور پیغمبر احمد پچھوں کوئی نہ بن کے آوے
ایہ آیت بھی پہلی وانگوں نص صریح ہے بھائی
احمد پہلاں آیا بے شک پچھوں آیت آئی
یعنی احمد پہلاں اس تھیں بن پیغمبر آیا
پچھوں اللہ اس آیت نوں نازل ہے فرمایا
کیوں فر ایہ متنبّی جھوٹا پیغمبر اکھواوے
تیراں سو سالاں تھیں پچھوں احمد بن کے آوے
بھی ایہ آکھے حضرت دے حق آیت نازل ہوئی
حضرت دے حق اندر ہے ایہ وارد پیشین گوئی
اس دا قول سناواں اصلی میں ہن تیرے تائیں
وچہ وساوس ہے خود لکھیا اس نے بعضے جائیں

قال القادیانی: حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد

یعنی میرے آنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اسی عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے (دافع الوساوس۔ص ۴۳)

دیکھو آیت دا اس مورد حضرت نوں ٹھہرایا
حضرت دے حق نازل ہونا اس دا خود بتلایا
کیوں فر اپنے تائیں اس دا مورد ہن بتلاوے
اس آیت دی سندوں کیوں خود پیغمبر اکھواوے
بھی ہے جس احمد دی حضرت عیسی خبر بتائی
ہے توریت اندر بھی اس دی خبر بشارت آئی
ہے ان پڑھیا اوہ پیغمبر اللہ جوں فرمایا
دور کرے سی بھار انہاں تھیں اندر قرآن آیا

قال اللّٰہ تعالی: الذین یتبعون الرسول النّبی الامّی الذی یجدونہ مکتوبا فی التوراۃ و الانجیل۔ (ترجمہ: جولوگ تابعداری کردے ہین رسول امی دی اوہ پاویں گے اس نوں لکھیا ہویا تورات اتے انجیل وچ)۔

مومن اوہ ہے جو پیغمبر نال ایمان لیاون
وچہ توریت انجیلاں جس نوں لکھیا ہویا پاون
مرزے دا انجیلاں اندر نام نہ بالکل آیا
وچہ توریت نہ بھی فر اللہ اس دا نام بتایا
مرزے دی توریتاں اندر خبر نہیں جد کائی
خبر بشارت احمد کیوں فر اس دے حق ہے آئی
بھی مرزا ہے پڑھیا ہویا ان پڑھیا ایہ ناہیں
جیونکر امّی فرمایا اللہ حضرت تائیں
امی ہے جد اوہ پیغمبر پڑھنا جانے ناہیں
کیوں مصداق ٹھہراوے اس دا ایہ فر اپنے تائیں
جھوٹا ہے اے بے شک جھوٹا پیغمبر ایہ ناہیں

ہے متنبّی جھوٹا جانو جھوٹا اس دے تائیں
بھی ہے شاعر عربی عجمی صدہا شعر بناوے
شاعر کدے نہ ہو پیغمبر اللہ خود فرماوے

قال اللّٰہ تعالیٰ: والشّعراء یتبعھم الغاوون

ہے تبلیغ جو اس جھوٹے نے عربی جوڑ بنائی
تک بندی وچہ ہے اس گویا نال قرآن ملائی
لفظ قرآنی اس جھوٹے نے اکثر ہین چرائے
لے الفاظ قرآنوں اکثر اس دے اندر پائے
ہے قرآن بلاغت والا اپنی مثل نہ پاوے
ممکن مول نہ بندہ کوئی اس دی مثل بناوے
ہن میں تینوں ہور دلیلاں کر تحریر سناواں
اس متنبّی دا ایہ دعوی باطل کر دکھلاواں

قال اللّٰہ تعالیٰ وما ارسلناك الا کافّۃ للنّاس بشیراً و نذیراً ۔اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر برائے جماعت جن وانس کو خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔

یعنی اللہ اندر قرآن حضرت نوں فرمایا
سب لوکاں دے کارن میں ہے تینوں نبی بنایا
اہل ایماناں نوں تا خوشیاں خبر بہشت سناویں
اہل کفر بدکاراں تائیں دوزخ کنوں ڈراویں
ثابت اس آیت تھیں ہویا نصاً ہے اے بھائی
حضرت ہیں پیغمبر مرسل کارن کل لوکائی
یعنی بعد انہاں دے ہرگز ہور نبی کوئی ناہیں
حکم انہاندا جاری رہ سی روز قیامت تائیں
احمد بعد جے ہور نبی دی حاجت ہوندی کائی
کیوں فر مرسل ہوندے حضرت کارن کل لوکائی

قال اللّٰہ تعالیٰ: و اوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم و من بلغ ۔ اور وحی

کیا گیا میری طرف ساتھ اس قرآن کے تا کہ ڈر سناؤں میں تم کو اور اس کو جو پہونچے اس کو

ایہ قرآن رب دتّا مینوں تا میں حکم سناواں
تساں تے ہور جنہاں نوں پہونچے دوزخ کنوں ڈراواں
اللہ جد حضرت نوں کیتا مرسل منذر ہر دا
کیوں فر ایہ متنبّی جھوٹا کوڑے دعوے کردا

قال اللّٰہ تعالی: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔(ترجمہ: آج کے دن پورا کیا میں نے دین اور تمام کیا میں نے اوپر تمہارے نعمت اپنی کو اور راضی ہوا میں واسطے تمہارے اسلام دین ہونے میں)۔

یعنی میں اج کامل کیتا دین تساڈا سارا
نقص نہ رہیا اس وچہ کوئی نہ کوئی رہیا پاڑا
اپنی نعمت کل تساں تھے میں اج کیتی پوری
دین اسلام تسانوں دتا خاص طریق حضوری
احمد بعد جے ہور نبی دی حاجت ہوندی کائی
ناقص رہندا دین نہ کامل ہوندا حسب گواہی
بھی اصحاباں بن مریم دا بھید نہیں جد پایا
نہ دابہ یاجوج وغیرہ سمجھ انہاں نوں آیا
ناقص رہیا دین انہاں دا ایہ گل لازم آئی
ایویں ساری امت اج تک جو جو ہو وہائی
تیراں صدیاں دین نبی دا ناقص رہیا ادھورا
مرزے نے اج آ کر اس نوں کامل کیتا پورا
ہے متنبّی مرزا جھوٹا شک نہ اس وچہ کائی
جھوٹا ہے سب تانا اس دا صدق نہ اس وچہ کائی

قولہ تعالی: و ما ارسلناك الا رحمةً للعالمین۔(ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت جہانوں کی)

یعنی آنحضرت ﷺ نوں ہے فرمایا اللہ سائیں

رحمت کل عالم کو بھے جیا ہے اساں تیرے تائیں
اللہ تینوں رحمت کیتا کارن اہل ایماناں
ہے وڈیایا رب نے تینوں اندر دونوں جہاناں
اللہ حضرت نوں جد رحمت کل جہاں ٹھہرایا
حضرت پچھوں نبی نہ کوئی اس تھیں لازم آیا
اس آیت تھیں ایہ بھی ثابت ہویا بے شک بھائی
مرزا ہے متنبّی جھوٹا شک نہ اس وچہ کائی

قولہ تعالی: ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین اور اللہ کا رسول ہے اور خاتم نبیاں دا

یعنی نبی تساڈے وچوں باپ کسے دا ناہیں
خاتم نبیاں ہے پر خاتم جانوں اس دے تائیں
ختم نبوت ہوئی اس تے اللہ ایہ فرماوے
انہاں بعد قیامت تیکر کوئی نبی نہ آوے
ایہ آیت بھی نص صریح ہے اس وچہ شک نہ کوئی
بے شک آنحضرت ﷺ تے مطلق ختم نبوت ہوئی
آنحضرت تھیں فر ہن پچھوں ہور پیغمبر کائی
روز قیامت تیک نہ ہووے دیکھ قرآن گواہی
اللہ ہے جد خاتم نبیاں حضرت نوں ٹھہرایا
کیوں فر ایہ متنبّی جھوٹا پیغمبر بن آیا
کی ممکن ہن ایہ متنبّی پیغمبر اکھواوے
کیا جائز حضرت ﷺ تھیں پچھوں بن پیغمبر آوے

وعن جابر قال قال النّبی ﷺ بعثت الی النّاس عامۃ رواہ البخاری
جابر سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے۔ اٹھایا گیا ہوں میں طرف تمام لوگوں کی۔

وعن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ و ارسلت الی النّاس و ختم بی النّبیّون رواہ مسلم۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بھیجا گیا ہوں میں طرف لوگوں کی اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت۔

و قال النبی ﷺ لا نبیّ بعدی ۔فرمایا نبی ﷺ نے نہیں کوئی نبی میرے بعد۔

(و الا حا دیث فی ھذا البا ب کثیرۃ) ۔

یعنی اللہ کل عالم دا مینوں نبی بنایا
خاتم نبیاں دا اللہ مینوں ہے ٹھہرایا
ختم نبوت ہوئی میرے تے خاتم مینوں جانو
میرے بعد قیامت تائیں نہ کوئی نبی پچھانو
ثابت نص قرآن حدیثوں ہن ایہ ہویا بھائی
آنحضرت تھیں پچھوں بالکل نبی نہ ہووے کائی
جائز مول نہ حضرت پچھوں کوئی ایسا آوے
لفظ نبی دا یعنی جس دے اوپر بولیا جاوے
ہے اجماع امت دا اس تے مڈھوں چلیا آیا
تیراں صدیاں اندر اس تھیں نہ کوئی منکر پایا
یعنی خاتم نبیاں پچھوں کوئی پیغمبر ناہیں
شرع نبی دی قائم رہ سی روز قیامت تائیں
جو ہن پیغمبر اکھواوے کاذب اس نوں جانوں
کافر ہے اوہ بے شک خارج ہویا دین ایمانوں

تمہید ابوشکور میں ہے :من انکر نبیاً فانّہ یکفر ولو اقرّ لا حدٍ بالنّبوۃ و ھو لم یکن نبیّاً فانّہ یکفر ایضاً و من ادّعی النّبوّۃ فی زما ننا یصیر کا فرا و من طلب منہ المعجز ۃ فا نہ یصیر کافراً لا نّہ شکّ فی النّصّ فیجب ا لاعتقا د ما کانت لا حد الشر کۃ فی النبوۃ مع محمد ﷺ ۔(جس نے انکار کیا کسی نبی کا پس تحقیق وہ کافر ہوا ۔اور اگر اقرار کیا واسطے کسی کے ساتھ نبوۃ کے اور وہ نہ ہو نبی، پس تحقیق وہ بھی کافر ہوا۔ اور جس نے دعوی کیا نبوت کا ہمارے زمانہ میں وہ بھی کافر ہوا۔ اور جس نے معجزہ طلب کیا پس تحقیق وہ بھی کافر ہوا اس واسطے کہ شک لایا وہ نص صریح میں۔ پس واجب ہے اعتقاد کہ نہیں ہے واسطے کسی کے شراکت نبوت میں ساتھ محمد ﷺ کے)۔

یعنی جو کوئی کسے نبی تھیں ہووے صاف انکاری
کافر ہے اوہ بے شک اس نوں جانوں پکا ناری
ایویں جو پیغمبر جانے غیر نبی دے تائیں
کافر ہے اوہ بے شک کافر ذرہ شک نہ آنی
جو ہن دعوی کرے نبوت پیغمبر اکھوا وے
کافر ہے اوہ بے شک سدھا دوزخ اندر جاوے
واجب ہے ایہ دل تھیں منن ہر اک مومن تائیں
حضرت نال کسے نوں حصہ وچ نبوت ناہیں

اور ابن حجر مکی نے لکھا ہے و من اعتقد وحیاً بعد محمد ﷺ کان کافراً باجماع المسلمین ۔ جو اعتقاد رکھے وحی کا بعد حضرت محمد ﷺ کے، ہوگا وہ کافر۔

جو اعتقاد وحی دا رکھے یعنی بعد نبی دے
کافر ہے اوہ بے شک موجب اہل اسلام عقیدے
اہل اسلام تمامی اس تے مسئلہ ہے اجماع
کافر ہے اوہ ایہ گل ہر جا وچہ کتاباں آئی

و قال القسطلا نی فی المواهب ا للد نیه قد اخبر اللّٰه فی کتا به و رسو له فی السنّة المتوا ترة عن انّه لا نبیّ بعده لیعلموا ان کل من ادّعی النّبوة بعده فهو کذا ب افا ك د جال ضا ل مضل و لو اخرق و شعبد بالنوا ع السحر و الظلامهم و النجم نجا ت فکلها محا ل و ضلا لة عند اولی الا لبا ب ۔ (امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں کہا کہ تحقیق خبر دی اللہ نے اپنی کتاب میں اور رسول اس کے نے اپنی متواتر حدیثوں میں تحقیق کہ نہیں کوئی نبی میرے بعد تاکہ معلوم کرلیں کہ تحقیق جس شخص نے دعوی کیا نبوت کا بعد اس کے پس وہ کافر جھوٹا ہے جھوٹ بنانے والا دجال، گمراہ، گمراہ کرنے والا اگرچہ بخلاف عادت اور شعبدہ دکھا وے اور ایک قسم سے جادو اور طلسم سے اور عجائبات سے پس تمام یہ محالات اور گمراہی ہے صاحب عقل کے نزدیک)۔

یعنی اللہ اندر قرآن ہے ایہ خبر بتائی

ایویں وچہ حدیثاں ایہ گل ہے متواتر آئی
آنحضرت تھیں پچھوں بالکل کوئی نبی نہ آوے
جھوٹا ہے اوہ بھارا جو ہن پیغمبر اکھوا وے
بے شک اوہ دجال یقیناً دل تھیں گلاں گھڑ دا
خود گمراہ بھی لوکاں تائیں ہے اوہ گمراہ کر دا
خارق عادت فرضاً جے دکھلاوے تیرے تائیں
جادو ہے یا شعبدہ بازی دل تے مول نہ لائیں
جادو سحر طلسم وغیرہ ایسے بہت دکھاون
ہے گمراہی بے شک ایویں لوکاں نوں بہکاون

قال القاضی عیاض فی کتاب الشفاء : من ادّعی نبوّة احد بعد نبینا ﷺ او ادّعی النبوة لنفسه او جواز اکتسابها ... القلب الی مرتبتها کالفلاسفة ... والمتصوفة وکذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة .. الی ان قال.. فهولاء کلهم مکذبون النّبی ﷺ لانه اخبر انه ﷺ خاتم النبیین ولا نبی بعدی واخبر عن اللّه تعالی انّه خاتم النّبیین واجتمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه هو المراد به دون تاویل او تخصیص فلا شکّ فی کفر هؤلاء الطوائف کلّها قطعاً اجماعاً ... وکذلک وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب وخص حدیثا مجمعاً علی نقله .... مجمعاً علی حکمه علی ظاهره۔

بعد نبی دے ہو پیغمبر یعنی ہور جو کوئی
دعوی کرے حصول نبوت دل دے نال صفائی
یا اوہ آکھے اللہ ولوں مینوں وحی آوے
کافر ہے اوہ بیشک قطعاً حضرت نو جھٹلاوے
خاتم نبیاں حضرت تائیں اللہ نے ٹھہرایا
خاتم ہاں میں نبیاں دا نبی حضرت فرمایا

ہے اجماع امت دا اس پر مڈھوں چلیا آیا
ظاہر تے ہے ایہ گل یعنی جیون اللہ فرمایا
ایویں ہور حدیث جو اس دی صحت ہو اجماعی
ظاہر معنی تے اجماعاً ہووے مڈھوں آئی
کرے مقید جو اس اندر کجھ تخصیص نکالے
اوہ بھی کافر اللہ اس نوں دوزخ اندر ڈالے
مرزا ہے متنبّی اس دے نیڑے مول نہ جائیں
مرزا ہے متنبّی اس دی بات نہ دل تے لائیں

قال القادیانی: میں اس جگہ ان لوگوں کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں مبتلا ہیں جو اولیاء اور انبیاء کے الہامات و مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا خصوصیت ہوسکتی ہے کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کھلتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کبھی کھل جاتے ہیں بلکہ فاسقوں اور غایت درجے کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں اور بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی بھی اپنے ایسے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ آخر کو وہ سچے نکلتے ہیں پس جب کہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجے کا آدمی تصور کرتے ہیں ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدمعاشیوں میں چھٹے ہوئے اور شہرہ آفاق ہوتے ہیں، تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی ہے۔ سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی نفس بشر فاسق اور فاجر اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ کنجری بھی عین حالت زنا میں کوئی خواب دیکھتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔ (توضیح مرام)۔

نبیاں تے بدکاراں دا ہے یعنی رتبہ سانواں
اک دا پلہ دوجے کولوں ذرا نہ دسے لاواں
نبیاں نوں وڈیائی ناہیں بد کاراں دے اتے
نبیاں نال برابر ہوئے سارے جگ دے کتے
وچہ قرآن حدیث نہ مطلق ایہ گل پائی جاوے

جبرائیل تے نور نبوت اکو چیز اکھوا وے
اللہ حضرت احمد تائیں اپنا نبی بنایا
ہتھیں جبریل نبی نوں اپنا حکم پہونچایا
وحی وچہ نہ بالکل کوئی دخل فرشتے تائیں
ترت پہونچایا اس نے جو فرمایا اللہ سائیں
جبرائیل نہ وحی وچوں بالکل کجھ چورایا
عین بعین پہونچایا اس نے جو اللہ فرمایا
اس وچہ دیکھو ایہ سودائی کی طوفان اٹھاوے
کی ایہ واہی باتاں گھڑ گھڑ لوکاں نوں بتلاوے
جبرئیلی نور نبوت تائیں اے ٹھہراندا
اس دا پھیر چھیالیسواں حصہ عالم تے پھیلاندا
نور فرشتہ نور نبوت اکو چیز ٹھہراوے
جبریل فرشتے تائیں عین نبی بتلاوے
نور ملک نوں نال نبوت بالکل نسبت ناہیں
ہیں دو چیزاں وکھو وکھری اپنی اپنی تھائیں
بھی نبیاں نوں نال کفاراں جد ہے اس ملایا
مثل کفاراں دی خود ہوون اس دا لازم آیا
عجب نبی ایہ بنیاں جھوٹا سمجھ نہ اس نوں آوے
کافر فاسق چوڑھے کنجر اپنے نال ملاوے
اصل نبوت اس دی اس تھیں باطل ہوئی ساری
اپنی گلوں جھوٹا ہویا ایہ شیطان بازاری
اپنی ہتھیں اس متنبّی اپنی گردن کٹی
اپنی ہتھیں اس جھوٹے نے جڑھ اپنی خود پٹی
بھی کفاراں تھیں جد اس دا رتبہ زائد ناہیں
سلف صحابہ تھیں کیوں افضل جانے اپنے تائیں

کی ممکن فر اس تھیں بڑھ کر رتبہ نبیاں پاوے
کی ممکن فر ایہ متنبّی پیغمبر اکھوا وے

قال القادیانی: جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے۔ (توضیح المرام۔ص ۲۱)

دیکھو مرزا نفس اپنے نوں پاک مطہر کہندا
طوطے وانگوں اپنے مونہوں میاں مٹھو بن بہندا

قال اللّٰہ تعالی: فلا تزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقی۔ الم تر الی الذین یزکون انفسهم۔ بل اللّٰہ یزکی من یشاء۔ (ترجمہ: نہ پاک بتاؤ اپنی جانوں کو۔ وہ یعنی اللہ خوب جانتا ہے ساتھ متقیوں کے۔ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی جو پاک بیان کرتے ہیں اپنے نفسوں کو بلکہ اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے)۔

یعنی پاک نہ کہنا جائز اپنے تائیں آیا
اللہ صاحب اندر قرآن ہے ایویں فرمایا
پاک یقین ہے یاں اوہ گندہ خبر کسے نوں ناہیں
اللہ تھیں جو ڈردا اللہ جانے اس دے تائیں

قال اللّٰہ تعالی حکایۃ عن یوسف: وما ابرّی نفسی انّ النّفس لامّارة بالسّوء۔ (ترجمہ: نہیں پاک بیان کرتا میں اپنے نفس کو، تحقیق نفس البتہ سرکشی کرتا ہے ساتھ برائی کے)۔

پاک نہ اپنے تائیں آکھاں یوسف ایہ فرماوے
ہے اوہ نفس امارہ ساڈا سانوں بدی سکھاوے
ثابت قرآن تھیں جد ہوئی ایہ گل تیرے تائیں
پاک مطہر اپنے جی نوں کہنا جائز نہیں
کیوں جائز فر اپنے تائیں مرزا پاک ٹھہراوے
کیوں فر پاک ایہ اپنے مونہوں آپے خود اکھواوے
حضرت خاتم نبیاں جس دا عالی سب تھیں پایا
کدی نہ اونہاں اپنے حق وچہ ایہ کلمہ فرمایا
کہیا ہاں ڈردا اللہ تھیں لوکاں نالوں سارے

عاجز ہاں میں بندہ اس دا فضل کرے تے تارے
کیوں فرنفس ناپاک اپنے نوں مرزا پاک ٹھہراوے
خاتم نبیاں تھیں کیوں گندہ اگے قدم ودہاوے
پاک ٹھہرایا ہے اس گندے جد خود اپنے تائیں
ثابت ہویا اس تھیں ایہ پیغمبر بالکل ناہیں
جو کوئی بندہ اللہ ولوں بن پیغمبر آوے
ممکن مول نہ بالکل مونہوں ایسی بات الاوے
نفس پرستی تے خودبینی نبیاں اندر نائیں
کرن تواضع سب تھیں کمتر جانن اپنے تائیں
ہن میں تینوں اس دی اک گل ہور عجیب سناواں
مشرک ہونا اس دا تینوں ثابت کر دکھلاواں
بت فروشی ہے ہن اج کل اس نے کیتی جاری
تصویراں دی دکاں کھولی ہے اس ٹھگ بازاری
اپنی تے اپنے شیطاناں دی اس تصویر چھپائی
ہر مرزائی نوں اس اسدی اک اک نقل پہونچائی
اس دی صورت دی خود قیمت ڈیڑھ روپیہ چکی
سب دی قیمت پنج روپیہ ٹھیرے اکی مکی
مرزائیاں دے مارن نوں ایہ اس نے پھاہی لائی
چاہے گالے مرزایاں نوں اندر شرک تباہی
بت پرستی وچہ حقیقت انہاں نوں سکھلاوے
اس ڈھنگوں ایہ مرزائیاں تھیں بتاں نوں پجواوے
بھل گیا ہے پر اک گلوں ایہ مشرک سودائی
صورت نصرت دی نہ کیوں اس اپنے نال چھپائی
جے تصویر اس دی ایہ مشرک اپنے نال چھپاندا
مرزائیاں تھیں فر اوہ جتنی قیمت چاہندا پاندا

مسئلہ اصلی بھی ہن تینوں کر تحریر دکھاواں
حکم مصور دا ہن تینوں سا را کھول سناواں
ہے تصویر بنانی شرعاً شرک کفر گمراہی
مشرک جو تصویر بناوے مسئلہ ایہ اجماعی
کفر بڑا تصویر بنانا سب تھیں ودھ کے آیا
بت پرستی دی ایہ جڑھ ہے علماواں فرمایا

قال النّبی ﷺ من صور صورة فان الله معذبه حتی ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ فیها ابداً ، (بخاری ۔ حدیث نمبر۲۲۲۵)

یعنی صورت حیواناں دی جو کوئی شخص بناوے
دوزخ اندر سڑ سی جد تک اس وچہ جان نہ پاوے
ہور حدیثاں اندر بھی ایہ مسئلہ ایویں آیا
مشرک جان مصور بے شک حضرت نے فرمایا
مشرک ہے اوہ بے شک بھارا جو تصویر بناوے
دوزخ اندر سڑ سی دائم کدے نہ بخشیا جاوے
مشرک دا پیغمبر ہوون بالکل ممکن ناہیں
ایویں ملہم ہوون اس دا منع محال سنائیں
اصل نبوت سب نبیاں دی ہے توحید سکھانا
کفروں شرکوں لوکاں تائیں یعنی پچھے ہٹانا
ایہ خود الٹا لوکاں تائیں دیکھو شرک سکھاوے
مرزایاں تھیں تصویراں دی ایہ پوجا کرواوے
تصویراں دی اجرت تائیں شرع حرام ٹھہراوے
تصویراں دی اجرت کھا کیوں پیغمبر اکھوا وے
اک گل مینوں مرزایاں دی آئی یاد اتھائیں
آکھن اوہ مرزے دا مطلب سمجھ سکے کوئی نائیں
مرزے نے مرزائیاں نوں ہے کوئی بھنگ پلائی

عقل انہاندی ماری اس نے سمجھے مول نہ کائی
ڈنگر ہے نہ انسان جس دی بولی سمجھ نہ آوے
حیوان لا یعقل ہے جس دی بات نہ سمجھی جاوے
ایسا مہمل جو کوئی ہووے کیوں اوہ بات الاوے
کیوں من گھڑت بجھارت ایسی لوکاں اگے پاوے
بدتر ہے اوہ اس تھیں جہڑا تابع اس دے ہووے
کھوتا ہے اوہ عقل ندارد جی اپنے توں رووے
اللہ قرآن تائیں اندر قرآن سہل بتایا
عاماں ان پڑھیاندے اندر اپنا نبی اٹھایا
غرض نہیں پیغمبر مرزا ایہ گل ثابت ہوئی
ہندی بات نہ جد خود اس دی سمجھے بندہ کوئی
اک گل اس دی ہن میں تینوں ہور اچرچ سنا واں
مکر بڑا اک بھارا اس دا تینوں کھول دکھاواں

انتقال جائداد جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے وارثوں کو ان کے حقوق غصب کرنے کی نیت سے کل جائداد اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے نام رجسٹری کر دی جن کی نقل یہ ہے:

منکہ مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضی مرحوم قوم مغل ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں .. برضا و رغبت خود بدرستی ہوش وہواش خمسہ اپنی .. اراضی مذکورہ کو معہ درختاں مثمرہ وغیر مثمرہ موجودہ باغ واراضی زرعی ...و دیگر حقوق داخلی و خارجی متعلقہ محض بعوض پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں بدست مسمات نصرت بیگم زوجہ خود رہن وگروی کر دی ہے اور روپیہ میں بتفصیل ذیل زیورات ونوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے۔...قرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ سے نہیں کراؤنگا بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کرلوں گا بعد انقضائے میعاد بالا یعنی ۳۱ سال کی بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپیہ پر بیع بالوفا ہو جاوے گا اور مجھے دعوی ملکیت کا نہیں رہے گا...بنابراں رہن نامہ لکھ دیا کہ سند ہو۔

المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد ۱۹۴۹ء العبد مرزا غلام احمد بقلم خود۔

گواہ شد مقبلاں ولد حکیم کرم الدین صاحب بقلم خود۔

گواہ شد نبی بخش نمبر دار بقلم خود بٹالہ حال وارد قادیان

ایسا رہن نہ سنیا ڈٹھا دنیا وچہ کتھائیں
نہ کوئی ہو یا اج تک جس ایہ کیتا مکر کدائیں
صورت ایہ اس اپنے دل تھیں فرضی عجب بنائی
اگے اس تھیں دنیا اندر نظری مول نہ آئی
اپنا ہی سب زیور اس دا اپنا ہی سب گہنا
اپنی عورت تائیں دینا آپے فر مڑ لینا
اول اپنا زیور اس دے آ پ حوالے کیتا
فرضی صورت رہن بنا کر فر خود واپس لیتا
جے کر زیور ہے ایہ اس دا خود اس مکر بنایا
جے کر نصرت دا ہے زیور اس نے کتھوں پایا
اس گل دی خبر تمامی پہونچی وچہ سنساراں
نقل اس دی ہے شائع ہوئی ہر جا وچہ اخباراں
جو دیکھے یا جو ہے سندا حیرت اندر آوے
ہو حیران انگشت تعجب منداں اندر لاوے
کی سر اس دے آئی دسے ایسی مشکل بھاری
گروی کیتی ہے جس کارن اس ملکیت ساری
کیوں فر مدت اس دی اس نے ہے تیہ سال ٹھہرائی
کہڑی ایسی مشکل اس نوں دسو اگے آئی
بھی ایہ کتھوں جاتا اس نے تیہ سالاں تک جیوے
اتنی طول حیاتی اس دی لمبی عمراں تھیوے
اپنی عمراں جد ایہ جھوٹا اسّی سال ٹھہراوے
کی ممکن فر تیہ سالاں تھیں پچھوں زمین چھوڑاوے
جے کر اس نوں اصل ضرورت جائز ہندی کائی

ملک زمیناں گھنے دہر دا ہور کسی ہتھ بھائی
جھوٹا ہے ایہ ذاتی حاجت اس نوں بالکل نائیں
مگر بنایا اس نے اس دا جاسی مکر ازائیں
اصل حقیقت اس دی تینوں کھول سناواں ساری
ورثاء دا حق مارن کیتی ہے اس مکاری
دو بیٹے نے وڈے اس دے پہلی عورت وچوں
وارث جو ہن اس دے نصفی اس دے مرنے پچھوں
ہے ناراض انہاں نوں چاہے ایہ محروم ٹھہراوے
ترکہ اس دا تاں انہاں نوں پچھوں ہتھ نہ آوے
آسمانی منکوحہ دی جد اس نوں وحی آئی
مانع ہوئے اس نوں اس تھیں دونویں بیٹے مائی
غصہ کھا کر ایس انہاں تھیں اپنا عاق ٹھہرایا
پرچہ چھاپ عقوق انہاں دا دنیا وچہ پھیلایا
دتی ایس طلاق نکاری پہلی عورت تائیں
گھر تھیں کڈھی اس ظالم نے ہے اوہ باجھ گناہیں
غرض فریبی ثابت ہویا مرزا وڈا بھارا
مکر کیتا ہے بے شک اس نے جانے عالم سارا
کیوں جائز فر مرزے تائیں پیغمبر اکھواوے
کی ممکن ہے ٹھگ فریبی پیغمبر بن جاوے

قال النّبی ﷺ لکل غادر لواء عند .... یوم القیامۃ رواہ مسلم ۔ نبی ﷺ نے فرمایا واسطے ہرایک فریبی کے ایک نشان ہوگا اس کی دبر کے نزدیک دن قیامت کے

یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا ہوسی روز حشر دے
ہر ہر ٹھگ فریبی کارن جھنڈا پاس دبر دے
ہے ایہ مکر فلاں کریدا اچی ملک پکارے
رسوا ہوسی ٹھگ فریبی لوکاں اندر سارے

مرزے دا ہن چھڈو پچھا توبہ کرو مرزائیو
ہے ایہ ٹھگ فریبی بھارا پاس نہ اس دے جائیو
ہے وچہ فقہ حدیث کتاباں لکھیا بہتی جائیں
گروی چیزوں نفع اٹھانا بالکل جائز ناہیں
کیوں فر پیداوار زمین وی اس دے نام کراوے
اپنی عورت تائیں کیوں سود حرام کھواوے
مرزا جے پیغمبر ہندا کیوں ایہ مکر بناندا
ورثاء تائیں متروکہ تھیں کیوں محروم ٹھہراندا
وارث نوں ترکہ اپنے تھیں جو محروم ٹھہراوے
اللہ اپنی رحمت کولوں اوس نوں دور ہٹاوے
جو کوئی دور ہویا رحمت تھیں ردّ ہویا درگاہوں
کی ممکن پیغمبر ہووے اوہ مردود الاہوں
حج ہے فرض ہویا سر اس دے کیوں نہ سر تھیں لاوے
کیوں نہ جھوٹا طاقت ہوندی مکے دے ول جاوے
مرزا آکھے جائز مینوں ابن اللہ اکھوانا
یعنی میں ہاں بیٹا رب دا شک نہ اس وچہ لاناں
کافر ہے جو ابن اللہ اکھواوے اپنے تائیں
صاف صریح فرمایا قرآن اندر اللہ سائیں
کی ممکن فر کافر تائیں اللہ نبی ٹھہراوے
کی ممکن ابن اللہ ہو کر پیغمبر بن آوے
باطل ہووے اس تھیں بے شک جو توحید قرآنی
ایویں باطل ہوون اس تھیں سب ادیان آسمانی
آکھے مرزا جبرائیل نہ خود دنیا تے آوے
انبیاء تائیں اس دی عکسی صورت نظری آوے
عکسی صورت شیشے اندر بالکل بول نہ سکّے

ہے اوہ محض بے جان نمو نہ ایویں بر بر تکے
دنیا تے جد آون اوس دا آکھے ممکن نائیں
کی ممکن اکھواوے فر پیغمبر اپنے تائیں
بھی ہے مرزا ہویا منکر بے شک خر دجالوں
کافر مطلق معنی اس دا آکھے وہم خیالوں
ہے ہر نبی ڈرایا اس تھیں اپنی امت تائیں
کافر ہے اوہ کانا یعنی اللہ جانوں نائیں
ہے دجالوں منکر ہویا جد ایہ محض خیالی
کی ممکن پیغمبر ہووے فر ایہ کافر غالی
نبیاندے ایہ معجزیاں تھیں ہویا صاف انکاری
مسماریزم ایناں تائیں جانے کھیڈ مداری
بھی قرآنی معجزیاں تھیں منکر ایہ سودائی
مسماریزم سانگ تماشا آکھے ایہ سب واہی
معجزیاں تے ہے نبیاں دی دار مدار تمامی
ہے انہاں باجھوں سب انہا ں دا تانا پیٹا خامی
باجھ اعجاز نہ ہر کو ئی اوہ پیغمبر اکھواوے
سا حر تے پیغمبر وچہ اس بن فر ق نہ نظری آوے
معجزیاں نوں مسماریزم جد اس کھیل ٹھہرایا
ہے متنبّی جھوٹا مرزا اس تھیں لازم آیا
یعنی اصل نبوت بھی جد مڈھوں باطل ہوئی
کی ممکن فر پیغمبر ہووے مرزا ہور یا کوئی
بھی اس کاذب وعدہ کر کے کدی نہ کیتا پورا
کی ممکن پیغمبر ہووے ایسا کاذب کوڑا
کتھے اوہ موعود براہین تن سو حجت والی
اج تک مول نہ پوری ہوئی اک دلیل خیالی

بھی ایہ آکھے دنیا اندر ہیں مؤثر تارے
انہاندی تاثیروں ہوندے دنیا دے کم سارے
یعنی مرزا اللہ تائیں محض معطل جانے
کوئی دخل نہ آکھے اس نوں یعنی وچہ جہانے
باطل ہوئی اس دے قولوں سب توحید قرآنی
ایویں باطل ہوئے اس تھیں سب ادیان اسمانی
کن فیکون جو قرآن اندر شان خدائی آیا
مرزے نے الحادوں ایہ سب اس دا شان مٹایا
جو کوئی آکھے دنیا اندر ہیں مؤثر تارے
کافر ہے اجماعاً ایویں لکھ دے عالم سارے
غرض معطل مرزے جد خود اللہ نوں ٹھہرایا
مرزا ہے متنبّی جھوٹا اس تھیں لازم آیا
اللہ نوں جد عالم اندر دخل تصرف نائیں
کی ممکن ٹھیراوے اللہ مرسل مرزے تائیں
آکھے ہاں امام زمانہ بھی ایہ میں بن آیا
ہر سو وچہ امام ضروری جیوں حضرت فرمایا
مسئلہ ہے اجماعی اوہ پیغمبر بالکل نائیں
کی ممکن پیغمبر آکھے مرزا اپنے تائیں
جے امام زمانہ تائیں پیغمبر ٹھہراوے
ہر سو اندر پیغمبر دا ہوون لازم آوے
بھی ایہ مرزا مہدی خود ہے آکھے اپنے تائیں
مسئلہ ہے اجماعی ایہ پیغمبر مہدی نائیں
کی ممکن پھر ایہ متنبّی پیغمبر اکھواوے
کی ممکن ہے مہدی ہو کر بن پیغمبر آوے
بھی ایہ ہور مجدد آکھے بن آیا ہاں بھائی

کی ممکن فر ہو پیغمبر ایہ جھلا سودائی
بھی الہام بہتیرے اس دے اس نوں سمجھ نہ آوے
اج تک اپنے الہاماں دے معنی اوس نہ پائے
یعنی آکھے ایہ گل مرزا رب میرا ہے عاجی
دند ہاتھی یعنی ہے رب آکھے مو ہوں پاجی
توبہ توبہ دیکھو مرزا کیسے کفر الاوے
اللہ پاک منزہ تائیں ہاتھی دانت ٹھہراوے
اپنے الہاماں دی خود فر جس نوں سمجھ نہ آوے
کی ممکن پھر اوہ اللہ دا پیغمبر اکھواوے

قال اللّٰہ تعالی : وما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومہ لیبیّن لھم

اپنے الہاماں نوں جو پیغمبر سمجھے ناہیں
کی ممکن سمجھاوے اس دا مطلب غیراں تائیں
لازم اپنے الہاماں دا اوہ خود مطلب پاوے
تا فر پچھوں مطلب اس دا غیراں نوں سمجھاوے
ہن میں تینوں پیشین گوئی اس دی بعض سناواں
اصل عبارت اس دی تینوں کر کے نقل دکھاواں

قال القادیانی : و منھا انّ اللّٰہ بشّرنی و قال انّا نبشّرک بغلام اسمہ عنموائیل و بشیر انیق الشکل دقیق العقل و من المقربین یاتی من السماء و الفضل ینزل بنزولہ و ھو نور مبارک و من المطھرین و لد صالح کریم ذکر مبارک مظھر الاول و الآخر مظھر الحق و العلاء کانّ اللّٰہ نزل من السماء۔

(یعنی خدا نے مجھ کو بشارت دی کہ ہم تم کو ایک بیٹا دیتے ہیں کہ جس کا نام عنموائیل ہے بشیر عمدہ شکل والا تیز عقل والا قربوں میں آوے گا آسمان سے اور فضل نازل ہوگا اس کے اترنے سے اور وہ نور ہوگا پاک لوگوں کا لڑکا ہے اور نیک بزرگ سمجھدار مبارک پاک کرنے والا اول آخر کو جگہ ظاہر ہونے حق کی اور بلندی کا بیٹا ہے گویا کہ وہ اللہ ہے کہ آسمان سے اترا گویا خدا

آسمان سے اترا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)۔

یعنی اللہ اک لڑکے دی مینوں خوشی سنائی
عنموائیل مقرب ہو سی اوہ مقبول الٰہی
طیب طاہر لڑکا یعنی پاک گناہ تھیں ہووے
پاک کریسی میل گناہ دی دنیا اوتوں دھووے
شافی ہو بیماراں نہ کوئی چھڈے روگ بیماری
دنیا ساری اندر بالکل نہ کوئی رہے آزاری
جامع سب صفاتاں ہووے اوہ لڑکا روحانی
ہر گل اندر بن مریم دا ہووے گا اوہ ثانی
آیت ہے اوہ رب دی بھاری آوے گا آسمانوں
دور کریسی کفر اندھیرا آکر ایس جہانوں
غرض جو اس دے تابع ہویا اوہو ناجی ہوسی
حکم نہ من سی جو کوئی اس دا دوزخ دے وچہ ہوسی
مرزے تے بھی واجب ہے خود ایماں اس تے لاوے
تابع ہووے اس دے ورنہ دوزخ اندر جاوے
جس لڑکے نے شکمے اندر اجے قرار نہ پایا
کس نے غیبوں اس نوں اس دا آکر حال بتایا
کیونکر اس دا حال تمامی جانا اس نے غیبوں
کیونکر آکھے اس دے تائیں پاک منزہ عیبوں
بھی ایہ اس نے اس نوں کلمہ اللہ دا ٹھہرایا
عیسی باجہ کسے نوں فر ایہ لقب نہ جائز آیا
سلف صحاباں اندر کوئی ایسا ہویا ناہیں
اللہ دا جس پتر آکھیا ہووے پتر تائیں
توبہ توبہ دیکھو اس نے کی الحاد کمایا
فرضی نطفے نوں اس گویا خود اللہ ٹھہرایا

جسم تے جان اوہ یعنی لے کر اسماناں تو آوے
اوتوں آ کر فر اوہ قادیاں اندر ڈیرا لاوے
نازل ہوون مطلب اس دا جے کر ہو روحانی
تشبیہ دیون نال اللہ دے لغو تے باطل جانی
بھی فر اس وچہ اس دے تائیں کجھ وڈیائی نائیں
ایہ وڈیائی بے شک حاصل صدہا لوکاں تائیں
غرض جو نصرت بیگم ہے اک مرزایا ں دی مائی
حمل ہویا تقدیروں اس نوں مولی آس پہنچائی
لکھ تحریراں چھاپ رسا لے ملکاں وچہ پھیلائے
رفتہ رفتہ جمن دے دن نیڑے اوس دے آئے
جم پیا اوہ لڑکا جاں دن پورے ہوئے سارے
جمن تھیں جس پہلا ایڈے پائے شور ککارے
شاناں نال عقیقہ اس دا اس نے کیتا بھارا
ایہو ہے اوہ لڑکا آ کھے رب دا خاص پیارا
لکھیا ہویا غالب ہویا قدرت دیکھ الہی
سولاں ماہ دا ہو کر لڑکا ہویا اوتھوں راہی
بے برکت ہو مویا اس وچہ برکت ہوئی ناہیں
جھوٹا کیتا اس نے اپنے والد ملہم تائیں
جھوٹا مول نہ ہویا پر نہ دل وچہ ایہ شرمایا
نہ چپ کر کے گھر وچہ بیٹھا نہ اس نوں صبر آیا
جھوٹھ الہام نہ میرا آکھے پر ایہ دل تے لائیں
وچہ تعیین ہوئی ہے غلطی دوش نہ ملہم تائیں
مجمل ہے الہام جو مینوں لڑکے بابت ہویا
ہور کوئی ہے یا ایہ لڑکا جھڑا ہو کر مویا
شاید لڑکا پیدا ہوسی اوہ ہن حملوں دوجے

کون جو عاقل اس جوگی دی ایہ گل دل تھیں بوجھے
وچہ تقدیر جو لکھیا ہووے ہوندا ہے گا سوئی
قدرت رب دی دوجے حملوں لڑکی پیدا ہوئی
غرض نہ اج تک اوہ اپرادھی شکموں باہر آیا
خبر مطابق دنیا اتے نہ اس پھیرا پایا
جھوٹا ہویا جھوٹی ہوئی اس دی پیش گوئی
ممکن مول نہ ہو پیغمبر ہرگز جھوٹا کوئی
جاں مایوس ہویا لڑکے تھیں فر خود عیسی بنیا
مرزے تائیں گویا نصرت اپنے پیٹوں جنیا

قال القادیانی: فاوحی اللہ الیّ ان اخطب صبیة الکبیرة لنفسک وقل لہ .... اولاً ثم .. وما حصحص الصدق فاجعل حبلا فی جیدی وسلا سلا فی رجلی وعذبنی لم یعذب احد من العالمین (ملخصاً۔تبلیغ)۔

حکم ہویا ہے مینوں یعنی رب دا حکم پہونچاواں
وڈی بیٹی اس دی اس تھیں میں اپنے کارن چاہاں
آکھاں اس نوں وڈی بیٹی اپنی مینوں دیوے
جو کجھ چاہے اس دے بدلے سب کجھ میں تھیں لیوے
زمیاں تے املاک وغیرہ جو منگے سو پاوے
بخشاں اس نوں اتنی دنیا انت حساب نہ آوے
منے کہنا میرا نہ اوہ جیکر بھلا ہویا
دیوے بیٹی ہوری تائیں جانو فر اوہ مویا
عقدوں پچھوں خاوند اس دا ڈھائی سال نہ جیوے
ہے تقدیر الہی اینویں نہ ایہ وقت ٹلیوے
جے کر فرضاً گذرے مدت خالی اینویں ساری
نہ ہو فانی خاوند اس دا مرکر نال خواری

گل وچہ میرے رسہ پا کر کھینچیں میرے تائیں
رسوا کر نا مینوں ہر جا شہریں ہور گرائیں
پیریں میرے سنگل پا کر ایسا ماریں مینوں
اگے کدی نہ ہوئی ہووے ایسی مار کسی نوں
نہ پیغمبر مرسل ملہم ایسا ہویا کوئی
کیتی ہووے اگے جس نے ایسی پیشین گوئی
جھوٹا ہوواں جے کر رسہ گل میرے وچہ پاؤ
کہیا ہووے پیریں میرے سنگل پا کھچواؤ
عیب کرے خود نسبت اس دی اللہ دے ول کر دا
قہر غضب اللہ تھیں بالکل ذرہ مول نہ ڈر دا
اللہ گویا نائی اس دا لوکاں نوں سمجھاوے
دھیاں دیو مرزے تائیں وحی حکم پہونچاوے
ملہم اس دے الہاماں دا ناحق رولا پایا
کیوں نہ اس نے پیو اس دے نوں الہاموں سمجھایا
لازم ہے سی ملہم ایہ گل دل اس دے وچہ پاندا
تا اوہ اپنی وڈی بیٹی مرزے نوں کرواندا
اس دے خاوند مارن دی جد قدرت اس نوں آ ہی
کیوں نہ اس دی بیٹی جبراً مرزے نوں کروائی
جانوں مارن دی ہے قدرت یعنی جس دے تائیں
عقد کراون تے فر کیوں اوہ قدرت پاوے نائیں
عقد نکاح جے ملہم اس دا اس دے نال کراندا
اکو گل وچہ سارا جھگڑا اس دا طے ہوجاندا
عقد نکاح خود ملہم اوس دا ہوری نال کرایا
وین سیاپا الہاماں دا مرزے دے گل پایا
ملہم ہے کوئی ویری اس دا اس نوں پیا ٹھگاوے

جھوٹے دے الہامی لارے جی اس دا پرچاوے
اس دے نال حقیقت اندر کیتی اس ٹھگ بازی
لغو اکارت ہے اس دی ایہ سب حیلہ سازی
غرض معین مدت اس دی گذر گئی جد ساری
خصم نہ اس دا مویا جگ وچہ ہوئی بہت خواری
غوغا ہویا دنیا اندر ہر جا خبراں گیاں
جھوٹا ہویا جھوٹا مرزا ملکیں دھماں پیاں
جائز ہے ہن مرزے تائیں گھرتھیں پھڑ منگواوے
حسب اجازت اس دی رسہ گل اس دے وچہ پاوے
کالا کر کے منہ اس دا کھوتے تے چڑھواؤ
تاڑی اس دے پچھے لا کر شہران وچہ پھراؤ
ہے مکار کوئی ایہ جوگی گھر گھر پھر نے والہ
ٹنڈ پھڑاؤ اک ہتھ اس دے دوجے وچہ پیالہ
ہے دیوث بڑا ایہ بھارا غیرت اس نوں ناہیں
دتی ہے منکوحہ اپنی اس نے غیراں تائیں
شرم نہ آوے اس نوں بالکل نہ غیرت اس تائیں
غیرت ہوندی جے کر اس نوں مردا ڈب کتھائیں
عام اجازت جد خود ہے اس دتی لوکاں تائیں
جو چاہو سو آکھو اس نوں ڈکا ہن کجھ ناہیں
اس جھوٹے دی ہے ایہ فرضی بے شک پیشین گوئی
اگلی وانگوں ایہ بھی بے شک جھوٹی باطل ہوئی
ہن میں تینوں آتھم والی دسّاں پیشینگوئی
کھول سناواں تینوں میں ہن مرزے نال جو ہوئی

قال القادیانی : اس بحث میں دونوں فریق میں سے جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ کر عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ ان ہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن

ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔اور میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔مجھ کو روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسا ڈالا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔

(مباحثہ عیسائیاں ص ۸۔ ۵ جون ۱۸۹۳ء)

مدت تھوڑی گذری یعنی وچہ وقوعہ آیا
امرتسر وچہ نال عیسایاں مرزے جھگڑا پایا
شہری جد فر رل مل سارے اس مجمع وچہ آئے
عیسائیا ں کجھ اپنے کوڑھی شہروں سد بلائے
آکھن انہاں نوں کر چنگا جے کر ہیں تو سچا
جھوٹا ہے دعوی تیرا نہیں تے ہیں تو کچا
ایسے اک گل اندر اوتھے مرزا جھوٹا ہویا
جھوٹا ہے ایہ جھوٹا سارے آکھن اس نوں مویا
اوتھوں اس شرمندہ ہو کر کیتی پیشین گوئی
آپے آکھے وقت اس دے پندرہ ماہ تک ہوئی
یعنی آکھے پندرہ ماہ تک جھوٹا بدلہ پاوے
جھوٹا فرقہ اس مدت وچہ دوزخ اندر جاوے
غرض معین مدت اندر آتھم مول نہ مویا
مدت ایویں گذری ساری نہ اس نوں کجھ ہویا
شہرہ ہویا دنیا اندر ہرجا تاراں گیاں
جھوٹا ہویا جھوٹا مرزا ملکیں دھاں پیاں
خبر حیاتی آتھم دی جد پہونچی گوجرانوالے
مرزے تے مرزائیاں دے سب منہ سر ہوئے کالے
رل مل سارے عیسائیاں نے اوتھے سانگ بنایا
یعنی اک مرزائی انہاں مرزا چا ٹھہرایا
سر منہ اس دا کالا کر کے چاہڑن کھوتے اتے

ڈھول وجا کے پچھے اس دے لائے انہاں کتے
ایویں سب شہراں وچہ کیتی عیسائیاں نے شادی
رل مل سارے آتھم تائیں کہن مبارک بادی
غرض ذلیل تے رسوا کیتا انہاں مرزے تائیں
ایہ معلوم ہے اس نو نا کجھ خبر ہوئی یا ناہیں
کجھ نقصان نہ ہویا اس دا ، نہ دل وچہ شرمایا
دین اسلام تائیں پر اس وڈا دھبہ لایا
بہت تعجب ہے پر آکھے ہاں میں اس وچہ سچا
لازم نہ ایہ ہویا دل وچہ نہ گھٹیا ایہ کچا
آکھے ڈر دا ہے سی آتھم دل تھیں مومن ہویا
اس باعث تھیں اس مدت وچہ نہ تقدیروں مویا
جھوٹا ہے ایہ جھوٹا ہوون وچہ نہ ہر گز آوے
ہر گل اندر ایویں سو سو جھوٹے عذر بناوے
آتھم جے کر دل اپنے تھیں سچی توبہ کر دا
کیوں فر چھپ دا پھر دا غاریں اپنی موتوں ڈر دا
کافر ہے یا مومن وچوں کی جانے کوئی بھائی
اللہ باجھوں حال دلاں دا ہور نہ جانے کائی
بھی فر آتھم اک دوست نوں ایہ خط لکھیا بھائی
اگے وانگوں ظاہر باطن ہاں میں خاص عیسائی

نقل خط آتھم: مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا، خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو لکھیں جب کہ انہوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا خدا نے اس کو جھوٹا یا، اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں تاویل کریں کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں میں دل سے اور ظاہرا، پہلے بھی عیسائی اب بھی عیسائی ہوں۔

پندرہ ماہ تک آخر مدت پیشین گوئی آئی

ساری عمراں قید نہ اس نے اس وچہ بالکل لائی
کیوں فر اس تاریخوں پچھے اس دا اثر ودھاوے
کیوں الہامی شرطوں جھوٹا اس دی موت بتاوے
تے جے کر اس دی پیشین گوئی مطلق عمری آہی
پندرہ ماہی کیوں پھر مدت اس دی اس ٹھہرائی

قال القادیانی: پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر اسی وقت مطلع کیا جاتا ہے (ضرورۃ الامام)

یعنی جے کر پاکاں تائیں ہووے علم شیطانی
فوراً اس تے انہاں تائیں ہو اطلاع آسمانی
کیوں فر پندرہ ماہ تک اس نوں خبر نہ خود کجھ ہوئی
ہے ایہ گندہ پاک نہ ہرگز ایہ گل ثابت ہوئی
لیکھ رام دے حق جو اس کیتی پیشین گوئی
اصل حقیقت اندر اوہ بھی سچی مول نہ ہوئی
موت نہ مذکور اندر اس دے بالکل نصاً بھائی
موت نہ مطلق اس دے اندر لفظاً بالکل بھائی
بھی فر پیشین گوئی اس نے یوم العید پڑھائی
لیکن دو دن عیداں پچھے موت اس تائیں آئی
یوم العید نہ خبر مطابق بالکل کافر مویا
اس وچہ بھی ایہ جھوٹا کاذب بے شک جھوٹا ہویا

قال النبی ﷺ ان النبوۃ لا یکذب۔ مشکوۃ

انّ النبوۃ یستحیل معها الکذب۔ فتح الباری

یعنی پیغمبر دا جھوٹا ہوون ممکن ناہیں
جھوٹے دا پیغمبر ہوون منع محال سناویں
ثابت ہویا قطعا اس وچہ ذرہ شک نہ آنوں
مرزے دا پیغمبر ہوون خارج ہے امکانوں
ہے توہین حقارت کیتی نبیاں دی اس بھاری

نبیاں دی ہے عزت لاہی اس شیطان بازاری
کی ہے ایہ کم ذات کمینہ کتھوں ہے ایہ آیا
کی ہے چیز نبی اکھاوے کی ہے اس دا پایا

قال القادیانی: ماسوائے اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث بن کے آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جاویں۔ (توضیح مرام۔ص ۱۸)

یعنی سچ محدث ہاں میں آکھے ایہ سودائی
نبی محدث اکو کجھ ہے فرق نہ اس وچہ رائی
کیونکر ہے ایہ نال اللہ دے گلاں کردا غیبی
کی ہے سند جو ظاہر ہوون اس تے چیزاں غیبی
کی ہے سند جو وحی اس دی ہووے پاک شیطانوں
مغز شریعت کھلن اس تے ممکن مول نہ جانو
کی ہے سند جو نبیاں وانگوں ہے مامور الٰہی
کی ہے سند جو اللہ ولوں وحی ہے اس نوں آئی
کی ہے سند جو منکر اس تھیں ہو لائق تعزیراں
کی ہے سند جو کردا ایویں ایہ واہی تقریراں
کی ہے سند محدث تائیں فر ایہ نبی ٹھہراوے
کیوں ایہ جھوٹا نبی محدث اکو چیز بناوے
نا کوئی نص قرآن حدیثاں اندر بالکل آئی
نبی محدث دونویں چیزاں یعنی اکو بنائی

بعض حدیثاں اندر حضرت ایہ گل ہے فرمائی
میرے تے ہو عیسی دے وچہ نبی نہ ہویا کائی
جائز جے کر کہنا ہوندا نبی محدث تائیں
نفی نہ کر دے اس دی حضرت با لکل مول کدائیں
نہ فرماندے حضرت ایہ گل صاف صریحاً بھائی
میرے تے ہور عیسی دے وچہ نبی نہ بالکل کائی
آنحضرت تے عیسی دے وچہ بہت محدث نامی
اگے پچھے گذرے بے شک دین نبی دے حامی
ثابت اس تھیں ہویا بے شک نبی محدث نائیں
جائز مول نہ کہنا بالکل نبی محدث تائیں

قال اللّٰہ تعالی: وخاتم النّبیّٖن

وقال النّبیّ ﷺ: وانا خاتم النبیین

وعن ابی ھریرہ انّ النّبیّ ﷺ قال کانت بنو اسرائیل .... الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انّہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء (بخاری)
یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں حکومت اور سرداری پیغمبر کرتے تھے جب ایک پیغمبر وفات پاتا تھا تو دوسرا پیغمبر اس کے قائم مقام ہوتا تھا اور میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں اور عنقریب خلیفے اور بادشاہ ہوں گے۔

وعن سعد بن ابی وقاص ایضاً ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی۔ رواہ مسلم۔ (یعنی سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہووے میرے بجائے ہارون کے موسی کے نزدیک مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے)۔

وقال النّبی ﷺ سیکون فی امّتی کذابون ثلاثون کلّھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ رواہ ابوداؤد ۔(یعنی میری امت میں تیس شخص ایسے جھوٹے ہوں گے جو نبوت کا دعوی کریں گے اور ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا)۔

یعنی میرے پچھوں بالکل نبی نہ کوئی آوے
جھوٹا ہے جو میرے پچھوں پیغمبر اکھواوے
خاتم سب نبیاں دا بے شک جانو میرے تائیں
میرے بعد قیامت تیکر کوئی پیغمبر ناہیں
بھی فرمایا میرے پچھوں تیہہ متنبّی آون
بے شک ہوسن جھوٹے، جھوٹے پیغمبر اکھواون
لفظ نبی دا نکرہ نفیوں کہے عام اہائی
ہے مطلق مستغرق اس تھیں خارج چیز نہ کائی
ثابت اس اطلاق عموموں ہویا بے شک بھائی
حضرت بعد قیامت تیکر نہ پیغمبر کائی
نہ اطلاق نبی دا بالکل ہور کسی تے آوے
خاتم پچھوں جھوٹا ہے جو پیغمبر اکھواوے
ثابت ہویا اس تھیں قطعا شک نہ اس وچہ لائیں
جائز مول نہ آکھن بالکل نبی محدث تائیں

قال النّبی ﷺ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرا ئیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء و ان یک فی امّتی منھم ا حد فعمر ۔ و فی روا یۃ .... ر جال ناس محد ثو ن ۔ (یعنی تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہوتے تھے اور وہ خدا سے یا ملائکہ سے ہم کلام ہوتے تھے سو اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے تو عمر ہے)۔

اور ابن عباسؓ کی روایت ے میں آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی.. میں لفظ نبی کے بعد لفظ ولا محد ث بھی پڑھا گیا اور مسلم میں لفظ محدث کی تفسیر ملھم سے ہوئی ہے۔

یعنی اسرائیلیاں اندر لوگ محدث آہے
نال ملائکہ گلاں کر دے وڈے رتبے پائے
نبی نہ اوہ پر آہے بالکل نہ نبیاں دے ثانی

ہے فاروق محدث بھی توں انہانوں وچوں جانی
ثابت اس تھیں نبی محدث مول نہ ہووے کائی
من غیر ان یکونوا انبیاء قید صریح ہے آئی
نبی محدث نہ ہو دیکھو صاف صریح ہے آیا
ہے اس قید یقیناً مرزے دا کلہ کوٹھا ڈھایا
جھوٹا ہے اس قیدوں ہویا بے شک اے طوفانی
نبی محدث رسول نہ ہووے ایہ گل قطعی جانی
کوئی وچہ نہ معنی بالکل ایسا پایا جاوے
جس معنی تھیں شخص محدث پیغمبر اکھواوے
ایویں وچہ قرآن جو آیا ہے ایہ ابن عباسوں
پٹی اس نے جڑھ مرزے دی بیشک اصل اساسوں
یعنی اس لفظوں ہے بے شک ایہ گل ثابت ہوئی
ممکن نبی نہ ہووے بالکل مول محدث کوئی
نبی محدث آیت اندر ہے متقابل آیا
اللہ نے ہے دوہاں تائیں وکھو وکھ فرمایا
اک نوں دوجے نال علاقہ بالکل مول نہ کائی
ملہم نبی نہ ہووے بالکل ایہ گل لازم آئی

وقال النّبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (ترمذی)

یعنی میرے پچھوں جے پیغمبر ہوندا کائی
ہوندا اوہ فاروق یقیناً شک نہ اس وچہ کائی
سب امت تھیں افضل ملہم ہے فاروق یگانہ
ہور نہ کوئی ثانی اس دا بالکل وچہ زمانہ
ہے فاروق محدث بے شک وچہ حدیثاں آیا
خاص محدث اس نوں نصاً حضرت نے فرمایا
نبی نہ جائز کہنا جد خود ہویا اس دے تائیں

ثابت ہویا نبی محدث بالکل ہووے نائیں
غرض نصوص قرآن حدیثوں ایہ گل ثابت ہوئی
ملہم اتے محدث بالکل نبی نہ ہووے کوئی
کی ممکن فر اپنے تائیں ایہ ملہم ٹھہرا وے
اس تے فر ایہ اپنے تائیں پیغمبر اکھواوے
باقی جو اوصاف محدث جو اس نے بتلائے
سند دلیل انہاں دی بالکل نہ کوئی چائی جائے
ایہ اوصاف محدث کارن جے لازم ٹھہراوے
وچہ عمر فر ایہ سب صفتاں ثابت کر دکھلائے
لازم آوے عمر محدث بالکل ہووے نائیں
بھی نہ ہو فر ہور محدث دنیا وچہ کدائیں
کی ممکن فر ثابت ہووے اس تھیں ایہ گل بھائی
اصل محدث اک معنی تھیں ہووے نبی الہی
پاک منزہ بھی ہو اس دی وحی دخل شیطانوں
سند نہ اس دی کوئی بالکل نص حدیث قرآنوں
بعض قصور عمر تھیں ایسا صادر ہویا بھارا
جس دا آخر دینا آیا انہاں نوں کفارہ
خود الہام عمر دے اندر ہویا دخل شیطانی
کیوں فر قید منزہ لاوے اس وچہ مغل طوفانی
ہو مامور محدث خود وانگ پیغمبر آوے
ایہ بھی دعوی فاسد اس دا سند نہ مول رکھاوے
ہے فاروق مامور من اللہ یا اوہ بالکل نائیں
ایہ بھی ہے گل مشکل اس دا کھول جواب سنائیں
کد انہاں نوں اللہ اپنا خود مامور ٹھہرایا
کیونکر انہاں امر الہی ہو مامور پہنچایا

کد خود انہاں تے ظاہر کیتا وحی اپنی تائیں
کد انہاں ایہ حکم پہنچایا اس دا ہر ہر جائیں
آکھیا کدوں محدث ہاں میں منّوں مینوں چائیں
منکر جو کوئی ہووے میں تھیں پاوے سخت سزائیں
بلکہ جد ثابت ہوئی نام انہاں دے شاہی
صاف کہیا تد حاجت مینوں اس دی مول نہ کائی
حکم حکومت نہ دل بھاوے گوشہ گیری چاہواں
تنہا عمر گذاراں ساری ناں دوجے کن پاواں
کیوں نہ انہاں دنیا اندر اچی مار آوازاں
ظاہر کیتا اپنے تائیں ہو لوکاں وچہ نازاں
کیوں فر امر خلافت اندر گوشہ گیری چاہی
کیوں نہ حکم حکومت شاہی انہاں تائیں بھائی
جد ایہ منکر ملہم تائیں لائق حد بتاوے
اکثر اصحاباں دا مجرم ہوون لازم آوے
جو جو نال عمر دے آہی اکثر بحثاں کردے
وچہ مسائل نال عمر دے اکثر لڑ لڑ مردے
خاص علی صدیق دوہاں نے اکثر الٹ کمایا
کر تکرار مسائل اندر اس نوں چپ کرایا
کی آکھے گا ایہ سودائی ایہ اصحاباں تائیں
جھگڑے نال عمر دے کیتے جنہاں اکثر جائیں
بھی ایہ آکھے جس وچہ صفتاں بالا پایاں جاون
ایہو معنی اصل نبوت پیغمبر آکھواون
کی معنی پھر جزی نبوت ایہ گل کھول سنائیں
کیوں فر صاف نہ کہنا جائز نبی محدث تائیں
اتنی ناحق طول عبارت کیتی اس سودائی

کیوں نہ اس نے دو لفظاں وچہ ایہ گل صاف مکائی
ہے ایہ جوگی خچر ساوے پیلے رنگ دکھاوے
کر کر پیچ عبارت اندر لوکاں نوں پھسلاوے

قال القادیانی: مسیح موعود کی ایک علامت لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا تعالی سے وحی پانے والا، سو یہ نعمت خاص طور پر عاجز کو دی گئی۔ (ازالہ اوہام)

اقول (ابوالحسن): جواب اس کا کئی وجہ سے ہے:

اول یہ کہ یہ لفظ نبی اللہ کا صرف حدیث دمشقی میں آیا ہے جس کو مرزا قادیانی نے عقل شرع توحید کے برخلاف بتایا ہے سو مرزا کو اس حدیث سے استدلال کرنا موجب شرم ہے۔

دوم: جس جگہ لفظ نبی اللہ کا اس حدیث میں آیا ہے اسی جگہ اس کے ساتھ حضرت عیسی بن مریم کا لفظ موجود ہے یعنی وہ نبی اللہ عیسی بن مریم ہوگا نہ کوئی اور نام کا فرضی نبی، تو اس حدیث میں حضرت عیسی نبی اللہ کا لفظ اس مریم کے بیٹے بنی اسرائیل کے رسول، صاحب انجیل کی ذات والا صفات کے ساتھ ایسا خاص ہے جیسا غلام احمد قادیانی مرزا کی ذات مستجمع کذبات سے خاص ہے۔ نہ ان سے پہلے کوئی حضرت عیسی نبی اللہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور حدیث میں انہیں کے آنے کی خبر دی گئی۔ پس عیسی کے سوا اور کوئی نبی یہاں مراد نہیں ہوسکتا۔

سوم یہ کہ اسی حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کے ساتھ یہ بھی موجود ہے کہ وہی نبی اللہ عیسی بن مریم مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔ اور اس جگہ یاجوج کے محاصرہ میں اور بھوک پیاس سے تنگی پاویں گے کہ گائے کا سر سو دینار سے ہاتھ نہ آیت گا اور یہ کہ نبی اللہ حضرت عیسی اپنے ساتھیوں سمیت دعا کریں گے تو ان کی بد دعا سے یاجوج ماجوج کی گردن میں ایک پھوڑا پیدا ہوگا جس سے وہ سب یک بارگی مر جائیں گے اور یہ کہ پھر وہی حضرت عیسی نبی اللہ اپنے ساتھیوں کے سمیت زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر جگہ خالی نہ پائیں گے جو ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری نہ ہوگی اور یہ کہ وہی حضرت عیسی نبی اللہ اپنے ساتھیوں کے سمیت دعا کریں گے تو اللہ تعالی ان کی دعا سے بڑے بڑے جانور قد آور بھیجے گا جو ان کو اٹھا کر کہیں پھینک دیں گے جس جگہ اللہ چاہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ سو ان صفات کا مرزا قادیانی میں ثابت ہونا محال ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کا نبی اور محدث ہونا محال ہے نہ وہ کسی طرح سے نبی ہوسکتا ہے نہ محدث۔ غرض کہ مرزا کا کید یہ ہے کہ حدیث شریف سے

صرف ایک لفظ بطور غت ربود کے لے لیا اور آگے پیچھے کی عبارت کو چھوڑ دیا۔ بس تعجب ہے ضلالت اور جہالت مرزائیوں کی کہ ایسے کذاب کو محدث اور ملہم سمجھ کر اس کے پیچھے لگے ہیں۔

قال القادیانی: اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی انبیاء پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک.... وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ کھلا ہے اور ہمیشہ جاری رہیگا وقد قال رسول اللّٰہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا لمبشرات ... (الی) لم یبق.... من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات ... الخ

ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوۃ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں اور اس تحریر سے باہر ہے یعنی وہ عموم آیت خاتم النبیین سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے کل میں جزء داخل ہوتی ہے۔

یعنی آکھے ہاں میں ہویا حضرت اندر جانی
میں تے حضرت اکو کجھ ہاں ہور نہ کوئی ثانی
یعنی نص جو ختم نبی دی اندر قرآن آئی
ہاں مستثنیٰ میں اس نصوں آکھے ایہ سودائی
جائز میںوں بعد نبی دے پیغمبر اکھوانا
ہور کسی نوں جائز نائیں پیغمبر بن آنا
توبہ توبہ دیکھو کافر کیسے کفر الاوے
قہر اللہ تھیں اس نوں بالکل ذرہ خوف نہ آوے
جھوٹھا ہے ایہ دعوی اس دا سند نہ اس دی کائی
جھوٹا ہے ایہ دعوی اس دا صدق نہ اس وچہ رائی
اپنے تائیں جزء حضرت دی کیوں کر ایہ بتلاوے
کیونکر مرزا حضرت جیسا آکھو کھول سناوے
جسم تے جان خود آنحضرت دا کیونکر اس نے پایا
کیونکر ایہ جزء حضرت دی بن دنیا اتے آیا

آنخضرت دی ماں ایمنہ معلم تینوں بھائی
ماں اس دی نام گھسیٹی جانے کل لوکائی
باپ حضرت دا ہے عبداللہ کل زمانہ جانے
اس دا باپ غلام مرتضیٰ ہے ایہ بھی ایہ خود جانے
آنخضرت ہیں مکی عربی جانے کل زمانہ
مرزا ہے پنجابی ڈھگا قادیاں اس دا خانہ
آنخضرت نے لوکاں تائیں سے اعجاز دکھائے
اس زمانے دے خود کافر جس تھیں عاجز آئے
مرزے اج تک ایسا نہ کوئی اک اعجاز دکھایا
نہ آسمانوں حضرت وانگوں چن ایہ توڑ لیایا
تیراں سو سالاں تھیں پچھے جد ایہ پیدا ہویا
کی ممکن فر آکھے میں ہاں جزء حضرت دی گویا
تقویٰ ورع طہارت جو کجھ آنخضرت وچہ آ ہی
مرزے وچہ نہ پائی جاوے اس تھیں ذرہ کائی
زہد ریاضت آنخضرت دی جو کجھ وچہ کتاباں
مرزے مول نہ ڈٹھی ہوسی بالکل اندر خواباں
اصلی ہے ایہ وچوں کھوٹا منکر صاف نبی دا
آنخضرت دے وانگ نہ کوئی اس دا عمل عقیدہ
جو جو اس عقاید کفری دنیا وچہ کھنڈائے
آنخضرت تھیں بالکل اس دا اثر نہ پایا جائے
کیوں فر آکھے میں ہاں ہویا حضرت اندر فانی
کیوں ایہ جھوٹا کوٹ اسارے ایویں مغل طوفانی
یثرب دے ول ہجرت وطنوں آنخضرت فرمائی
کیوں نہ پھر ایہ یثرب دے ول ہجرت کرے سودائی
آنخضرت دی جزء جد ہویا ایہ مکار فریبی

حضرت دی خود زوجہ ہوئی اس دی نصرت بی بی
اپنے تائیں جد ایہ فانی حضرت اندر جانے
حرم نبی دی اس دی ہوئی کرن قیاس سیانے
ابن اللہ اکھوانا آکھے جائز میرے تائیں
کیوں ایہ فانی حضرت اندر آکھے اپنے تائیں
کی ممکن ہو جزء حضرت دی سمجھ دلے تے لائیں
کتھے مرزا کتھے حضرت فرق زمین اسماناں
اتنا فرق ملاوے کیونکر ایہ پاگل دیوانہ
کی ممکن فر اپنے تائیں مستثنی ٹھہراوے
ختم نبی دے پچھوں کیونکر پیغمبر اکھواوے
ہے فاروق محدث بے شک حضرت نے فرمایا
افضل ہے سب ہم جنساں تھیں اس دا عالی پایا
جائز ہے فر جزء حضرت دے اس نوں آکھیا جاوے
ختم نبی دے پچھوں ایویں پیغمبر اکھواوے
ایویں ہور محدث سارے اگلے پچھلے بھائی
جائز پیغمبر اکھواون ایہ گل لازم آئی

قال القادیانی: خدانے میرا نام مسیح بن مریم رکھا ہم دونوں ایک مادے کے دو جوہر ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ص ۱۵۷)

ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے باب میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔ (پھر مرزا نے لکھا ہے) دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح یعنی شیطان کی طرف سے ہوا اوران نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا،مگر اس عاجز کی کسی پیشین گوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔

نبیاں دا الہام مکدر یعنی ہووے بھائی
کشف الہام نہ ہو نبیاں دا لائق حجت کائی
عمل اعتماد نہ اس تے یعنی کرنا جائز آیا

جائز ہے اوہو شیطانی شیطاں ولوں آیا
ڈٹھا وچ ازالے جد خود میں ایہ لکھیا پایا
آکھ نہ سکاں جو کجھ صدمہ دل میرے تے آیا
مرزے دے اس قولوں مینوں سخت حیرانی ہوئی
کس نوں حال سناواں اپنا نظر نہ آوے کوئی
اک ویلے کیوں آکھاں اتنے پیغمبر بھارے
کیوں مبعوث اکٹھے ہوئے اک جاگہہ وچہ سارے
مرزا خود پیغمبر ایسا بن آیا ہے جھلاّ
دنیا کارن اپنے تائیں کافی جانے کلاّ
کشف الہام جو سے نبیاں دا ایسا ہو اتفاقی
ممکن ہے جد جھوٹا ہووے کی فر پچھے باقی
ممکن نہ مول نہ بالکل ایہ گل اندر عقل نہ آوے
صدہا نبیاں تائیں شیطان دھوکہ نال بہکاوے
ہے تحریف یہوداں کیتی دل میرے وچہ آیا
اس تے بھی پر مینو ں بالکل صدق یقین نہ آیا
آخر میں نے بائیبل تائیں لے کر اس وچہ پڑھیا
باب سلا طین اول نوں میں آخر تائیں پڑھیا
شکر اللہ دا جو کجھ حیرت دل میرے وچہ آہی
دور ہوئی سب دل تھیں میرے تھیں کیتا فضل الٰہی
ہو معلوم گئی ہے مینوں ایہ گل وچوں ساری
مر زے نے ہے کیتی اس وچہ بے شک چوری بھاری
ہے بے باک یہوداں دا ایہ بنیا بے شک بھائی
آیت یحرّ فو ن الکلم عن موا ضعہ جنہاں دے حق آئی
نہ نبیاں تھیں کوئی ہویا ایسا نبی الٰہی
جس ہو بعض سلا طیں تائیں فتحی خبر بتائی

نہ نبیاں دے الہاماں وچہ ہوئی غلط بیانی
نہ الہام شیطانی تائیں جاتا کسے رحمانی
ایہ سب خود طوفان ہے اس دا جو خود ایس اٹھایا
کر تحریف عبارت اصلی بائیبل نوں الٹایا
اصل عبارت اس دی تینوں کر کے نقل سناواں
جو تحریف اس کیتی وچہ ظاہر کر دکھلاواں

دیکھو سلاطین اول میں قصہ یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں سے ایک بادشاہ کا نام احاب اور اس کی بیگم کا نام ایزبل تھا۔ دونوں بعل بت کی پرستش کرتے تھے۔ بادشاہ پسندی یعنی خوش آمد سے بہت سے پجاری اپنے آپ کو بعل کے نبی کہلاتے تھے جن میں سے ۴۵۰ کو اس بت کے مندر پر حاضر رہتے تھے اور چار سو بادشاہ کے دارالحکومت میں جن کے رہنے کے لئے نہایت سرسبز باغ مقرر کی گئی تھی اور ان کو خاص بیگم کے دسترخوان پر کھانا ملتا تھا۔ جب اس بادشاہ نے اپنے دشمن پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ان چار سو بعل کے نبیوں نے، جو کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو بعل کے نبی کہلاتے تھے، اس بارے میں دریافت کیا سب نے بتلایا کہ وہ فوج کشی کرے فتح پائے گا۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا ان نبیوں کے سوا اگر کوئی اور بھی نبوت کا دعوی کرتا ہو تو اس سے بھی دریافت کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت ایلیا بلائے گئے اور انہوں نے آتے ہی بادشاہ کو کہہ دیا. خداوند کے نبیوں میں سے ہاں صرف میں ہی باقی ہوں۔ اور یہ بھی بادشاہ کو کہا: بعل کے ساڑھے سو نبیوں کو جو ایزبل کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے کوہ کرمل پر مجھ پاس اکٹھا کر اور پھر ان سب بعل کے نبیوں کے خلاف آپ نے فرمایا، کہ بادشاہ کی بیگم نے فلاں غریب ہمسایہ کی زمین جور و ستم سے لے کر اور اس کی تہمت دے کر قتل کر لیا ہے اس لئے جن جگھوں پر کتوں نے نہایت (ہمسایہ کا نام ہے) کا لہو چاٹا ہے اسی جگہ تیرا ہاں تیرا لہو کتے چاٹیں گے۔ خداوند ایزبل کے حق میں یہی فرماتا ہے کہ یزاعبل کی دیوار کے پاس اس کو کتے کھائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بعل پرست بادشاہ جس کو بعل کے نبیوں نے فتح کی خبر دی اور خدا کے نبی نے شکست اور قتل اور ذلت کی خبر دی تھے شکست اور قتل و ذلت معہ اس کی بیگم کے نصیب ہوئی۔ اور سلاطین اول باب ۱۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایلیاء نے ان ساڑھے چار سو بعل کے نبیوں کو قتل کیا۔ اور سلاطین اول میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعل کے ان نبیوں کو ایلیاء نے

معجزہ دکھانے پر مجبور کیا اور جب وہ نہ دکھا سکے تو خود دکھلایا۔

ایہ ہے اصل عبارت بائیبل ثابت اس تھیں بھائی
جنہاں لوکاں اس شاہ تائیں فتحی خبر سنائی
جھوٹے کاذب آہی بے شک اوہ متنبّی سارے
نبی نہ آہے بالکل اوہ سب آہے بت پوجارے
حاضر آہے اوہ سب ہر دم اس دے مندر اتّے
روٹی کارن ڈگے رہندے او تے وانکوں کتّے
جہت خوش آمد شاہی آہی بعلی نبی کہاندے
دسترخواں بیگم دے آہی اوہ سب کھانا کھاندے
حضرت یحی دیکھو آکر ایہ گل صاف بتائی
میرے باجھ نہ باقی سچا ہور پیغمبر کائی
جھوٹے آہے اوہ سب اللہ انہاں نوں جھٹلایا
اپنے پیغمبر دے اگے خوار ذلیل کرایا
نال تحدی یحی اگے اوہ سب عاجز ہوئے
مارے اوہ سب حضرت یحی اس دے مارے ہوئے
غرض نہ اوہ پیغمبر رب دے ایہ گل صاف دساوے
بعل پرستی آہے کر دے بائبل خود بتلاوے
دیکھو کی تحریف اس کیتی اس اندر سودائی
اصل عبارت بائبل دی اس ساری ہے الٹائی
اول اس نے شیطاناں نوں پیغمبر ٹھہرایا
فر اس جھوٹا مورد شیطان انہاں نوں بتلایا
غرض توریت تائیں اس ملحد بالکل ہے الٹایا
کر تحریف عبارت اس دی کجھ دا کجھ بنایا
نبیاں اتے اس طوفانی ہے طوفان اٹھایا
جھوٹا کاذب انہاں نوں ہے اس ملحد ٹھہرایا

نبیاں اتّے جو کوئی کاذب ایویں جھوٹ بناوے
کافر ہے اوہ بے شک سدّھا دوزخ اندر جاوے

قال القادیانی: ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر، ابن مریم اوراس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی اصلی اور کما ہی حقیقت نہیں کھلی تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور یہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھا گیا۔ الخ

بن مریم دی اصل حقیقت یعنی مخفی آہی
آنحضرت نے اصل حقیقت اس دی مول نہ پائی
نہ دابہ یاجوج ماجوجاں تائیں حضرت پایا
نہ دجال نہ کھوتا اس دا آنحضرت نوں آیا
انہاں چیزاں دی اصلیت حضرت مول نہ پائی
نہ حضرت نوں اطلاع اس تے دتّی وحی الٰہی
بن مریم خود پادریاں نوں ایہ دجال بتاوے
یاجوجاں ماجوجاں تائیں ایہ انگریز ٹھہراوے
دابہ آکھے عالم ظاہر جو ظاہر تے جاون
اصل حقیقت لفظاں دی وچوں مول نہ پاون
توبہ توبہ دیکھو اس نے کیسی بات الائی
کس درجے تک ودھیا اس نے کتھے گل پہنچائی
جو اعتقادی باتاں حضرت لوکاں نوں سمجھاندے
آنحضرت خود آکھے اس دا مطلب مول نہ پاندے
سمجھ نہ سکے جو کوئی بندہ وحی الٰہی تائیں
پیغمبر فر ہوون اس دا بالکل جائز ناہیں

قال اللہ تعالیٰ: و انزلنا علیک الذکر لتبیّن للنّاس ما نزل الیھم و لعلھم یتفکرون

یعنی آنحضرت نوں اللہ وچہ قرآن فرمایا
ایہ قرآن اساں اتوں تیری طرف پہنچایا

لوکاں نوں تا کھول سناویں مطلب اس دا سارا
سوچن سمجھن عبرت پکڑن پاون تاں چھٹکارا
لازم ہویا اول حضرت خود سمجھیں اس تھائیں
سمجھن باجھوں غیراں نوں سمجھاون ممکن نائیں

قال اللہ تعالی: هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلّمهم الکتاب و الحکمة

اللہ اوہ جس بھیجیا اپنے پیغمبر تائیں
ان پڑھ لوکاں اندر جو کجھ جانن بالکل نائیں
پڑھ آیات قرآن انہاں نوں تا اوہ پاک بناوے
حکمت دینی تے ہور قرآن انہاں نوں سکھلاوے
جو قرآن دا مطلب اصلی وچوں آپ نہ پاوے
کی ممکن فر مطلب اس دا غیراں نوں سمجھاوے
ثابت ہویا حضرت اصلی مطلب اس دا پایا
جو کجھ سارا آنحضرت نوں ہے اللہ سکھلایا

و لقد یسّرنا القرآن للذکر فهل من مّدّکر

یعنی بے شک آساں کیتا اللہ صاف بتلاوے
ہے کوئی پڑھ کے سمجھے اس نوں عبرت اس تھیں پاوے
سہل آسان قرآن نوں ہے جد کیتا اللہ سائیں
لازم ہے فر سمجھے بجھے ہر بندہ اس تائیں
ممکن ہے جد ہر کوئی بندہ مطلب اس دا پاوے
کی ممکن فر آنحضرت نوں سمجھ نہ اس دی آوے
بھی فر جد خود آنحضرت نوں سمجھ قرآن نہ آیا
کیوں فر اللہ قرآن تائیں سہل آسان بتایا
یعنی اللہ قرآن اندر حضرت نوں فرمایا
سینہ تیرا کھول اساں ہے علم اس اندر پایا

اللہ سینہ کھول حضرت دا جد روشن ہے فر مایا
لازم آیا اس تھیں حضرت مطلب اس دا پایا
جس دے حق الم نشرح لک خود اللہ فرمایا
کی ممکن فر اصلی مطلب اس نوں سمجھ نہ آیا
غرض قرآنوں ثابت ہوئی ایہ گل بے شک بھائی
حضرت انہاں سب چیزاں دی اصل حقیقت پائی

قال تعالی: یاایہا الرّسول بلّغ ما انزل الیک من ربک

یعنی جو سب دتا تینوں سب کجھ اگاں پہنچائیں
حکم احکام الٰہی وچوں نہ کجھ چیز چھپائیں
آیت ہے ایہ مطلق گھیرا سب لکھاں نوں پاوے
یعنی پس پہنچانا سب دا اس تھیں لازم آوے
جو کجھ وچہ قرآن حدیثاں آیا حکم الٰہی
ہے تبلیغ ایہ سب کجھ اس تھیں خارج حکم نہ کائی
سب کجھ ہے تبلیغی جد فر اس تھیں لازم آیا
بن مریم یاجوج وغیرہ سب کجھ حضرت پایا
اصل حقیقت سب چیزاں دی آنحضرت نے پائی
آیت ہے ایہ مطلق اس تھیں خارج حکم نہ کائی
بن مریم یاجوج وغیرہ جے تبلیغی نائیں
کیوں فر حکم پہنچا وے اس دا ایہ ہن لوکاں تائیں
کیوں جائز فر ہن ایہ جھوٹا بن مریم اکھواوے
کیوں ایہ فرضی عیسی بن کر ملکیں دھماں پاوے
کیوں یاجوج ماجوج تے دابہ اس نے ہور بتایا
کیوں آکھے انہاں چیزاں دا میں ہی مطلب پایا
ایویں ہور وساوس اپنے سارے وہم شیطانی
کیوں فر لوکاں نوں پہنچاوے ایہ ہن مغل طوفانی

اللہ اس دے پہنچانے دا حکم نہ جد فرمایا
کیوں فر اس نے دنیا اندر شور ککارا پایا

قال القادیانی: جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہے

بن مریم دجال وغیرہ جو ہے ایس ٹھہرایا
باطل ہے اور قطعاً فاسد اس تھیں لازم آیا
کامل انسان آنخضرت نوں جو گل سمجھ نہ آئی
کی ممکن فر ناقص انسان سمجھے اس نوں کائی
آنخضرت نوں جد ایہ چیزاں یعنی سمجھ نہ آیاں
کی ممکن فر ہن ایہ آکھے میں ایہ وچوں پایاں

قال القادیانی: ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں وہ اس تحریر سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں داخل ہے جیسے کل میں جزء داخل ہوتی ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۵۷۵)

کل نہ جد انہاں چیزاں دی اصل حقیقت پائی
کی ممکن ہے جزء فر پاوے اصلی مطلب کائی
یعنی جد ایہ آنخضرت نوں چیزاں سمجھ نہ آیاں
کی ممکن فر ہن ایہ آکھے میں ایہ وچوں پایاں
جھوٹا ہے ہے ایہ جھوٹا کاذب اس تھیں لازم آیا
اپنی ہتھیں اس نے اپنا کلّہ کوٹھا ڈھایا

قال القادیانی: پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔(ضرورۃ الامام)

یعنی جے الہام شیطانی ہووے پاکاں تائیں
فوراً اطلاع دے انہاں نوں اس تے اللہ سائیں
لازم ہے آنخضرت نوں اللہ اس دی خبر بتاوے
فوراً اطلاع ہو حضرت نوں اس تھیں لازم آوے
ثابت ہویا ایہ سب چیزاں آنخضرت نوں آیاں

اللہ اصلی ایہ سب چیزاں حضرت سمجھائیاں
اصلی حقیقت انہاں دی سب آنحضرت نے پائی
ایہو اس دی اصل حقیقت جو حضرت بتلائی
کیوں ایہ چیزاں آنحضرت نوں آکھے سمجھ نہ آیاں
کیوں ایہ چیزاں آکھے وچوں حضرت مول نہ پایاں
کیوں ایہ آکھے اصل حقیقت حضرت مول نہ پائی
خبر نہ کیوں حضرت نوں دتی آکھے وحی الٰہی
جھوٹا ہے ایہ اپنی گلوں آپے جھوٹا ہووے
اپنا منہ اس کالا کیتا خود ہن بہہ کے رووے
پنج تے چالی حصص نبوت جس وقت پائے جاون
بن مریم دجال وغیرہ اس نوں سمجھ نہ آون
تے جس نوں ملے پنجتالی وچوں فرضاً ذرہ کائی
اصل حقیقت سب چیزاں دی اس تے کھلے بھائی
کی ممکن ہے اس جھوٹے نوں ایسی بات الاوے
کیوں ایہ ذرہ تائیں افضل سورج تھیں بتلاوے
ذرہ عقل بھی ہو جس تائیں ایسی بات نہ بولے
حیواں ہے نہ انساں جو کوئی ایسا گولہ تولے
ایویں جے پیغمبر دی ہو جھوٹی پیشین گوئی
کی ممکن فر ذرہ والا سچا ہووے کوئی
کوئی ویلا بالکل خالی پادریاں تھیں ناہیں
لاکھ ہزاراں پائے جاون اکثر شہریں تھائیں
کی معنی فر مثل نمونہ حضرت مول نہ پایا
کیوں آکھے دجال نبی نوں بالکل سمجھ نہ آیا
نوع موجودہ آہا فر جد خود کیوں آکھے واہی
مثل نمونہ اس زمانے آہا مول نہ کائی

کی ہے مثل نمونہ اس دا جو اس آج کل پایا
وچہ زمانے آنخضرت دے جو موجود نہ آیا
جس تے اس نے پادریاں نوں ہے دجال ٹھہرایا
جس تے بھی فر ایہ خود جھوٹا بن مریم بن آیا
کیوں نہ حضرت پادریاں نوں خود دجال ٹھہرایا
کیوں نہ شخص معین تائیں بن مریم بتلایا
کیوں نہ صاف بتایا حضرت ایہ دجال اکھاون
دین اسلام اندر ایہ فتنہ آخر بھارا پاون
ہند پنجاباں اندر قادیاں قصبہ بھی اک نامی
اسم غلام احمد اک اس جا پیدا ہوسی حامی
دین اسلام پھیلاوے بے شک دنیا اندر سارے
حجت نال دلائل روشن پادریاں نوں مارے
تیراں صدیاں تھیں اوہ پچھوں پیدا ہوکر آوے
ولد غلام مرتضی اوہ ہووے قوموں مغل کہاوے
لیکن ایہ گل آنخضرت نے ہر گز نہ فرمائی
نہ ایہ صاف حدیثاں اندر بالکل کدرے آئی
نام غلام احمد ہے صدہا دنیا وچہ لوکائی
عیسی نبی اللہ پر دوجا انہاں باجھ نہ کائی
ایویں ولد غلام مرتضی بھی اکثر ہر ہر جائیں
بن مریم پر باجھ انہاں کوئی دنیا اندر ناہیں
ہند پنجاب تے قادیاں بدلے وچہ حدیثاں بھائی
مکہ یثرب روضہ حضرت ہے تصریح ایہ آئی
باب لدّ دمشق تے وابق قسطنطنیہ آیا
ایویں صاف حدیثاں اندر ہے حضرت فرمایا
غرض جو ہے اس پیشین گوئی اندر تصریح آئی

ہوری خبر نہ اندر حضرت ایہ تصریح فرمائی
اصل حقیقت چیزا ندی خود جس نوں سمجھ نہ آوے
کی ممکن فر اس نوں ایسا واضح کر بتلاوے
یاجوجاں ماجوجاں نوں اس روس انگریز ٹھہرایا
آکھے اصلی بھید نہ اس دا آنحضرت نے پایا
کیوں نہ اللہ پیغمبر نوں اس دا بھید بتایا
کیوں فر جبریل نبی تھیں ایسا بخل کمایا
دابہ دی جد اصل حقیقت عالم ظاہر آہی
کی گل اس وچہ ہے ڈونگی جو حضرت مول نہ پائی
بن مریم یاجوج تے دابہ وچہ قرآن ہے آیا
آکھے مرزا مطلب اس دا حضرت مول نہ پایا
اپنے کارن خود ایہ دعوی کردا ہے سودائی
قرآن دی ہے اصل حقیقت آکھے میں سب پائی
سب اسرار رموز حقائق جو جملہ قرآنی
کھولے اللہ میرے اتے آکھے ایہ طوفانی
قرآن پھر خود جس دے اتے اسماناں تھیں آیا
قرآن دا قرآن فر ہوون جس سانوں فرمایا
آکھے ایہ الفاظ قرآنی انہاں مول نہ پائے
سمجھ اونہاں دے یعنی وچوں ایہ الفاظ نہ آئے
اللہ نوں بھی خود ایہ آکھے سمجھ نہ اس دی آئی
آنحضرت نوں اس دی وحی خبر نہ دتی کائی
توبہ توبہ دیکھو اس نوں کی ایہ کفر الاوے
عالم بن دا ہے جاہل حضرت نوں ٹھہرا وے
کافر جانوں اس نوں بے شک خارج دین ایمانوں
ہے الحاد اندر ایہ ودھیا سے کوڑوں شیطانوں

خواب مکے جاون والی آنحضرت نوں آئی
جائز سند نہ پکڑی بالکل اس تھیں ایہ سودائی
کوئی سال معین اس وچہ حضرت نہ فرمایا
اس طوفانی آنحضرت تے ہے طوفان اٹھایا
اصل حدیثوں میں اک ٹکڑا ایتھے نقل لیاواں
ایہ تلبیس شیطانی اس دی تینوں کھول سناواں

حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں جاویں گے اور اس کا طواف بجالائیں گے فرمایا ہاں، مگر میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ اس سال؟ عمر فاروق نے عرض کی کہ نہیں، یہ تو نہیں۔ فرمایا پس تو یقین رکھ کہ ہم ضرور بیت اللہ میں پہنچ کر طواف کریں گے۔

دیکھو کیسا اس دے اندر صاف صریح ہے آیا
میں ایہ سال ٹھہرایا ناہیں خود حضرت فرمایا
مطلق ہے ایہ دیکھو اس وچہ سالی قید نہ کائی
کجھ توقیت نہ بالکل حضرت اس اندر فرمائی
نہ ایہ کہیا سفنے کارن ہوئے مکے نوں راہی
نہ ایہ سالی قید نبی دے دل وچہ بالکل آہی
ایہ تکرار عمر نے جو ہے نال نبی دے کیتا
مرزے تے مرزایاں سب دا منہ اس بالکل سیتا
سالی قید نہ اس وچہ اس دا بالکل پتہ نشانی
ظاہر ہوئی اس تھیں اس دی ایہ تلبیس شیطانی
کی ممکن فر اس تھیں جھوٹا استدلال لیاوے
فاسد تے ہے فاسد جو کجھ ایہ بنیاد اٹھاوے
بھی ایہ آکھے پاکاں نوں جے ہو الہام شیطانی
فوراً اطلاع ہو انہاں نوں اللہ ولوں جانی
مکے ول جو آنحضرت نے اپنا قدم اٹھایا

صرف تقاضا شوق اصحاباں اس دا باعث آیا
ہور حدیث سناواں تینوں جس نوں ایہ ہتھ پاوے
ایہ ہے جس تھیں ایہ سودائی استدلال لیاوے

قال رسول اللّٰہ ﷺ رأیت فی المنام انی اهاجر من مکه الی ارض بها نخل فذهب وهلی انها الیمامة او هجر فاذا المدینة یثرب .. الخ ۔(آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جس میں کھجور کے درخت ہیں تو میرا وہم یمامہ اور ہجر کی طرف گیا،سو ناگہاں معلوم ہوا کہ ہجرت کا مقام تو مدینہ ہے جس کا نام یثرب ہے)۔

مرزا آکھے اس حدیثوں ثابت ایہ گل ہوئی
غلطی ہوون وچہ تعین ممکن بات ایہائی
خبر بشارت لڑکے والی یعنی جھوٹی ناہیں
وچہ تعیین ہوئی ہے غلطی دوش نہ ملہم تائیں
جائز مول نہ اس نوں اس تھیں استدلال لیاوے
جھوٹا ہے ایہ اینویں ناحق لکھاں نوں ہتھ پاوے
وہم ہویا جو آنحضرت نوں اس دے اندر بھائی
فوراً اطلاع آنحضرت نوں دتی وحی الٰہی
اوسے ویلے آنحضرت نوں ایہ گل معلم ہوئی
ہجرت گاہ ہے یثرب قطعاً ہور نہ جگہ کوئی
غلطی اتے آنحضرت دا رہنا ممکن نائیں
کی ممکن نہ اطلاع دیوے اللہ حضرت تائیں
بھی ایہ آکھے پاکاں نوں ہے ہو الہام شیطانی
فوراً اطلاع دے انہاں نوں اس تے وحی رحمانی
کی ممکن فر رب نبی نوں ایہ گل نہ بتلاوے
کی ممکن فر خاتم نبیاں اس وچہ غلطی کھاوے
کیوں نہ سولہ ماہ فر اس نوں اس دی اطلاع ہوئی

ایہو ہے اوہ حمل بتلایا ہے دوجا نہ کوئی
خبر نہ اس احمق نوں اپنی کی ایہ بات الاوے
اس لڑکے نوں موتوں بھی ایہ بعد بشیر بتاوے
ثابت ہویا اس توں جد ایہ اوہ لڑکا ناہیں
موتوں بعد بشیر بتاوے کیوں فر اس دے تائیں
جھوٹا ہے ایہ اپنی گلوں آپے جھوٹا ہووے
اپنا منہ کالا اس کیتا خود ہن بہہ کے رووے

عن ابی ذرّ قال قال رسول اللّٰہ انی قد وجهت الی ارض ذات نخل لا اراها الا یثرب رواہ مسلم ۔ (حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو خواب میں کھجوروں والی زمین نمودار ہوئی ہے ہجرت گاہ سوائے مدینہ کے ویسی کوئی اور زمین میرے خیال میں نہیں آتی)۔

یعنی میں سفنے وچہ ڈٹھی ارض کھجوراں والی
ہے اوہ بے شک یثرب میری خواب نہ اس تھیں خالی
دیکھو ہن ایہ اس وچہ کیسی نص صریح ہے آئی
ہجرت گاہ ہے یثرب قطعاً ہور نہ جاگہ کائی
کی ممکن ہن مرزا اس تھیں استدلال لیاوے
فاسد تے فاسد ہے جو کجھ ایہ بنیاد اٹھاوے
کوئی سہو نہ آنحضرت دا ہے حکمت تھیں خالی
امت کارن جس دے اندر نہ ہو کجھ خوش حالی
حل ہوئی ہن ایہ بھی مشکل ٹٹا شک کفاراں
اللہ کرے ہدایت انہاں مرزایاں اشراراں
اس تھیں بھی میں ودھ کے تینوں ہور اک نص سناواں
کلّہ کوٹھہ اس جھوٹے دا ڈھا کر ڈھیری لاواں

قال النّبیّ ﷺ امرت بقریة تاکل القری یقولون یثرب وهی المدینة ینفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید

حکم ہویا ہے مینوں یعنی اس بستی وچہ جائیں
ہے اوہ خاص مدینہ آکھن یثرب جس دے تائیں
دیکھو کیسا آنحضرت نے قطعی ہے فرمایا
یثرب اندر جا رہنے دا حکم مینوں ہے آیا
مرزے دے سب وہم وساوس باطل اس تھیں ہوئے
مرزا تے مرزائی سارے بے شک اس تھیں موئے

قال القادیانی: سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا پھونک مارنے سے کسی طور پر ایسی پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳۔خزائن جلد ۱۱ ص ۲۵۴)

اور اس ازالہ کے ص ۳۰۵ میں ہے: ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو لعب نہ بطور حقیقت کے ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کران چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ (خزائن جلد ۱۱ ص ۲۵۶)۔

اور اس ازالہ کے ص ۳۲۲ میں ہے: غرض کہ یہ اعتقاد بالکل فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اس میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا ہو جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہرحال یہ معجزہ ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔ (خزائن جلد ۱۱ص ۲۶۳)

اور اسی ازالہ میں ہے: یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتا رہے مگر ہدایت اور دینی تعلیم میں ان کا نمبر ایسا کم نکلا کہ قریب ناکام کے رہے۔ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مرجاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب کے روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔

یعنی حضرت عیسی جو جو خاکوں چڑی بنائی

فر اوہ پھونکوں خاکی چڑیا ول اسمان اڈائی
مسماریزمی تھیں ایہ ہے سی حکمت اس دی ساری
ظاہر سانگ حقیقت اندر رہ سی کھیڈ مداری
آکھے یا اس تائیں اللہ خود ایہ کھیڈ سکھائی
اپنے پاسوں حکمت عملی ایہ اس نوں بتلائی
عقلی طوروں ناں ایہ عیسی خاکی چڑی بناوے
پھونکن تھیں بالکل تھیں اس نوں ول اسمان او ڈاوے
جس تالاب دی مٹی اندر روح القدس سمایا
آکھے یا فر اس دی مٹی عیسی ہوگ لیایا
اس مٹی تھیں شاید آکھے چڑیاں اوس بنایاں
صورت مورت ٹھیک بنا کر ول اسمان اوڈایاں
ایویں انّھے کوہڑے جو اس چنگے کیتے آہے
مسماریزم تھیں اس آکھے ایہ سب کسب دکھائے
نہ کوئی مردہ اس دے ہتھوں آکھے زندہ ہویا
عمل الترب‌وں جو کوئی ہویا فوراً اونویں مویا
نہ اعجاز نہ خارق عادت یعنی اس دی کائی
مسماریزم ہیسی سب کجھ صدق نہ اس وچہ رائی
آکھے اللہ عیسی تائیں خود ایہ کھیڈ سکھائی
اس دے حکموں عیسی خود ایہ لوکاں نوں دکھلائی
توبہ توبہ دیکھو ایہ کی بک دا مغل طوفانی
کی کی کفر الاوے دیکھو ایہ مردود زبانی
کس درجے دا ہے ایہ کافر کی کی کفر الاوے
کافر ہے ایہ بے شک قطعی سدّھا دوزخ جاوے
خلق طیور وغیرہ جو کجھ بن مریم دکھلایا
خارق عادت ہے اوہ سب کجھ خود اللہ فرمایا

ہے اعجاز مسیح دا ایہ سب شک نہ اس وچہ کائی
عاجز اس دے اگے سارے کافر تے مرزائی
میں خود ایہ قرآنوں تینوں ثابت کر دکھلاواں
عقل تیری ہے ماری مرزا کی تینوں سمجھاواں

قال اللہ تعالیٰ: و آ تینا عیسی بن مر یم البینا ت

یعنی اندر قرآن ہے فرمایا اللہ سائیں
صاف دلائل روشن میں خود دتے عیسی تائیں
خارق عادت منکر انہاں اگے عاجز آوے
رو شن سورج وانگو ں چمکن تاب نہ جھلّی جاوے
مسماریزم جے ایہ ہوندا اللہ کیوں کرواندا
وچہ قرآن دلائل روشن اس نوں کیوں فرماندا
ثابت ہویا اس تھیں ایہ ہن مسماریزم ناہیں
جھوٹا ہے ایہ مرزا جھوٹا جانو اس دے تائیں
بن مریم دے معجزیاں نوں رب روشن فرماوے
کھیڈ تماشا انہاں تائیں ایہ گستاخ ٹھہراوے
کھلم کھلا دیکھو کیسا نال اللہ ایہ لڑ دا
غضب الٰہی تھیں ایہ دیکھو خوف نہ بالکل کر دا

قال تعالیٰ: و اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مر یم ا ذ کر نعمتی علیک..

یعنی یاد کریں فرمایا اللہ عیسی تائیں
دتی جو میں نعمت تینوں نالے ہور عطائیں
یعنی ایہ سب خارق عادت آخر عادت ثانی
ایہ سب خود توں اپنے اتے نعمت میری جانی
کوڑھے انّھے چنگے کرنا مردے ہور جوانا
ایویں خاکی چڑیاں نوں بھی ول اسمان اڈانا
مسماریزم جے کر ہوندا ایہ گل دل تے لائیں

نعمت اپنی کیوں فرماندا اللہ اس دے تائیں
بن مریم دے معجزیاں نوں اللہ خود وڈیایا
اپنی نعمت اندر قرآن ہے اس نوں فرمایا
کیوں جائز ہے مسماریزم اللہ خود کرواوے
کی ممکن ہے اللہ اس نوں نعمت خود فرماوے
نص آیت ہے اس تھیں بے شک ایہ گل ثابت ہوئی
مسماریزم نہ ایہ بالکل جادو کھیل نہ کوئی
بن مریم دیاں معجزیاں نوں رب نعمت فرماوے
قابل نفرت انہاں تائیں ایہ گستاخ ٹھہراوے
مومن ہے یا کافر ملحد مرزائیو بتلاؤ
کافر ہے اوہ بے شک سارے کھیہ اس دے سر پاؤ

قال اللہ تعالیٰ: و اذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی .... و تبری الاکمه و الابرص باذنی۔ و اذ تخرج الموتی باذنی۔

یعنی جد توں میرے اذنوں خاکی چڑی بنائی
میرے حکموں فر توں پھونکوں ول اسمان اوڈائی
انّھے تے ہور کوہڑے جد توں چنگے کر دکھائے
میرے حکموں جد توں مردے قبروں کڈھ جوائے
دیکھو اس آیت دے اندر صاف اللہ فرمایا
اذن اللہ تھیں عیسی ہے سی خاکی چڑی اوڈاندا
اذن اللہ تھیں انّھے کوڑھے چنگے اس کرائے
اینویں حکمے نال الٰہی مردے اس جوائے
ثابت اس آیت تھیں اس وچہ شک نہ کرنا آیا
ہے اعجاز تمامی جو کجھ عیسی عجب دکھایا
مسماریزم ہونا اس دا بالکل ممکن ناہیں
کافر ہے جو مسماریزم آکھے اس دے تائیں

مسماریزم تھیں جے عیسی خاکی چڑی بناندا
اس دے اثروں انھے کوڑھے چنگے جے کرواندا
قید باذنی کیوں اللہ فر وچہ قرآن لگائی
اپنے ول خود اس دی نسبت کیوں اللہ فرمائی
مسماریزم دا کی ممکن اذن اللہ فرماوے
حکماً یا عیسی تھیں اللہ ایہ کاراں کرواوے
مسماریزم جے ایہ ہوندا سے سکھ دے سے کردے
یعنی سودا ئی مرزے وانگوں پچھے بھج بھج مردے
نہ لوکاں خود اس زمانے اندر طاقت پائی
عیسی نال تحدی کرکے خاکی چڑی بنائی
نہ فر اس تھوں پچھوں اج تک کوئی ایسا آیا
لوکاں نوں ایہ مسماریزم ہو اس نے دکھلایا
کی ممکن فر ہن ایہ اس نوں جادو کھیل بتاوے
کی ممکن ہے مسماریزم اس نوں ایہ ٹھہراوے
مسماریزم دی ہے اج کل بڑی ترقی ہوئی
کیوں نہ پیدا کر دکھلاوے خاکی چڑیا کوئی
مسماریزم جے ایہ ہوندا آنحضرت فرماندے
لازم ہے سی امت تائیں اس دا راز بتاندے
مرزا آکھے عیسی نوں خود نفرت اس تھیں آہی
اللہ اس تھیں جبراً یعنی ایہ گل خود کروائی
توبہ توبہ ایہ بکواسی دیکھو کی ہے بک دا
اللہ دی گستاخی کردا ذرا مول نہ جھک دا
نسبت طرف اللہ دی کرنا اس نوں جائز نائیں
ممکن مول نہ ایہ سکھلاوے اللہ نبیاں تائیں
جے کر اللہ نبیاں تائیں جادو سحر سکھاوے

ساحر ہے نہ توبہ اس نوں اللہ آکھیا جاوے
بھی فر نہ پیغمبر بن سی اللہ ولوں کائی
نہ قرآن کتاب اسمانی بنے کلام الٰہی
جادو کھیل تے سحر تماشا بالکل جائز نائیں
ہے گمراہی قرآن اندر آیا بہتیں جائیں

قال اللّٰہ تعالیٰ: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضلّ عن سبیل اللّٰہ۔

وقال اللہ تعالیٰ: وما کفر سلیمان ولکن الشّیاطین کفروا.

یعنی جادو کھیل تماشا بالکل ہے گمراہی
کفر ضلالت ہے سب باطل شک نہ اس وچہ رائی
ایویں مسماریزم بھی ہے مطلق جائز نائیں
سحر تماشے اندر داخل جانی اس دے تائیں
مسماریزم نوں جد اللہ باطل کفر ٹھہراوے
کیوں فر اللہ نبیاں تائیں جادو سحر سکھاوے
خاکی چڑیا دا جد اڈنا اوہ نہ ممکن جانے
وچہ تالاب سمانا روح دا کیونکر ممکن جانے
اذن اللہ تھیں مٹی دا جد اڈنا ممکن ناہیں
کی ممکن فر روح القدسوں اڈے وچہ ہوائیں
مٹی زندہ کرنے تے جد اللہ قادر نائیں
کیونکر فر اوس پیدا کیتا خاکوں آدم تائیں
خلق طیور وغیرہ جے ہے شرک ضلالت بھائی
کیوں نہ اللہ آنحضرت نوں اس دی خبر بتائی
اصل رسالت سب نبیاں دی ہے توحید پہنچانا
کفروں شرکوں لوکاں تائیں یعنی پچھاں ہٹانا
حضرت نے جد لوکاں تائیں نہ ایہ شرک بتایا

حکم الٰہی گویا انہاں نہ کجھ مول پہنچایا
سلف اصحاب تے ہور جو پچھے اج تک گذرے بھائی
حکم طیوروں نہ کوئی منکر ہویا وچہ خدائی
کوئی مسیح دیاں معجزیاں تھیں نہ انکار لیایا
کسے نہ مسماریزم جادو انہاں نوں ٹھہرایا
اگلی پچھلی ساری اس تھیں امت مشرک ہوئی
مرزے باجھوں دنیا اندر مومن رہیا نہ کوئی
توبہ توبہ جو کوئی مونہوں ایسا سخن الاوے
کی ممکن فر اوہ سودائی خود مومن اکھواوے
اصحاباں دا رتبہ بالکل ہوری کسی نہ پایا
انہاں پچھوں ویسا اج تک ہور نہ کوئی آیا
اصحاباں دے حق وچہ وارد ہوئی نص قرآنی
قطعی سارے ہین بہشتی اس وچہ شک نہ آنی

قال اللہ تعالیٰ: والسّابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار والّذين اتّبعوهم باحسان رضی اللّه عنهم و رضوا عنه ۔ وا عدّ لهم جنات تجری تحتها الانهار خالدين فيها ابداً ۔ ذلک الفوز العظيم۔

سلف اصحاب مہاجر یعنی جو جو ہور انصاری
جنہاں ہور انہاں دی کیتی پوری تابعداری
راضی ہویا انہاں تھیں بے شک اللہ سائیں
داخل کرسی وچہ بہشتاں انہاں سبھناں تائیں
مشرک ملحد اصحاباں نوں مرزا جد ٹھہراوے
کی ممکن فر اپنے تائیں خود مومن اکھواوے
توبہ توبہ دیکھو اس نوں کیسے کفر الاوے
توبہ توبہ ایسے کفروں اللہ آپ بچاوے
کی ممکن ہے مسماریزم ایڈی طاقت پاوے

انّھے کوڑھے تے ہور روگی چنگے کر دکھلائے
سچا جے کر ہوندا اس وچہ مغلاں دا ایہ بچہ
مسماریزم تھیں ایہ کاراں کر دکھلاندا کچا
اکو کوڑھی یا انھاں چنگا کر دکھلاندا
اکو چڑی بنا کر خاکی ول اسمان اوڈاندا
ممکن مول نہ اس جھوٹے تھیں طاقت اس نے پائی
دوجی واری مر کر بھاویں فر دنیا تے آوے
سب مرزائی مل کر بھانویں اس نوں ہتھ پواون
کٹھے ہو کے سارے بھاویں کتنی قوت لاون

جاننا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے اشتہار مورخہ ۱۶ جون ۱۹۰۰ء میں بڑے فخر سے دعوی کیا ہے کہ وہ تائید سماوی اورخوارق اورکرامات سے مریضوں کو اچھا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

مرزے دا اک کانا لنگا خادم جو سلکوٹی
قادیاں اندر ڈیرا لایا جس نے کارن روٹی
ہے حق اس دا مرزے اوپر سب تھیں وڈا بھارا
ہے اوہ بے شک مرزے تائیں جانوں بہت پیارا
دین ایمان ونجایا اس نے نالے ہجرت کیتی
لعن ملامت عقبی دی سب اپنے سر تے لیتی
اس دی اک اکھ کانی مرزا اول کردا چنگی
یا ایہ ثابت کر دا جھوٹا اس دی جو لت لنگی
کانی اکھ نہ اس کانے دی اج تک ثابت ہوئی
کی ممکن فر ثابت ہووے اس تھیں دوجا کوئی
کیوں جائز فر ہن ایہ جھوٹا دعوی کرے سودائی
کیوں ایہ آکھے میں اسمانوں طاقت اس دی پائی
جے کر ایہ اکھ کانی اس دی چنگی کر دکھلاوے
ایسے اک گل اندر سارا جھگڑا طے ہوجاوے

عیسی دے حق اندر ایہ گل جد ناممکن جانے
کی ممکن فر چنگے ہوون اس تھیں انھے کانے
ہے تائید آسمانی تھیں جد ایہ گل ممکن بھائی
مسماریزم عیسی دے حق کیوں ایہ آکھے بھائی
کیوں فر ہن ایہ لغو بے ہودہ ایویں لافاں مارے
گو زشتر ہے بے شک جانو دعوی اس دے سارے
غرض مدار نبوت دی ہے معجزیاں تے ساری
انہاں باجھ پیغمبر دا ہے دعوی سندوں عاری
ابن مریم دیاں معجزیاں نوں جد ایس کھیڈ ٹھہرایا
صاف انکار نبوت دا فر اس تھیں لازم آیا
بعضے نبیاں تھیں یا سب تھیں جو ہووے انکاری
کافر ہے اوہ بے شک جانوں اس نوں پکا ناری

من انکر نبیّاً فانه یکفر ۔ تمهید ابو شکور

قال القادیانی: مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (انجام آتھم۔ ص ۴۱)

آپ کے یعنی مسیح کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہ تھا۔ چور، جھوٹا، نادان، موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی و عملی قوانین میں بہت کچا، شریر مکار فریبی شعبدہ باز، ترکھان کا بیٹا، بدچلن، متکبر، ناپاک خیال، راست بازوں کا دشمن، بدزبان، گالیاں دینے والا، شیطان کا پیرو، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا، کم عقل، کی ... دادیاں نانیاں زنا کار، اور کسبی عورتیں، تھیں جن کے خون سے مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ مسیح جیسے شخص کو ہم ایک بھلے مانس شخص بھی نہیں کہہ سکتے چہ جائے کہ ایک نبی کہا جائے۔ انجام آتھم ۔ ملخصاً

دیکھو یارو کی کی بکیا اس کافر سودائی
عیسی دے حق اندر کی اس گندی بات الائی
نبیاں دے حق اندر دیکھو کی ایہ سخن الاوے
ایسے پاک پیغمبر نوں ایہ کی کی عیب لگاوے
علمی عملی قوت اندر آکھے اس نوں کچا

جھوٹا پاغل اس نوں جانے ایہ مغلاں دا بچہ
راجہ رام تے عیسی آکھے گویا دونویں بھائی
حاصل مول نہ عیسی تائیں اس تے کجھ وڈیائی
کافر ہے ٹھہرایا اس نے حضرت عیسی تائیں
غور کریں اس اندر جو میں کیتا نقل اتھائیں
اللہ ہے فرمایا اندر قرآن بہتی جائیں
مرسل تے پیغمبر اپنا حضرت عیسی تائیں

قال تعالی: و جعلناها و ابنها آیۃ للعالمین۔ و اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک۔

و قال: اولئک الذین آتیناھم الکتاب و الحکم والنبوٰۃ۔(بعد ذکر عیسی وغیرہ من النبیین)۔

و قال : انی عبد اللّٰہ آتانی الکتاب و جعلنی نبیاً۔ و اذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم

و قال تعالی: و جیھا فی الدنیا و الآخرہ و من المقربین ۔ و یکلم الناس فی المھد و کھلا و من الصالحین ۔ و یعلمہ الکتاب و الحکمۃ و التوراۃ و الانجیل۔ و رسولا الی بنی اسرائیل

یعنی اندر قرآن ہے فرمایا اللہ سائیں
نعمت ہور نبوۃ ہے میں دتی عیسی تائیں
بن باپوں ہے پیدا ہویا عیسی نبی یگانہ
فطرت تے ہور معجزیاں وچہ ہے اک عجب نشانہ
نبی پیغمبر مرسل عیسی بے شک نبی الہی
اللہ اس نوں روح القدسوں ہے امداد پہونچائی
اللہ مرسل تے پیغمبر عیسی نوں بتلاوے
دیکھو مرزا اوس نوں بیٹے کشلیا نال ملاوے
عیسی تائیں خود ایہ بیٹے کشلیا نال ملاوے

فر خود دیکھو اپنے تائیں ایہ عیسی ٹھہرا وے
یعنی بیٹے کشلیا وانگوں ہے ایہ خود سودائی
کافر ہویا بھارا اس وچہ شک رہیا نہ کائی
ہے مرتد اشد یقیناً شک نہ اس وچہ کائی

قال القادیانی: (تبلیغ ۵۶۵، ۵۶۶) و رأیت فی المنا م ... اللہ و تیقنت اننی هو اور میں نے اپنے تئیں خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور میں نے یہ یقین کیا.....

پیدا کیتا آکھے میں اساناں زمیاں تائیں
آدم جن ملائک ہر شئے جو سب جس جس جائیں
توبہ توبہ جو کوئی مونہوں کڈے ایسا گولا
سڑ جاوے جیب اس دی اللہ سڑ کے ہوے کولا
کی شداد تے کی ہے فرعون سبھ اس تھیں ہارے
شیطان بھی اس بولوں اس دے توبہ توب پکارے
آدم تھیں تا اج تک نہ کوئی دنیا اندر آیا
خالق زمیاں آساناں دا ہو جس نے اکھوایا
فرقہ اک وجودی وحدت رہندا وچہ لوکائی
ہر شئے نوں اوہ اللہ آکھن غیر نہ جانن کائی
انہاں تھیں بھی ہے کوہاں اس اگے قدم ودھایا
زمیاں اساناں سب خلقاں دا خالق ایہ بن آیا
بول بڑا ایہ بھارا اس دا تول نہ سکے کوئی
اللہ واحد مالک خالق نہ کوئی اس دا ثانی
زمیاں آساناں دا ہے اوہ اکو کلا بانی
ہور شریک نہ کوئی اس دا وچہ زمیں اساناں
نہ کوئی حصہ دار نہ ساجھی اندر دوہاں جہاناں

قال تعالیٰ: و لم یکن لہ شریک فی الملک و کبرہ تکبیراً

اوسے پیدا کیتا ہے اساناں زمیاں تائیں

اوہو خالق اوہو مالک اوہو سب دا سائیں
اس دی ذات نیاری سب تھیں قطعاً ثابت ہوئی
زمیاں تے اسماناں اندر اس دی مثل نہ کوئی

قال اللہ تعالیٰ: قل ھو اللّٰہ احد۔ اللّٰہ الصّمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔

یعنی بے پرواہ ہے اللہ واحد اس نوں جانو
نہ ہے جندا نہ ہے جنیا نہ کوئی اس دے ہانو
اللہ ہے جد واحد اس دا ثانی ہور نہ کوئی
عین اللہ پھر کیوں اکھواوے ایہ کافر سودائی

قال اللہ تعالیٰ: قل لو کان معہ الھا کما یقولون اذا لا بتغوا الی ذی العرش .... سبحانہ وتعالی عما یقولون علوا کبیرا

یعنی اللہ بہت جے ہوندے وچ زمین اسماناں
جھگڑا کردے نال اللہ دے اندر دوہاں جہاناں
اللہ پاک مقدس بے شک سب خلقت تھیں اعلیٰ
جو کجھ کافر آکھن اللہ اس تھیں برتر بالا
اللہ نال شریک ٹھہرانا جد خود جائز نائیں
خود اللہ اکھواون کیوں فر جائز ہو اس تائیں
اللہ ہے جد سب تھیں اچا سب تھیں تھیں پاک نرالا
کیوں اللہ کہلواوے فر خود ایہ مردود نرالا

قال اللہ تعالیٰ: لیس کمثلہ شئی وھو السمیع العلیم

اللہ دی جد مثل نظیروں ہوئی ذات اکاری
کیوں فرعین اللہ اکھواوے ایہ شیطان بازاری

قال اللہ تعالیٰ: للّٰہ ملک السّماوات والارض وبینھما یخلق ما یشاء واللّٰہ علی کل شئی قدیر

زمین تے آسمان تے جو کجھ وچہ انہاں دے بھائی

اللہ ہی ہے سب دا مالک او ہی ہے بادشاہی
زمیاں تے آسمان تمامی اوسے ہین بنائے
ہر شئے تے ہے قادر پیدا کردا جو کجھ چاہے
یعنی خاص اللہ ہے مالک ملک زمین آسماناں
اس دے باجھ نہ کوئی خالق مالک دوہاں جہاناں
کیوں جائز فر اس کافر نوں عین اللہ اکھاوے
خالق زمیاں آسماناں دا کی ممکن بن آوے

قال اللہ تعالی: خالق کل شئی وھو علی کل شئی قدیر

قال اللہ تعالی: لو کان فیھما آلھۃ الّا اللّٰہ لفسدتا

اللہ جے کر بہتے ہوندے وچہ زمین آسماناں
کوئی چیز نہ باقی رہندی اندر دوہاں جہاناں
ہے ایہ نص قرآنی اس تھیں ایہ گل ثابت ہوئی
خالق زمیاں آسماناں دا اللہ باجھ نہ کوئی

قال تعالی: فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون

یعنی نہ دیو اللہ نوں خلقت نال مثالاں
اللہ جانے تم نہ جانو چھڈو کفر مقالاں
اکو ہے نہ ہور کسی نوں اس دے نال ملاؤ
اس دی ذات نیاری سب تھیں اوتھے ہتھ نہ پاؤ
اللہ دی جد ذات حقیقت نہ کوئی بالکل جانے
عین اللہ فر کیوں ہے بن دا ایہ مردود بگانے

قال تعالی: ما اشھدتھم خلق السماوات والارض ولا خلق انفسھم

یعنی جد میں پیدا کیتا زمیں اسماناں تائیں
آدم کوئی اس ویلے پیدا ہویا نائیں
تے جد خود پھر انہاں تائیں قدرت نال بنایا
اوس ویلے بھی میں انہاں نوں نہ شاہد ٹھہرایا

زمیاں تے اسمانان اللہ جد پیدا کیتے آہے
اس ویلے ایہ کیتھے ہے سی سانوں پتہ بتاوے
پہلاں ہو ندا جے اس پیدا کیتا خلقت تائیں
خالق ہن خلقت دا ہونا بالکل ممکن ناہیں
اتنی مدت کیوں پیدا ہو کر کیوں ہن آیا
کتھے اج تک اس کافر نے کیوں اتنا چر لایا
زمیاں تے اسماناں دی سب جو کجھ کارروائی
پچھو اس نوں اج تک اوہ سب کس دے اوتے آہی

قال تعالی: لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم
یعنی جنہاں عیسی تائیں عین اللہ اکھوایا
کافر ہو مشرک ہووے بے شک خود اللہ فرمایا
غرض توحید اللہ دی ثابت ہوئی ثلث قرآنوں
واحد ہے اوہ اک اکلا اک اکلا جانو
ثابت ہن قرآنو ہویا اس وچہ شک نہ لائیں
عین اللہ اکھواون بالکل جائز ممکن نائیں
عین اللہ اکھواوے جو کوئی کافر اس نوں جانو
مسئلہ ایہ اتفاقی اس وچہ ذرہ شک نہ آنو
نص قرآنو بے شک مرزا پکا کافر ہویا
کافر جانو اس دے تائیں گیا گواتا مویا
ہن میں تینوں اس ملحد دی کوڑی سند سناواں
استدلال تمسک اس دا باطل کر دکھلاواں

قال اللہ تعالی: مازال عبدی یتقرب الیّ بالنّوافل ..یعنی خداتعالی فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادتوں سے چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اوراس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اوراس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اوراگر مجھ سے وہ کچھ

مانگے تو میں اس کو دونگا۔

اس حدیثوں آکھے مرزا میں ہاں اللہ بنیاں
اس حدیثو ں آکھے میں سب اپنا تانا تنیاں
استدلال تمسک اس دا باطل جانی بھائی
ہے ایہ جاہل بھارا اس نوں عقل نہ درجہ کائی
مطلب اس دا اصلی جو کجھ لکھیا ہے علماواں
اوہ میں تینوں اے مرزائی کر تحریر دکھاواں
عضو جوارح اس دے یعنی تابع میرے ہوندے
باجھوں میرے نہ کجھ دیکھن نہ کجھ آپے کہندے
نہ دیکھے نہ سندا بالکل باجھ اللہ تھیں کائی
قلب جوارح اس دے ہوون تابع حکم الٰہی
بھی فرمایا جو کجھ منگے دیواں میں اس تائیں
جے کر بچنا چاہے میں تھیں دیواں پشت پناہیں
سائل تے ہور مسئول اندر لازم فرق ایہائی
ممکن مول نہ دونویں چیزاں ہوون اکو بھائی
ثابت ہویا اس تھیں قطعاً شک نہ اس وچہ کائی
بندہ نفل گذارن والا اللہ ہووے نائیں

قال تعالی: یا ابن آدم استطعمتک فلا تطعمنی قال رب و کیف اطعمک و انت ربّ العالمین ۔۔ الحدیث ۔ مسلم ۔

یعنی اے ابن آدم میں خود تیں تھیں کھانا چاہیا
ہو انکاری تو پر مینوں کھانا نہ کھلوایا
بندہ آکھے کیوں کر میں کھلواندا تیرے تائیں
سب عالم نوں تو خود پالیں تینوں حاجت ناہیں
اللہ آکھے بندے میرے تیں تھیں روٹی منگی
دتی مول نہ توں اس تائیں کیتی اس تے تنگی

اس وچہ اللہ اپنے تائیں شامل خود ٹھہرایا
منگن سائل دا اس بے شک منگن خود بتلایا
جے کر خود سائل تائیں اللہ آکھیا جاوے
شامل فر اللہ دا ہوون اس تھیں لازم آوے
خود اللہ جد بنیاں کیوں فر وچہ عدالت آوے
خالق ہو مخلوقوں کیوں استمداداں چاہوے
وچہ عدالت حاضر ہو کر کیوں ہویا اقراری
کیوں الہاماں تھیں ہے ہویا تائب تے انکاری
کشف الہام نبوت ہیسی جتنی اس دی سارے
کھوہ لئے انگریزاں اس تھیں ہن ہویا اوہ عاری
عین اللہ جد بنیا ہے ایہ اپنا زور دکھاوے
لا کر زور حریفوں کیوں نہ اپنی رن چھڈاوے
آسمانی منکوحہ اس دی یار حریف ہنڈاندے
وڈہن اس دا نک تے مٹی سر اس دے وچہ پاندے
عجب اللہ ہے بنیاں مرزا اس دی عجب خدائی
اتنی قدرت ہندی سندی رن نہ قابو آئی
عین اللہ ایہ بن کر کیوں فر گہنے کرے زمیناں
اللہ بن کیوں مکر کماوے ایہ بد ذات کمینہ
زمین آسمان اس عورت دے ہتھ کتے رہن میعادی
پنج ہزار روپیہ یعنی تے زیور تعدادی
زمیاں تے آسماناں دی ہن نصرت مالک ہوئی
مرزے دا ہن اس وچہ دعوی بالکل رہیا نہ کوئی
خاکی دا اسمانی جاون مرزا جد نہ من دا
خاکی ہو خود ایہ کیوں فر عین اللہ بن دا
خاکی دے اسمانی جاون تھیں ہے جد انکاری

خاکی ہو آسماناں دا کیوں بندہ خالق باری
زمیاں تے اسماناں دا جد بنیا ہے ایہ بانی
اللہ وانگوں کیوں نہ کافر جا چڑھیا اسمانی
مسئلہ ایہ اعتقادی اس تے ایماں واجب بھائی
اللہ ہے عرشاں تھیں اوپر شک نہ اس وچہ کائی
عین اللہ جد ہے ایہ بنیا قدرت زور دکھاوے
کڈ کسی نوں قبروں یا کوئی زندہ مار جواوے
مرزے تے جد اللہ دے وچہ فرق نہ رہیا کوئی
گوشت پوست ہڈی اس دی سب اللہ دی ہوئی
عین اللہ ہے جد ایہ بنیاں موتوں جان بچاوے
اللہ وانگوں دائم جیوے حی قیوم اکھواوے
کیوں ایہ اج تک عدموں باہر کافر مول نہ آیا
اللہ ہو کر معدوماں وچہ کیوں اس نے چر لایا
عین اللہ جد ہے ایہ بنیا نالے کھاوے پیوے
اللہ پاک منزہ دا بھی اینویں حال دسیوے
یعنی اللہ وانگوں کھونو بھوکھ نہ جردا
کھانا جے کر نہ اوہ پاوے بھکھ پیاسوں مردا
بول براز عوارض بشری جو کجھ بندہ پاوے
اللہ نوں ہو حاجت سب دی اس تھیں لازم آوے
مولد مسکن مرزے دا جد اندر قادیاں ہویا
مولد مسکن اللہ دا بھی اوہو جانو گویا
مرزے تے جد اللہ دے وچہ فرق نہ رہیا کائی
عورت مرزے دی خود عورت اللہ دی اوہ ہوئی
پتر دھیاں مرزے دے بھی سب اللہ کے ہوئے
مرزا جد عین اللہ بنیا سبھو دھونے دھوئے

توبہ توبہ جد اس کافر عین اللہ اکھوایا
باپ اس دا ہو باپ اللہ دا اس تھیں لازم آیا
جو دیدار اللہ دا چاہے دیکھے مرزے تائیں
جے کر شوق ہووے کجھ تینوں کادیاں اندر جائیں
اللہ نازل ہو ہے کیتا قادیاں اندر ڈیرا
مرزے دے گھر اندر ہے اب کیتا آن بسیرا
مرزا اللہ گویا دونویں پتر اکّو ماں دے
پیدا ہوئے کٹھے دونویں مالک اس جہاں دے
توبہ توبہ ایہ سودائی عین اللہ جد ہویا
جان ایہ مر جاوے تد جانو اللہ نوں بھی مویا
توبہ میری توبہ میری بخشیں بار خدایا
مرزے دے الزاماں کارن میں ایہ سخن الایا
کی طاقت ہے مینوں جے میں ایسا سخن الاواں
توبہ میری توبہ ہر دم تے توں بخشش چاہواں
کی ممکن خالق اکھواوے زمیاں تے اسماناں
کی ممکن ایہ خالق ہووے جناں تے انساناں
زمیاں تے اسمان جو اگلے اللہ پاک بنائے
اک پل اندر اس کافر نے سارے مار اڈائے
آدم اگلا بھی اس کافر سارا مار اڈایا
آدم ثانی اوس نے اپنا فرضی ہور بنایا
اگلے اسماناں دی نہ کوئی باقی رہی نشانی
نہ معلوم گئے اوہ کتھے نہ انہاندا بانی
آدم اگلا سابق زمیاں خبرے کتھے گیاں
پتہ نہ لگے بالکل کوئی ملکیں دھماں پیاں
پیدا کیتا ہے جد اس نے ساری خلقت تائیں

حضرت خاتم نبیاں دا بھی ایہو بنیاں ماں
روس انگریز بھی یورپ سارا بندے اس دے ہوئے
کی ممکن دم مارے کوئی جیوندی ہی سب موئے
اصل حقیقت لوکاں نوں اس دی ظاہر ہوئی
بھج گیا جو بھانڈا اس دا شک نہ رہیا کائی
سلام کلام نہ جائز کرنا بالکل اس دے تائیں
رد سلام بھی اس نوں ایویں کرنا جائز ناہیں
مرے جنازہ جے کر اس دا پڑھنا جائز ناہیں
دفن نہ جائز کرنا اس نوں قبراں وچہ سنائیں
سولاں دن شوالوں گذرے ہجری سن مبارک
تیراں سو تے بائی آہا ہویا فضل تبارک
ایہ رسالہ پورا ہویا نال خدا دی یاری
فیض محمد عاصی گنوں جو رب دا بھکویاری

اشتہار

اہل اسلام کو واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعوی کیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور ازالہ اورعسل مصفی وغیرہ کتابوں میں اپنے زعم فاسد میں اس کو بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے، سو اس عاجز نے تین سو قوی دلیل سے اس کے اس دعوی کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر سمندر کے بیچ پھینک دیا ہے جس سے یقیناً ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ مثل مسیح۔ پس اگر مرزا یا کوئی مرزائی ان سب دلائل کو یا نصف یا تہائی کو بھی توڑ ڈالے اور کوئی شخص ثالث مسلم الطرفین غیر مذہب اس کا جواب باصواب ہونا تسلیم کرلے تو وہ ہزار روپیہ انعام پانے کا مستحق ہو گا۔ اور اگر جواب نہ لکھ سکیں تو اپنے مذہب باطل اور الحاد سے توبہ کریں اور اگر توبہ نصیب نہ ہو تو پھر آئندہ حجاب شرم اور ندامت پہن کر گوشہ گیری لازم پکڑیں اور کسی مسلمان کے سامنے نہ آویں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

الراقم مولوی ابوالحسن مصنف کتاب ہذا ساکن پنجگرائیں ضلع سیالکوٹ

☆☆

یاد رہے کہ ابوالحسن سیالکوٹی، حافظ محمد ثانی کے لقب سے مشہور تھے۔ کھوکھر ذات، والد کا نام شہسوار تھا۔ انہوں نے اپنا نام کتاب ہذا میں دو جگہ صرف محمد لکھا ہے۔ (حصہ اول کے اختتام پر، اور حصہ دوم کے اختتام پر)۔ اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے والدین نے ان کا نام محمد رمضان رکھا تھا جسے انہوں نے بدل کر محمد ابوالحسن رکھ لیا تھا۔

اس کتاب (بجلی آسمانی) کے حصہ دوم کے آخر پر ۱۶ شوال ۱۳۲۲ھ کی تاریخ تکمیل تحریر ہے تاہم اس کا بیشتر حصہ ہمارے اندازے (جو کتاب کی داخلی شہادتوں پر مبنی ہے) کے مطابق ۱۸۹۹ء۔ تا ۱۹۰۱ء لکھا گیا تھا۔ جس نسخے کی فوٹو کاپی ہمیں دستیاب ہوئی ہے وہ مولانا کی وفات کے بعد ۱۹۰۶ء کا مطبوعہ نسخہ ہے۔ اور چونکہ ۱۹۰۶ء والی اشاعت کے موقع پر شائد مناسب نظر ثانی نہیں کی جاسکی اس لئے اس میں ایسی باتیں بھی موجود ہیں جو ۱۸۹۹ء میں درست تھیں لیکن ۱۹۰۶ء میں درست نہیں تھیں۔ مثلاً ۱۸۹۹ء میں ہندوستان میں طاعون نہیں تھا۔ ۱۹۰۶ء میں صورت حال بدل چکی تھی اس لئے مرزا صاحب کو ۱۹۰۷ء میں اپنی حقیقۃ الوحی میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ دیکھو ابوالحسن کہتے ہیں کہ ملک میں طاعون نہیں ہے، جب کہ حقیقتاً موجود ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اس حقیقت کو چھپایا کہ مولانا ابوالحسن سیالکوٹیؒ نے تو یہ بات ۱۸۹۹ء کے بارے میں کہی تھی، ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء کے متعلق نہیں۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی (جو مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی) کے صفحہ ۵۹۸ میں لکھتے ہیں:

پھر ایک اور شخص ابوالحسن نام نے میرے رد میں ایک کتاب بنائی جس کا نام ہے، بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی... آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی مذکور اس کتاب کے شائع کرنے کے بعد خود طاعون سے مر گیا۔

اور حاشیہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے: اس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابوالحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن پنج گرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، اس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تھا.. ابھی اس بدقسمت مولوی نے دوسرا حصہ اپنی کتاب کا طیار نہیں کیا تھا کہ طاعون کی بجلی اس پر پڑ گئی....

مرزا صاحب نے یہ تو لکھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں کہ لیکن مولانا ابوالحسن سیالکوٹی کی کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ ان کے تین سو دلائل میں سے کسی کو نہیں توڑا۔ اور انکے ہزار روپیہ

کے دوانعامی چلینجوں کی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی۔آخری اشتہار یک ہزاری کا جواب بھی نہیں دیا۔

کہا تو یہ کہ دیکھو وہ مرگئے ہیں اور میں زندہ ہوں، اس لئے وہ جھوٹے اور میں سچا۔

زندگی اور موت تو خدا تعالی کے ہاتھ میں ہے، اور کسی کو اپنی موت کے وقت کا علم نہیں ہے۔اور نہ ہی کسی کا کسی سے پہلے یا بعد میں مرنا اس کے کذب وصدق کی دلیل ہے الاّ یہ کہ فریقین میں باضابطہ مباہلہ ہو چکا ہو، جیسا کہ صوفی عبدالحق غزنویؒ اور مرزا صاحب قادیانی کے مابین ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں منعقد ہوا تھا اور جس کے نتیجے میں مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں مولانا غزنویؒ کی زندگی میں راہی ملک عدم ہو گئے تھے۔

اس کتاب میں مولانا ابوالحسن سیالکوٹیؒ نے یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ مرزا صاحب کو حج بیت اللہ نصیب نہیں ہوگا۔اور ان کی تدفین مدینہ منورہ میں نہیں ہوگی۔ مرزا صاحب نے یہ دونوں پیش گوئیاں پڑھیں لیکن انہوں نے نہ تو حقیقۃ الوحی میں اور نہ ہی کسی اور جگہ حج نہ کر سکنے والی پیش گوئی کا کوئی جواب دیا۔ اسے شیر مادر کی طرح پی گئے اور مولانا ابوالحسنؒ سیالکوٹی کے صدق اور اپنے کذب کا اقرار کر گئے۔ مولانا ابوالحسن نے یہ بھی پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب عیسائیوں کی لکھی ہوئے کتاب امہات المؤمنین کا جواب نہیں لکھ سکیں گے۔مرزا صاحب قادیانی نے کتاب امہات المؤمنین کا جواب نہ لکھ کر مولانا کی اس پیشگوئی کو بھی سچا کر دکھایا۔



الخطاب الملیح

فی تحقیق المهدی والمسیح

انبالہ کے منشی کرم خان نائب محافظ دفتر ڈپٹی کمشنر انبالہ نے ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء کو چند سوالات لکھ کر مولانا اشرف علی تھانویؒ کو بغرض جواب ارسال کو کئے اور لکھا کہ میں بفضل خدا اور برکت سرور کائنات وعلمائے شریعت سے اپنے عقائد اہل سنت حنفی المذہب پر بہت معتقد وقائم ہوں، لوگوں کی چھیڑ چھاڑ اور بعض احباب کے بگڑ جانے اور بعض کے مستقیم رہنے کی وجہ سے یہ تکلیف حضور کو دی ہے۔ اگر حضور کل کا جواب تحریر فرما دیں گے تب بھی جناب کا مشکور ہوں اگر بعض کا، تب بھی حضور کا ممنون ہوں۔ نیز درخواست کی کہ مفصل جواب سے مشرف فرماویں گے اور جس کتاب کا حوالہ دیں، باب یا فصل سے مطلع فرماویں۔ نیز یہ کہ چونکہ مرزا بخاری شریف پر اور قول ممیتک ابن عباسؓ پر بہت ناز کرتا ہے اگر زیادہ تر حوالہ بخاری شریف اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حوالہ دیں تو عمدہ ہے۔ اور علماء جن میں محی الدین ابن عربی یا جلال الدین سیوطی اور خصوصاً حضرت امام مالک کی بابت اگر کہیں اقوال ہوویں تو ضرور تحریر فرماویں یا اصحاب مالک سے حوالہ دیں۔ اور مجمع البحار کی عبارت سے تسلی بخشیں۔

مولانا تھانویؒ نے سوالات کے جوابات لکھنے کے بعد آخر میں ایک مستقل مختصر مضمون جو ایسے تمام شبہات کے لئے کافی ہوسکتا ہے، اضافہ کر دیا۔ یہ مختصر رسالہ، احتساب قادیانیت ج ۴ سے ملخصاً نقل کیا جاتا ہے: (سوالات کو قادیانی اور کرم خان سے منسوب کیا گیا ہے اور جوابات کو تھانوی کے نام سے نقل کیا گیا ہے۔ بہاء)

قادیانی۔ عیسی اور ان کی والدہ نے بمقام کشمیر وفات پائی ہے چنانچہ آیت قرآن شریف و آوینا هما الی ربوۃٍ سے یہی مراد ہے کیونکہ کشمیر بہت بلند جگہ ہے جب کہ مسیح صلیب سے بھاگ کر کشمیر چلے گئے تو ہر دو، حضرت مسیح و والدہ حضرت مریم نے وہاں وفات پائی۔ اسی جگہ

ہردو کی قبر ہے۔

مولانا تھانوی ۔ ربوہ کی تفسیر دمشق یا فلسطین یا بیت المقدس غرض ملک شام کے کسی مقام سے کی گئی ہے۔ کشمیر سے تفسیر کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور علی سبیل التنزل کہتا ہوں کہ اگر کشمیر تشریف لانا مان بھی لیا جائے تو اس کو اصل مدعا منکر رفع جسمانی الی السماء سے کیا تعلق ہے۔ کیا سفر کشمیر کے بعد وہاں سے جانا اور پھر مرفوع الی السماء ہونا ممتنع ہے؟ رہا دعوی وہاں قبر ہونے کا محض بے اصل ہے۔ تخمین و قیاسات وافواہی حکایات کا بمقابلہ دلائل شرعیہ کوئی اعتبار نہیں۔ رہی تحقیق قبر حضرت مریم کی اس کی ضرورت نہیں۔

قادیانی ۔ حضرت مریم نے حالت حمل میں نکاح کر لیا تھا چنانچہ مسیح کے حقیقی برادر و ہمشیرگان بھی تھیں۔

مولانا تھانوی ۔ کہیں ثابت نہیں۔ قبل حمل اس کا قائل ہونا صریح تکذیب قرآن ہے اور بعد حمل تکذیب اجماع ہے۔ پس دونوں امر باطل ہیں اور جنت میں نکاح کئے جانے کی مجھ کو تحقیق نہیں نہ تحقیق کی ضرورت سمجھی۔

قادیانی ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور نیز بخاری کا وفات مسیح پر مذہب ہے چنانچہ کتاب التفسیر بخاری میں قول عبد اللہ بن عباسؓ کا ہے متوفّیک ای ممیتک ۔ یعنی توفّی بمعنی فوت ہے، نہ نیند وغیرہ۔ اور امام بخاری حدیث لائے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کو میری امت سے بعض اشخاص ننگے سر و پاؤں لائے جائیں گے، ان کو اپنے اصحاب کہونگا۔ نداء ہوگی کہ یہ تیرے بعد گمراہ ہو گئے تھے۔ تو اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو عیسیٰؑ نے کہا یعنی انّی اقول کما قال العبد الصّالح ۔ پس یہ فرمانا ان حضرات کا اس وقت یعنی زبان حضرت میں ایک قصہ ماضی کا ہو گیا۔ حضرت نے کما قال فرمایا، یقول نہیں فرمایا اور مسلمان کہتے ہیں کہ مسیح قیامت کو جواب دیں گے حالانکہ یہاں صیغہ ماضی کا بولا گیا ہے۔

مولانا تھانوی ۔ اگر ممیتک کو اپنے ظاہری معنی پر کہا جاوے پھر بھی منکر رفع جسمانی کو کچھ مفید نہیں۔ اول تو اس وجہ سے کہ ممکن ہے کہ یہ موت بعد النزول الی الارض ہو جس کی خبر اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کو پہلے سے دے دی اور واؤ ترتیب کے لئے موضوع نہیں۔ اس لئے اس کا تحقق و رافعک الیّ سے پہلے ضروری نہیں۔

رہی یہ بات کہ ذکر میں کیوں مقدم فرمایا، سو گو اس نکتہ کی تحقیق کو اصل مبحث سے تعلق

نہیں مگر تبرعاً نکتہ کا بیان بھی کئے دیتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ کے باب میں دو فرقوں کو افراط وتفریط تھا۔ ایک نصاری کو کہ ان کو الہ مانتے تھے دوسرے یہود کو، وہ ان کو غیر طاہر جانتے تھے۔ اور نصاری کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑھی ہوئی تھی کیونکہ غیر الہ کو الہ ماننا زیادہ غلط ہے نبی کو غیر نبی جاننے سے، اگرچہ دونوں کفر ہیں۔ اس لئے متوفّیک کو جب کہ معنی ممیتک سے مقدم کیا؟ کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاری کا کیونکہ موت منافی ہے الوہیت کے۔ پھر ردّ فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لئے رفع الی السماء ثابت کیا جو مستلزم ہے طہارت جسمانی کو اور تطہیر مطلق ثابت کی جو مستلزم ہے طہارۃ روحانی کو۔ اس طرح دونوں فرقوں پر ردّ ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی۔ اور اگر ترتیب ذکری کے ساتھ ترتیب وقوعی بھی مان لی جائے تب بھی منکر رفع کو مفید نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کیلئے آپ کو وفات دی گئی ہو اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہوں جیسا کہ بعض سلف اس کے قائل بھی ہوئے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے:

الثانی متوفّیک اے ممیتک و ھو مروی عن ابن عباس و محمد بن اسحاق قا لوا و المقصود ان لا یصل اعداء من الیھود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلک.....با ن رفعہ الی السماء .... ثمّ اختلفوا علی ثلا ثۃ اوجہ ا حد ھا قال وھب توفّی ثلا ث سا عات ثم رفع۔ (والثا نی) قال محمد بن اسحاق توفّی سبع ساعا ت ثم ا حیاء ہ اللّٰہ تعا لی و رفعہ۔ الثا لث قال الر بیع بن انس انہ تعا لی توفّاہ حین رفعہ الی السماء۔

بہر حال ممیتک کے ساتھ تفسیر کرنا بھی کسی طرح منکر رفع کو مفید نہ ہوا۔ اور امام بخاری کا اس تفسیر کو نقل کرنا اول تو مستلزم نہیں کہ ان کا بھی یہی مذہب ہو اور اگر ہو بھی تو منکر رفع کو مفید نہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ موت اور رفع العبد الی السماء میں تنافی نہیں، ایک کے اثبات سے دوسرے کی تنافی لازم نہیں آتی۔

رہا استدلال کرنا قال کے ماضی ہونے سے، یہ بھی محض ضعیف ہے۔ اول تو اس لئے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن میں وارد ہے۔ جیسا کہ و نفخ فی الصور؛ و اشرقت الارض۔ وضع الکتاب ؛ قضی بینھم؛ و سیق الذین وغیرہ پس قال بمعنی یقول ہوسکتا ہے۔

رہا یہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا، سو بیان نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں، مگر تبرعاً بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو اپنی حکایت بیان فرمائی کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ یہ آیت سن چکے تھے ان تعذّ بهم فانّهم عباد ك .. الآیہ۔ پس مقتضاء بلاغت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ حکی عنہ کے ماضی ہونے کے ٹھہرا کر صیغہ ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول پہلے ہو چکے گا پھر ہمارے حضور ﷺ کا یہ قول صادر ہوگا، تو حضور ﷺ کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے، اس لئے صیغہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔ قرآن میں بھی اس کی نظیر ہے۔ قال تعالیٰ: یوم یأتی بعض آیات ربک لا ینفع نفساً ایما نها لم تکن آ منت من قبل ۔انعام ۱۵۸۔ یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے لم تکن مستقبل ہے مگر باعتبار وقت حکم کے لا ینفع کے ماضی کو اس لئے ماضی لائے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ:

و علی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیما هم و نادوا اصحاب الجنة۔

اس میں یقیناً نداء بعد معرفت کے ہے پھر قول کو مستقبل لائے اور نداء جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ اور اگر قال کو ہم ظاہری معنی پر ہی محمول کریں تب بھی استدلال منکر رفع کا غلط ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ مخاطبت فیما بین اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد رفع الی السماء واقع ہو چکی ہو۔ جیسا احادیث میں وارد ہے کہ شہداء سے بمجرد پیشی قبل قیامت ہی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ غایت مافی الباب یہ لازم آیا کہ جب عیسیٰؑ سے یہ باتیں ہو چکی ہیں تو توفّی بھی واقع ہو چکی ہے مگر اس میں بھی کوئی اشکال لازم نہیں اگر توفی بمعنی اخذ الشئی بالتمام کے ہو جیسا کہ بہت سے مفسرین اس طرف گئے ہیں اور اس بنا پر توفی عین مفہوم رفع عیسی مع الجسد و الروح ہوگا۔ تب تو ظاہر ہے کہ کوئی اشکال نہیں اور اگر بمعنی وفات ہی لے لیا جائے تب بھی اوپر تحقیق ہو چکا ہے کہ وفات میں اور رفع مع الجسم میں کوئی منافاۃ نہیں۔ بہرحال کسی تفسیر پر بھی منکر رفع کو مفید نہیں

قادیانی ۔ میں نبی ہوں، رسول ہوں مگر بروزی طور پر، میں صاحب شریعت نہیں ہوں لیکن جزوی نبی ہوں اور ایسا دعوی اکابر نے بھی کیا ہے۔ منصور نے انا الحق، و بایزید بسطامی نے انا نوح وغیرہ کہا ہے، ثابت ہے۔

مولانا تھانوی ۔ رسالت و نبوت و وحی کے جو معانی اصطلاح شرعی میں ہیں، ان کا منقطع ہو جانا، دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور ہمارے حضور ﷺ ان امور کے خاتم ہیں۔ اسکے انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ رہا قصہ بروز کا، سو یہ ایک اصطلاح متحدث ہے۔ اگر اس کی تعریف جامع مانع ایسی کی جائے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو تو گو بحکم قول لا مشاحۃ فی الاصطلاح محل نزاع نہیں مگر چونکہ یہ حکم بھی شرعی ہے کہ الفاظ موہمہ سے احتراز واجب ہے چنانچہ اسی بنا پر قرآن میں لا تقولوا راعنا فرمایا گیا اور احادیث میں بہت سے الفاظ کی ممانعت اسی بنا پر وارد ہے۔ اس لئے جس جگہ اس قسم کا الہام اور عوام کے لئے مغلط اور مفسدہ کا احتمال ہوگا ایسے الفاظ کے استعمال کو حرام و معصیت کہا جائے گا۔ اور اگر ان الفاظ اصطلاحی کے تعریف ہی میں کوئی جزء مخالف قواعد شرعیہ ہوگا تو اس وقت کو فی نفسہ بھی باطل قرار دیں گے۔ اس کے علاوہ میں کہتا ہوں کہ اگر لفظ بروز کے بڑھا دینے سے رسالت و نبوت کا دعوی جائز ہے تو اسی قید کے ساتھ خدائی کے دعوی کی بھی اجازت ہونی چاہیے کیونکہ آخر مخلوق میں صفات الٰہیہ کا کم وبیش علی قدر العطاء الوھبی، ظل تو ضروری ہے۔ کیا کوئی عاقل متدین اس امر کو گوارا کر سکے گا؟ جب خدائی کا دعوی گوارا نہیں تو رسالت کا کیونکر گوارا ہے؟

رہا استدلال کرنا فعل انکار سے، سو اگر ان قصوں کو صحیح مان لیا جائے تو وہ حضرات غلبہ حال سے معذور تھے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی کا قصہ مشہور ہے کہ جب ان کو حالت صحت میں اس کی اطلاع کی گئی تو توبہ ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں پھر ایسی بات کہوں تو مجھ کو بلاتردد قتل کر ڈالو۔ چنانچہ لوگوں کا اس طرح سے قصد کرنا اور پھر آپ کی کرامت سے زخموں کا اثر نہ ہونا مشہور ہے۔ بہر حال قصد وعمد سے کبھی نہیں کہا، نہ اس پر اصرار تھا۔ پس کجا وہ حالت اور کجا یہ حالت کہ اگر کوئی ذرا کلام کرو، تو اس کے ردّ میں رسالے اور اشتہارات تیار کئے جائیں۔

قادیانی ۔ رفع بمعنی عزت کی موت دینا ہے۔ یا بعد مرنے کے روحانی طور بہشت میں داخل ہونا ہے۔ چنانچہ و رافعک الیّ، بحق مسیح اور لفظ و رفعناہ مکاناً علیّاً بحق ادریس ہی بولا گیا ہے، نہ بالجسم اٹھانا مراد ہے۔

مولانا تھانوی ۔ رفع کے معنی لغوی مشہور ہیں۔ شرعی اصطلاح اس میں جداگانہ نہیں۔ عزت کی موت اس کے کوئی معنی نہیں۔ البتہ رفع بمعنی درجہ کے بھی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جس کا حاصل موت ہے بھی مستعمل۔ لیکن دونوں معنی کا مجموعہ کہ اس میں دونوں قیدیں ہوں اس

میں کہیں مستعمل نہیں دیکھا گیا۔ اور اگر کہیں مستعمل ہوتا بھی ہو، تو بھی حضرت عیسیٰؑ کے باب میں جو لفظ رفع کہا گیا ہے وہ تو یقیناً اس معنی میں مستعمل نہیں کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ احادیث میں نزول عیسیٰ کی خبر دی گئی ہے اور اس نزول کو بمقابلہ ان کے مرفوع ہونے کے فرمایا گیا ہے، چنانچہ سیاق احادیث سے ظاہر ہے۔ پس جب دونوں لفظ اس حیثیت سے متقابل ٹھہرے تو یقیناً ایک لفظ کے جو معنی ہوں گے دوسرے لفظ میں اس کا مقابل مراد ہوگا۔ پس اگر رفع سے مراد مع الجسم آسمان پر جانا مراد لیا جائے جیسا کہ جمہور کہتے ہیں تو نزول سے مراد مع الجسم زمین پر آنا مراد ہوگا جس میں نہ تقابل فوت ہوا نہ کوئی خرابی لازم آئی۔ اگر بقول منکر رفع جسمانی سے مراد عزت کی موت لی جائے تو نزول سے مراد بقرینہ مقابلہ ذلت کی پیدائش لینا چاہیے۔ پس معنی حدیث نزول کے یہ ہوں گے کہ پھر عیسیٰؑ نعوذ باللہ ذلت کے ساتھ پیدا ہوں گے۔ اور اگر یہاں یہ معنی نہ لئے جائیں گے تو مقابلہ فوت ہو جائے گا، جس کا لزوم اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عزت کی موت کے معنی مراد لینا صحیح نہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ ہم مطلق موت مراد لے لیں گے، تو ہم کہیں گے کہ اول تو اس کی دلیل چاہیے، اور اگر بلا دلیل ہم تسلیم بھی کر لیں جب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہیں۔ کیونکہ رفع جسمانی اگر اس لفظ سے ثابت نہ کہا جائے گا دوسری دلیل شرعی یعنی اجماع سے ثابت رہے گا اور موت کا رفع جسمانی کے منافی نہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اور اگر رفعناہ مکاناً علیّاً میں صرف رفع روح مراد ہو جب بھی ہم کو مضر نہیں کیونکہ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ رفع روحانی میں اس کا استعمال نہیں آتا۔ اسی وجہ سے تحقیق قصہ ادریسؑ کی حاجت نہیں۔ ہمارا تو یہ قول ہے کہ دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے مگر چونکہ حضرت عیسیٰؑ کا مرفوع بالجسم اجماع سے ثابت ہے اس لئے ان کے قصہ میں اس معنی کو ترجیح ہے اور علی سبیل التنزل کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن میں بمعنی رفع الجسم نہ بھی لے تب بھی ہمارا دعوی رفع مع الجسم کا اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہو چکا ہے۔ اور چونکہ لفظ رفع بمعنی رفع مع المادۃ میں لغۃً مستعمل ہے، اس لئے نظیر کی حاجت نہیں اور تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہیں؛ قال تعالیٰ: رفع السّماوات بغیر عمدٍ

وقال تعالیٰ: رفع سمکھا

حدیث میں آیا ہے: قالت عائشہ ولقد کنا لنرفع الکراع۔ (ترمذی ج اول ص ۲۷۷)۔

اور حدیث حج عیسیٰ میں فرفعت امرأۃ ..... (ترمذی ج ا ص ۱۸۵)۔ دیکھئے یہ سب اشیاء مادی ہیں

جومع المادہ مرفوع ہوئیں۔

قادیانی ۔ لفظ نزول جو بحق مسیح احادیث میں وارد ہے وہ مراد آسمان سے اترنا نہیں ہے بلکہ پیدا ہونا مراد ہے جیسا کہ فرمایا خدا نے و انزلنا الحدید ۔کیا لوہا بھی آسمان سے اترا ہے۔یا لفظ انزلنا الکتاب میں مراد یہ ہے کہ قرآن آسمان سے اترا ہے اور کسی نے دیکھا ہے

مولانا تھانوی ۔گو نزول بھی دوسرے معانی میں حقیقتاً یا مجازاً مستعمل ہوتا ہے جس کا انکار نہیں، مگر نزول عیسیٰ کا یقیناً باعتبار معنی ظاہر متبادر کے ہے۔ اولاً حدیث مسلم باب ذکر الدجال میں ہے: فینزل (الی قولہ) بین مهروذتین واضعاً کفّیه علی اجنحة ملکین ۔ اگر بقول منکر نزول ، من السماء ، یہاں پیدائش کے معنی لئے جائیں تو استغفر اللہ حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ عیسیٰؑ دو رنگین کپڑے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے پھر افسوس کہ مدعی مسیحیت میں یہ صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ پس حدیث کے قرائن معنی متبادر کے تعیین کر رہے ہیں دوسرے اس معنی پر اجماع بھی ہے۔

قادیانی ۔آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے اور آنحضرت ﷺ اس جسم کثیف سے معراج کو نہیں گئے بلکہ معراج کشفی و نومی تھا اور حضرت عائشہ بھی جسمی معراج کی قائل نہ تھیں۔ اور وجہ یہ ہے کہ آسمان پر کرہ نار، یا، زمہریر ہے خاکی جسم کا جانا محال ہے بلکہ بڑے پہاڑوں پر جانے سے انسان نہیں زندہ رہ سکتا ہے۔

مولانا تھانوی ۔ بلاشک جا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اس سے پوچھنا چاہیے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے۔ اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہیے، کون سی دلیل عقلی نے اس کی نفی کی ہے؟ کون سی دلیل شرعی اس کا انکار کر رہی ہے؟ انشاء اللہ تعالی قیامت تک کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو سکے گی۔ اور اگر محال عادی ہے، تو مسلّم ،مگر یہ مفید نہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی امر کا امکان عقل سے ثابت ہو اور دلیل شرعی اور اس کے وقوع کی خبر دے اور اس کے وقوع کا اعتقاد واجب ہے۔ چنانچہ یہ امر بہت ہی ظاہر ہے پس جب اس میں کوئی استحالہ عقلی ہے نہیں اور دلیل شرعی اس کا اثبات کر رہی ہے تو واجب ہوگا کہ اس کو خرق عادت قرار دے کر اس کا اعتقاد کیا جائے۔اور ممکنات عقلیہ کی نسبت انّ اللّٰه علی کل شئی قدیر عقیدہ قطعیہ ہے۔ بلکہ میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ یہاں ممکن ہے کہ کوئی مانع عادی طبعی بھی نہ ہو، کیونکہ یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اگر آگ یا مثل اس کے کسی تیز چیز کے اندر سے بہت جلدی سے انگلی

کو بار بار نکالیں تو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اور فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں۔ پس ممکن ہے کہ جسم محمدی ﷺ وجسم عیسوی کو ان کرّوں سے نہایت سرعت وعجلت کے ساتھ نکال کر آسمان پر پہنچا دیا ہو اور بوجہ سرعت جسم کو کوئی گزند نہ پہنچا ہو، تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محال عادی پر قادر ہیں، جو چاہیں واقع کر دیں۔ زمہریر اور نار سب ان کے مسخر اور محکوم ہیں۔ جب اس کا امکان ثابت ہو گیا تو بلندی کشتی نوح کی تحقیق کی کچھ حاجت نہیں اور قول حضرت عائشہؓ کا یا بمقابلہ دیگر روایات صحیحہ موجود ہے یا تو دو واقعہ پر محمول ہے اور صریح دلیل، معراج کے جسمانی ہونے کی یہ ہے کہ منکرین نے اس کی کس شدت سے تکذیب کی۔ اگر روحانی یا نومی ہوتی، استعجاب و استبعاد کی کوئی وجہ نہ تھی۔ پھر حضور ﷺ خود فرما دیتے کہ اس میں استبعاد کیا ہے یہ تو نومی و روحانی ہے۔

قادیانی۔ مسیح کا آنا محال ہے کیونکہ اگر بحالت نبوت آئے تو خاتم النبیین کی آیت کا نقض ہے، اگر بلا نبوت آئے تو ان سے کیا قصور ہوا کہ نبوت سے معزول ہو گئے۔

مولانا تھانوی۔ اس مدعا کی تو تحقیق نہیں نہ تحقیق کی حاجت ہے، مگر حضرت عیسیٰؑ کا تابع شرع محمدی ہو کر تشریف لانا یقینی ہے، اور اس میں نہ ختم نبوت میں قدح لازم آتا ہے نہ حضرت عیسیٰؑ کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت نبی بھی ہوں گے اور تابع دوسرے نبی یعنی ہمارے حضور ﷺ کے تابع بھی ہوں گے۔ جس طرح حضرت ہارونؑ خود بھی نبی تھے اور شریعت میں حضرت موسیٰؑ کے تابع تھے۔ اور پھر بھی تابع ہونے سے معزول ہونا لازم نہیں آیا۔ البتہ اگر حضرت عیسیٰؑ اس وقت خود صاحب شریعت مستقلہ ہوتے تو حضور ﷺ کی شریعت کا منسوخ ہونا اور اگر حضرت عیسیٰؑ کو اس وقت نبوت عطا ہوتی اور پہلے زمانہ میں نبوت نہ مل چکتی، تو حضور پر نبوت کا ختم نہ ہونا بے شک لازم آتا۔ مگر جب ایسا نہیں ہے بلکہ ایک ایسے نبی جن کو حضور ﷺ کے زمانہ سے پہلے نبوت مل چکی ہے، حضور ﷺ کے تابع شرع ہو کر آویں گے تو اس صورت میں نہ حضور ﷺ کی ابدیت شریعت میں کوئی خلل ہوا اور نہ ختم نبوت میں کوئی قدح ہوا۔ اور اگر صرف اتباع کا نام معزولی ہے تو حدیث میں صاف تصریح ہے: لو کان موسی حیّا لما وسعہ الّا اتباعی۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)۔ اس بنا پر معنی حدیث کے یہ ہونا چاہیے کہ اگر موسی میرے وقت میں زندہ ہوتے تو نبوت سے معزول ہو جاتے۔ پس یہی سوال ہم کرتے ہیں کہ اس صورت میں حضرت موسیٰؑ کی کیا خطا تھی جو وہ نبوت سے معزول کر دیئے گئے۔

قادیانی ۔آیت و ان من اھل الکتاب الّا لیومننّ بہ قبل موتہ ۔ میں ہر دوضمائر میں ایک ضمیر اول میں قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ مراد ہیں ۔اور ضمیر دوم میں ایک کتابی ۔ چنانچہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ ہر ایک کتابی وقت موت خود مسیح پر ایمان لے آتا ہے ۔پس ضمیر ہ کی مسیح کی طرف پھیرنا اور قیامت کو صیغہ مستقبل بنانا غلطی ہے ۔

مولانا تھانوی ۔ اس ضمیر میں کئی قول ہیں چونکہ ہمارا مدار استدلال اس پر نہیں ہے اس لئے ہماری طرف سے گنجائش ہے جس قول کو چاہے کوئی اختیار کرلے ہمارا کچھ ضرر نہیں ۔ اگر حضرت عیسی کی طرف ضمیر راجع ہو، تب تو ظاہر ہے کہ ہم کو مفید ہے ہی ، اور اگر کتابی کی طرف ہو تو حیات موت عیسی اس آیت میں مسکوت عنہا ہوگی ۔سو ہمارے پاس دوسرے دلائل موجود ہیں اس لئے ایک جگہ مسکوت عنہا ہونا ہم کو مضر نہیں ۔

قادیانی ۔آیت قد خلت من قبلہ الرّسل ..صاف دلالت وفات مسیح پر ہے کیونکہ لفظ خلا بمعنی موت ہے ۔اگر گزرنا معنی لئے جاویں تو وہ گزرنا مراد ہے جو پھر واپس نہ آوے، جیسا کہ مرنا ہے کہ پھر کوئی نہیں آیا ۔

مولانا تھانوی ۔ خلا بمعنی مطلق مضی ہے ۔نہ حیات اس کے مفہوم کا جزو ہے نہ موت ۔قرینہ مقام سے جیسے مضی مناسب ہوں گے مراد لے لی جائے گی ۔ خواہ وہ مضی بالموت ہو یا مع الحیوۃ ۔ پس خلت کو بالتعیین بمعنی ماتت لینے کی کوئی دلیل نہیں ۔ رہا یہ امر کہ کوئی ایسی نظیر ہو جس میں حیات کے ساتھ استعمال خلت کا آیا ہو ۔ قبل ازیں اس کا جواب ہو چکا ہے کہ بعد اثبات حجت استعمال کے نظیر پیش کرنے کی حاجت نہیں مگر ہم تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہیں قال اللہ تعالی : و ان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیر ۔

فی الصراح ای مضی و ارسل ۔

گو دلیل خارجی سے نذیر کا میت ہونا معلوم ہوا ہے مگر جو مقصود ہے اس کلام سے کہ کوئی امت بلانذیر نہیں ۔یہی جیسا صاحب صراح نے مضی کی تفسیر ارسل سے کرکے اس کی تصریح کردی ، اس مقصود میں خلا کا صدق حیوۃ فاعل خلا کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ حالت موت میں مرسل ہونے کے کوئی معنی نہیں جیسا ظاہر ہے ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ جتنی امتیں ہوئی ہیں سب میں ایک ایک نذیر مرچکا ہے ۔سو اس کا مخالف مقصود قرآنی ہونا ظاہر ہے اور اگر قد خلت کو بمعنی قد ماتت ہی لے لیا جائے تب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہیں کیونکہ موت اور رفع

الجسم میں منافاۃ نہ ہونا اوپر محقق ہو چکا۔

قادیانی ۔ مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۸۶ میں قول مالک مات بحق مسیح لکھا ہے اور امام ابن قیم اور ابن تیمیہ، مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔

مولانا تھانوی ۔ ہم کو تحقیق حوالہ و تحقیق مذہب ابن تیمیہ و ابن القیم کی حاجت نہیں کیونکہ تسلیم موت میں بھی منکر رفع جسمانی کو کوئی نفع نہیں جیسا کہ کئی بار گذر چکا۔ اور اگر کسی کے کلام میں رفع جسمانی کی نفی مصرح ہو بوجہ خلاف اجماع ہونے کے قابل قبول نہیں۔

قادیانی ۔ قرآن شریف میں ۲۳ جگہ وفات یعنی توفّی بمعنی موت ہے اور انّی متوفّیک میں صاف ظاہر ہے کہ معنی، میں ماردونگا ہے۔ نہ مراد، لینا ہے۔ اور کہیں قرآن یا حدیث یا قول صحابہ یا محاورہ عرب میں توفی بمعنی رفع لینا نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں خدا فاعل اور ذی روح مفعول اور فعل توفّی ہو وہاں صرف قبض روح اور جسم بیکار چھوڑ دینا ہے۔ ایسے موقع پر کہیں سوائے قبض روح اور مراد نہیں ہے۔

مولانا تھانوی ۔ جب آیت هو الّذی یتوفکم باللیل (الانعام)۔ میں غیر موت میں (توفّی) کا استعمال ثابت ہے تو اور نظائر کی کیا ضرورت ہے؟ ورنہ مثل اس نظیر کے اور نظائر کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سب نظائر کے سوا اور کوئی نظیر بھی ہے؟ بلکہ میں کہتا ہوں کہ بعد اثبات حجت استعمال کے ایک نظیر کی بھی حاجت نہیں ہے اور صحت استعمال لغت سے ثابت ہے۔ توفّی کے معنی، تمام گرفتن حق، لکھا ہے نیز مجمع البحار میں ہے: متوفّیک و رافعک علی التّقدیم و التّاخیر و قد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بموت

قادیانی ۔ آیت فیها تحیون و فیها تموتون و منها تخرجون سے صاف مراد ہے کہ انسان زمین پر ہی رہے گا نہ آسمان پر۔ اگر آسمان پر جانا مسیح کا مانا جائے تو یہ آیت مخالف ہے۔

مولانا تھانوی ۔ اگر دلیل حصر بجز تقدیم معمول کے اور کچھ ہے تو ظاہر کرنا چاہیے اور اگر معمول کی تقدیم دلیل ہے تو استدلال غلط ہے کیونکہ تقدیم کے اور فوائد بھی اہل بلاغت نے ذکر کئے ہیں۔ پس اس کی کیا دلیل ہے کہ یہاں حصر کے لئے ہی ممکن ہے اور بلکہ واقعی بھی (یہی) ہے کہ یہاں تقدیم اہتمام شان کے لئے ہے چونکہ مقام ذکر معائنہ حضرت آدم کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تمہارے لئے اجزائے اکل شجرہ میں ملکوت سے بعد (دوری) ہو گیا اور بجائے اس کے زمین

سے تعلق و تلبس ہو گیا۔ پس اس مقام پر مناسب تھا کہ زمین کے ذکر کو مقدم کیا جاتا، حیات میں بھی، موت میں بھی، دوبارہ خروج میں بھی، تاکہ جمیع احوال میں تلبس بالارض مؤکد ہو جائے۔ پس اس کو حصر پر کوئی دلالت نہیں اور قرآن مجید میں ایسی تقدیم بہت مواقع پر ہے قال اللہ تعالیٰ: انّ اللہ بما تعملون بصیر اور ظاہر ہے کہ یہاں حصر کے معنی محض باطل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ غیر اعمال مخاطبین پر بصیر نہ ہو۔ نعوذ باللہ۔ پس جب حصر پر کوئی دلیل نہیں پھر حصر پر کسی حکم کو مبنی کرنا کس طرح درست ہوگا؟ بلکہ میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ آیت فیھا تحیو ن ... الخ، میں اگر حصر مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ انسان کی حیات جنت میں بھی نہ ہو کیونکہ جنت زمین سے خارج ہے، حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہوسکتا۔

اگر کہا جائے کہ اس حصر سے زمان آخرت مستثنیٰ ہے ہم کہیں گے کہ مکان آخرت بھی مستثنیٰ ہے۔ آسمان مکان آخرت میں داخل ہے۔ پس جو شخص مکان آخرت میں ہو اس کی حیات غیر ارض پر ہوسکتی ہے اور یہی جواب ہے و لکم فی الارض مستقرّ سے استدلال کرنے کا۔ مزید براں یہ ہے کہ اگر فی الارض کی تقدیم حصر کے لئے ہے تو لکم کی تقدیم بھی مفید حصر ہونا چاہیے جس سے یہ لازم آوے گا کہ بجز انسانی اور کوئی مخلوق زمین پر نہیں رہتی، اور بطلان اس کا ظاہر ہے۔

مولانا قادیانی ۔ آیت و اوصانی بالصّلوۃ و الزکوۃ ۔ و کانا یاکلان الطعام ۔ وغیرہ میں صاف ہے کہ انسان بلا غذا نہیں رہ سکتا۔ پس مسیح آسمان پر کس طرح قائم ہو گئے اور زکوۃ آسمان پر کس کو دیتے ہوں گے؟

تھانوی ۔ زکوۃ سے مراد اگر یہی زکوۃ بالمعنی المشہور ہو تب بھی کچھ اشکال نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ آسمان پر کس کو دیتے ہوں گے محض، پادر ہوا، ہے کیونکہ زمین پر رہتے بھی یہ حکم ایسا نہیں جو کسی عارض سے ساقط نہ ہو جاوے۔ مثلاً مامور بالزکوۃ کے پاس مال نہ رہے، اب وہ مامور نہ رہے گا اور کوئی امر مانع وجوب پایا جائے وجوب نہ رہے گا۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ منجملہ شرائط وجوب زکوۃ یہ بھی ہے کہ وہ شخص زمین پر رہتا ہو اور مالدار ہو، چونکہ حضرت عیسی آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں ان کے پاس مال بھی نہیں اس لئے شرط وجوب مفقود ہوگی۔ پس مشروط یعنی وجوب بھی ساقط ہو گیا۔ پس اوصانی بالزکوۃ کے معنی یہ ہوں گے کہ اوصانی بشرط اجتماع الشرائط و ارتفاع الموانع ۔ جیسا کہ جمیع احکام میں بالاجماع یہی دونوں قیدیں معتبر ہوتی ہیں۔ اور حضرات

انبیاء پر زکوۃ واجب ہونے نہ ہونے کی تحقیق کی حاجت نہیں۔ اگر ان پر واجب نہ ہونا ثابت بھی ہو جاوے تو اوصانی بالزکوۃ کے معنی ہوں گے اوصانی بان آمر امتی بالزکوۃ۔

و یا کلان الطعام سے یہ استدلال کرنا کہ بلا غذا انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور اس سے حیات عیسویہ کو آسمان پر ممتنع کہنا نہایت ہی غلطی ہے۔ اس آیت میں صرف ان کے اکل طعام سے ان کے ابطال الوہیت پر استدلال کیا ہے، جس کا عمر بھر میں ایک بار بھی متحقق ہو جانا استدلال کے لئے کافی ہے کیونکہ اکل طعام دلیل احتیاج کی ہے اور وہ دلیل حدوث کی ہے اور وہ نافی ہے وجوب کے، جو الوہیت کے لئے لازم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک بار کے اکل طعام سے بھی حدوث ثابت ہو جاوے گا۔ اور حادث کا واجب بالذات ہونا ممکن ہی نہیں۔ اسلئے ایک فرد بھی اکل طعام کی استدلال کے لئے کافی ہوگی۔ یہ حاصل ہے آیت کا۔

پس مقصود آیت کا جب ایک بار کے اکل طعام سے بھی حاصل ہوسکتا ہے تو دوام پر آیت کی دلالت کہاں ہے؟ جب آیت دوام اکل طعام پر دلالت نہیں کرتی تو ضرورت اکل طعام پر تو کب دلالت کرسکتی ہے۔ جیسا کہ عقلاء پر ظاہر ہے۔ پھر آیت سے امتناع حیات بدون غذا کا حکم کرنا، جو موقوف ہے اثبات ضرورت اکل طعام پر، کب صحیح ہوگا۔ پس یہ دعوی محض غلط ہوا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا غذا انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوسرے کانا دوام کے لئے ضروری الدلالۃ بھی نہیں جیسا کہ اہل عربیت پر ظاہر ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر دوام کے لئے مان بھی لیا جائے تو باعتبار زمان ماضی کے اور اس میں زمان سکونت ارض کے اعتبار سے دوام ہوسکتا ہے۔ پس آسمان پر غذا کی ضرورت یا دوام کی کیا دلیل ہے۔

اگر کوئی آیت سے قطع نظر کر کے باعتبار اقتضائے مزاج انسانی کے دعوی کرے کہ بدون غذا کے حیات ممتنع ہے تو جواب دیا جاوے گا کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ امتناع عقلی یا شرعی تو ہے نہیں، صرف عادی ہے، سو اللہ تعالی کو ہر طرح کی قدرت ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالی اقتضاء مزاج کو بدل ڈالیں کہ غذا کی حاجت نہ رہے۔ دنیا میں جب ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر بعض مقتضیات مزاجیہ بدل جاتے ہیں تو آسمان وزمین کے خواص میں تو بہت فرق ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ حضرت قتادہ کا قول روح المعانی میں منقول ہے:

رفع اللّٰہ تعالی عیسی فکساہ الریش و .... و قطع عنہ لفظ المطعم والمشرب فطار مع الملائکۃ۔

بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ خروج دجال میں اہل ایمان کو کل کو یا بعض کو بجائے غذا کے ذکر اللہ کافی ہو جایا کرے گا۔ مشکوٰۃ ص ۴۷۷ باب العلامات بین یدی الساعۃ ذکر الدجال میں ہے:

قال ﷺ ما یجزیھم ما یجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس

اور اگر بدون غذا کے زندہ رہنا سمجھ میں نہیں آتا تو ہم کہیں گے کہ کیا آسمان پر اللہ تعالیٰ غذا نہیں دے سکتے۔ اگر جنت کے میوے کھلا دیتے ہوں تو کیا مشکل ہے؟

قادیانی۔ مسیح فوت ہو گئے اور جو فوت ہو جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آتا یہ سنت اللہ ہے غیر متغیر و متبدل اور حضرت عزیر کا زندہ ہونا واقعی نہ تھا اور دیگر مردمان کا زندہ ہونا، مراد وہاں موت سے غشی ہے نہ حقیقی موت۔

مولانا تھانوی۔ جن قصص میں مردوں کا زندہ ہونا قرآن مجید میں آیا ہے ان الفاظ کے حقیقی معنی تو یہی ہیں کہ بے جان سے جاندار کر دیئے گئے۔ موت کو غشی پر اور احیاء کو ازالہ غشی پر محمول کرنا مجاز ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک حقیقی معنی کے تعذر کی کوئی وجہ نہ ہو اس وقت تک مجاز پر عمل کرنا درست نہیں، لہذا یہ تاویل یقیناً باطل ہے اور اگر بلا دلیل سے ایسے احتمالات کا اعتبار کیا جاوے تو حشر و نشر میں بھی ایسی تاویلیں ہو سکتی ہیں جیسا ملحدین نے کیا ہے۔ پس جیسا ملحدین کے شبہ کو اسی قاعدہ اصالۃً معنی حقیقی سے باطل کیا جاتا ہے تو اسی قاعدہ پر یہاں بھی عمل ضروری ہے کیونکہ دونوں جگہ لفظ احیاء اور اماتت آیا ہے۔ البتہ جہاں کوئی دلیل ترک معنی حقیقی کی ہو وہاں مجاز لینے میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن جہاں کوئی قرینہ مانعہ معنی حقیقی سے نہ ہو وہاں کوئی وجہ نہیں کہ معنی مجازی لئے جاویں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہاں دلیل قائم ہے معنی حقیقی نہ لینے کی، وہ یہ کہ سنت اللہ جاری ہے کہ مر کر کوئی زندہ نہیں ہوتا و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلاً۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر سنت اللّٰہ کی تبدیلی کے یہ معنی ہوں تو پھر قیامت میں مردوں کو زندہ کرنا تو سب سے بڑھ کر سنت اللّٰہ کی تبدیلی ہے کیونکہ اس کی قبل تک تو یہی سنت چلی آتی تھی کہ سب مردہ تھے بلکہ قبل قیام ساعت تو یہ سنت اس قدر پرانی نہیں ہوئی جس قدر قیام ساعت تک پرانی ہو جاوے گی۔ پس اگر اس روز اس سنت اقدم کی تبدیل ہو گی تو اس وقت تو اقدم بھی نہیں ہوئی صرف سنت قدیمہ ہی کے تبدیل ہے۔ جب اقدم میں تبدیل جائز ہے تو قدیمہ میں تو بدرجہ اولی جائز جاننا چاہیے۔ اور لیجئے عالم اہل حق کے نزدیک حادث بالزمان ہی قبل حدوث ایک غیر متناہی مدت

اس عدم پر گذر گئی اور یہ معدوم رکھنا سنت اللہ ہے ۔ پس عالم کو پیدا کر کے اس سنت اللہ کو کیسے بدل دیا گیا ۔ اور پھر پیدا کرنے کے بعد جب اس کا ثبوت مظہر سنت اللہ ہو گیا پھر موت مسلط کر کے اس سنت کو کیسے بدل دیا جاتا ہے ۔ غرض یہ چند بار تبدیل سنت اللہ کیسے واقع ہوا اس پر اگر یوں کہا جائے کہ یہ مجموعہ حالات کا من حیث المجموع سنت اللہ ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوئی ۔ ہم کہیں گے اسی طرح اکثر مردوں کو دنیا میں زندہ نہ کرنا اور کسی کسی مردے کو زندہ کر دینا یہ مجموعہ بھی سنت اللہ ہے ۔ پس کسی کسی کا زندہ کرنا موجب تبدیل سنت اللہ نہیں ہوا ۔ اصل یہ ہے کہ آیت کے یہ معنی نہیں کہ ہم خود بھی اپنے طریقہ کو نہیں بدلتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی اور شخص اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ ہمارے طریقہ کو بدل سکے ۔ جیسے ارشاد ہوا ہے لا مبدّل لکلمات ۔ اور اگر تبدیل کا فاعل اللہ تعالی ہی کو مانا جاوے تو سنت سے مراد سنت قولیہ یعنی وعدہ قولی ہے اس میں وہ خود بھی تبدیل نہیں فرماتے ۔ اور اس تمام تر تقریر کی اس وقت ضرورت ہے جب وفات مسیح کو مان لیا جاوے اور بھی اس میں گنجائش کلام ہے جیسا کہ تفسیر متوفّیک کے ضمن میں معلوم ہوا ہے ۔

قادیانی ۔ مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت سے سو برس کے اندر جس قدر نفوس زندہ ہیں وہ مر جاویں گے ۔ اگر بقول مسلمانان ، مسیح زندہ بھی تھے تو اس حدیث سے مر گئے ۔

مولانا تھانوی ۔ یہ حدیث اہل ارض کے باب میں ہے نہ کہ اہل سماء کے بارہ میں ۔ چنانچہ حدیث میں علی ظهر الارض ، کی قید صاف مذکور ہے اور اہل ارض میں سے بھی باعتبار اکثر کے فرمایا ہے ورنہ خود ابلیس بھی ایک نفس منفوسہ ہے ، خود اب تک زندہ ہے ۔ مقصود اصلی اس حدیث کا یہ فرمانا ہے کہ ایک صدی کے بعد یہ قرن گزر کر دوسرا قرن لگ جاوے گا اور زمانہ کا نیا رنگ ہو جاوے گا کہ بعض لوگ اس قرن کے زندہ بھی رہیں ، چنانچہ راوی حدیث ابن عمرؓ نے خود یہی تفسیر کی ہے ۔ رواہ البخاری ۔ پس حضرت عیسیٰؑ چونکہ وقت ارشاد اس حدیث کے اہل سماء میں سے ہیں اس لئے وہ اس حدیث میں داخل ہی نہیں ۔ اور اگر زبردستی باعتبار ما کان کے ان کو علی ظهر الارض مانا جاوے تو دوسرا جواب دے دیا جاوے گا کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے ہے ، نہ باعتبار کل کے ۔ اور بعد ان جوابوں کے حیات خضر واصحاب کہف وقصص جن کی تحقیق کی حاجت نہیں کیونکہ یہ سب نظائر ہوں گے اور ہر واقعہ کے لئے اگر نظیر کی ضرورت ہو تو وہ نظیر بھی ایک واقعہ ہوگا ۔ اس قاعدہ کے موافق اور اس کیلئے ایک اور نظیر چاہیے ۔ اس طرح اس میں بھی کلام ہوگا ۔

پس یا تو سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوگا تو تسلسل محال لازم آوے گا اور اگر کہیں ختم ہوگا تو وہ واقعہ بلانظیر مان لیا جاوے گا تو وہ قاعدہ غلط ہوگا۔

قادیانی۔ حدیث میں ہے کہ میری امت کی عمر بہت کم ہوگی۔ اگر بقول مولویان مسیح زندہ ہیں تو اس وقت دو ہزار برس کی ان کی عمر ہوگی اور یہ خلاف ہے کیونکہ مسلمان، مسیح کو امتی بھی آنحضرت ﷺ کا مانتے ہیں۔

مولانا تھانوی۔ اس قسم کی حدیثوں میں حضرت عیسیٰؑ داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ اس ارشاد کے وقت وہ حضور ﷺ کی امت میں داخل نہیں ہوئے جو اس حدیث میں داخل کئے جاویں۔ اور جب امتی ہو کر تشریف لاویں گے تو بمقتضائے ان احادیث کے معمولی عمر کے بعد وفات فرمائیں گے۔ دوسرے یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے کیونکہ بعض روایات میں ما بین ستّین الی سبعین آیا ہے حالانکہ مشاہدہ ہے کہ بعض آدمیوں کی عمر اس مدت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بہر حال ان احادیث سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اثبات سخت مغالطہ ہے۔

قادیانی۔ نبی کے معنی خبر دہندہ ہے ... باب وحی و نبوت من کل الوجوہ بند نہیں ہوا۔ البتہ نبی صاحب شریعت کا خاتمہ ہے۔ بطور ظلیت محمدی ﷺ کے جزوی نبی اس امت میں ہوتے رہیں گے۔

مولانا تھانوی۔ اس کی تحقیق قبل ازیں (جواب چہارم میں) گذر چکی۔

کرم خان۔ اگر جناب کے پاس انجیل برنباس کی ہووے تو اس میں سنا ہے کہ حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر جانے اور پھر آنے اور آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کا ذکر درج ہے، یہ تحریر فرماویں۔

مولانا تھانوی۔ انجیل نہ میرے پاس ہے نہ بعد اقامۃ دلائل شرعیہ اس سے تحقیق کرنے کی حاجت ہے۔

کرم خان۔ آیت: ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم و امّہ و من فی الارض جمیعاً میں صاف حیات مسیح نکلتی ہے۔ مگر لفظ امہ کی کیا توجیہ ہے؟ کیونکہ نزول آیت کے وقت حضرت مریم فوت شدہ تھیں۔

مولانا تھانوی۔ ہمارا مدار استدلال یہ نہیں لہذا اس غرض سے توجیہ کی حاجت نہیں گو تحقیق تفسیر کے مقام میں توجیہ کی جائے جس کا ذکر کرنا یہاں ضروری نہیں۔

کرم خان ۔ سنا ہے محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں ایک حدیث ابن عمرؓ سے ایک حواری مسیح کا قصہ صعود ونزول مسیح میں لکھا ہے اور وہی روایت کتاب ازالۃ الخفاء حضرت شاہ ولی اللہ میں بھی ہے۔ ان کی صحت تحریر فرمایئے کہ کہاں ہے اور ازالۃ الخفاء میں کیا عبارت ہے اور سنا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے اس حدیث کی صحت کشفی طور پر کی ہے۔

مولانا تھانوی ۔ مجھ کو تحقیق نہیں نہ تحقیق کی حاجت۔ فی طلعته الشمس ما نعینیک عن زحل

کرم خان ۔ بوقت وفات جناب سرور کائنات روحی فداہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو مردہ کہے گا میں ماروں گا۔ اور فرماتے تھے کہ محمد ﷺ نہیں مرے بلکہ رفع کما رفع عیسی ۔ یعنی عیسیٰؑ کی طرح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ پھر صدیق اکبر نے خطبہ پڑھا اور سمجھایا۔ یہ پورا قصہ کہاں ہے اور یہ الفاظ رفع کما رفع عیسی ، ہیں یا کیا ہیں۔

مولانا تھانوی ۔ یہ الفاظ مجھ کو یاد نہیں۔ اگر ہوں تو تشبیہ مطلق رفع میں ہے گو مشبہ میں رفع روحانی ہو اور مشبہ بہ میں رفع جسمانی مع الروح ہو۔ صحت تشبیہ کیلئے ادنی مشارکت کافی ہے البتہ بخاری میں یہ الفاظ پیش نظر ہیں و لیبعثنه اللّٰه سواس میں کوئی امر قابل بحث ہی نہیں

کرم خان ۔ حضرت مہدی کا بعد اختلاف اس کے کہ وہ بنی ہاشم سے ہوں گے یا کسی اور قوم سے، قول فیصل اور اکثر کیا ہے۔

مولانا تھانوی ۔ احادیث میں امام مہدی کی نسبت من اهل بیتی و من عترتی و من اولاد فاطمة منصوص ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ بنی ہاشم سے ہیں۔

کرم خان ۔ مرزا: لا مهدی الّا عیسی ، و امامکم منکم ، کی احادیث سے کہتا ہے کہ مہدی کوئی نہیں ہوگا فقط مسیح ہوگا چنانچہ میں مسیح ہوں۔ اس کی کیا توجیہ ہے ۔

مولانا قادیانی ۔ چونکہ احادیث سے قطعاً تغائر وتمائز حضرت عیسی وحضرت مہدی کا ثابت ہے اور نیز اجماع اس پر منعقد ہے اسلئے حدیث لا مهدی الّا عیسی ضعیف و نا قابل حجت ہے، صحیح ہوتی تو تب بھی ماول ہے۔ علماء نے چند تاویلیں ذکر کی ہیں جو مناسب معلوم ہو اختیار کر لینا جائز ہے۔ میرے نزدیک توجیہ حدیث کی یہ ہے کہ یہ ترکیب مستعمل ہوتی ہے کمال تشابہ کیلئے ۔ پس مطلب یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں باعتبار صفات کمال کے ایسا تشابہ ہوگا کہ گویا مہدی عین عیسی ہیں جیسا کسی کا شعر ہے :

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور امامکم منکم میں امام سے مراد حضرت مہدی ہیں اور اس سے قبل اس حدیث میں یہ ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم۔ ،اور اما مکم منکم مبتداء خبر مل کر حال واقع ہوگا۔ اس میں تو کوئی وجہ شبہ اتحاد کی بھی نہیں بلکہ مطلب صاف ہے کہ عیسی ایسی حالت میں آویں گے جب کہ تم میں مہدی بھی موجود ہوں گے۔ غرض کسی حدیث سے دونوں کا ایک ہونا ثابت نہیں۔ رہا اپنی نسبت دعوی کرنا، اس کے متعلق خاتمہ ملاحظہ کیا جائے۔

کرم خان۔ بخاری شریف میں عامر بن فہیرہ کا بئر معونہ کے دن مقتول ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان پر اٹھ جانا درج ہے۔ ایک کتاب میں دیکھا ہے۔ امید ہے کہ اس کی صحت باب بخاری وغیرہ سے پتہ دیں اور یہ بھی ثبوت دیں کہ انسان کا آسمان پر جانا ممکن ہے یا نہیں۔ کتاب شرح الصدور صفحہ ۱۷۴ کا حوالہ بھی لکھا ہے بابت؟؟ بن عدی کے۔

مولانا تھانوی۔ بخاری جلد ثانی ص ۵۸۷ میں اس قصہ کے یہ الفاظ ہیں۔

قال لقد رأیته بعد ما قتل رفع الی السّماء حتّی انی لا نظر الی السّماء بینه و بین الارض ثمّ وضع

اس میں رفع مع الجسم کی تصریح ہے۔ اور شرح الصدور میرے پاس نہیں ہے نہ اس میں تحقیق کرنے کی حاجت، اور ممکنات کے ثبوت کا قاعدہ وطریقہ قبل ازیں (جواب ہفتم میں) مذکور ہو چکا ہے۔ اور استحالہ کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

کرم خان۔ اور ایک امر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیحؑ اور حضرت حسینؓ و علیؓ کے اوپر طعن و تشنیع بہت کیا ہے اور آخر میں یہ فقرہ لکھ دیتا ہے کہ میں نے تو اپنے عیسیؑ کو جو نبی تھے یا حضرت حسینؓ و علیؓ کو جو ہمارے ہیں، نہیں کہا ہے بلکہ عیسائیوں کے مسیح کو جس نے خدائی کا دعوی کیا ہے اور جس کا قرآن میں ذکر نہیں ہے کہا ہے اور شیعوں کے حسین اور علی کو کہا ہے۔ چونکہ عیسائیوں نے ہمارے حضرت کو اور شیعوں نے ہمارے خلفائے ثلاثہ کو بہت برا کہا ہے اس وجہ سے ہم نے بھی ان کے مسلّمہ وموضوعہ بصفات موصوفہ بخیال ان کے، کو کہا ہے۔ آیا ایسا پیرایہ اور حیلہ کر کے حضرت حسین، مسیح اور علی پر کسی قدر حملہ جائز ہے؟ یا قطعی ناجائز ہے۔ اگر کوئی الزام ان پر دیا جائے تو اس کی کیا صورت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں بحق مسیح علمائے

سلف و خلف نے ایسا حملہ کیا ہے اور علمائے اہل سنت نے بمقابلہ شیعان کے برتاؤ کیا ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔

مولانا تھانوی۔ گومناظرین کی ایسی عادت ہے مگر قرآن مجید کی ایک آیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر قبیح ہے۔ وہ آیت یہ ہے: لقد سمع اللّٰہ قول الّذین قالوا انّ اللّٰہ فقیر و نحن اغنیاء ۔(آل عمران: ۱۸۱)۔

اس کا شان نزول مفسرین میں مشہور ہے کہ حضور ﷺ نے صدقات کی ترغیب فرمائی تھی جس پر یہود نے یہ بات کہی۔ یہ یقینی ہے کہ ان کا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ محض الزام کے طور پر کہا تھا کہ حضور ﷺ کی ترغیب سے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا حاجت مند ہونا لازم آتا ہے۔ مگر انہوں نے اس قضیہ شرطیہ کو صورۃ حملیہ میں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقبیح فرمائی۔ گو اس کا بطور قضیہ شرطیہ کے کہنا بھی وجہ لزوم تکذیب حضور ﷺ کے قابل تقبیح ہے مگر اس مقام پر اس کا ذکر نہیں فرمایا صرف امر اول کی تقبیح پر اکتفاء فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا پیرایہ قبیح ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا، تو اس کی تاویل کریں گے کہ مقصود الزام ہے اور کہیں گے کہ انہوں نے آیت میں غور نہیں کیا ہوگا۔ اور خاص کر جب یہ کہنا مخالفین کی زبان سے اپنے بزرگوں کو برا بھلا کہنے کا سبب بن جاوے، اس صورت میں تو دوسری وجہ بھی ممنوع ہونے کی پائی جاوے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: و لا تسبّو الّذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبّوا اللّٰہ عدواً بغیر علم ..(انعام): اور سلف کے کلام میں ایسے عنوانات نظر سے نہیں گذرے۔

کرم خان۔ چونکہ بعض اوقات بعض مسلمان کہہ دیا کرتے ہیں کہ مرزا کلمہ گو ہے اور اس کو برا نہ کہو اور خاص کر صوفی المشرب میں تو برا کسی کو کہنا ہی نہیں آیا ہے۔ اس میں حضور کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ مرزا مدعی نبوت و رسالت و مہدویت و مسیحیت وغیرہ ہے اور ظاہراً مرزا اہانت انبیاء و علماء کی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔ علماء کی مواہیر اس کے ضال و مضل و بعض مکفر وغیرہ ثبت ہیں۔

مولانا تھانوی۔ بلاضرورت تو کسی کو برا بھلا کہنا واقعی برا ہے گو وہ شخص برا ہی کیوں نہ ہو لیکن جب بندگان خدا کے دین اور عقیدہ کی حفاظت مقصود ہو ایسے وقت واجب ہے کہ جس شخص کی وجہ سے دین میں فتنہ ہوتا ہو اس کی غلطیوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرے۔ البتہ سبّ و شتم فضول حرکت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ ولا تجادلوا اھل الکتاب الّا بالّتی ھی احسن (عنکبوت:

۴۶) پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: و قل لّعبادی یقولوا الّتی ھی ا حسن ۔ انّ الشّیطان ینزغ بینهم ۔(بنی اسرائیل :۵۳)

اب ہم اس مقام پر مناسب سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی بعض عبارات مع حوالہ نقل کریں ۔ ناظرین اگر اہل علم وفہم ہیں تو خود، ورنہ علماء محققین کے روبرو ان کو پیش کر کے تحقیق کر لیں کہ ایسے اقوال کا شریعت میں کیا اثر اور قائل کا کیا حکم ہے؟

۱۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے ۔(دافع البلاء۔ص۲۰)

۲۔اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے ۔گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے تھے ... اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ تھا.... جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کی رفع دفع کرنے کیلئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے ۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۸)

اور ازالہ اوہام صفحہ۳ پر لکھا ہے کہ :

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔

اور بھی اس قسم کے اقوال ہیں جو ان کے اور ان کے مریدوں کی تالیفات میں نظر پڑتے ہیں ۔ اللهم اعذنا من کل قول او عمل لا یرضیک ۔

 کرم خان ۔حضرت الیاسؑ یعنی ادریسؑ کے نزول کا صحیح حوالہ تحریر فرمائیں۔

 مولانا تھانوی ۔ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہیں اس لئے کچھ حاجت نہیں۔

کرم خان ۔ اور حضرت عزیرؑ کے دوبارہ شہر میں آنے کا اور توریت پھر لکھنے یا صحیح کرنے کا قصہ جو مشہور ہے اس کا پتہ صحیح کیا ہے۔

مولانا تھانوی۔ قرآن مجید میں بعد قصہ مناظرہ حضرت ابراہیم کے ایک قصہ مذکور ہے جس میں صاحب قصہ کا مرجانا پھر بعد سو برس کے زندہ ہونا صراحۃً مذکور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صاحب قصہ حضرت عزیزؑ ہیں۔ غرض صاحب قصہ کوئی ہو، حیات بعد موت ثابت ہے اور حفظ توریت وغیرہ کے قصہ کی تحقیق کی حاجت نہیں۔

کرم خان ۔ اگر کسی مردہ کا زندہ ہونا کسی اولیاء اللہ سے بصحت کتاب معتبر ہو تو تحریر فرمائیں

مولانا تھانوی ۔ کچھ حاجت نہیں۔

سوالات کا جواب دینے کے بعد خاتمہ میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ مشترکہ اس باب میں صرف اس قدر ہے کہ حضرت عیسی مع الجسم مرفوع الی السماء ہوئے اور پھر مع الجسم آسمان سے نزول فرمائیں گے، مثل دیگر اموات کے میت ومقبور نہیں ہوئے۔ اب اس رفع ونزول کے درمیان کی حالت کو کوئی شخص خواہ حیات کہے یا موت کہے یا حیات بعد الموت کہے، اس کو اختیار ہے، کوئی شق اصل مدعا میں قادح نہیں۔ اس بنا پر اگر آیات متضمنہ لفظ توفّی و خلت وغیرہ کو معنی موت پر بھی محمول کر لیا جائے تو مدعائے مذکور میں مضر نہیں۔ چنانچہ چند جگہ بضمن اجوبہ اسئلہ میں اس کا مذکور ہو چکا ہے۔ اس حالت کو یا اصطلاحی طور پر موت کہا جائے گا یا تشبیہ کے طور پر جیسا کہ بعض مفسرین نے توفّی کے معنی میں لکھا ہے: السّابع انّی متوفّیک ای اجعلک کالمتوفّی لانّہ اذا رفع الی السّماء وانقطع خبرہ عن الارض کان کالمتوفی ۔ کبیر۔

اور حاصل دعوی مرزا غلام احمد قادیانی کا دو امر ہیں۔ ایک دعوی مسیح ہونے کا۔ دوسری دعوی مہدی ہونے کا۔ اور ان دونوں دعووں پر دو دلیلیں قائم کرتے ہیں۔ ایک تفصیلی دوسری اجمالی تفصیلی دلیل دونوں دعووں پر جدا جدا اس طرح ہے کہ دعوی اولی کی بنا یہ مقدمات ہیں:

نمبر ۱۔ حضرت عیسیٰؑ کا انتقال ہو گیا۔ ۲۔ بعد وفاۃ پھر کوئی زندہ نہیں ہو سکتا۔ ۳۔ پس احادیث نزول میں عیسی مجازی مراد ہے اور وہ میں ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مقدمہ اولی میں اگر وفات سے مراد مع دفن الجسم فی الارض ہے تو بوجہ مخالف ہونے ظواہر آیات ونصوص حدیث ومحکم اجماع کے غلط ہے جیسا کہ بضمن اجوبہ مذکور

بیان کیا گیا۔ اور اگر مطلق وفات ہے تو مضر نہیں کیونکہ مطلق وفات اور رفع الجسم الی السماء میں منافات نہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

اور مقدمہ ثانیہ میں اگر مراد امتناع سے امتناع عادی ہے تو جمہور کو مضر نہیں کیونکہ دلائل یقینیہ سے وقوع خوارق عادات کا ثابت ہے اور اگر امتناع عقلی یا شرعی ہے تو غلط ہے۔ یہ بھی بضمن اجوبہ گزر چکا ہے۔

مقدمہ ثالثہ مبنی ہے پہلے دو مقدموں پر۔ ان کے انہدام سے یہ بھی منہدم ہو گیا۔ پھر علی سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ اگر بفرض محال عیسی مجازی ہی مراد لیا جائے تب بھی تعیین مدعا کی کیا دلیل ہے کہ میں ہی ہوں، ممکن ہے کہ کوئی اور شخص ہو۔ رہا تشابہ صفات کا، سو ایسی تاویلات بعیدہ سے تو سینکڑوں آدمی مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑھ کر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ مشارکت صفاتی رکھنے والے نکل سکتے ہیں اور اگر تعیین پر بعض مکاشفات سے استدلال کیا جائے جیسا کہ تحفہ گولڑویہ میں نقل کیا ہے تو بعد تسلیم صحت روایت اور ان صاحبوں کے صاحب کشف صحیح ہونے اور اس کشف میں غلطی نہ ہونے کے ان مکاشفات کو بوجہ مخالف دلایل شرعیہ کے تاویلات مناسب سے ماول کیا جائے گا۔

رہا دوسرا دعوی، تو اس کی بنا دو مقدموں پر ہے: ۱۔ مہدی و عیسی ایک ہیں۔ ۲۔ میں مسیح ہوں نتیجہ نکلا کہ میں ہی مہدی ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مقدمہ ثانیہ میں دعوی اولی ہے جس کا ابطال ابھی ہو چکا ہے اور مقدمہ اولی اس لئے صحیح نہیں کہ احادیث سے صاف دونوں کا جدا جدا ہونا صریحاً ثابت ہوتا ہے اور تاویل حدیث کی اوپر مذکور ہو چکی اور اگر نفی تغائر میں المسیح والمہدی کیلئے احادیث وارد فی حق المہدی کا انکار کیا جائے جیسا بعضوں کو مقدمہ ابن خلدون سے شبہ پڑ گیا ہے تو اس کے جواب میں احقر کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائی جائے جس کو مہتمم مطبع آسی مدراسی لکھنو اپنے جریدہ البیان میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

غرض کہ جب دونوں مقدمے بھی ثابت نہ ہوئے، دوسرا مدعا بھی ثابت نہ ہوا۔

اور اگر اجتماع کسوف وخسوف سے ماہ رمضان میں جو کئی سال ہوئے واقع ہوا تھا اس مدعا میں سہارا ڈھونڈا جائے تو اول تو اس میں بھی کلام ہوسکتا ہے کہ تعیین کی کیا دلیل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ علامت قرب خروج مہدی اصلی کی ہو اور بعد چندے متحقق ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ حدیث

میں جس کیفیت سے خسوف وکسوف کے اجتماع کی خبر آئی ہے بعد قطع نظر ضعف حدیث کے وہ اجتماع ابھی واقع بھی نہیں ہوا۔ دارقطنی میں وہ حدیث یوں مروی ہے:

روی الدارقطنی من طریق عمرو بن..عن جا بر عن محمدعن علی قال ان لمهد ینا آ یتین لم یکو نا منذ خلق اللّٰه السما وا ت و الارض الکسف القمر لاول لیلة من ر مضان و تنکسف الشمس فی النصف منه و لم یکو نا منه خلق اللّٰه السما وا ت وا لا ر ض۔

یعنی رمضان کی پہلی تاریخ چاند گہن ہوگا اور نصف ماہ پر سورج گہن ہوگا۔ حاصل یہ کہ دونوں خلاف قاعدہ ہیئت ہوں گے اور جو کسوف وخسوف رمضان میں ہو چکا ہے وہ قواعد ہیئت کے موافق تھا اور اس حدیث دارقطنی میں یہ تاویل کی کہ اول لیلہ سے مراد اول تواریخ خسوف قمر ہے نہ خود اول تاریخ رمضان کی۔ اس تاویل کو خود الفاظ حدیث لا وّل لیلة من رمضان۔ صراحۃً رد کرتے ہیں کیونکہ عبارت مذکور کا ترجمہ (یعنی رمضان کی اول شب) جو شخص سنے گا وہ یقیناً اس تاویل کو باطل سمجھے گا اور تاویل مذکور پر اس سے استناد کرنا کہ پہلی شب کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے محض ضعیف ہے اور قیام قرینہ تعذر معنی حقیقی کے استعمال فی المعنی المجازی کے امتناع کی کیا دلیل ہے؟ اور قرینہ یہاں وہی حدیث کی عبارت مذکور ہے جیسا ابھی بیان ہوا ہے اور خود قرآن مجید میں بالمعنی العام وارد ہے قال تعالیٰ: و القمر قدّر ناہ منازل حتّی عاد کالعر جون القدیم۔

دوسری جگہ فرمایا: و قدّر منازل لتعلموا عدد السّنین و الحسا ب

اور ظاہر اور یقینی ہے کہ سیر منازل کا آلہ حساب بن جانا اول ہی شب سے شروع ہو جاتا ہے۔ باوجود اس کے پھر اس حالت میں بھی اس کو قمر ہی کہا گیا۔

زمخشری کہ لغت وعربیت میں مسلّم و ماہر ہیں، تفسیر میں لکھتے ہیں:

و ھی ثما نیة و عشرون منزلاً ینزل القمر کل لیلة فی وا حدٍ منها لا یتنئطاہ و لا یتقا صر عنه علی تقدیر مسؤلاً یتفاوت یسیر فیها من لیلة المستبل الی الثما نیة و العشرین ثم یستر لیلتین او لیلة اذا نقض الشهر

اس لیلة المستبل کی تصریح اس عموم کی مؤید ہو رہی ہے۔ اس طرح حدیث مذکور میں احتمال قرب ظہور پر یہ استبعاد کہ علامت تو اب ہو اور ذی علامت ایک صدی بعد ہو اور اس

احتمال کو بے مزگی قرار دینا بھی عجیب ہے۔ اولاً ایک صدی کا فصل لازم نہیں آتا ممکن ہے کہ اسی صدی میں اس کا وقوع ہو جائے۔ رہا صدی کے شروع پر ہونا، سو اول تو اس پر کوئی حجۃ تو یہ نہیں، دوسری نصف سے پہلے پہلے شروع ہی کے حکم میں ہے۔ ثانیاً اگر اس سے زیادہ بھی فصل ہو تو مضر نہیں اور علامت ہونے میں مخل نہیں۔ احادیث میں قیامت کی جو علامات آئی ہیں اس میں بہت سی علامتیں گذر چکیں اور قیامت اب تک نہیں آئی چنانچہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

اب بعد تقریر عدم الاثبات کے اثبات العدم کے لئے کہتا ہوں کہ جو شخص خالی الذہن ہو کر ان احادیث کو جو حضرت مسیح اور حضرت مہدی کی شان میں وارد ہیں یا اگر اصل احادیث نہ سمجھ سکے تو ترجمہ مشکوۃ میں ان ابواب کو فہرست میں صفحہ نکال کر ان کا ترجمہ دیکھے گا، وہ یقین کے ساتھ سمجھ لے گا اور اس کے نزدیک کا زمانہ متیقن ہو جائے گا کہ ابھی تک ان صفات و علامات کا مصداق ظاہر نہیں ہوا اور کھینچ تان کر کسی کا مصداق بن جانا یا بنا دینا تو تمام شریعت مطہرہ سے امن و اطمینان اٹھائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے احتمالات تو نصوص صلوۃ وزکوۃ میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں اور ملاحدہ نے نکالے بھی ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اعمال میں تو ان احتمالات کو فاسد باطل قرار دیا جائے اور عقاید میں ان کو صحیح و حق سمجھا جاوے۔ مقتضا تدین وتقوی کا تو یہ ہے کہ غرض نفسانی وہوا پرستی کو چھوڑ کر حق طلبی سے کتاب وسنت کو دیکھ کر عقاید واعمالمیں ان کا اتباع کیا جائے۔ ورنہ غلبہ ہوائے نفسانی سے حق ہرگز واضح نہیں ہوتا۔

یہ کلام تو ان کی تفصیلی دلیل میں اور اجمالی دلیل اپنے سب دعووں پر یہ پیش فرماتے ہیں کہ اگر میں (مرزا قادیانی) کاذب ہوتا تو اب تک ہلاک کر دیا جاتا، اور اس باب میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

و لو تقوّل علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منه بالیمین۔ ثمّ لقطعنا منه الوتین۔ فما منکم من احدٍ عنه حاجزین۔(الحاقہ)۔

میں کہتا ہوں کہ اس آیت میں اگر مراد مطلق تقول ہے تو تمام کفار اپنے کفر وشرک میں متقول علی اللہ ہیں اور قرآن مجید میں بھی ان کو متقول علی اللہ کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها آباءنا والله امرنا بها۔ قل ان اللّٰه لا یأمر بالفحشاء۔ اتقولون علی اللّٰه ما لا تعلمون (اعراف)

جیسے کہ اور آیات میں بھی ہے کہ حالانکہ بہتیرے ان میں ہلاک نہیں ہوتے بلکہ ان کی

شان میں جا بجا اس قسم کی آیتیں فرمائی گئی ہیں۔

سنستدرجهم من حيث لا يعلمون ۔ و املی لهم۔ ان کیدی متین۔(قلم)۔

اور: قل من کان فی الضلالة فليمدد له الرحمن مداً ۔(مریم:۷۵)

پس یہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ مطلق تقوّل مراد نہیں کوئی خاص تقول ہے، پھر یہ کہ وہ خاص کیا ہے؟ سو ظاہر ہے کہ جس دعوی کے باب میں یہ آیت قرآنی ہے یعنی نبوت کا دعوی جو حضور نے کیا اور جس حالت میں یہ نازل ہوئی ہے یعنی اس وقت شرائع کی تکمیل نہ ہوئی تھی اور اس لئے دلائل شرعیہ سے ایسے امور میں اتمام حجت نہ ہوسکتی تھی۔ ایسا ہی دعوی اور اسی حالت کا مراد ہے۔ پس حاصل آیت یہ ہوا کہ جو شخص ایسے وقت میں کہ اور حجج شرعیہ سے لوگوں کا التباس رفع نہ ہوسکے نبوت بالمعنی الشرعی کا دعوی کرے وہ بمقتضائے حکمت و رحمت خداوندی کہ خلق گمراہ ہو ضرور ہلاک کیا جاوے گا۔ سو اب اگر کوئی شخص تقوّل کرے اول تو وہ نبوت کا دعوی نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا بھی کرے تو بوجہ تکمیل اصول فروع شرعیہ کے اس پر بھی احتجاج ہوسکتا ہے، اور لوگوں کو بھی بوجہ وضوح دلائل شرعیہ کے التباس واشتباہ واقع نہیں ہوسکتا۔ پس ایسا تقوّل مستلزم اہلاک نہیں ہے ۔ جب اہلاک لازم ہی نہیں تو اس کی نفی سے تقوّل کی نفی پر استدلال کرنا باطل ہے۔ پس یہ اجمالی دلیل بھی باطل ہوگئی۔

یہ ملخص ہے مکالمہ فما بین مرزا غلام احمد قادیانی و جمہور کا۔ احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوۃ متخیلہ ہے جو اس باب میں ہو گیا ہے۔ جس کا سبب گاہے طولِ خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گاہے اس میں کشف بھی ہونے لگتا ہے جیسا شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے۔ اگر اس سے زیادہ تفصیل دیکھنے کا شوق ہو تو دوسرے اہل علم کی تصانیف جو اس باب میں لکھی گئی ہیں جیسے سیف چشتیائی، وعصائے موسی وصحیفہ وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے۔ اور امید تو اللہ سے یہ ہے کہ طالب حق .. انصاف کے لئے یہ مختصر اوراق ہی انشاء اللہ کافی شافی ہیں اور سخن پرور کیلئے تو ہزاروں دفتر بھی غیر وافی ہیں ولیکن: هذا آخر ما اردنا ايراده وكان هذا التحرير تمامه فی يوم عرفه من ۱۳۲۰ھ و جمع اسبابه الضرورية قبله يوم الترويه وصلّى اللّه تعالى على خير خلقه محمد و آله واصحابه اجمعين۔

(براہین پنجم جلد ۵ ص ۳۷۱ تا ۴۱۰۔ جواب شبہات الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح۔ جو بقول مرزا صاحب، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے خرافات کا مجموعہ ہے)

السوء العقاب
علی المسیح الکذا ب

(جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب)

امرتسر میں ایک استفتاء علماء کے سامنے پیش ہوا جس میں مستفتی نے ظاہر کیا تھا کہ:

ایک شخص نے درآنحالیکہ مسلمان تھا، ایک مسلمہ سے نکاح کیا۔ زوجین ایک عرصہ تک باہم معاشرت کرتے رہے۔ اولاد بھی ہوئی۔ اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہوکر صبغ عقاید کفریہ مرزائیہ سے مصطبغ ہوکر علی رؤس الاشہاد ضروریات دین سے انکار کرتا رہتا ہے۔ سو مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعاً مرتد ہو چکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو چکی اور منکوحہ مذکورہ کا کل مہر معجّل، مؤجل مرتد مذکور کے ذمہ ہے۔ اولاد صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل چکی یا نہ؟

مفتیان امرتسر نے اس پر جو کچھ لکھا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ شخص مذکور بباعث آنکہ ہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کافر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ زوجیت سے علیحدہ ہو چکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہو چکا۔ مرتد کو اپنی اولاد صغار پر ولایت نہیں۔ (مولانا) ابومحمد زبیر غلام رسول حنفی قاسمی۔

۲۔ شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے۔ اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں اور دعوی نبوت کا بعد رسول اللہ ﷺ کے بالاجماع کفر ہے۔ جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہوا پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوگئی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے۔ (مولانا) عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی

۳۔ لا شک فی ارتداد من نسب المسمریزم الّذی ہو من اقسام السحر الی

الانبیاء و اھان روح اللّٰہ عیسی بن مریم و ادعی النّبوّۃ وغیرھا من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمۃ لا شک فی فسخہ لکن لھا مھر و الاولاد الصغائر ۔ (مولانا) ابوالحسن غلام مصطفیٰ ۔ (بے شک جو شخص جادو کی قسم مسمریزم کو انبیاء کی طرف منسوب کرے اور حضرت عیسی کی توہین کرے اور نبوت کا دعوی وغیرہ کفریات کا ارتکاب کرے، جیسے مرزا قادیانی، تو اس کے مرتد ہونے میں کیا شک ہے۔ تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح بلا شک فسخ ہو جائے گا لیکن اس مسلمان عورت کو مہر و اولاد کا استحقاق ہے)

۴ ۔ شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے۔ نکاح فسخ ہوا۔ اولاد عورت کو دی جائے گی عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔ (مولانا) ابومحمد یوسف غلام محی الدین ۔

۵ ۔ آنچہ علمائے کرام از عرب و ہند و پنجاب در تکفیر مرزا قادیانی و معتقدان وے فتوی دادہ اند ثابت و صحیح است قادیانی خود را نبی و مرسل یزدانی قرار مید ہد، و توہین و تحقیر انبیا علھم السلام و انکار معجزات شیوہ اوست کہ تحریرانش پر ظاہر است (نقل عبارات ازالہ رسائل مرزا است) ۔ (مولانا) محمد عبدالغنی واعظ (عرب و ہند و پنجاب کے علماء نے مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تکفیر کا جو فتوی دیا ہے وہ صحیح و ثابت ہے۔ مرزا قادیانی اپنے کو نبی و رسول یزدانی قرار دیتا ہے اور انبیاء کی توہین و تحقیر کرنا اور معجزات کا انکار کرنا اس کا شیوہ ہے جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے، (یہ عبارات ازالہ اوہام میں منقول ہیں)

۶ ۔ (مولانا) خدا بخش امام مسجد خیر الدین

۷ ۔ شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے (بعد نقل عبارات کثیرہ ازالہ اوہام وغیرہ تحریرات مرزا کے کہا ہے) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں ۔ (مولانا) ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنف تفسیر ثنائی امرتسری ۔

۸ ۔ قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریات دین سے انکار ہے نیز دعوی رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ میں) اس نے صراحۃً لکھا ہے کہ میں رسول ہوں ۔ لہذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے ۔ مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اولاد صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہیے اور مہر معجّل اور مؤجل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہیے ۔ (مولانا) ابوتراب محمد عبدالحق بازار صابونیاں

۹ ۔ مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیھم السلام کے منکر ۔ معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے

مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست وہ بھی کافر مرتد ہے۔ صاحبزادہ سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی بٹالہ۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعوی اور ضروریات دین سے انکار بے شک کفر و ارتداد ہے۔ ایسے شخص پر، قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ (مولانا) نور احمد

مولانا محمد عبدالغنی واعظ نے ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ کو مندرجہ بالا استفتا، اور اس کے جوابات شاہ احمد رضا خان کی خدمت میں بریلی روانہ کرتے ہوئے لکھا:

...آنکہ چوں دریں بلاد از مدت مدیدہ بہ ظہور دجال کذاب قادیانی فتور وفساد برخاستہ است بموجب حکم آزادگی بہ ہیچ صورتے در چنگ علما آں دہرے رہزن دین اسلام نمی آید۔ اکنوں ایں واقعہ درخانہ یک شخص حنفی شد کہ زنے مسلمہ درعقد شخصے بودہ آں مرد مرزائی گردید۔ زن مذکورہ از وے ایں کفریات شنیدہ گریز نمودہ بخانہ پدر رسید۔ لہذا برائے آن و برائے سد آئندہ وتنبیہ مرزائیاں فتوی ہذا طبع کردہ آید۔ امید کہ آں حضرت ہم بمہر و دستخط شریف خود مزین فرمایند کہ باعث افتخار باشد۔ سفیر از ندوہ کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر از مدت دو ماہ شدہ است۔ فتوائے ہذا نزد وے فرستادم مشار الیہ دستخط نمود وگفت اگر دریں فتوی دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود۔ خاکش بدہن۔ ازیں جہت مردمان بلدہ را بسیار بدظنی درحق ندوہ می شود زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللّٰہ عن الاسلام والمسلمین۔

الملتمس بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبدالغنی از امرتسر کٹرہ گر باسنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ

(واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور وفساد برپا ہوا ہے قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین، اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہو سکی۔ ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے ہاں ہوا کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت تھی وہ شخص مرزائی ہو گیا۔ اس کی مذکورہ عورت اس کے کفریات سن کر اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی۔ لہذا اس واقعہ پر اور آئندہ سد باب اور مرزائیوں کی تنبیہ کیلئے یہ فتوی طبع کرایا ہے امید ہے کہ آپ بھی اپنی مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے جو کہ باعث افتخار ہو گا۔

ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام محمد ہوشیار پوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے۔ میں

نے یہ فتوی اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ دستخط کر دے تو اس نے کہا اگر میں نے اس فتوی پر دستخط کئے تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہو جائیں گے ۔اس کے منہ میں خاک ہو۔ اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہو گئے ہیں ۔مزید کیا لکھوں ۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے)

شاہ احمد رضا خان صاحب نے جواباً لکھا:

فقیر کو بھی اس دعوی سے اتفاق ہے، مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں ، مگر لا واللہ نہ مسیح کلمة اللّٰہ علیہ صلاۃ اللّٰہ، بلکہ مسیح دجال علیہ اللّعن و النکال۔ پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولداعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی اسراف القادیانی مسمی کیا۔ یہ رسالہ قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی نے اپنے رسالہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے، طبع فرما دیا تھا۔ بحمد اللہ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ عز وجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے ، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں ۔ مجیب ہفتم (ثناءاللہ امرتسری) نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت ونجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں ان میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجوہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے۔فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے:

کفر اول ۔ مرزا کا ایک رسالہ ہے جسکا نام ایک غلطی کا ازالہ ہے اسکے صفحہ ٦٧٣ پر لکھتا ہے : میں احمد ہوں جو آیت مبشّراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد میں مراد ہے۔

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسی بن مریم روح اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی خوش خبری سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے۔

ازالہ اوہام کے قول ملعون مذکور میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ فروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے ، معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم : توضیح مرام طبع ثانی صفحہ ۹ پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

(سید المحدثین عمر فاروق اعظم ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی، انہیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر بن الخطاب رواہ احمد و البخاری عن ابی ہریرہ و احمد و مسلم و الترمذی و النسائی عن ام المؤمنین صدیقہ ۔ کہ اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے یعنی فراست صادقہ اور الہام حق والے ۔ اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہوں گے ۔

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے، صرف ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبیّ لکان عمر بن الخطاب رواہ احمد و الترمذی و الحاکم عن عقبۃ بن عامر و الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک ۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر ہوتا۔

مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃً نہ محدیث ہے نہ محدث یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہوگیا الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ حاشیہ از مرتب فتاوی رضویہ)

کفر سوم: دافع البلاء طبع ریاض ہند صفحہ ۹ پر لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم: مجیب پنجم نے نقل کیا ہے: و نیز میگوید کہ خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی ۔

ان اقوال خبیثہ میں:

اولاً کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیت کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور ﷺ ۔

ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسی روح اللہ پر افتراء کیا کہ وہ اس کی بشارت اپنے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسی کو اس شخص کی بشارت دینے کیلئے بھیجا ۔

اور اللہ تعالی فرماتا ہے و الّذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون ۔ (بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں، فلاح نہ پائیں گے)

اورفرماتا ہے: انما یفتری الکذب الّذین لا یؤمنون بایات اللہ (ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں) (۱۶: ۱۰۵)

رابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدا نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے۔

اور اللہ تعالی فرماتا ہے:

فویل لّلّذین یکتبون الکتاب بایدیھم۔ ثمّ یقولون ھذا من عند اللّہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً ۔ فویل لّھم ممّا کتبت ایدیھم و ویل لّھم مما یکسبون ۔(۲: ۷۹) (خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تا کہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں۔سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے)

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت ورسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماع قطعی کفرصریح ہے۔فقیر نے رسالہ جزاء اللّہ عدوہ باِبائہ ختم النّبوّۃ (۱۳۱۷ھ) خاص اسی مسئلے میں لکھا اوراس میں قرآن عظیم اوراحادیث سے ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعدکسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعا محال وباطل جاننا فرض اجل وجزءایمان ہے و لکن رسول اللّہ و خاتم النّبیین نص قطعی قرآن ہے۔اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنی ...احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعا اجماعاً ملعون مخلد فی النّیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو بھی اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک وتردد کوراہ دے وہ بھی، کافر ہیں بلکہ جلی الکفران ہیں۔قول دوم وسوم میں شاید وہ یااس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑلیں کہ یہاں نبی ورسول سے معنی لغوی مراد ہیں ،یعنی خبر دار یاخبردہندہ اورفرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔

❁ اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی فتاوی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوی ہندیہ وغیرہ میں ہے:

و اللفظ للعمادی: لو قال انا رسول اللّہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم من پیغمام می برم یکفر (اگرکوئی اپنے آپ کواللہ کا رسول کہے یا

بزبان فارسی کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ہوں، کافر ہوجائیگا) (فتاوی هندیه باب التاسع فی احکام المرتدین ۔ پشاور، ج ۲)

قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفی ﷺ (قسم الرابع باب اول۔ عثمانیہ ۔ ج ۲ ص ۲۰۹) میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون فی رجل قیل له لا و حق رسول اللّٰه فقال فعل اللّٰه بر سول اللّٰه کذا و ذکر کلاماً قبیحا، فقیل له ما تقول یا عدو اللّٰه فی حقّ رسول اللّٰه فقال له اشدّ من کلا مه الاول ثمّ قال انّما اردت بر سول اللّٰه العقرب فقال ابن ابی سلیما ن للذی سأله اشهد علیه و انا شریک ك یرید فی قتله و ثوا ب ذلک ، قال حبیب بن الربیع لانّ ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل

(احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون نے کہا کہ ایک مرد کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم۔ اس نے کہا کہ اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا، کہا گیا اے دشمن خدا! تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا۔ پھر بولا میں نے رسول اللہ ﷺ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں۔ (یعنی تم حاکم شرع کے پاس اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کرونگا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں) امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں ہوتا)

ملاعلی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

ثم قال انّما اردتّ بر سول الله العقرب فانهٗ ار سل من عند الحق و سلط علی الخلق تا ویلا لرسا لة العرفیة با لارادة ا للغویة و هو مردود عند القوا عد الشرعیه (شرح شفا مع نسیم الریاض باب اول بیروت ج ۴ ص ۳۴۳) (یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا، اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی

تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے)۔

خلاصہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

هذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شک فی معناه و انكاره مكابرة لكنّه لا يقبل من قائله و ادعاء ه انّه مرا ده لبعده غا ية البعد و صرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما لو قال انت طا لق قال اردتّ محلولة غير مربوطة لا يلتفت لمثله (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض باب اول۔ بیروت۔ ج۴ص ۳۴۳)

(یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے بایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے، اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے کہ میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے، لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں، تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا)

ثانیاً وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے، نہ ایسی بات کہ جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو، جسے کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی محل مدح میں آکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا۔ بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو گھونگھے بنائے۔ یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے۔ کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا۔ اور شک نہیں کہ وہ معنوی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا، ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلا نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں۔ اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بتایا۔

حق عزوجل فرماتا ہے:

فارسلنا عليهم الطّوفان و الجرا د و القمّل و الضّفا دع و الدّ م آيات مّفصّلات (۷:۱۳۳) (ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈی دل اور جوئیں

اور مینڈک اور خون، جو کھلے کھلے نشان تھے)

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹیری اور مینڈک اور جوں اور کتے اور سؤر سب کو شامل مانے گا۔ ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبر دار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت۔ مولانا روم ان کی طرف سے فرماتے ہیں

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم　با شما نامحرماں ما خامشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و ان من شیء الّا یسبح بحمده و لکن لا تفقهون حدیثاً (کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ما من شئی الّا یعلم انّی رسول اللّٰه الّا کفرة او فسقة الجن و الا نس (المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲، بیروت۔۲۲۔۲۶۲؛ جامع صغیر حدیث ۸۰۴۸، بیروت جز ثانی ص ۴۹۲) رواه الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرّه و صححه خاتم الحفاظ (کوئی ایسی چیز نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے طبرانی نے کبیر میں یعلی بن مره سے روایت کیا اور خاتم الحفاظ نے اسے صحیح کہا)

حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے:

فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط به و جئتک من سبأ بنبأ یقین۔ (کچھ دیر ٹھہر کر ہدہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر آپ کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ما من صباح و لا رواح الا و بقاع الارض ینادی بعضها بعضاً ، یا جارة هل مرّ بک الیوم عبد صالح صلّی علیک او ذکر اللّٰه۔ فان قالت نعم رأت ان لها بذ لک فضلاً۔ رواه الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الحلیة عن انس (معجم الاوسط حدیث ۵۶۶۔ ریاض ج ۱) (کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ

اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا۔ اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہوں، تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے)

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر ریکھ بندر، ہر کتے سؤر کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارۃ اخری معنی کے چار ہی قسم ہیں۔ لغوی شرعی عرفی، عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل، اور ارادہ لغوی کا ادعا یقیناً باطل۔ اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں سگ و خوک سے بھی امتیاز ہے اور حضرات انبیاء کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں۔ مگر حاش للہ! ایسا باطل ادعاء اصلاً، شرعاً، عقلاً، عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے۔ کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے، مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوی کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں، جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عمرو جنگل میں سؤر کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگ رہا ہے۔ جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری وہ مراد نہیں جو آپ سمجھے، میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لا مشاحۃ فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی اعتراض نہیں)۔ آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور۔ لفظ مرتجل بھی ہوتا جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں معہذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا۔ قاموس میں ہے:

قدت قادیۃ جاء قوم قد اقحموا ۔ قوم جلدی میں آئی۔

قدت قادیۃ کا ایک معنی قدت من البادیۃ یاقدت الفرس جنگل سے آیا، یا گھوڑے کو تیز کیا۔ من البادیۃ و الفرس قدیانا اسرع۔ (قاموس المحیط باب الواو، فصل القاف)

قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک، اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے کا نام قادیانی ہوا، کیا

زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف، یوں اصطلاح خاص کا ادعا مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمہ جزء وانکار ہے۔لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا، ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الی غیر ذلک من فسادات لا تحصی۔تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ ورسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل سنیں اور اللہ ورسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں۔ لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے، انہیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد۔خود ان کا رب قرآن عظیم میں ایسے بے ہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے۔فرماتا ہے:

لا تعتذروا قد کفر تم بعد ایما نکم (۹:۶۶) (بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد)۔

والعیا ذ با للّٰہ رب العا لین

ثالثاً۔کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی وعرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً۔کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ لغوی۔نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ ورسول اللہ ہونے کا مدعی اور و لکن رسول اللہ و خا تم النبیین (۳۳:۴۰) کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد وکافر ہوا۔سچ فرمایا سچے خدا کے سچے خاتم المنبیین محمد ﷺ نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے ثلاثون دجا لون کذّا بون کلّھم یز عم انّہ نبیّ۔(تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا) و انا خا تم النّبیین لا نبیّ بعدی (جامع ترمذی۔باب لاتقوم الساعۃ۔مسند احمد) (حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔آمنت آمنت صلی اللہ تعالی علیک وسلم۔اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے...یعنی مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ

رسالت سے عطا ہوا۔ والعیاذ باللّٰہ رب العالمین

کفر پنجم: دافع البلاء صفحہ ۱۰ پر حضرت مسیح سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم: اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے: میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔

یہ ادعاء بھی باجماع قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں۔ فقیر نے اپنے فتوی مسمی بہ ردّ الرفضہ میں شفا قاضی عیاض، امام نووی، وارشاد الساری، وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری، وطریقہ محمدیہ علامہ برکوی، وحدیقہ ندیہ مولی نابلسی وغیرہ کتب کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جو ایسا کہے قطعا اجماعا کافر ملحد ہے۔ ازانجملہ شرح صحیح بخاری میں ہے:

النّبیّ افضل من الولی و امر مقطوع بہ و القائل بخلافہ کافر کانّہ معلوم من الشرع بالضرورۃ (ارشاد الساری۔ کتاب العلم،) (یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے)

کفر ہفتم میں ایسی ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بہ تقدیم با ہے۔ یعنی بھنگی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی، میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا، مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم: ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالی بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے:

اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے۔ معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا (جیسا کہ قرآن پاک میں ہے):

اذ قال اللّٰہ یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک ۔ اذ ایّد تک بروح القدس ۔ تکلم النّاس فی المھد و کھلا ۔ و اذ علّمتک الکتاب و الحکمۃ و التّوراۃ والانجیل۔ و اذ تخلق من الطّین کھیئۃ الطّیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی و اذ تبرئ الاکمہ و الابرص باذنی ۔ و اذ تخرج الموتی باذنی ۔ و اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم با لبیّنات فقال الّذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مّبین (۵:۱۱۰)

جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے مریم کے بیٹے ! یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی ۔ لوگوں سے باتیں کرتا تھا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیقی باتیں اور توریت اور انجیل ۔ اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے ، پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے ، اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے ، اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے ۔ اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو

مسمریزم بتایا ، جادو کہا ۔ بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں ۔ ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ نے بار بار بتاکید ردّ فرما دیا تھا۔ اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

انّی قد جئتکم بآیۃ من رّ بکم انّی اخلق لکم من الطّین کھیئۃ الطّیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللّٰہ۔ و ابری الاکمہ و الابرص و احی الموتی باذن اللّٰہ ۔ و انبّئکم بما تأکلون و ما تدّخرون فی بیوتکم (۳:۴۹)

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں ۔

اور اس کے بعد فرمایا: انّ فی ذلک لآیۃ لّکم ان کنتم مومنین (۳:۴۹)

(بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ)

پھر مکرر فرمایا: جئتکم بآیۃ من رّبکم فاتّقوا اللّٰہ و اطیعون (۳: ۵۰)

(میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو)

مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسیٰؑ کی کیوں ماننے لگا۔ یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں: کس نہ گوید کہ دوغ من ترش ست

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: تلک الرّسل فضّلنا بعضھم علی بعضٍ (۲ : ۲۵۳) (یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی)

اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا و آتینا عیسی ابن مریم البیّنات و ایّدناہ بروح القدس (۲: ۲۵۳) (اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے اور روح القدس سے اس کی تائید فرمائی)

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے، ہر طرح کفر و ارتداد سے قطعی مفر نہیں۔ پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح کی نسبت لکھا:

بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے۔

پھر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا، وشرح شفا، وسیف مسلول امام سبکی، وروضہ امام نووی، ووجیز امام کروری واعلام امام ابن حجر مکی وغیرہ تصانیف آئمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں، نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل۔ نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل، اولوالعزم۔ نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن، نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت، نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں، نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے۔ اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ وقابلہ نے اولوالعزمی و رسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا۔ اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوائے اس کے کہ

انّ الّذین یؤذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدّنیا والآخرہ و اعدّ

لھم عذا باً مّھینا (۳۳:۵۷) (بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسو ل کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کیلئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب)

کفر دہم: ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے:

ایک زمانے میں چارسو نبیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے ہوئے۔

یہ صراحۃ انبیاء کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار لعنھم اللّٰہ کا کفر اللہ تعالیٰ نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

کذّبت قوم نوح ن المرسلین۔ (۲۶:۱۰۵)

کذّبت عاد ن المرسلین، (۲۶:۱۲۳)

کذّبت ثمود المرسلین (۲۶:۱۴۱)۔

کذّبت قوم لوط ن المرسلین۔۲۶:۱۶۰)

کذّب اصحاب لئیکۃ المرسلین۔ (۲۶:۱۷۶)

آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے، باجماع کفر ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ چارسو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا۔ شفا شریف میں ہے

من دان بالوحدانیّۃ و صحۃ النبوّۃ و نبوّۃ نبیّنا ﷺ و لکن جوّز علی الانبیاء الکذ ب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحۃ بزعمہ او لم ید عھا فھو کا فر با جماع (شفا۔طبع عثمانیہ، فصل فی بیان ماھومن المقالات)جو اللہ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ، ہر طرح بالاتفاق کافر ہے)

ظالم نے چارسو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کرام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قوم نوح، وہود و صالح ولوط وشعیب نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی؛ عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا؛ ثمود نے

جمیع انبیاء کو کاذب کہا؛ قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔ ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغگو کہا۔ یوں ہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چارسو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔

لعن اللّٰہ من کذب احداً مّن انبیائه صلی اللّٰہ علی انبیاءہ و رسلہ محمد ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنی کتا بعدد دانہ ہائے ریگ وستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سماوات وارض و حاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے و کفی باللّٰہ شہیدا کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بے باک کافر مرتد ناپاک ہے۔

اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں (یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوی کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گذریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلا شبہ وہ یقیناً مرتد ہے) تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر، ندوہ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بد دینوں گمراہوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں کیسا کہ ندوہ کی روداد اول و دوم و رسالہ اتفاق وغیرہ میں مصرح ہے، ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلی نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون چرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ اراکین بھیکفار، مرزا کے پیرو اگر چہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر و کھلے ارتداد دیکھتے سنتے، پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعا یقیناً سب مرتد ہیں سب مستحق نار۔ شفا شریف میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملّة المسلمین من الملک او وقف فیھم او شک (شفاء۔ فصل فی بیان ماھو من المقالات۔ عثمانیہ۔ ج ۲). (ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے، یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے)

شفا، نیز فتاوی بزازیہ، و درر غرر، و فتاوی خیریہ و درمختار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر (درمختار باب المرتد۔ مجتبائی۔ ج ا ص ۳۵۶) (جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے)

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعائے اسلام، کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے۔ ہدایہ درمختار عالم گیری وغرر، ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے:

صاحب الھوی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد (درمختار۔ مجتبائی ج ۲

ص ۲۳۳) (بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے)

فتاوی ظہیریہ وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ و برجندی شرح نقایہ وفتاوی ہندیہ میں ہے:

ھؤلاء القوم خارجون عن ملّة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین (فتاوی ہندیہ باب التاسع فی احکام المرتدین۔ پشاور۔ ج ۲ص ۲۶۴) (یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اوران کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں)

اورشوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام وتوبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو، جواولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو۔ یہ احکام سب ظاہر اورتمام کتب میں دائر وسائر ہیں۔

فی الدّر المختار عن غنیة ذوی الاحکام ما یکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولاده ولد الزّنا (درمختار باب المرتد۔مجتبائی دہلی ج اص ۳۵۹)۔ (درمختار میں غنیّۃ ذوی الاحکام سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو وہ عمل، نکاح کو باطل کردیتاہے اس کی اولاد ولد الزنا ہے)

اورعورت کا کل مہر اس کے ذمہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صیحہ ہوچکی ہوکہ ارتداد کسی دین (قرض) کوساقط نہیں کرتا

فی التنویر وارث کسب اسلامه وارثه المسلم بعد قضاء دین اسلامه وکسب ردته فئی بعد قضاء دین ردته (درمختار باب المرتد مجتبائی ج ا ص ۳۵۹) (تنویر میں ہے قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کے اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہےاوراس کے ارتدادی دور کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی)

اور معجّل تو فی الحال آپ ہی واجب الاداء ہے۔رہا مؤجل، وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا ،مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرماوے کہ وہ دار الحرب سے ملحق ہوگیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔

فی الدّر ان حکم القاضی بلحاقه حلّ دینه

(درمختار باب المرتد مجتبائی ج ا ص ۳۵۹)۔

فی ردّ المحتار لانه با للحاق صار من اهل الحر ب و هم اموا ت فی حق احکام ا لاسلام فصار کا لموت ، ا لّا المر تد حتی یبحث عن حضا نته ا لا تر ی الی قو لهم لا حضا نة لمر تدة لانها تضر ب و تحبس کا لیوم فا نی تتفر غ للحضا نة فا ذا کا ن هذا فی المحبوس فما ظنّک بالمقتول۔

مگران کے نفس یا مال میں بدعوی و لا یت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے۔ اگر پھر اسلام لے آیا اوراس مذہب ملعون سے تو بہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا، یا دار الحرب کو چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے۔

فی الدّرّ المختار یبطل منه اتفاقاً ما یعتمد الملّة و هی خمس النکاح و الذّ بیحة و الصّید و الشهادة و الارث و یتوقف منه اتّفاقاً ما یعتمد المساواة و هو المفا وضة، او و لایة متعد یة و هو التصرف علی و لده الصّغیر ، ان اسلم نفذ و ان هلک او لحق بدار الحر ب و حکم بلحا قه بطل ... مختصرا ۔

نسأ ل الله الثبا ت علی ا لا یما ن و حسبنا الله و نعم الو کیل و علیه التکلا ن و لا حو ل و لا قوة ا لا با لله العلی العظیم و صلی الله تعا لی علی سید نا و مو لا نا و آ له و صحبه ا جمعین ۔ آ مین و الله تعا لی اعلم :

محمد وصی احمد ،عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

(فتاوی رضویہ جلد ۱۵ص ۵۷۱ تا ۵۹۴ مختصراً)

قہر الدّیّان

علی مرتدٍّ بقادیان

(قادیانی مرتد پر قہر خداوندی)

۱۳۲۳ھ میں شاہ احمد رضا خاں لکھتے ہیں:

رسالہ ماہواری ردّ قادیانی کی ابتداء حکمت الہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلان محض اس (قادیانی) کے مرید ہوآئے، مسلمانوں نے حسب حکم شرع ان سے میل جول ارتباط سلام کلام یک لخت ترک کردیا۔ دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب الادنی دون العذاب الاکبر چکھا، مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی میں کوئی کمی نہ کی بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے۔ بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی۔ ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں۔ آخر بحکم آنکہ دست بگیرد سر شمشیر تیز، ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائد شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں، اور اس میں علمائے اہل سنت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی واکاذیب بہتانی وکلمات شیطانی کا اٹھا نہ رکھا۔.. یہ ایک غیبی تحریک تھی جس نے اس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی۔ اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا۔ اس کے ہولناک اقوال ادعائے رسالت ونبوت وافضلیت من الانبیاء وغیرہ کفر وضلال کا خاکہ اڑایا۔ گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھا دیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ و رسول وانبیائے سابقین وآئمہ دین، سب کو گالیاں سناتا رہاہے۔ ہر عبارت اس کی کتابوں سے

بحوالہ صفحہ مذکور ہوئی۔ مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی۔ ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری، نام رکھا گیا، اس میں دعوت مناظرہ شرائط مناظرہ طریق مناظرہ مبادی مناظرہ، سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلک منیر میں متعدد سلاسل لئے۔

ا۔سلسلہ دشنام ہائے قادیانی برحضرت ربانی ورسولان رحمانی ومحبوبان یزدانی۔۲۔سلسلہ کفریات و ضلالات قادیانی۔۳۔ سلسلہ تناقضات وتہافتات قادیانی۔ ۵۔سلسلہ دجالی وتلبیسات قادیانی۔ ۵۔سلسلہ جہالات وبطالات قادیانی۔ ۶۔سلسلہ تاصیلات۔۶۔سلسلہ سوالات۔

اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل الٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہذا ہر رسالے کے جداگانہ ردّ سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن واولی۔اب بعونہ تعالی اسی ہدایت نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولی تعالی مدد فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل ومضامین حسب حاجت اندراج گزیں مناسب کہ جو جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے، بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے، جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اول تا آخر ایک سلسلے میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت ت لکھ کر جدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہٖ تعالی یقینی امید مدد وموافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوف خدا اور روز جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہ تعالی امید ہدایت ہے۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری

(اس میں قادیانی کو دعوت مناظرہ اور اس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے)

روہیلکھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان۔اطلاع ضروری، نظر سے گزرا جس میں اول علمائے اہل سنت پر سخت زبان درازی وافترا پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائد شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین مین مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہو جائے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فاضل، کیا کلام وخطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول، اس کی پچھاڑی معلوم از اول۔ مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفع فتنہ لازم، لہذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایت نوری دو عدد پر منقسم۔ پہلے عدد میں ان گالیوں کا جواب متین جو علمائے اہل سنت کو دی گئی۔

پیارے بھائیو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشا للہ ہرگز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے، ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھول دیں گے کہ شستہ دہنو! تمہاری گندی گالی تو آج کی نرالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء و آئمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے۔ استغفر اللہ۔ علماء و آئمہ کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اس نے اللہ تعالی کے محبوبوں، اللہ تعالی کے رسولوں بلکہ خود اللہ کی شان میں اٹھا رکھی ہے۔ یہ اطلاع ضروری کی پہلے بات کا جواب ہوا۔

دوسرے عدد میں بعونہ تعالی قادیانی کو دعوت مناظرہ ہے۔ اس میں شرائط مناظرہ مندرج ہیں۔ اور نیز اس کا طریق مذکور ہے جو نہایت متین ومہذب اور احتمال فتنہ سے یکسر دور ہے اس میں قادیانی کی طرح فریق مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اس کی تنگی کھول دی گئی ہے۔ اس میں بحولہ تعالی شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب ومتانت سے ضلالت ضال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی ہیں۔

ایک مدعی وحی کو لازم ہے کہ اپنے وحی کنندوں کو جو رات دن اس پر اترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کیلئے بلالے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار رہو رہنا چاہیے اس سخت وقت کیلئے جب واحدِ قہار اپنی مدد مسلمانوں کیلئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی، جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہ کھل جائے گا۔ و ما ذلک علی اللّٰہ بعزیز

.. یہ دوسرا عدد بحولہ تعالی اس کے مرصل ہی آتا ہے، اب بعونہ تعالی پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے۔



عدد اول:

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں، حتی کہ خود اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانوں! اللہ تعالی تمہیں کفرو کافرین کے شر سے بچائے۔ مرزا قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختہ مشق سیدنا عیسی بن مریم کو بنایا ہے اور واقعی اسے اس کی ضرورت بھی تھی وہ مثیل عیسی بلکہ نزول عیسی یا دوسرے لفظوں میں عیسی کا اوتار بنا ہے، حضرت عیسیٰؑ کے تمام اوصاف

اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادق کی جمیع اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزہ پاتا ہے۔ لہذا ضرور ہوا کہ انکے معجزات، ان کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی ان پر بوچھاڑ کرے جب تو اوتار بنا ٹھیک اترے۔ میں یہاں اس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو، لہذا اس کی خروار سے مشت نمونہ پیش نظر ہو۔

(اس کے بعد اعجاز احمدی ص ۱۳؛ ۲۴؛ دافع الوساوس ص ۷، ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ تا ۸، و ۲۷؛ دافع البلاء ٹائٹل پیج نیز ص ۱۵؛ کشتی نوح ص ۵، ۶، ۱۶، ۱۸ وغیرہ، اربعین نمبر ۲ ص ۱۳ وغیرہ، مواہب الرحمٰن؛ سے قادیانی کی ۳۳ گالیاں گنوانے کے بعد شاہ احمد رضا خان لکھتے ہیں):

قصد تھا کہ فصل اول یہیں ختم ہو جائے کہ اتنے میں قادیانی کی ازالہ اوہام ملی۔ اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابل تماشا ہیں۔ (پھر مزید گالیاں گنوا کر ان کا شمار ۴۴ تک پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں)

اس کذاب کا کہنا کہ مسیح خود اپنے معجزے سے منکر تھے رسول اللہ پر افتراء ہے اور قرآن عظیم کی صاف تکذیب۔ قرآن مجید، حضرت مسیح سے نقل فرماتا ہے:

انّی قد جئتکم بآیۃ من رّبکم انی اخلق لکم من الطّین کھیئۃ الطّیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللّٰہ۔ وابریء الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللّٰہ۔ وانبّئکم بما تأکلون وما تدّخرون فی بیوتکم۔ (۳:۴۹)

اور یہ (مرزا قادیانی) قرآن کو جھٹلانے والا ہے کہ انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کر کے اٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذب قرآن و دشمن انبیاء و عدوّ الرحمٰن کو امام وقت و مسیح و مہدی مان رہے ہیں: گر مسیح این ست لعنت بر مسیح

اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شد بد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے کہ میں جناب مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا، خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید ایسوں کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے کلام اللہ کی تصدیق و تکریم کرے۔..

ان عبارات ازالہ اوہام سے بحمد اللہ اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہو گیا جو عبارات

ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسی کو گالیاں دی ہیں۔

اولاً ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجاز احمدی، دافع البلاء کشتی نوح، اربعین، مواہب الرحمٰن وغیرہ میں ہیں وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں۔ مثل مشہور ہے، دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دیئے رہے گی۔

ثانیاً کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بد مذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں

ثالثاً مرزا کو ادعا ہے کہ اگر چہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعت محمدیہ سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآن مجید میں یہ حکم پاتے ہیں ولا تسبّوا الّذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبّوا اللّٰہ عدواّ بغیر علم (۶:۱۰۸)۔ مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

رابعاً مرزا قادیانی کو ادعا ہے کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کے قدم بقدم چل رہا ہے۔ التبلیغ ص ۴۸۳ پر لکھتا ہے:

من آیات صدقی انّہ تعالی وفقنی باتباع رسولہ واقتداء نبیّہ ﷺ فما رأیت اثراً من آثار النبی الا قفوتہ ؟؟؟ (میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ نے مجھے اپنے رسول کی اتباع اور نبی کی اقتداء پر توفیق دی۔ میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا)

بتائے تو کہ مصطفیٰ ﷺ نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً: مرزا کے ازالہ اوہام نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کر دیا۔ ازالہ اوہام کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں۔ ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے۔ وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی۔

نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ (ضمیمہ انجام صفحہ ۶۔ خزائن ج ص ۲۹۰)

ازالہ اوہام میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لا کر بے پر کی

اڑاتے اوراپنا معجزہ ٹھہراتے ۔رہی ولادت زنا، وہ اس نے بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی ۔ برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پرالزاماً پیش کی، اگر چہ مرزا کی عملی کاروائی صراحۃً اس کی مکذب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائیبل محرف کونزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے،مگرازالہ اوہام میں تو صاف تصریح کردی کہ قرآن عظیم اسی بائیبل محرف کی طرف رجوع کرنے اوراس سے علم سیکھنے کاحکم دیتا ہے۔

آیت ہے فا سئلوا اهل الذ کر ان کنتم لا تعلمو ن یعنی تمہیں علم نہ ہوتو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو ۔ان کی کتابوں پرنظر ڈالو،اصل حقیقت منکشف ہو۔ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود ونصاری کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین وکتاب ملاکی نبی اور انجیل ۔((ازالہ اوہام ۔ص ۳۰۸)

تو ثابت ہوا کہ یہ توریت وانجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اسکے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزاماً نہ تھا بلکہ اس کے طور پرقرآن سے ثابت اورخود اس کا عقیدہ تھااوراللہ تعالی دجالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے۔و الحمد لله رب العا لمین ۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۵۔ص ۵۹۶ تا ۶۱۰ ۔مختصراً)

آسمانی مسیح

اور اسکا رفیق مہدی

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد۲۲ کے صفحات ۴۷ تا ۱۵۶ پر آسمانی مہدی اور اسکا رفیق کے عنوان سے مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا ایک مقالہ شائع ہوا۔ ذیل میں اسے ملخصاً نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ:

اس مضمون میں ہم کو آسمانی مسیح اور اس کے رفیق مہدی کی نسبت اہل اسلام کا قدیم خیال بیان کر کے یہ ظاہر کرنا مدنظر ہے کہ یہ خیال عیسائی گورنمنٹ کیلئے خطرناک نہیں بلکہ اس خیال کے برخلاف زمینی مسیح اور اس کے مثیل و ہم عصر و ہم سیرت مہدی کی آمد کا خیال حکومت انگلشیہ اور ہر ایک گورنمنٹ کیلئے (اسلامی ہی کیوں نہ ہو) پرخطر ہے۔ اس مضمون میں ان دونوں خیال کی تصویر دکھا کر اور صرف خیال اول کے محل و ماخذ کی تفصیل کر کے ان کے پولیٹکل اثر و نتیجہ پر گورنمنٹ و پبلک کو آگاہ کرنا ہمارا مقصود ہے۔ ان خیالات اور ان کے ماخذ پر مذہبی یا علمی (محدثانہ یا متکلمانہ) بحث کرنا اور اس کے دلائل واصول کا باہم موازنہ و مقابلہ کر کے صحیح خیال کی تصحیح و تائید اور ضعیف خیال کی تضعیف اور تردید کرنا ہمارا مطلوب نہیں ہے لہذا کوئی صاحب ہرگز مجاز نہ ہونگے کہ ہماری اس پولیٹکل بحث کے مقابلہ میں مذہبی علمی بحث چھیڑ دیں اور کسی خیال قدیم یا جدید کے دلائل کی تصحیح یا تضعیف کے درپئے ہو کر اس خیال کا قوی یا ضعیف ہونا ثابت کریں۔ .. یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں آنے والے مہدی کے متعلق ان احادیث میں ہم کوئی محدثانہ کلام نہیں کریں گے۔ ان احادیث کو جیسی کیسی وہ ہیں بلا کلام نقل کر کے ان کے مضامین سے نتیجہ مطلوبہ نکال لیں گے... یہ مضمون ۱۸۹۷ء میں تالیف ہوا۔ مگر بعض پولیٹکل اور مذہبی مصالح کی نظر سے اس کی اشاعت کو غیر ضروری سمجھ کر ملتوی کیا گیا۔ پھر اس مضمون کی اشاعت کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ مرزا غلام احمد کرشن

قادیانی (جوخود ہی مسیح موعود بن بیٹھا اور خود ہی مہدی معہود) نے اپنی اس پالیسی کی وجہ گورنمنٹ کو یہ بتائی اور قادیانی اخباروں اور اپنی تصانیف میں یہ مشتہر کی کہ عموماً مسلمانوں کا خیال مسیح موعود اور امام مہدی کی نسبت گورنمنٹ کیلئے سخت خطرہ ہے اس لئے میں نے مسلمانوں کے دل و دماغ سے اس خیال کومحوکرنے کیلئے اپنا مسیح و مہدی ہونا (جو گورنمنٹ کی مخالفت کو ناجائز بلکہ مسئلہ جہاد کو حرام مطلق جانتا ہوں) تجویز کیا ہے تاکہ وہ مسلمان جو میرے پیرو ہوں کسی اور مسیح اور مہدی کے منتظر نہ رہیں (جو خونریزی اور جہاد کرے) اور اس خطرناک خیال کا گورنمنٹ کو اندیشہ نہ رہے... مسلمانوں سے صرف اکیلا وہ اور اس کے پیرو خونی مسیح کی آمد سے مسئلہ جنگ و جہاد سے منکر ہیں اور اسی وجہ سے امیر افغانستان نے اس کے دو مریدوں کو قتل کردیا ہے اور اس کی جان اور اس کے پیروان کی جان و اموال کو کسی اسلامی سلطنت میں امن نہیں ہے۔ یہ باتیں اس نے سول اینڈ ملٹری گزٹ ۷ و ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء میں مشتہر کرائی ہیں اور عموماً مسلمانوں کو بدنام اور محل اتہام والزام بنانے میں کوتاہی نہ کی تو اس کے حملے کا مجمل جواب خاکسار نے اسی سول اینڈ ملٹری گزٹ کے پرچہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۷ء میں ایسا درج و مشتہر کردیا جس کے جواب میں اب تک مرزا اور اس کی پارٹی سے کچھ بن نہیں پڑا۔ اور چونکہ اس اجمال کی پوری تفصیل بادلیل میرے اس مضمون میں پائی جاتی ہے لہذا اس مضمون کی اشاعت اس وقت بہت ضروری معلوم ہوئی ..مگر ہنوز یہ مضمون کاپی نہ ہوا تھا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی (علیہ مایستحقہ) اپنے سبھی دعاوی ناتمام اور پالیسیاں ناکام اپنی بغل میں دبا کر راہی ملک عدم ہوا اور مقولہ خس کم جہاں پاک کا صدق متوقع ہوگیا تھا لہذا پھر اس مضمون کی اشاعت کوملتوی کرنے کا خیال پیدا ہوگیا۔

ہر چند اس مسیح ناکام اور مہدی نے نیل مرام کی موت سے پہلے اس کے نائبین نے رسائل و اخبارات قادیان (ریویو، الحکم۔ بدر) میں ایسے مضامین شائع کئے تھے جس میں تمام اہل اسلام پر وہی حملہ اعتقاد آمد خونی مہدی اور خاص کر اس خاکسار پر تجویز تناقض و تضاد انکار و اعتقاد آمد اصلی مہدی کا الزام دورخی پایا جاتا تھا جس کا جواب باصواب ضروری تھا مگر اس خیال سے کہ جب کہ شہتیر خرابات خانہ افراءات و اتہامات ٹوٹ کر گر گیا ہے تو چھت کی اینٹیں وکڑیاں بھی منتشر ہو جائیں گی، جڑھ اکھڑ گئی ہے تو شاخیں خودبخود خشک ہو جائیں گی، اس حملہ الزام کا جواب دینا اوران کے مقابلہ میں اس مضمون کی اشاعت کرنا غیر ضروری سمجھا گیا تھا۔

پھر جب کہ مرزا قادیانی کے ان نائبین نے اس مردہ استخوان کو کھڑا کر کے اپنے احمق

دام افتادگان کی نظروں میں اس کو زندہ کر دکھایا اور بدست آویز مقولہ عزا زیلیہ ا لاولیاء لا یموتون جو تفسیر عزیزی وغیرہ میں منقول ہے حیا ت الانبیاء فی وفات الاولیا ء کا مضمون اپنی جماعت کے حمقاء کے خیالات میں سجا کر مسیحیت ومہدویت کا ڈھانچہ کھڑا کر ہی دیا اور اس کے خلفاء میں سے ایک کو خلیفۃ المہدی والمسیح بنا دیا اور اس کو لقب امیر المومنین وغیرہ سے ملقب ومخاطب کر دیا اور اس مردہ کو زندہ کر دکھانے کے لئے اس بے تہذیبی ودروغ گوئی وبیہودہ سرائی وژاژ خائی سے کام لیا کہ اس مردہ کی زندگی میں وہ کام نہ لیا تھا، لہذا اب پھر ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اس مضمون کو چھاپ کر مشتہر کر دیا جائے تاکہ اس سے اس متعارض حملہ اور ناحق الزام کا قلع قمع ہو اور آئے دن جھوٹی مسیحیت وجعلی مہدویت کی ایسی بیخ کنی ہو کہ پھر کوئی جھوٹا مسیح وجعلی مہدی بدست آویز دلائل شرعیہ واحادیث نبویہ مسیح ومہدی ہونے کا نام نہ لے سکے۔ بلا دلیل وبے وجہ بکواس کرنے سے کوئی اہل علم یا اہل قلم روک نہیں سکتا اس کے روکنے کے لئے خدا تعالی کی قہری تجلی ضروری ہے جس نے قادیانی کو دبوچا ہے۔...

اہل اسلام قدیم کا آنے والے مسیح کی نسبت یہ خیال ہے کہ جو کچھ اس نے اپنے مشن کے متعلق پہلی آمد میں کیا، یا جو دوسری آمد میں اس سے وقوع میں آئیگا وہ از سرتا پا آسمانی اور روحانی تھا اور ہوگا۔ زمینی سازش وتدبیر اور انسانی طاقت وتاثیر کا وہ اثر تھا اور نہ ہوگا۔

آپؑ کی پہلی آمد کے آسمانی نشانات اور روحانی برکات اہل اسلام قدیم کے اعتقاد میں بہت ہیں کہ از انجملہ بعض قبل از ولادت آپ کی والدہ مریم صدیقہ کی پیدائش کے وقت سے ظہور میں آئے۔ بعض آپؑ کی پیدائش کے وقت اور بعض آپؑ کے زمانہ نبوت میں ظاہر ہوئے۔

✿ ازانجملہ اول، خدا تعالی کا آپ کو ایک مقدس اور بابرکت خاندان سے پیدا کرنا (مرزا جس خاندان سے پیدا ہوا اس کے تقدس سے قادیان، بٹالہ، گورداسپور کے لوگ، جو اس کے باپ بھائیوں کو دیکھ چکے ہیں، بخوبی واقف ہیں۔ مرزا کے باپ کا کوئی سنی مذہب نہ تھا۔ نہ احکام مذہب نہ نماز روزہ حج زکوۃ کا وہ پابند تھا۔ اس کا ایک حقیقی بھائی عیاشی میں اس قدر مستغرق ہوگیا تھا کہ اس کا بدن وخون بگڑ گیا تھا اور ناک بیٹھ گئی تھی۔ ایک بھائی ہلاک خوروں کا پیشوا بن کر مسلمانوں سے الگ ہوگیا تھا۔ ایک اپنے عضو تناسل کو کاٹ کر ہیجڑا بن بیٹھا تھا۔ اس خاندان سے جس پر یہ مصرع صادق آتا تھا: ایں خانہ ہمہ آفتاب است، پیدا ہو کر اس کا دعوی کہ میں مسیح موعود ہوں، میں نبی ہوں، میں مہدی ہوں۔ کس قدر لغو تھا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ) اور آپؑ کی والدہ مریم صدیقہ کو اچھی قبولیت سے قبول کرنا اور اس کو غیر معمولی طور سے بڑھانا، وہ ایک دن میں اس قدر بڑ

ھتے تھے جیسے اور بچے سال بھر میں بڑھتے ہیں۔

فتقبّلها ربّها بقبول حسنٍ و انبتها نبا تاً حسناً و كفّلها زكر يّا ۔ (آ ل عمرا ن ع ۴)۔ کا نت تنبت فی اليوم کما تنبت المولود فی العام ۔ (جلا لين لكهنوى۔ ص ۴۳) ۔

❁ غیر موسمی پھل بہشت سے اس کے پاس بھیجنا جس کو دیکھ کر حضرت زکریاؑ نے جان لیا کہ خدا تعالی بے موسم پھل بھیجنے پر قادر ہے تو وہ مجھے بڑھاپے میں فرزند دینے پر قادر ہے، تو آپ نے باوجود حالت مایوسی کے خدا سے فرزند کیلئے دعا کی،

كلّما د خل عليها ذكر يّا المحرا ب و جد عند ها رزقاً ۔قال يا مر يم انّى لكِ هذا۔ قا لت هو من عند اللّه ۔(آ ل عمرا ن ۔ ع ۴) ۔ اى ياتينى به من الجنّة ۔ لمّا رأى زكر يا ذلك علم ان القا در على الاتيان با لشىء فى غير حينه قادر على الاتيا ن با لولد على الكبر دعا زكر يا ر بّه ۔ جلالین ص ۴۳۔

❁ کلمہ کن سے آپ کے وجود کے ساتھ حاملہ ہونا

قا ل كذ لكِ اللّه يخلق ما يشاء ۔(آل عمران)۔ اى من خلق و لدٍ منك بلا اب ۔(جلالین ص ۲۴)

❁ آپ کی ولادت کے وقت خشک درخت خرما سے تازہ کھجوریں جھڑنا اور خشک نہر سے پانی جاری ہونا..

.قد جعل ر بكِ تحتكِ سريّاً ۔ و هزّ ى اليكِ بجذ عِ النخلة تسا قط عليكِ ر طباً جنيّاً ۔ مر يم ع ۲ ۔ سر يّاً نهراً و كان انقطع فجرت النخلة كا نت يا بسة ۔(جلالین۔ص ۲۴۳، ۲۴۵)۔

❁ یہودیوں کے طوفان و بہتان کے جواب میں آپ کا گہوارہ میں کلام کرنا کہ میں خدا کا بندہ ہوں، خدا نے مجھے نبی کیا ہے۔

قال انّى عبد اللّه آ تا نى ا لكتا ب و جعلنى نبيّاً (مر يم ع ۲)۔

يكلّم النّاس فى المهد و كهلاً (آ ل عمران۔ ع ۵)۔

اى طفلاً قبل وقت الكلام ۔ (جلا لين ص ۲۴۴)

ان آیات واقوال سے صاف ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی پہلی آمد آسمانی نشانات و روحانی برکات کا محل تھی اور جو کچھ آپ نے اپنے مشن کے متعلق پہلی آمد میں کیا آسمانی تائید سے کیا، نہ زمینی تدبیر سے ...ایسی ہی آپ کی دوسری آمد آسمانی نشانوں اور روحانی برکتوں کا محل ہوگی ۔ اہل اسلام قدیم یہ یقین رکھتے ہیں کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی بن مریم آسمان سے دو فرشتوں کے بازؤوں پر ہاتھ رکھ کر ایک سفید منارہ کے قریب دمشق کی شرقی جانب میں اتریں گے اور زمین میں عدل، امن، راستی اور دین کی روشنی پھیلائیں گے اور ظلم بے دینی بے ایمانی کو دور کریں گے ۔ اس مشن کو پورا کرنے میں وہ زمینی تدبیروں اور انسانی سازشوں کے محتاج نہ ہوں گے اور میدان جنگ وجدال وخونریزی وقتال آراستہ کر کے تلوار سے کام نہ لیں گے، بلکہ اپنی روحانی طاقتوں اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ اس مشن کو پورا کریں گے ۔ ان کے وقت میں لڑائی بالکل موقوف ہوگی، تلوار اس وقت میں جنگ کے کام سے بے کار ہو جائے گی، صرف کھیتی کاٹنے کے کام میں آئے گی ۔ منکرین ان کے نزول آسمانی اور دیگر نشانوں کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے، اور جو شقی ازلی سنگ دل فطرتی اس سے محروم ہوکر کافر رہیں گے وہ آپ کی سانس کی تاثیر سے ہلاک ہوں گے ۔ دجال موعود ان کی صورت دیکھ کر پگھلنے لگے جائے گا مگر نوشتہ پورا کرنے کیلئے اور بطور قصاص اس موذی کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور بعض شقی (جیسے یاجوج ماجوج) آپ کی بددعا سے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی لاشوں اور خونوں سے زمین کو پاک کرنے کیلئے آسمان سے مدد آئے گی ۔ زمین میں رزق اور پھلوں کی برکت ہوگی اور دولت و مال کی (جس کی وجہ سے اور طمع سے لوگ آپس میں لڑتے ہیں اور ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں) ایسی کثرت ہوگی کہ کوئی کسی کو کچھ مال دینا چاہے گا تو وہ قبول نہ کرے گا اور لوگوں کا بخل اور آپس میں کینہ اور بغض سب دور ہو جائے گا ۔ یہ فیض امن زمانہ مسیح کا انسانوں کے علاوہ حیوانات اور درندوں کو بھی پہنچے گا وہ بھی ایک دوسرے پر ظلم وایذا رسانی نہ کریں گے ۔ بھیڑیا اور بکری، چیتا اور گائے ایک گھاٹ پانی پئیں گے ۔ سانپ وغیرہ زہریلے جانور انسانوں اور حیوانوں کے ساتھ کھیلیں گے اور ان کی زہر جاتی رہے گی ۔ ان برکات ونشانات میں انکے ثانی اثنین ورفیق مہدی علیہ السلام ان کے وقت میں ہوں گے بلکہ ان ہی کی مدد کیلئے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے ۔ ان دونوں حضرات کا ایک ہی مشن ہوگا اور ایک ہی روحانی طریق سے وہ اس مشن کو پورا کریں گے ۔

ہر چند آمد مسیح سے پہلے امام مہدی کے زمانہ میں دین سے مزاحمت کرنے والوں سے

مسلمانوں کی مدافعتی لڑائیاں ہوں گی مگر کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت امام مہدی بذات خود کسی شخص پر تلوار اٹھائیں گے اور کسی جان کو تلف کریں گے، یا پیش قدمی کر کے اور بلاعوض تلف کرنے کا حکم دیں گے بلکہ ان کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ کسی سوتے کو نہ جگائیں گے اور کسی جان کی خونریزی نہ کریں گے۔ ایسا ہی حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ میں بصفحہ ۳۶۳ نقل کیا ہے ۔اورا حادیث سے جو عنقریب منقول ہونگی معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیوں میں امام مہدی سے جو کچھ ظہور میں آئے گا وہ روحانی اور آسمانی نشان کے طور پر ہوگا اور آمد مسیح کے بعد تو ان دفاعی لڑائیوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور مہدی و مسیح دونوں کے ہاتھ سے روحانی برکات سے دین چمکے گا۔ تلوار سے کچھ کام نہ لیا جائے گا۔

اس اجمال کی تفصیل بہت سی آیات و احادیث و آثار میں پائی جاتی ہے اس مقام میں ازانجملہ چند آیات و احادیث و آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

☆ سب سے پہلا نشان آسمانی، آپ کا آسمان سے نازل ہونا، چند آیات میں پایا جاتا ہے مثلاً و انّه لعلم للسّاعة ۔ (زخرف)۔ انّه ای عیسی لعلم للسّاعة تعلم بنزوله (جلالین ص ۴۹۴)۔ حضرت عیسیٰؑ قیامت کا علم یا نشان ہے۔ عامہ تفاسیر میں بہ نقل احادیث و آثار بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول علامت قیامت ہے۔

یکلّم النّاس فی المهد و کهلاً ۔(آل عمران)۔ قال الحسین بن الفضل یکلّم النّاس کهلاً بعد نزول من السّماء و فیه نصّ علی انّه ینزل من السّماء الی الارض ۔(فتح البیان ص ۳۹۳)۔ آپ گہوارہ اور کہولت میں یکساں کلام کریں گے۔ عامہ تفاسیر معالم و فتح البیان وغیرہ میں حسین بن فضل سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اترنے کے بعد سن کہولت میں کلام کریں گے۔

قال ابن عباس و ارسل اللّٰه الی عیسی و هو ابن ثلاثین سنة فمکث فی رسالته ثلاثین شهراً ثمّ رفع اللّٰه الیه ثمّ ینزله الی الارض و هو فی سنّ الکهولة ۔(فتح البیان)۔ ابن عباسؓ سے نقل ہے کہ وہ آسمان کہولت سے پہلے اٹھائے گئے آسمان سے سنہ کہولت کے بعد اتر کر کلام کریں گے۔

دوسری وہ آیت ہے جو عنقریب نشان سوم کے ثبوت میں پیش کی جائے گی۔

☆ **دوسرا آسمانی نشان** (اس نزول کی کیفیت کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اور دمشق کے مشرقی منارہ کے قریب ہوگا) اس حدیث صحیح مسلم میں پایا جاتا ہے:

فبینا ھو کذ لک اذ بعث اللّٰہ المسیح بن مر یمؑ فینز ل عند المنارۃ البیضاء شر قی وا ضعاً کفّیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طأ طأ رأسہ قطر و اذ رفعہ تحدر منہ حبّا ن کا للؤلوء ۔صحیح مسلم ص ۴۰۱ ۔خدا مسیح بن مریم کو بھیجے گا تو وہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس اترینگے ۔زرد رنگ جوڑا پہنے ہوئے ۔دو فرشتوں کے بازؤوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ان سے قطرات عرق ٹپکیں گے اور جب وہ سر اٹھائینگے تو ان سے موتیوں کے سے چاندی کے دانے گرینگے۔

☆ **تیسرا آسمانی نشان** (اس نزول کی کیفیت معجزانہ اور دیگر آسمانی نشان دیکھ کو لوگوں کا ایمان لانا) ۔یہ آیت ہے:

و ان مّن اھل الکتا ب الّا لیؤمننّ بہ قبل مو تہ ۔(النساء)۔ قبل موت عیسی لما ینز ل قر ب القیا مۃ ۔(جلا لین ص ۸۲) ۔ یؤمن بہ من ادرکہ عند نزولہ الی الارض و صححہ الطبری ھذا القول و قد تواترت ا لاحادیث بنزول عیسی جسماً لہ و صحّ ذلک الشوکانی فی مؤلف مستقل ۔(فتح البیا ن ج ا) ۔
مسیح کی موت سے پہلے اہل کتاب یہودی وغیرہ ، جواب منکر ہیں ، ایمان لائیں گے ۔عامہ تفاسیر جلالین، فتح ا؛بیان طبری وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت عیسی آسمان سے اتریں گے تو جو لوگ ان کو پاویں گے ان پر ایمان لاویں گے۔

اس آیت کی تفسیر حدیث بخاری میں بھی ہوئی ہے جو ہم نشان دہم کے ثبوت میں پیش کرینگے۔

مسیح کے نزول آسمانی اور آمد ثانی کا سرّ وفائدہ وحکمت یہی ایمان اختیاری (نہ اجباری) ہوگا ان کو آسمان سے اس معجزانہ کیفیت کے ساتھ اترتے دیکھ کر یہود جو ان کو صلیب پر مقتول اور ملعون سمجھتے ہیں ، اور آج کل کے بعض نام کے مسلمان (جو ان کے آسمان پر جانے اور دیگر معجزات کے

قائل نہیں) ایمان لائیں گے۔ان منکروں کو قائل کرنے کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دلیل وشہادت نہ تھی اور جو اس دلیل کو مشاہدہ کر کے بھی منکر رہیں گے وہ ان کی سانس سے ہلاک ہو جائیں گے جن کا بیان نشان چہارم میں ہوتا ہے۔

☆ چوتھا آسمانی نشان

مسیح کے نشانات دیکھ کر ایمان نہ لانیوالوں اور اپنی سنگ دلی اور شقاوت ازلی کی وجہ سے کافر رہنیوالوں کا صرف آپؑ کی سانس کی تاثیر سے ہلاک ہو جانا مسلم کی اس حدیث میں ہے :

فلا یحلّ لکا فر یجد ریح نفسه الّا مات و نفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه ۔(صحیح مسلم ۔ص ۴۰۱) ۔کہ نزول مسیح کے وقت جائز وممکن نہ ہوگا کہ مسیح کا سانس کسی کافر کو پہنچے اور وہ ہلاک نہ ہو اور مسیح کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اس کی نظر پہنچے گی ۔

☆ پانچواں آسمانی نشان :

اسی قسم کے ایک سنگ دل وشقی ازلی (دجال موعود) کا آپ کے نزول سے پہلے خروج کرنا اور ان کی صورت دیکھ کر پگھلنے لگ جانا صحیح مسلم کی اس حدیث میں بیان ہے :

فاذا رآه عدوّ الله ذا ب کما یذ وب الملح فی الماء فلو ترکه لا نذا ب حتی یهلک ولکن یقتله اللّه بیده فیریهم دمه فی حربته ۔(صحیح مسلم ۔ص ۳۹۲) ۔کہ دجال مسیح کو دیکھ کر پگھلنے لگے گا ۔ آپ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا ترک کرتے تو وہ پگھل کر ہلاک ہو جاتا ۔مگر اللہ تعالی آپ کے ہاتھ سے اس کو قتل کرائے گا ۔

حضرت مسیح کے ہاتھ سے دجال کے قتل ہونے کی ایک وجہ ہے جو نوشتہ خاتم المرسلین کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے وہ پورا ہو ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس موذی کے ہاتھ سے بہت سے مسلمان قتل کئے جائیں گے لہذا اس موذی کا قتل کیا جانا بطور حد وقصاص ہوگا اور عین انصاف کا مقتضا، نہ رحیمی شان کے برخلاف ۔اور صحیح مسلم میں اس حدیث کو بیان کر کے اس میں لکھا ہے :

قال رسول اللّه ﷺ و اللّه لینزلن ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسرن الصلیب و یقتلن الخنز یر و لیضعن الجزیة و لتترکن القلاص فلا یسعی علیها و لتذ هبن الشحناء و التباغض و التحا سد و لیدعو ن

الی المال فلا یقبله احد ۔(صحیح مسلم نمبر ۱۵۵) ۔

اور فیبعث اللّٰہ عیسی بن مریم کانّه عروۃ بن مسعود فیطلبه فیهلکه ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنتین عداوۃ ثمّ یرسل اللّٰہ ریحاً باردۃً من قبل الشّام فلا یبقی علی وجه الارض من احد فی قلبه مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الّا قبضته حتّی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدختله علیه حتی تقبضه قال سمعتها من رسول اللّٰہ ﷺ فیبقی شرارا النّاس فی خفة الطیر و احلام السباع لا یعرفون معروفاً و لا ینکرون منکراً فیتمثل لهم الشیطان فیقول الاتستحیون؟ فیقولون فبما تامرنا فیامرهم لعبادۃ الاوثان و هم فی ذلک دارّ رزقهم حسن عیشهم ثم ینفخ فی الصور... الخ ۔(صحیح مسلم۔ نمبر ۲۹۴۰) ۔ و فی روایة له فیبقی شرار الناس یتهارجون تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة ۔(صحیح مسلم)۔ اس وقت اونٹیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی ان کیلئے کوئی کوشش نہ کرے۔ دلوں کی عداوت اور کینہ اور حسد دور ہو جائیں گے۔ مال کی طرف لوگ بلائے جائیں گے، تو کوئی قبول نہ کریگا۔

ایک روایت صحیح مسلم میں آیا ہے کہ اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا ۔ وہ دجال کو طلب کر کے قتل کریں گے پھر تمام لوگ سات سال ایسے با امن عیش میں بسر کریں گے کہ دو شخصوں کے درمیان عداوت نہ ہوگی پھر اللہ ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف سے بھیجے گا جس سے تمام اہل ایمان روئے زمین کے فوت ہو جائیں گے۔ اگر کوئی پہاڑ کے اندر ہوگا تو وہاں بھی وہ ہوا پہنچے گی اور اس کی جان قبض کر لے گی ۔ پھر ایسے لوگ رہ جائیں گے جو جانوروں کے سے بے وقوف ، اور درندوں کے سے سمجھ و خیال والے ، ایذا رسان ، ہوں گے وہ کسی اچھی بات کو اچھا نہ جانیں گے نہ بری کو برا سمجھیں گے ،بعض گدھوں کی طرح بازاروں میں عورتوں سے جفت ہوں گے ۔ پھر شیطان ان کے سامنے متشکل ہو کر کہے گا کیا تم حیا نہیں کرتے ۔ وہ کہیں گے تو ہم کو کیا حکم دیتا ہے۔ تو پھر وہ ان کو مخلوق پرستی کا حکم دے گا ۔ وہ تھانوں کی پوجا کریں گے تو انکا رزق فراخ اور عیش عمدہ ہوگا ایسی حالت میں نفخہ عالم ہوگا اور قیامت برپا ہوگی ۔

اس کتاب کی شرح نووی میں کثرت مال کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑے یعنی سونا چاندی اورخزانے اگل دے گی۔اور جنگ کے بالکل موقوف ہو جانے اورگھوڑوں کے لڑائی کے کام میں نہ آنے اورتلوار کوکھیتی کاٹنے کا اوزار بنانے کا ذکران احادیث میں ہے جو نشان یازدہم کے ثبوت میں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ گیارھواں آسمانی نشان

درندوں کا حیوانوں کے ساتھ چرنا اور بچوں کا سانپوں کے ساتھ کھیلنا وغیرہ اس حدیث ابن ماجہ میں ہے:

و تنزع حمة کل ذا ت حمة حتی ید خل الولید یده علی الحیّة فلا تضرّه و تفر الو لیدة ا الاسد فلا یضر ها و یکو ن الذ ئب فی الغنم کانّه کلبها و یملأالا رض من السلم کما یملأ لاناه من الما ء و یکون الکلمة وا حدة فلا یعبد الا اللّه و تضع الحر ب اوزارها و تصلب قریش ملکها و یکون الارض کفا تور الذ هب و الفضة تنبت نباتها بعهد آدم حتی تجتمع النفر علی القطف من ... ابن ما جه ۔حضرت مسیح کا نزول ہوگا تو زہردار جانوروں کا زہر جاتا رہے گا کوئی لڑکا سانپ پر ہاتھ مارے گا تو وہ اس کوضرر نہ دے گا۔شیر کوکوئی بکری بھگادے گی تو وہ اس کوضرر نہ پہونچائے گا۔بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں ایسا رہے گا جیسے اس کا محافظ کتا۔تمام زمین اسلام سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔اس وقت بجز خدا واحد کسی کی عبادت نہ ہوگی۔لڑائی اپنا بوجھ اتار دے گی اور قریش کی بادشاہی جاتی رہے گی (یعنی مسیح کی اجازت کے بغیران کا امیر کوئی حکم نہ کرے گا۔نزول مسیح کے بعدان کی خصوصیت خلافت سے جاتی رہے گی) زمین ایسی ہو جائے گی جیسے سونے چاندی کا طشت، وہ اپنی بوٹیاں ایسی اگائے گی جیسے آدم کے وقت اگاتی تھی ایک خوشہ انگوراورایک دانہ انار سے جماعت سیر ہوگی۔

اورکتاب رحمۃ المهداۃ الی من یرید زیادۃ العلم علی احادیث المشکوۃ میں ہے:

و یهلک اللّه فی زمانة المسیح الدجال ثم تقع الامنة علی ا لارض حتی ترتع الا سود مع الابل و النمار مع البقر و الذ یا ب مع الغنم و

یلعب الصبیان بالحیات فلا تضرّ ھم فیمکث ار بعین سنة ثمّ یتوفّی و یصلّی علیه المسلمون ۔ و فی روایة و یر جع المسلم و تتخذ السیوف مناجل وتذھب حمة و تنزل السّماء رزقھا و تخر ج الا رض بر کتھا حتی یلعب الصبی با لثعبا ن فلا یضرّہ ۔ (الر حمة المھداة ۔ ص ۲۷۷)۔ کہ مسیح کے زمانے میں خدا تعالی دجال کو ہلاک کرے گا ۔ اس کے بعد زمین میں امن قائم ہو جائے گا ۔ یہاں تک کہ حیوانات اور درندوں پر بھی اس کا اثر پہونچے گا ۔ شیر اونٹوں کے ساتھ چریں گے جیسے ....گائے کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ ، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے تو وہ اس کو ضرر نہ پہنچائیں گے ۔ وہ چالیس سال زمین پر زندہ رہیں گے پھر فوت ہونگے اور مسلمان ان پر جنازہ پڑھیں گے ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مسلمان لڑنے سے پھر بیٹھیں گے اور تلواروں کو کھیتی کاٹنے کا اوزار بنایا جاوے اور زہر دار جانوروں کا اثر جاتا رہے گا آسمان اپنا رزق اتارے گا اور زمین اپنی برکت نکالے گی ۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھلیں گے تو وہ اس کو ضرر نہ پہنچائیں گے ۔

عہد عتیق یسیعاہ نبی کی کتاب کے باب ۱۱ میں بھی بعض ان نشانات حضرت مسیح کی تائید پائی جاتی ہے چنانچہ کہا ہے ۔

بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کرے گا اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے گا اور لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا....اس وقت بھیڑ یا برّے کے ساتھ رہے گا اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھیا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہیں گے اور ننھا بچہ ان کی پیش روی کرے گا ۔ اور گائے اور ریچھنی مل کر چریں گی اور ان کے بچے ملے جلے بیٹھیں گے اور شیر ببر اور بیل کی پوان کھائے گا اور دودھ پیتا بچہ سانپ کے بل کے پاس کھیلے گا ۔

پانچویں نشان آسمانی کے بیان میں صحیح مسلم سے منقول ہوا ۔ اس پیش گوئی اور اس حکم نبوی سے صاف ثابت ہے کہ زمانہ مسیح اور قتل دجال کے بعد موقوفی جہاد کا حکم آنحضرت ﷺ کا حکم ہے جس کی تعمیل حضرت مسیح سے ہوگی ۔ اس موقوفی جہاد کی فلاسفی (حکمت و سرّ عقلی) یہ ہے کہ دنیا میں جہاد یا لڑائی دو ہی غرض سے ہوتی اور وقوع میں آتی ہے ایک غرض دنیاوی (بطمع مال یا بوجہ عناد و دشمنی) جو دنیا داروں کو لڑائی پر باعث ہوتی ہے ۔ دوسری غرض دینی (اعلاء کلمة اللہ و مدافعت اعداء اللہ) جو

اہل دین کولڑائی پر باعث ہوتی ہے۔ اور زمانہ مسیح میں یہ دونوں غرضیں کسی کو پیش نظر نہ رہیں گی۔ اس وقت کوئی کافر زمین پر نہ رہے گا تو غرض دوم کس کو ہوگی، اور جب کہ زمین اپنے مدفون خزانے باہر نکال پھینکے گی اور مال و دولت کی خواہش کسی کو نہ رہے گی تو پھر غرض اول سے لڑائی کیسی۔ دشمنی عداوت وایذارسانی درندوں سانپوں میں نہ رہے گی تو انسانوں میں باہم کیونکر ہوگی۔ اب جہاد ہو تو کس سے ہو اور کرنے والا کون ہو۔

دجال موعود کو حضرت مسیح کا قتل کرنا اس وقتِ امن سے پہلے ہوگا۔ ایسا ہی دوسرے موذی کافروں سے مسلمانوں کا لڑنا اور امام مہدی کا اپنے روحانی برکات اور آسمانی نشانات سے ان موذیوں کو ہلاک کرنا امن زمانہ مسیحی سے پہلے وقوع میں آئے گا۔ دجال قتل ہوگا تو پھر سیفی جہاد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ دجال کے بعد کفار یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا تو ان کے مقابلہ میں بھی سیفی جہاد سے کام نہ لیا جائے گا بلکہ صرف مسیح کی دعا سے ان کی گردنوں میں پھوڑا نکلے گا اور اسی سے ان کا کام تمام ہوگا۔ چنانچہ نشان ششم کے بیان میں صحیح مسلم سے منقول ہوا۔ دجال کو حضرت مسیح کا قتل کرنا ان کی شان رحیمی وامن گستری کے برخلاف نہ ہوگا۔ وہ موذی بہت سے مسلمانوں کو سخت اذیت سے ہلاک کرے گا..لہذا ایسے موذی کو مارنا ہزاروں مسلمانوں کو زندہ رکھنے کے برابر ہے اور یہ شان رحیمی مسیحی اور امن گستری کا عین لازمہ ہے۔

دجال موعود کا خروج اور حضرت عیسیٰؑ کا اس کو قتل کرنا جو نشان پنجم میں بیان ہوا ہے، حضرت مسیح کی آمد ثانی کیلئے ایک بڑی بھاری علامت اور ایک لازمی شرط ہے۔ جب تک دجال نہ نکلے گا مسیح ہرگز نہ آویں گے۔ لہذا ضروری ہوا کہ اہل اسلام قدیم کا اعتقاد دجال کی نسبت بیان کیا جائے تاکہ کسی جھوٹے اور بناوٹی مسیح کو یہ گنجائش نہ رہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرنے اور اپنی مسیحائیت کی پٹڑی جمانے کیلئے جس شخص کو چاہے، دجال بنالے اور جس چیز کو چاہے دجال کا گدھا بنالے۔ اور پھر خود بھی اس گدھے پر سوار ہوا کرے جیسا کہ ایک جھوٹے مسیح قادیان پنجاب نے کیا تھا کہ اپنی مسیحائیت کی پٹڑی جمانے کیلئے پہلے اپنے مخالف مولویوں کو دجال قرار دیا۔ پھر عیسائی پادریوں کو دجال ٹھہرایا اور دجال کا گدھا ریل گاڑی کو قرار دیا اور جب تک وہ زندہ رہا اس گدھے پر خود بھی سوار ہوتا رہا اور جب وہ اپنے دعوی مسیحیت کو جھوٹا کرنے کیلئے مرا تو اسی گدھے پر اس کی لاش کو لاد کر اس کے مدفن میں پہنچایا گیا۔ ہمارے بیان اعتقاد اہل اسلام قدیم کو مسلمان پڑھ یا سن لیں گے تو پھر کسی ایسے مفتری وکذاب مسیح کے دام میں نہ آئیں گے۔

اس اعتقاد اہل اسلام کا ماخذ و مستند احادیث صحیحہ نبویہ اتفاق کے ساتھ مسلّمہ اہل اسلام بیان کی جائیں گی جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اہل اسلام قدیم دجال موعود کس کو سمجھتے ہیں اور اس میں کیسی علامات وخواص کا موجود ہونا ضروری جانتے ہیں جو اس وقت کسی شخص میں پائی نہیں جاتیں ۔اور اس کا گدھا کیسا ہوگا۔ان احادیث میں امور ذیل کا بیان ہوگا۔

۱۔دجال کہاں سے نکلے گا۔۲۔وہ کب نکلے گا۔۳۔وہ اب کہاں ہے۔۴۔اس کی صورت کیسی ہو گی۔۵۔اس کی سواری کیا اور کیسی ہوگی۔۶۔اس کے پیرو کون لوگ ہوں گے۔۷۔کیسے شعبدے وخیالی نشان دکھائے گا۔۸۔وہ ایمانداروں کو کیونکر ستائے گا۔۹۔وہ کہاں کہاں پہنچے گا۔۱۰۔وہ کس جگہ ہلاک ہوگا۔۱۱۔اس کا گدھا کیسا ہوگا۔

امر اول وششم کا بیان۔جامع ترمذی میں ہے:

با ب ما جاء من این یخر ج الدّ جال ۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ الدّ جال یخرج من ار ض بالمشرق یقال لھا خراسان یتبعه اقوام کان وجوھھم المجان المطرقة ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال مشرق میں اس سرزمین سے نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے۔اس کے پیرو وہ لوگ ہوں گے جن کے منہ ایسے ہوں گے جیسے ڈھالیں جن پر چمڑے تو بر تو جمائے گئے ہوں۔

مرقاہ شرح مشکوہ میں ہے کہ خراسان مشہور شہر کا نام ہے جو ماوراء النہر اور عراق کے مابین ہے۔ خراسان بلدة معروفة بین ماوراء النھرو بلاد العرا ق ۔(مرقاة)۔ یتبع الدجال من یھود اصفھا ن سبعون الفاً علیھم الطیالسة ۔(صحیح مسلم ص ۴۰۵)۔کہ دجال کے پیرو اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار ہوں گے جو عربی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں۔

امر ششم کی تائید بیان امر نہم دہم میں بھی ہوگی۔

امر دوم سوم ونہم وھم کا بیان: صحیح مسلم وجامع ترمذی میں حدیث ہے:

عن فاطمه بنت قیس قال رسول اللّٰہ ﷺ انی و اللّٰہ ما جمعتکم لرغبة ولا لرھبة ولکن جمعتکم لانّ تمیماً الداری کا ن ر جلاً نصرانیاً، فجا ء فبایع و اسلم ۔ و حدّ ثنی حد یثاً وافق الّذی کنت ا حدثکم عن مسیح الد جا ل ۔

حدثنی انّه رکب فی سفینة بحر یة مع ثلا ثین ر جلاً من لخم و

جذام ۔ فلعب بهم الموج شهراً فی البحر۔ ثم أ ر فووا الی جز یرة فی البحر حین مغر ب الشمس ۔ فجلسوا فی اقرب السفینة ۔ فد خلوا الجز یرة فلقیتهم دا بة اهلب کثیر الشعر ۔ لا یدرو ن ما قبله من دبره ۔من کثرة الشعر ۔ فقا لوا و یلک ما انت ؟ قا لت انا الجسا سة ۔ قا لوا و ما الجسا سة ۔ قا لت یا ایها القو م انطلقوا الی هذا الر جل فی الد یر ۔ فا نّه الی خبرکم با لا شوا ق ۔ قا ل لمّا سمّت لنا ر جلاً فر قنا منها ان تکو ن شیطا نة ۔

قا ل فا نطلقنا سراعاً ۔ حتی د خلنا الد یر ۔ فا ذا فیه اعظم انسا ن رأینا ہ قط ۔ و اشده وثا قاً ۔ مجمو عة یدا ہ الی عنقه ما بین ر کبتیه الی کعبیه با لحد ید۔ قلنا و یلک ما انت ؟ قا ل قد قدر تم علی خبری ، فا خبرو نی ما انتم ؟ قا لوا نحن اناس من العرب ۔ ر کبنا فی سفینة بحریة فصا دفنا البحر حین ا غتلم فلعب بنا المو ج شهراً۔ ثم ارفا نا الی جز یر تک هذه ۔ فجلسنا فی اقر بها، فد خلنا الجزیرة ۔ فلقیتنا دا بة اهلب کثیر الشعر لا تدری ما قبله من دبره من کثرة الشعر۔ قلنا و یلک ما انت؟ فقا لت انا الجسا سة قلما و ما الجساسة۔ قا لت اعمدواالی هذا الر جل فی الدّ یر ، فا نّه الی خبر کم بالاشواق ۔ فا قبلنا الیک سرا عاً و فز عنا منها ولم نا من ان تکون شیطا نة۔

فقا ل ا خبرونی عن نخل بیسا ن ۔ قلنا عن ای شا نها تستخبر ؟ قال اسألکم عن نخلها، هل یثمر ؟ قلنا له نعم ۔ قا ل اما انها یوشک ان لا تثمر۔ قال ا خبرونی عن بحیرة طبریة ۔ قلنا عن ای شانها تستخبر؟ قا ل هل فیها ما ء ؟ قا لوا هی کثیرة الماء ۔ قا ل اما انّ ماء ها یو شک ان یذ هب ۔ قا ل ا خبرو نی عن عین زغر ۔ قا لوا عن ای شا نها تستخبر؟ قا ل هل فی العین ما ء ۔ و هل یز ر ع اهلها بما ء العین ؟ قلنا له نعم ، هی کثیرة الما ء و اهلها یز رعو ن من

مائها ۔ قا ل ا خبرو نی عن نبی الا میین ما فعل ؟ قا لوا قد خر ج من مکه و نز ل یثر ب ۔۔ قا ل اقا تله العر ب ؟ قلنا نعم۔ قا ل کیف صنع بهم ؟ فا خبر نا ہ انه قد ظہر علی من یلیه من العر ب و اطاعو ہ ۔ قا ل ۔ قا ل لهم قد کا ن ذا ك؟ قلنا نعم ۔ قا ل اما ان ذا ك خیر لهم ان یطیعوہ ۔ و انی مخبر کم عنّی۔ انّی انا المسیح الد جا ل ۔ و انی اوشک اب یؤذن لی فی الخروج ۔ فا خر ج فا سیر فی ا لارض۔ فلا ادع قر یة الّا هبطها فی ار بعین لیلة ، غیر مکه و طیبه ، فهما محرمتا ن علیّ کلتا هما ۔ کلما ار دت ان ا دخل وا حد ۃ ، او وا حداً منهما، استقبلبی ملک بیدہ السیف صلتا۔ یصدنی عنها ۔ و انّ علی کل نقب منها ملا ئکة یحر سو نها۔

قا لت ۔ قا ل رسو ل اللّٰه ﷺ و طعن بمخصرته فی المنبر، هذہ طیبه ، هذہ طیبه ، هذہ طیبه ، یعنی المد ینة ۔ الا هل کنت حدثتکم ذلک ؟ فقا ل النّاس نعم ۔ فا نه اعجبنی حد یث حد یث تمیم ۔ انه وا فق الّذی کنت ا حد ثکم عنه ، و عن المد ینة و مکه۔ ا لا انه فی بحر الشام او بحر الیمن ، لا بل قبل المشر ق ما هو ۔ و او مأ بیدہ الی المشر ق۔ قالت فحفظت هذا من رسول الله ﷺ .(مسلم ص۴۰۴۔۴۰۵)

ثمّ تصرف الملا ئکة و جهه قبل الشا م و هنا لک یهلک ۔(بخاری و مسلم ۔مشکوۃ ص ۴۶۰)۔کہ دجال مشرق سے مدینہ کی طرف آئے گا اور مدینہ میں داخل ہونا چاہے گا تو فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں ہلاک ہوگا۔

قال رسول اللّٰه ﷺ یجیء الدجال حتی ینزل فی ناحیة المد ینة فتر جف ثلاث وجفات فیخر ج الیه کل کا فر و منا فق ۔(بخاری ص ۱۰۵۵ و ۵۰۵) دجال مدینہ سے باہر ایک کنارہ پر اترے گا تو مدینہ میں تین زلزلے ہوں گے جس سے مدینہ کے کافر و منافق باہر نکل کر دجال کے ساتھ ہو جائیں۔

امر چہارم اور پنجم کا بیان۔

قال رسول اللّٰه ما من نبی الّا وقد ا نذرہ قومه و لکنّی سا قول لکم

قولاً لم يقله نبى، انه اعور ۔ (بخارى ص ١٠٥٥) ۔ و ان بين عينيه مكتو ب كا فر ۔(بخاری ص ۱۰۵۶)، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دجال سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے ۔مگر میں تم کو (اس کی نشان دہی کیلئے) ایسی بات کہونگا جو کسی نبی نے نہیں کہی ۔ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اوراس کی پیشانی پر لفظ ک ف ر لکھا ہوگا ۔جس کو ہر اہل ایمان پڑھ لے گا ۔

پڑھنے والے میں اہل ایمان کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لکھا ہوا روحانی طور پر ہوگا جس کو اہل ایمان اپنی روحانی طاقت سے پڑھ لیں گے ۔وہ جسمانی نہ ہوگا کہ اس کو کافر بھی پڑھ سکیں

قال رسول اللّٰه ﷺ يخرج الدّ جال على حمار اقمر ما بين اذنيه سبعون باعاً ۔ (رواہ البیھقی فی کتاب البعث والنشور ۔مشکوۃ ص ۴۶۹) کہ دجال ایک سفید گدھے پر سوار ہوگا جسکے دونوں کانوں میں ستر باع (دو ہاتھ کے مقدار) کا فاصلہ ہوگا ۔

امر ہفتم و ششم کا بیان ۔صحیح مسلم میں ہے:

قال رسول اللّٰه ﷺ ... مع الد جال منه معه نهرا ن تجر يان احدهما رأى العين ماء ابيض و الآ خر ر أى العين نار تا حج فا ما ادركن ا حد فليأ ت الّذى يراه ناراً و ليغمض ثم ليطا طا راسه فانّه بارد ۔(مسلم ص ۴۰۰)۔ کہ دجال کے ساتھ دو نہریں ہوں گی ۔ایک دیکھنے میں سفید پانی کی ہوگی دوسرے دیکھنے میں آگ شعلہ زن ہوگی ۔تم میں کوئی اس کو پائے تو آنکھ بند کر کے اس میں سر جھکا دے وہ سرد پانی ہوگا ۔

فناره ماء و ماء ه نا ر ۔(بخاری ص ۱۰۵۶) صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی آگ درحقیقت پانی ہوگی ۔اور پانی درحقیقت آگ ہوگی ۔

فيخر ج اليه يومئذ رجل وهو خير الناس او من خيار الناس فيقول اشهد انک الدّ جال ....الخ ۔(بخاری ص ۱۰۵۶، مسلم ص ۴۰۲)۔آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ کے لوگوں سے سب سے بہتر ایک شخص دجال کی طرف آئے گا اور وہ اس کو کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ ﷺ نے دی تھی ۔ دجال اپنے پیروان سے کہے گا کہ اگر اس کو میں مار کر زندہ کرونگا تو پھر تم میرے خدا ہونے پر شک کرو گے

وہ بولیں گے نہیں ۔ پھر وہ اس شخص کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ پھر وہ شخص کہے گا کہ اب مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ تو دجال ہے۔ پھر دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا تو پھر قابو نہ پائے گا۔

ایسی ہی صحیح مسلم میں حدیث ہے اس کے شروع میں یہ ذکر ہے کہ اس مومن کو دجال کے ہتھیار بند لوگ ملیں گے تو اس کو کہیں گے کہ تو ہمارے رب (دجال) پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ کہے گا نہیں لاتا تو وہ اس کو قتل کرنا چاہیں گے مگر وہ دجال کے اس حکم کی نظر سے کہ وہ لوگ کسی کو دجال کے حاضر ہونے سے پہلے قتل نہ کریں، اس کے قتل سے رک جائیں گے اور اس کو دجال کے پاس پہنچائیں گے۔ پھر دجال اس کو قتل کرے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ پھر اس کے قتل پر قابو نہ پائے گا۔

صحیح مسلم میں یہ بھی حدیث ہے:

قلنا یا رسول اللّٰہ ﷺ و ما اسراعه فی الارض قال کا لغیث استد بر ته الریح ....الخ۔ (صحیح مسلم ص ۴۰۱)۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ دجال کس سرعت سے زمین پر نکلے گا۔آپ نے فرمایا جیسے مینہ یا بادل تیز چلتا ہے جس کو پیچھے سے ہوا دھکیلتی ہے۔ پھر ایک قوم کے پاس پہونچ کر اس کو اپنی الوہیت کی طرف بلائے گا....

مشکوۃ میں حدیث ہے کہ وہ دجال ایک اعرابی سے جا کر کہے گا کہ اگر تیرے اونٹوں کو زندہ کر دوں تو ،تو مجھے اپنا رب مان لے گا۔ اعرابی اس امر کو مان لے گا تو وہ شیطان کو حکم دے اتو وہ اس کے اونٹوں جیسی صورت بنا کر دکھائی دے گا۔ ایسا ہی وہ ایک اور آدمی کو جس کا بھائی اور باپ فوت ہو چکا ہو گا، کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ و بھائی کو زندہ کر دوں گا تو تو مجھے اپنا رب مان لے گا۔ وہ اس امر کو تسلیم کریگا۔تو شیطان اس کے بھائی اور باپ کی صورت بنا کر دکھاویگا (مشکوۃ ص ۴۶۹)

سنن ابن ماجہ میں حدیث صحیح مسلم کے مضمون کی حدیث نقل ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ دجال کے فتنہ میں سے ایک یہ بات ہے کہ وہ ایک گروہ پر گذرے گا جو اس کو نہ مانیں گے تو ان کے مال مواشی ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسرے گروہ پر گذرے گا جو اس کو مان لیں گے تو ان کے مواشی بڑے موٹے تازے بڑے بڑے کوہان والے بہت شیر دار پستان والے ہو جائیں گے۔ وہ تمام زمین پر غلبہ پائے گا بجز مکہ و مدینہ کے کہ وہاں سے اس کو فرشتے تلوار کے زور سے ہٹا دیں گے مدینہ کے باہر شورناک زمین پر وہ اترے گا تو مدینہ میں تین زلزلے ہوں گے ..... (سنن ابن ماجہ)

ابن ماجہ کی اس حدیث کے اکثر مطالب حدیث صحیح مسلم میں بھی پائے جاتے ہیں:

قلنا یا رسول اللّٰہ وما لبثه فی الارض قال اربعون یو ماً یوم کسنة و یوم کجمعة و سا ئر ا یّا مه کا یّا مکم قلنا یا رسول الله فذ لك الیو م الّذی کسنة یکفینا فیه صلوة قال لا اقدروا له قدرة قنا یارسول اللّٰہ ﷺ ما اسرا عه فی الارض قال کا لغیث استد بر ته الر یح (مسلم ۴۰۱)

دجال کے زمین پرٹھہرنے کی میعاد ابن ماجہ اور صحیح مسلم میں چالیس روز بیان ہوئے ہیں جس میں ایک دن سال بھر کا اور ایک دن مہینے بھر کا ایک دن ہفتہ بھر کا باقی ایام ان دنوں کی مانند۔ سال بھر کے دن کی بابت لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اس میں ہم کو ایک دن کی صرف پانچ نمازیں کافی ہوں گی، آپ نے فرمایا نہیں تم اس دن کے اوقات کا ہمیشہ کے دنوں کے اوقات سے اندازہ کر کے ان اوقات پر نمازیں پڑھ لیا کرو۔ ہم نے عرض کیا کہ وہ زمین میں کس قدر تیز چلے گا۔فرمایا جیسے بادل چلتا ہے جس کو پیچھے سے آندھی دھکیلے۔

اس بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ دجال موعود کون ہے اور کس شرط و علامت کا وہ آدمی ہے جس کے مسلمان منتظر ہیں۔اور وہ ایسا وسیع المفہوم والصفات نہیں ہے کہ جس کو کسی کا جی چاہے دجال بنائے۔دجال کے عم یا خال یا برادر مصداق سگ زدو برادر اشغال قوم یاجوج ماجوج (جس کا ذکر چھٹی ساتویں آٹھویں اور نویں نشان آسمانی میں ہے) بھی دجال کی مانند ایک غیر معمولی انسان ہوں گے اور ان کے افعال بھی عام انسانوں کے افعال سے بڑھ کر اور اعجوبہ تر ہوں گے مسیحائیت ومہدویت کا ایک جھوٹے مدعی قادیانی نے اس شرط خروج یاجوج ماجوج کو پورا کرنے کیلئے یاجوج ماجوج انگریزوں اور روس کو قرار دیا ہے اس کے اس قرارداد اور تاویل سراپا تحریف و تسویل کو جھوٹا کرنے کیلئے اور نیز دوسرے مفتریوں کی دہان بندی کیلئے اس مقام میں یاموج ماجوج کے ان افعال وحالات کو بیان کرنا ضروری ہے جو کسی اور قوم میں آج تک پائی نہیں گئی اور نہ آئندہ پائی جائیں گی اور اس وجہ سے کوئی مفتری کسی دوسری قوم یا اشخاص کو یاجوج ماجوج بنا نہ سکے گا۔

☆ **نشان ششم لغایت نہم** میں صحیح مسلم سے ایک حدیث منقول ہوچکی ہے جس کا پورا ترجمہ یہاں لکھا جاتا ہے:

اس وقت جب کہ حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کر کے اس قوم مومنین کی خاطر داری کرتے ہوں گے (جن کو خدا تعالی نے دجال کے فتنہ سے بچالیا ہوگا) اور ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرتے

ہوں گے اوران کو بہشت کے درجات کی خبر دیتے ہوں گے خدا تعالی ان کو بذریعہ وحی اطلاع دے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے جنگ وقتال کی کسی انسان کو طاقت نہ ہوگی (مرزا تو مرگیا اس کے تابعین سے جو اس کو اب تک مسیح موعود سمجھے بیٹھے ہیں سوال ہے کہ کیا انگریز اور روس ایسے ہیں جن کے مقابلے کی کسی انسان کو طاقت نہ ہو۔ اگر روس ایسا ہی ہے تو ابھی جاپان سے منہ کی کھا کر کیوں ہٹ بیٹھا) تو اے عیسی میرے (مومن) بندوں کو ساتھ لے کر کوہ طور میں پناہ گزین ہو۔ پھر خدا تعالی یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا تو وہ ہر بلندی سے دوڑ پڑیں گے۔ ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ پر پہنچے گی تو اس کا تمام پانی پی جائے گی پھر آخری جماعت پہنچے گی تو کہے گی کہ کیا یہاں کبھی پانی تھا؟ (قادیانی پارٹی سے سوال ہے کہ انگریز یا روس نے بھی بحیرہ طبریہ یا کسی اور بحیرہ کا تمام پانی ایسا پیا کہ پھر وہاں پانی کا نشان نظر نہ آوے) عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایسے محصور ہوں گے کہ ان کو ایک گائے کی سری ایسی پیاری لگے گی جیسے تم کو دینار پیارے ہیں (مرزائیو! تمہارے مسیح اور اس کی پارٹی پر کبھی ان کی تمام زندگی میں ایسا وقت آیا ہے جن میں ان کا پلاؤ قورمہ برف سوڈا واٹر میوہ جات انگریزوں یا کسی اور کے روکنے سے بند ہو گیا ہو)۔ پھر حضرت مسیح ان موذیوں کی تکلیف دہی سے تنگ آکر جناب باری میں دعا کریں گے تو ان کی بددعا سے ان موذیوں کی گردنوں میں خدا تعالی پھوڑا (بطور طاعون) پیدا کرے گا جس سے وہ سب کے سب ایک جی کی مانند مرجائیں گے (مرزائیو! تمہارے مسیح کی بددعا سے بھی اس کے خیالی یاجوج ماجوج انگریز و روس تمام نہ سہی کوئی ایک ہی مرض طاعون سے ہلاک ہوا ہو۔ اگر کہو کہ انگریزوں کو تو وہ ابر رحمت سمجھتا رہا ان کیلئے بددعا کیوں کرتا، تو پھر کوئی روسی ہی بتاؤ جو مرزا کی بددعا سے مبتلائے طاعون ہوا ہو۔ روسیوں کو بھی رہنے دو کسی مرزا کے مخالف مسلمان یا ہندو ہی کو بتاؤ جس کے واسطے مرزا نے طاعون کی بددعا کی ہو اور وہ مبتلاء طاعون ہو کر ہلاک ہوا ہو۔ اس کے مقابلہ میں ہم بہت سے مسلمانوں مخالفین مرزا کا نام پیش کر سکتے ہیں جن کی موت کے واسطے مرزا نے بددعا کی تھی مگر مرزا مرگیا اور وہ آج تک زندہ ہیں (یعنی ۱۹۰۹ء تک جب کہ یہ مضمون شائع ہوا ہے۔ بہاء) کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ یاجوج ماموج زندہ رہیں اور ان کو بددعا کرنے والا خود مرجائے۔ نادانو! خدا سے یا دنیا سے شرم کرو۔ اب تو مرزا کو مسیح موعود نہ کہتے جاؤ) پھر حضرت مسیح پہاڑ طور سے اتریں گے تو زمین پر ایک بالشت زمین نہ پاویں گے جس میں یاجوج ماجوج

کی لاشوں سے بدبو نہ ہو۔حضرت مسیح جناب باری میں دعا کریں گے تو خدا تعالی ایسے جانور بھیجے گا جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی سی ہوں گی اور وہ ان خبیثوں کی نعشوں کو اٹھا لے جائیں گے پھر خدا تعالی مینہ بھیجے گا جس سے زمین دھل کر صاف ہو جائے گی اور زمین کی پیدا وار میں برکت ہوگی۔(باقی حدیث کا ترجمہ نشان نہم میں گذر چکا)

ناظرین اس مسیحی برکت کو پڑھو اور مرزائیوں سے پوچھو کہ تمہارے مسیح کے وقت میں غلہ اور کل پیداوار زمین دن بدن گھٹی جاتی ہے یا اس میں وہ فراخی ہوتی ہے جو مسیح کے زمانہ ہوگی۔

ایک اور حدیث صحیح مسلم میں آیا:

ثم یسیرون الی جبل الخمر و ھو جبل بیت المقدس فیقو لو ن قد قتلنا من فی ا لا ر ض ھلم فلنقتل من فی السّماء فیرمون نشا بھم الی السّماء فیر اللّٰہ علیھم نشا بھم مخضو بۃ دماً ۔(صحیح مسلم ص۴۰۲)

یاجوج ماجوج جبل الخمر میں پہنچیں گے (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر لیا ہے چلو اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں پھر وہ آسمانوں کو تیر چلائیں گے تو ان کے تیر خون آلودہ ہو کر واپس آئیں گے جس سے وہ خبیث سمجھیں گے کہ ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر ڈالا۔

ان کی جہالت اس حد تک پہنچے گی۔تب خدا تعالی ان کی گردنوں میں پھوڑے پیدا کر کے ان کو ایک دم ہلاک کر دے گا۔

مرزا کیونکر مسیح موعود ہوسکتا ہے جس کی بددعا سے یاجوج ماجوج ہلاک ہونگے۔وہ تو خود مر گیا اور جن کو یاجوج ماجوج قرار دیتا ہے وہ زندہ ہیں۔

حالات وصفات یاجوج و ماجوج کی نسبت جو کچھ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔اور وہ کتب تفاسیر میں بیان ہوا ہے اس کو ہم بیان کرتے تو اس پر مرزائی وغیرہ ملحدین منکرین یاجوج ماجوج ہنسی اڑاتے لہذا ہم نے اس بیان سے تعرض نہیں کیا بلکہ جو کچھ احادیث صحیحہ (صحیح مسلم وترمذی ابن ماجہ وغیرہ) میں آنحضرت ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے مروی ہے صرف وہ نقل کر دیا ہے۔اس بیان کو پڑھ کر اور سن کر امید ہے پھر کوئی مسلمان انگریزوں یا روسیوں یا کسی اور قوم کو یاجوج ماجوج قرار نہ دیگا۔اور اس باطل تاویل وتسویل سے کسی مفتری کو مسیح موعود بن جانے کا موقع نہ ملے گا۔

بارھواں نشان آسمانی یہ کہ روحانی برکات اور آسمانی نشانات میں حضرت مسیح کا ثانی اثنین امام مہدی پہلے پیدا ہوگا۔ بلکہ آپ کا نزول ان ہی کی تائید وحمایت اور اذیت دجال سے آپ کی اور آپ کے ماتحت جماعت مسلمین کی نجات دلوانے کے لئے ہوگا۔

ہر چند یہ نشان قرآن میں اور کسی اتفاقی صحیح حدیث میں امام مہدی کا نام لے کر صاف طور پر نہیں پایا جاتا مگر اکثر علماء اسلام واہل سنت والجماعت میں مسلّم چلا آتا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی بعض احادیث میں جس امیر یا امام کا ذکر ہے اس سے علماء اہل سنت کے نزدیک یہی امام مہدی مراد ہے اور اسی کے مطابق ہمارا دلی اعتقاد ہے۔

(مرزائیو! کہو اب تو میں نے آمد امام مہدی کی نسبت اپنا دلی اعتقاد صاف صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے اور باوجود بار بار اظہار اس امر کے کہ احادیث متعلقہ امام مہدی صحیح نہیں ہیں اور اعلی طبقہ کتب حدیث میں امام مہدی کے اس لقب (مہدی) و نام واوصاف کے بیان سے جو سنن اربعہ میں پایا جاتا ہے، ساکت ہے، صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ میں آمد امام مہدی کا جو حضرت مسیح سے پہلے آئینگے معتقد وقائل ہوں۔ اس سے تمہارا وہ الزام دورخی جو ریویو آف ریلی جنز میں تم مجھ پر لگا چکے ہو باطل واقع ہوا؟ یا اس میں کچھ کسر رہ گئی ہے؟

ظالمو! میں نے کب اور کہاں کہا تھا کہ میں آمد مہدی کا منکر ہوں اور کب اور کہاں اس کے برخلاف اعتقاد آمد امام مہدی کا زبانی یا قلم سے اظہار کیا تھا؟ پھر دورخی کیا؟ اور اس کا الزام کیسا؟ کچھ تو انصاف اور شرم اور حیا سے کام لو۔ میں نے جو اشاعۃ السنہ ج ۷ و ۹ و ۱۱ وغیرہ میں امام مہدی کی آمد کی نسبت انکار نقل و بیان کیا ہے تو وہ نہ تو اپنی طرف سے نقل کیا ہے اور نہ کل مسلمانوں کی طرف سے بلکہ وہ صرف بعض مسلمانان زمانہ سابق وحال کی طرف سے نقل کیا ہے۔

اشاعۃ السنہ جلد ۷ کے صفحہ ۳۵۸ میں میرے یہ الفاظ پڑھو:

اس وقت کے مسلمانوں سے کوئی اس کا قائل کوئی منکر۔

اور اشاعۃ السنہ جلد ۹ کے صفحہ ۴۹ میں میرے یہ الفاظ آنکھ کھول کر دیکھو:

ابن خلدون وحضرمی اور بعض اہل حدیث زمانہ سابق وحال مہدی سے منکر ہیں۔

اور جلد اشاعۃ السنہ ۱۱ کے صفحہ ۳۱ میں ان الفاظ پر نظر ڈالو:

جو لوگ مہدی کو نہیں مانتے ..الخ۔

اور پھر خدا سے ڈر کر کہو کہ کیا ان الفاظ میں اعتقاد عام مسلمانوں کا یا خاص میرے اعتقاد کا اظہار پایا

جاتا ہے۔نہیں نہیں ہر گز نہیں اور جو صفحات مذکورہ میں اور جلد ۱۱ کے صفحہ ۲۲۲ میں عدم صحت وقوع آمد مہدی کی نسبت دعوی کیا گیا ہے اوراس کے ثابت کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ بھی خاص کر ان صفات وحالات واسم ولقب (مہدی کی نسبت تھا جن کا ذکر سنن اربعہ میں وارد ہے اور صحیحین ان کے ذکر سے ساکت ہیں۔

اشاعۃ السنہ جلد نمبر ۷ و ۹ کے صفحات مذکورہ میں ہمارے یہ الفاظ پڑھو:

مہدی کی خبر و پیش گوئی سے اعلی طبقہ کتب حدیث (بخاری ومسلم) ساکت ہے۔اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۵۵ جلد ۷۔

اعلی طبقہ کتب حدیث (بخاری ومسلم) مہدی موعود کے ذکر و بیان سے ساکت ہے...دوسرے طبقہ کی کتابوں میں جو اس مضمون کی حدیثیں پائی جاتی ہیں وہ غوائل حرج سے خالی نہیں۔قاضی ابن خلدون حضرمی نے اپنی کتاب العبر میں ان احادیث کو ایک ایک کر کے رد کر دیا ہے۔اشاعۃ السنہ ص ۴۹ جلد ۹۔

ان صریح اور صاف بیان کے ہوتے تمہارا یا کسی اور میرے نقل انکار و جرح احادیث مذکورہ سے یہ سمجھ لینا کہ میں اس امام کے قبل از مسیح آنے سے جس کا ذکر بخاری ومسلم کی احادیث صحیحہ اتفاقیہ میں آچکا ہے منکر ہوں اور میں نے اپنے انکار کا اظہار رسالہ یا فہرست انگریزی پولیٹکل مضامین رسالہ میں کیا ہے، تمہارا کذب بہتان افترا اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔رسالہ صفحات مذکورہ ہر اردو دان دیکھ سکتا ہے اور فہرست انگریزی ..مجھ سے حاصل کر کے انگریزی خوان ملاحظہ کر سکتا ہے۔صحیحین کی اتفاقیہ صحیح حدیثیں متعلق آمد امام قبل از مسیح جن کی دستاویز سے میں اور تمام سنی اہل حدیث آمد امام ممدوح کے قائل ہیں جو قبل ازیں منقول ہو چکے ہیں۔

اہل حدیث کہلانے والے اور صحیح بخاری ومسلم کی احادیث کو صحیح ماننے والے اور اپنے عمل واعتقاد میں احادیث ان کتب کو دستور العمل بنانے والے لوگوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں اور نہ ہوگا جو ان احادیث میں وارد اور مذکور امام وامیر کے نزول حضرت مسیح کے پہلے آنے سے انکار کرتا ہو۔ان احادیث میں گو اس امام وامیر کو مہدی کے خطاب سے یاد نہیں کیا گیا۔اور ان کے نام اور صفات سے جو سنن اربعہ وغیرہ میں مذکور ہیں تعرض نہیں کیا گیا مگر اہل سنت اہل حدیث اسی امام کو امام مہدی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالی کی طرف سے ہدایت یافتہ ہونے کی وجہ سے اس لقب وخطاب کے اور ہدایت یافتہ اولیاء اللہ سے زیادہ مستحق ہیں۔

پھر اس امام مہدی کی آمد سے انکار کرنے کو تم لوگوں کا یا کسی اور کا اس خاکسار کی طرف منسوب کرنا افتراء نہیں تو اور کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب تمہارے جعلی امام مہدی وفرضی وخیالی مسیح نے اپنی ایک جھوٹی پیش گوئی ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کو سچ بنانے کے لئے یہ جعل سازی ودجالی چال بازی کی کہ اپنے دو خلیفوں ڈاکٹر اسماعیل خان اور مرزا خدا بخش کو بعض علماء پنجاب ودہلی کے پاس ان کو یہ سوال سکھا کر بھیجا کہ مرزا غلام احمد قادیانی منکر آمد مسیح ہے اس کے حق میں علمائے اسلام کیا فتوی دیتے ہیں۔اور یہ مکر سکھایا کہ تم نے علماء کے سامنے مجھے منکر مہدی بنا کر میرے حق

میں فتوی حاصل کرنا۔ پھر جب ان علماء نے اس انکار کے سبب اس پر فتوی کفر و بدعت لگایا تو اس نے فہرست انگریزی مضامین اشاعۃ السنہ میں میرا احادیث متعلقہ امام مہدی مذکورہ سنن اربعہ کو ضعیف کہنا اور بعض علماء اسلام سے ایسے امام کی آمد سے انکار نقل کرنا دیکھ کر بزعم فاسد مجھے بھی اپنی طرح منکر مہدی قرار دیا اور وہی فتوی جو اس پر لگایا مجھ پر چسپاں کر دیا۔

اس پر میں نے ان ہی علماء سے استشہاد کیا کہ کیا آپ لوگوں نے میرے کس کلام یا تصنیف میں آمد امام مہدی سے میرا انکار پایا ہے اور وہ فتوی مجھ پر لگایا ہے، تو سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ ہم نے تمہارے کلام میں نہ انکار پایا اور نہ تم پر وہ فتوی لگایا ہے۔ بلکہ ہمارے پاس تو مرزا غلام احمد کا منکر مہدی ہونا بیان کیا گیا تھا اور اسی پر ہم نے وہ فتوی لگایا ہے۔ اور ازانجملہ خاص کر ایک مفتی (مولوی رشید احمد گنگوہی مرحوم) نے تو بایں الفاظ اس انکار سے خاکسار کو بری کیا تھا: اور چونکہ مہدی موعود کا ہونا صحیح مسلم سے ثابت ہے تو بندہ ہرگز گمان نہیں کرتا کہ مولوی محمد حسین نے اس سے انکار کیا ہو۔

اس جعل سازی و دجالی کی تفصیل رسالہ ،مسلمانوں کی حلفی شہادت، میں چھپ کر مشتہر ہوئی ہے۔ اور رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ کے نمبر ۹ میں بنقل عبارات اشتہارات قایانی اس کی ایسی تشریح و توضیح ہوئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ باعتراف قادیانی علماء اہل افتاء نے وہ فتوی مرزا پر لگایا تھا نہ اس خاکسار پر۔ الحاصل میں آمد اس امام کا جو حضرت مسیح سے پہلے آویں گے اور مسلمانوں کے امام ہوں گے قائل ہوں اور ان کی آمد سے میں کبھی انکار نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کبھی اظہار کیا ہے۔ محمد حسین)

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

ترتیب القصّه انّ المهدی یظهر اولاً فی الحرمین الشریفین ثمّ یأتی بیت المقدس فیاتی الدّجال و یحصره فی الحال فینزل عیسی من المنارة و الشرقیة فی دمشق الشام و یجیء الی قتال الدجال فیقتله بحربة فی الحال فانّه یذوب کالملح فی الماء عنه نزول عیسی علیه السلام فیجتمع علیه السلام بالمهدی و قد اقیمت الصلوه فیشیر المهدی لعیسی علیه السلام بالتقدم فیمتنع معللاً بان هذه الصّلوة اقیمت لک فانت اولی بان تکون الامام فی هذا المقام و یقتدی به یظهر متابعة لنبیّنا ۔(شرح فقہ اکبر ص ۸۸)۔ واقعہ مہدی و آمد مسیح کی یوں ترتیب ہے کہ اولاً امام مہدی حرمین میں ظاہر ہونگے پھر وہ بیت المقدس آئیں

گے اس وقت دجال آئے گا اوران کا محاصرہ کرے گا پھرعیسی دمشق کے مشرقی منارہ کے پاس آسمان سے اتریں گے اورقتل دجال کی طرف متوجہ ہوں گے اور ایک ہی چوٹ سے اس کوقتل کریں گے وہ ان کو دیکھ کو پگھلنے لگ جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔عیسیٰ اورامام مہدی ایسے وقت میں جمع ہونگے کہ نماز کیلئے تکبیر ہوچکی ہوگی، مہدی حضرت عیسی کونماز پڑھانے کیلئے اشارہ کریں گے وہ اس عذر سے کہ یہ تکبیر آپ کی امامت کیلئے ہوئی امامت سے انکارکریں گے۔اور وہ نماز امام مہدی پڑھائیں گے اورعیسیٰ نماز میں ان کے مقتدی ہوں گے۔

اس مضمون کی ایک حدیث سنن ابن ماجہ سے اوپر گذر چکی ہے اور بخاری ومسلم میں ایک اسی مضمون کی حدیث ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مر یم و اما مکم فیکم ۔تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم لوگوں میں نازل ہوگا اس حالت میں کہ تمہارا امام موجود ہوگا۔(بخاری۔ص ۴۹۰۔مسلم۔ص ۸۷)۔

اس حدیث کی شرح میں علماء اسلام کہتے ہیں کہ اس میں امام سے امام مہدی مراد ہے۔اورجلد اول صحیح مسلم میں اس مضمون کی ایک حدیث یہ آئی ہے:

فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکر مۃ اللّٰہ ھذہ الا مۃ (مسلم ص ۸۷ ج ۱)۔کہ عیسی بن مریم اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان کو کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں۔وہ جواب دینگے کہ نہیں تم میں سے ایک دوسرے کا امام ہو، اس میں خدا نے اس امت کی تکریم کرنا منظور ہوگا۔

اس حدیث میں امیر سے امام مہدی مراد لینا بتایا جاتا ہے۔صحیح مسلم میں ایک اور حدیث میں جو جلد دوم صفحہ ۳۹۲ میں ہے، اس حدیث کے برخلاف یہ بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ قتل دجال کیلئے نازل ہوں گے تو نماز کی اقامت ہونے پر وہ خود امام ہوں گے۔

فبینا ھم یعدون للقتال یسوون الصّفوف اذا قیمت الصّلوۃ فینزل عیسی بن مر یم فامّھم ۔

ان دونوں حدیثوں میں تطبیق وموافقت یوں ہوسکتی ہے کہ اس حدیث میں دوسری نماز کا ذکر ہے جس میں امام مہدی کیلئے تکبیر نہ کہی گئی ہوگی بلکہ حضرت مسیح کیلئے تکبیر کہی گئی ہوگی۔اس تطبیق وتوجیہ پر دلیل حضرت کا امام مہدی کے خطاب میں یہ کہنا ہے، جو ابن ماجہ کی حدیث میں گذرا ہے کہ

چونکہ یہ تکبیر آپ کی امامت کے لئے ہوئی ہے لہذا اس نماز کی امامت آپ ہی کرائیں۔

ایک حدیث صحیح مسلم میں ابن ابی ذئب راوی حدیث سے امام ہو جانے حضرت مسیح کی یہ تفسیر وارد ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم وعمل کرنے میں لوگوں کے پیشوا ہوں گے اور لوگ ان کی پیروی کریں گے۔

ابن ابی ذئب عن نافع مولی ابی قتادہ عن ابی هریرہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم فقلت لا بن ابی ذئب ان الاوزاعی حدثنا عن الزهری عن نافع عن ابی هریرہ و امامکم منکم قال ابن ابن ابی ذئب اتدری ما امکم منکم فقلت تخبرنی قال امکم بکتاب ربکم و سنت نبیکم۔ (مسلم ص ۸۷)۔

ان تینوں وجوہ تطبیق وموافقت احادیث سے جو وجہ اختیار و پسند کی جاوے وہ وجہ صحیح و لائق پسند ہے۔

یہ احادیث صحیح مسلم اور ابن ماجہ اس باب میں نص قطعی ناقابل تاویل ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم جو قیامت کے قریب نزول اجلال فرمائیں گے اور شخص ہیں اور امام مہدی اور شخص ہیں جو ان سے پیشتر موجود ہوں گے اور ان دونوں حضرات میں بوقت نماز امامت میں تکرار ہوگی۔ امام مہدی حضرت مسیح سے نماز میں امام ہونے کی درخواست کریں گے۔ حضرت مسیح اس سے انکار کر کے امام مہدی کو (جن کے واسطے نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی) امام بنائیں گے۔ اس نص قطعی سے قادیانی پارٹی کی اس جعل سازی و دجالی چال بازی کی قلعی کھلتی ہے کہ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی شخص (مرزا غلام احمد) کو قرار دیتے ہیں۔ اور پہلی حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم میں و امامکم منکم کو عطف تفسیر ٹھہرا کر مرتکب تاویل سراپا تحریف وتسویل ہوتے ہیں اور اس تاویل وتسویل پر سنن ابن ماجہ کی حدیث لا مهدی الا عیسی کو دلیل ٹھہراتے ہیں اور خدا تعالی سے، پھر اہل علم حدیث سے شرما کر یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ حدیث تو صحیح نہیں ہے پھر وہ حضرت عیسیٰؑ کو امام مہدی بنانے میں ان احادیث صحیحہ مسلم اور خود ابن ماجہ کا مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے۔

ناظرین اس حدیث کا غیر صحیح ہونا کتاب حجج الکرامۃ کے صفحہ ۳۸۵ میں ملاحظہ کریں ہم اس مقام میں اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں:

شوکانی در توضیح گفتہ و اما حدیث انس اخرجہ ابن ماجہ والحاکم

فی المستدرك لا مهدی الّا عیسی بن مر یم فیمکن ان یقال فی تاویله لا مهدی کاملاً ولا شک انّ عیسی اکمل من المهدی لانّه نبیّ اللّه و هذا التّاویل متحتم لمخالفة ظاهرة للاحادیث المتواتره حافظ ابن القیم در منار گفتہ لامهدی ا لّا عیسی از طر یق محمد بن خالد جندی ازابا ن بن صا لح از حسن بصری از انس بن ما لک او از رسول اللّه ﷺ روا یت کردہ و وے متفرد است بروایت آں ومحمد بن حسن اسنوی در کتاب منا قب شافعی محمد بن خالد را غیر معروف نزد اهل صناعت از اهل علم ونقل گفتہ و بیہقی گفتہ تفرد بہ محمد بن خالد ہذا و حاکم گفتہ و هو مجهول و قد ا ختلف علیه فی اسناده فروی عنه ابان بن ابی عیاش عن الحسن عن النّبیّ ﷺ فرجع الحد یث الی روا یت محمد بن خا لد و هو مجهول عن ابان و متروك و عن الحسن و هو منقطع و جمال الدین محمد بن ابی بکر در رسا لہ الکلام المجدی فی اثبات خروج المهدی گفتہ حد یث لا مهدی ا لّا عیسی بن مر یم ا خر جه ابن ما جه و ا خر جه ابو الحسن ازهری و قدا جا ب عنه الحفا ظ کابی بکر العربی و ابن عبد البر القر طبیین با نه حدیث لا یصحّ فانّه انفرد بروا یة محمد بن خالد و هو مجهول کما قاله البخاری و اختلف علیه فی اسناده فتارة یر ویه عن ابان عن الحسن عن النّبیّ ﷺ مر سلاً و تارة عن الحسن عن انس عن النّبیّ ﷺ قال القر طبی و الا حادیث عن النبی ﷺ فی خروج المهدی ثابتة وا ضح من هذا الحد یث فالحکم بها دونه قلت و بتقدیر صحته فمد رج و تا ویله وا ضح بخلاف تا ویل الاحا دیث التی فی خروج المهدی و درمشرب وردی گفتہ فا لمراد معناه اللغوی و للتقدیر لا مهدی کاملاً فی ذلک الوقت الّا عیسی ۔(حجج الکرامۃ ص ۳۸۵)۔

شوکانی نے رسالہ توضیح میں کہا ہے جو حدیث انس سے ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اس کی تاویل میں یہ کہنا ممکن ہے کہ کامل مہدی یعنی ہدایت یافتہ حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ وہ امام مہدی سے بڑھ کر تھے کیونکہ وہ نبی تھے ۔ اس حدیث کی یہ تاویل واجب ہے کیونکہ

ظاہری معنی سے وہ حدیث احادیث متواترہ کے مخالف ٹھہرتی ہے۔حافظ ابن قیم نے منار میں کہا ہے ۔ یہ حدیث محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اس نے حسن بصری سے اس نے انس بن مالک سے اس نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے اور وہ محمد بن خالد اس کی روایت میں اکیلا ہے اور محمد بن حسن السنوی نے کتاب مناقب شافعی میں کہا ہے کہ محمد بن خالد اہل صناعت حدیث و اہل علم ونقل کے نزدیک غیر معروف شخص ہے۔ امام بیہقی نے یہی کہا ہے کہ محمد بن خالد اس حدیث کی روایت میں اکیلا ہے ۔ امام حاکم (صاحب مستدرک) نے کہا ہے کہ وہ مجہول الحال ہے ۔ پھر اس سے اس حدیث کی روایت میں اختلاف ہوا ہے ۔ابان بن ابی عیاش نے اس حدیث کو حسن سے اس نے آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے تو اس حدیث کا رجوع محمد بن خالد کی طرف ہوا جو مجہول الحال ہے ۔ اس نے اس حدیث کو ابان سے نقل کیا ہے جو متروک ہے۔اس نے حسن کے ذریعہ آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے جو منقطع ہے (کیونکہ حسن نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا) اور جمال الدین محمد بن ابی بکر نے الکلام المجدی میں کہا ہے کہ ابن العربی و ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اکیلے محمد بن خالد کی روایت ہے اور وہ مجہول الحال ہے ۔ یہ بات امام بخاری نے کہی ہے ۔ اور اس کی روایت میں اختلاف ہے کبھی تو وہ حسن بصری سے بواسطہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتا ہے اور یہ روایت مرسل ہے اور کبھی بواسطہ انس آنحضرت ﷺ سے نقل کرتا ہے۔ امام قرطبی نے کہا ہے کہ آمد امام مہدی کی حدیثیں ثابت اور اس حدیث ابن ماجہ سے زیادہ صحیح ہیں لہذا ان کے مطابق فیصلہ چاہیے اور ان کے برخلاف اس حدیث پر نہیں ۔ (ناقل) کہتا ہے کہ بصورت فرض کر لینے صحت اس حدیث اس کی تاویل واجب ہے بخلاف احادیث آمد مہدی (کہ وہ صحیح اور نصوص قطعی ہیں) مشرب وردی میں کہا ہے کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اس حدیث ابن ماجہ میں مہدی سے لغوی معنی مراد ہیں یعنی ہدایت یافتہ اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ اس زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ اور کوئی ہدایت یافتہ نہ ہوگا)

حکیم نوردین وغیرہ اس حدیث کی صحت بتصریح وشہادت اہل حدیث ثابت کر دیں، اور احادیث صحیح مسلم کا جو اس واہی حدیث کے برخلاف مسیح ومہدی میں مغائرت کے ثبوت پر نص قطعی کے میں کافی جواب دیں، تو ہم مسیح ومہدی کا ایک ہونا مان لیں گے ۔ مرزا کے خلیفو ! اس سے بڑھ کر کیا چاہتے ہو۔ لو ایک ہی بات سے فتح پاتے ہو۔

درآنجا کہ امام مہدی کا آنا بھی روحانی برکات اور آسمانی نشانات سے (جن کا ذکر عنقریب آتا ہے) ہوگا۔ اور نزول مسیح کے واسطے ان کا پیشتر آنا اکثر مسلمانوں میں مسلّم واتفاقی شرط ہے لہذا وجود امام مہدی اور ان کی روحانی برکات کو حضرت مسیح کی آمد کے نشانوں میں سے تسلیم کیا

گیا ہے اور آمد مسیح کے لئے ایک شرط لازمی مانا گیا ہے۔

بالجملہ حضرت مسیح کی دوسری آمد اہل اسلام قدیم کے اعتقاد میں ان بارہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگی جیسے ان کی پہلی آمد گیارہ آسمانی نشانوں سے ہوئی ہے اور ان کے نزدیک آنے والا مسیح وہی ہے جس میں یہ تیئس نشانات آسمانی پائے گئے ہیں اور پائے جائیں گے۔ وہ ایسے مسیح کی آمد کے منتظر و معتقد نہیں ہیں جو ان آسمانی نشانوں سے خالی و معرا ہو۔ اور دنیاوی سازشوں اور زمینی تدبیروں اور انسانی تجویزوں کے ساتھ وہ مسیح موعود بنا ہو۔

یہاں تک تو امام مہدی کا آنا حضرت مسیح کی آمد ثانی کے لئے ایک نشان اعر بطور شرط ہو نا تبعاً وضمناً بیان ہوا ہے۔ اب ان کی آمد پر مستقل بحث ہوتی ہے جس سے ثابت ہوگا کہ وہ بھی حضرت مسیح کی طرح اپنے مشن میں جنگ و تلوار و تفنگ سے کام نہ لیں گے بلکہ صرف آسمانی نشانات اور روحانی برکات سے دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں گے اور کتاب وسنت کے مطابق حکم کریں گے۔ ان کے نشانات و برکات کو دیکھ کر لوگ جوق در جوق و بشوق و ذوق داخل اسلام ہونگے۔ لہذا ان کا آنا کسی سلطنت کے لئے خطرناک و ناگوار نہ ہو بلکہ مرغوب و خوشگوار۔ ہر سلطنت کے لئے خطرناک وہی مہدی ہیں جو آسمانی نشانوں سے محض خالی اور صاف کورے ہیں اور محض کذب و افتراء سے مہدی بن بیٹھے ہیں۔

آمد مہدی کی نسبت اہل اسلام قدیم کا اعتقاد و خیال

امام مہدی کی نسبت بھی اکثر اہل اسلام قدیم کا (جو امام مہدی کے منتظر و معتقد ہیں) یہی اعتقاد ہے کہ۔ ا۔ وہ بھی حضرت مسیح کی مانند آسمانی نشانات اور روحانی برکات اپنے ساتھ لائیں گے۔ ۲۔ ان کا یہ اعتقاد بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح امام مہدی کے وقت آئیں گے بلکہ ان ہی کی حمایت اور محاصرہ دجال سے ان کی تخلیص وصیانت کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ ۳۔ اور مسلمانوں میں مدت قیام امام مہدی بھی وہی سات سال تسلیم کی جاتی ہے جو حضرت مسیح کی آمد ثانی کے بعد ان کی مدت قیام تسلیم کی جاتی ہے۔ ۴۔ اور یہ اعتقاد مسلمانان قدیم کا بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح قتل دجال کے بعد حکم جنگ و جہاد کی تعمیل کو دنیا سے اٹھا لیں گے۔ اور تلوار کو لڑائی کے کام سے بے کار کر دیں۔ ۵۔ اور یہ بھی مسلمانان قدیم کے نزدیک مسلم ہے کہ امام مہدی صرف ولی ہونگے اور حضرت مسیح نبی۔ ۶۔ اور یہ بھی ان کے نزدیک مسلم ہے کہ ولی نبی کا تابع ہوتا ہے اور نبی

اس کا متبوع، اس کا عکس نہیں ہوتا کہ ولی متبوع اور نبی اس کا تابع ہے۔ اور یہ بھی ان کے نزدیک مسلم ہے کہ امام مہدی حضرت مسیح کے برخلاف کچھ نہ کریں گے بلکہ ان کے حکم ومشورہ پر چلیں گے۔

ان ہفت گانہ اعتقادات ومسلمات اہل اسلام قدیم کا یقینی لازمہ ہے کہ ان کے نزدیک امام مہدی بھی اپنے مشن (اشاعت وترقی دین) کو جس کے واسطے بھیجے جائیں گے جنگ وتلوار سے پورا نہ کریں گے بلکہ ان ہی روحانی انوار وبرکات وآسمانی نشانات جن سے حضرت مسیح دین کو ترقی دیں گے، اور یہ امر ناممکن اور بحکم مسلمات اسلامیہ وعقائد مذکورہ اہل اسلام محال ہے کہ حضرت مسیح تو لڑائی کو موقوف کر دیں اور امام مہدی باوجود تابع ومطیع ہونے کے اس لڑائی کی آگ کو سلگاتے رہیں۔ اور دنیا میں اس کو بھڑکاتے پھریں۔ جس کو عقائد سبعہ مذکورہ اہل اسلام کا علم ویقین ہوگا وہ ان کی طرف اس اعتقاد کو ہرگز منسوب نہ کرے گا۔

حضرت مسیح کے نزول سے پہلے ہر چند معرکہ سفیانی وغیرہ میں مسلمانوں کو مدافعت کیلئے تلوار سے کام لینا پڑے گا مگر جب سفیانی مارا جائے گا اور اس کے بعد دجال نکلے گا اور اس کے قتل کے لئے حضرت مسیح کا نزول ہوگا اور وہ ہلاک ہوگا تو پھر سیفی جہاد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

منجملہ ان عقائد ومسلمات ہفت گانہ اہل اسلام عقیدہ دوم وہفتم کا بیان تو ضمن بیان اعتقاد آمد ثانی مسیح ہو چکا ہے اور عقیدہ پنجم وششم محتاج بیان وثبوت نہیں ہے۔ کوئی اہل علم مسلمان ان سے بے خبر ومنکر نہیں ہے۔ اب رہا انکا اعتقاد اول وسوم۔ سو ذیل میں بیان اور ثابت کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ثابت کیا جائے گا کہ حضرت مسیح کی آمد سے پہلے گو مسلمان سیفی جہاد کریں گے مگر آمد مسیح کے بعد سیفی جہاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اعتقاد اول وسوم اور اس کے متعلقات کا بیان

امام مہدی کی نسبت اعتقاد اول وسوم اہل اسلام کے بیان سے پہلے یہ بیان ضروری ہے کہ اہل اسلام قدیم جس مہدی کو روحانی برکات اور آسمانی نشانات کا محل ومظہر سمجھتے ہیں وہ کوئی خاص ایک شخص ہے یا ہر کوئی شعبدہ بازی سے نشان نمائی کا مدعی ہو کر امام مہدی بن سکتا ہے۔

پس واضح ہو کہ اہل اسلام قدیم کے نزدیک امام مہدی خاص ایک شخص خالص وصحیح النسب سید ہوگا جو خاتون جنت فاطمہ زہرا کی اولاد سے خاص کر امام حسن کی پشت سے شہر مدینہ طیبہ میں پیدا ہوگا اور مکہ مکرمہ میں مقام ابراہیم اور رکن کے مابین مجبوراً اس کی خواہش کے بغیر اس کو امام

بنا یا جائے گا اور مہدی ہونے کا خطاب وہ خود اپنے لئے اختیار نہ کرے گا بلکہ یہ خطاب آسمان سے اور فرشتہ کے ذریعہ اس کے لئے نازل ہوگا۔ اس کا نام محمد ہوگا، اور باپ کا نام عبداللہ اور اس کا حلیہ خاص ہوگا جو کسی دوسرے میں نہ پایا جائے گا اور وہ آنحضرت ﷺ کا اخلاق کریمانہ میں مشابہ ہوگا، نہ صورت میں۔

ترمذی اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے قال رسول اللہ ﷺ لا تذھب اولا تنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمه اسمی (ترمذی ج ۲ ص ۱۵۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۲۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا فنا نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت سے ایک شخص تمام عرب کا مالک نہ ہو جائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا

و فی روایة یواطی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی۔ (ابوداؤد۔ ج ۲ ص ۲۳۲)۔ کہ اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا

و فی روایة المھدی من عترتی من ولد فاطمه۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۲۔ کہ مہدی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

و فی روایة قال علی و نظر الی الحسن ان ابنی ھذا سید کما سماہ رسول اللہ و یخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبه فی الخلق و لا یشبه فی الخلق یملاء الارض عدلا۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۳۔ کہ حضرت علی نے اپنے فرزند امام حسن کو دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے۔ اس کی پشت سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو تمہارے نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ وہ صورت میں آنحضرت ﷺ سے مشابہ نہ ہوگا مگر اخلاق میں آپ کا مشابہ ہوگا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

المھدی منی اجلی الجبھة اقنی الانف یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً یملک سبع سنین۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۳۔ مہدی میری نسل سے ہوگا روشن یعنی کھلی پیشانی والا اونچی ناک والا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی سات برس حکومت کرے گا

و فی روایة نعیم بن حماد قال رسول اللہ ﷺ اسمه محمد۔ حجج الکرامہ ص ۳۵۲۔ نعیم بن حماد کی روایت میں آیا ہے کہ اس کا نام محمد ہوگا۔

کتاب حجج الکرامۃ میں امام مہدی کا حلیہ متعدد کتابوں سے نقل کیا ہے اس مقام میں اسی

کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے:

اما حلیہ وے پس ابوسعید خدری از آنحضرت ﷺ روایت کردہ کہ فرمود

المھدی منی اجلی الجبھة اقنی الانف یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً یملک سبع سنین۔

اخرجه ابو داؤد۔ و اخرجه الرویانی من حدیث حذیفه بلفظ المھدی رجل من ولدی وجه کالکوکب الدری قاله جمال الدین محمد بن ابی بکر الاشخر المھدی من اھل البیت اشم الانف اقنی اجلی یملاء الارض قسطا وعدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً

محمد بن جعفر گفتہ مہدی باریک حاجب و دراو کمان ابر دست ونیست میان ابروہائے وے افتران وکلان جسم است اخرجہ الحاکم ونعیم بن حماد۔ و در روایت علی کرم اللہ وجھہ است کہ انبوہ ریش وشرمگین چشم و سیاہ مردمک و درخشندہ دندان است و بررخ کالے داشتہ باشد و بر شانہ او علامت آنحضرت ﷺ بود وعبدالغفار فرفارسی در مجمع الغرائب وابن الجوزی درغریب الحدیث وابن کثیر درنہایہ آوردہ مرفوعاً کہ میان ہر دوران وے بعد باشد وعبدالرحمٰن بن عوف گفتہ کشادہ دندان باشد۔ ابونعیم وابن عباس گفتہ۔ میانہ قد مشروب الحمرۃ باشد۔ وابوامامہ ازاں حضرت ﷺ روایت کردہ۔ روئے او کوکبے است درخشاں در رخسارء راست وے خالے سیاہ رنگ باشد و بروے دوعبائے قطران بود گویا مردے از بنی اسرائیل است

رویانی در مسند وابونعیم از خذیفہ روایت کردہ اند مرفوعاً کہ مہدی مردے از اولادمن است رنگ او رنگ عربی ست وجسم او جسم اسرائیلی ولفظ شیخ علی متقی در حلیہ وے اینست کہ در کتف او علامتے باشد چنانچہ درکتف حضرت ﷺ بود وروئے او ہمچو ستارء درخشندہ باشد پیشانی کشادہ بینی دراز وباریک میان بینی بلند نماید کمان ابرو باشد وبادرازی ابرو چشمائے او فراخ باشد درمیان دندان اوفرقے باشد یعنی سخت متصل نباشد ورنگ اورنگ عربیان باشد یعنی گندم گوں وجسم اوجسم بنی اسرائیل یعنی درعرض وطول۔ بررخسارہء راست او خال سیاہ باشد وہم چنیں بر کف دست راست نیز باشد ولکنت درزبان او باشد کہ در وقت بستگی سخن دست راست بر زانوئے چپ زند آنگاہ سخن تو لد گفت و درمیان ہر دو زانوئے وے کشادگی وبعد باشد و انبوہ ریش بود وچشمائے او سرمہ رنگ خلقی باشند انتہی۔ ونحوہ فی الاشاعۃ وابوطفیل گفتہ کہ آنحضرت

ﷺ وصف کرد مہدی را وفرمود کہ در زبان اوگرانی است بزند زانوئے چپ خود را بدست راست خود وقتے کہ درنگ کند بروے سخن اخرجہ نعیم بن حماد وایں حرکتے است کہ از مردالکن ثقیل اللسان وقت تکلم بے اختیار صادر میشود

حدیث چہارم ابوداؤد میں جو امام مہدی کو اخلاق نبوی کا مشابہ قرار دیا گیا ہے ایک بڑا بھاری وصف ونشان ہے جس سے سچے اور اصلی مہدی کے جھوٹے اور نقلی مہدیوں سے آسانی تمیز ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کو بشہادت آیت انک لعلی خلق عظیم۔ خلق عظیم پر پیدا کیا ہے۔ اور منجملہ اخلاق نبوی ایک خلق عظیم جو اس مقام میں لائق ذکر ہے آپ کا بے غرض ہونا اور زینت واموال دنیا سے بے رغبت ہونا ہے، آپ نے دنیا کے بادشاہ ہوکر بھی تمام زندگی میں دو روز متواتر جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا۔ ازواج واولاد کیلئے سونے چاندی کا زیور نہ بنایا تھا، جن کپڑوں میں آپ نے انتقال کیا ان میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان حالات کی تفصیل کتب صحاح احادیث میں اور رسالہ اشاعۃ نمبر ۴ جلد ۲۰ میں ہوچکی ہے۔

یہ امام مہدی کے نام اور نسب اور اوصاف کے متضمن احادیث ہیں اور ان کے مدینہ میں پیدا ہونے اور مکہ میں مجوراً امام بنائے جانے اور آسمان مہدی کا خطاب پانے کے متضمن روایات عنقریب منقول ہوں گی۔

ان احادیث سے اہل اسلام (جو ان احادیث کو مانتے ہیں) یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہر مدعی نمائش نشان آسمانی سحر یا مسمریزم سے کوئی کرتب دکھا کر مہدی موعود نہیں ہوسکتا۔ اور اگر وہ سید نہ ہو۔ ۲۔ یا سید ہوتو اولاد فاطمہ اور حسن سے نہ ہو۔ ۳۔ یا ان کی اولاد سے ہو مگر اس کا نام محمد بن عبد اللہ نہ ہو۔ ۴۔ یا نام محمد بن عبداللہ ہو مگر وہ مدینہ منورہ کی پیدائش نہ ہو، پنجاب و ہندوستان کا ہو۔ ۶۔ یا وہ خاص مدنی ہو یا ان سب صفات سے موصوف ہوکر امام مہدی بن بیٹھا ہو، مگر اپنی مہدویت و امامت کے ذریعہ ہزار ہا روپیہ مریدوں سے بٹور کر اس مال سے دنیا کا عیش اڑاتا ہو؛ گھی کی جگہ پلاؤ قورمہ میں روغن بادام ڈلواتا ہو اور بیوی بیٹی کے لئے ہزار ہا روپیہ کا سر سے پاؤں تک سونے کا زیور بنواتا ہو اور خود بھی لباس فاخرہ مرینہ پشمینہ پہنتا ہو اور بیوی بیٹی کو گوٹا کناری پہناتا ہو ایسا شخص مہدی ہونے کا مدعی ہوگا تو وہ ان اہل اسلام کے نزدیک اس دعوی میں جھوٹا اور مہدی کاذب کہلائے گا۔ اور جو شخص ان صفات ستہ میں سے ایک بھی صفت نہ رکھتا ہو، اور اپنی عمر ناجائز عیش وعشرت کی کامرانی میں اور ہدایت کفار ومشرکین سے بے اعتنائی وناکامی کے ساتھ مرگیا ہو وہ ان کے نزدیک

فرعون وہامان یا دجال وشیطان کہلائے گا۔ادنی درجہ کا بھی مسلمان نہ ہوگا۔

یہ اس مدعی مہدویت پر عدم تصادق صفات خلقی ومعنوی امام مہدی کی وجہ سے علماء اسلام کا حکم وفتوی ہوگا۔اور جو شخص صفات خلقی وصوری میں حضرت امام مہدی کے حلیہ مذکورہ بالا سے متفارق ہوا ہے یا ہوگا اس کو تو گلی کوچے کے لونڈے اور بازاری عوام مسلمان (چہ جائے اہل حکم وافتاء) بھی مہدی کاذب قرار دیں گے۔اور اس پر ہزار لعنت کہیں گے (جیسا کہ مہدی قادیانی کے ساتھ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اس کے دہلی میں پہونچ کر ایسے دعاوی کرنے پر عوام اہل اسلام دہلی کی طرف سے اس کی خدمت گذاری اور آؤ بھگت ہوئی جس کی وجہ سے وہ جب تک دہلی رہا پولیس کی پناہ لے کر رہا اور جب وہاں سے نکلا تو رات کے تین بجے چوری نکلا) اور اس کو اردو فارسی میں شدبد جاننے والے ان مہذبانہ الفاظ سے مخاطب کریں گے : کلا ہے خسروی و بادشاہی بہر کل کے رسد حاشا وکلا

اس بیان سے مہدی کی تعیین وتشخیص ہوگئی،تو اب مہدی کی نسبت اعتقاد اول وسوم اہل اسلام کی تشریح کی جاتی ہے:

سنن ابی داؤد میں ذکر مہدی کے عنوان سے ایک باب منعقد کر کے روایت کیا ہے:

عن ام سلمه زوج النّبى ﷺ عن النّبىّ ﷺ قا ل يكو ن ا ختلا ف عند مو ت خليفة فيخر ج ر جل من اهل المد ينة ها ر باً الى مكه فيا تيه ناس من اهل مكه فيخر جو ناه و هو كاره فيبا يعو نه بين الر كن و المقا م و يبعث اليه بعث من الشا م فيخسف بهم بالبيداء بين مكه و مد ينة فا ذا ر أى النا س ذلك اتاه ابدا ل الشا م و عصا ئب اهل العراق فيبا يعو نه ثم ينشو ر جل من قريشا خوا له كلب فيبعث اليهم فيظهرو ن عليهم و ذلك بعث كلب و الخيبة لمن لم يشهد غنيمة كلب فيتقسم الما ل و يعمل فى النا س بسنة نبيهم ﷺ و يلقى ا لاسلام بجرا ئه الى ا لار ض فيلبث سبع سنين ثم يتو فى و يصلى عليه المسلمو ن ۔(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۳) کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کے فوت ہوجانے کے وقت اختلاف پڑ جائے گا کہ اسکی جگہ کون خلیفہ ہو۔ایک شخص اہل مدینہ سے مکہ کی طرف نکل جائے گا۔مکہ کے لوگ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کو مجبور کر کے مقام ابراہیم اور رکن کے مابین اس سے بیعت خلافت کریں گے۔اس کے مقابلے کے

لئے شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا وہ مکہ اور مدینہ درمیان ایک میدان میں دھنسایا جائے گا۔ یہ دیکھ کر شام کے ابدال اور عراق کے لشکر اس کے پاس پہنچیں گے۔ پھر ایک شخص قریش سے جس کے ننہال بنی کلب کہلائیں گے سر اٹھائے گا۔ اور وہ اپنا لشکر مسلمانان پیروان امام مہدی کی طرف بھیجے گا مسلمان اس پر غالب آئیں گے سفیانی کے لشکر کو لوٹیں گے جو اس لوٹ میں حاضر نہ ہوا وہ محروم رہا۔ مہدی وہ مال لوگوں میں تقسیم کرے گا اور لوگوں میں ان کے نبی کی سنت کا عمل جاری کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا (جیسے اونٹ آرام کے وقت زمین پر منہ رکھ کر سو جاتا ہے) مہدی اسی حالت میں امن و آرام سے سات برس بسر کرے گا اور پھر فوت ہوگا اور مسلمان اس پر جنازہ پڑھیں گے۔

اس حدیث کو ماننے والے اور جس امام کا اس حدیث میں ذکر ہے اس کو امام مہدی قرار دینے والے اہل اسلام اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں کہ امام مہدی مدینہ میں ہونگے اور مکہ میں لوگوں کے جبر سے، نہ اپنی خوشی سے، امام بنائے جائیں گے۔ لوگ ان کو ڈھونڈ کر زور و جبر سے امام بنائیں گے وہ خود اپنے امام بنائے جانے کی کوشش اور سازش نہ کریں گے۔ خدا ان کی تائید کے واسطے یہ نشان آسمانی ظاہر کرے گا کہ ان پر چڑھائی کرنے والے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اور ایک ظالم لشکر پر ان کو فتح دے گا۔ اس لڑائی میں پیشقدمی مخالف کی طرف سے ہوگی لشکر امام مہدی سے صرف اس کی مدافعت ہوگی۔ مخالف پر فتح پا کر امام مہدی جنگ وقتال سے فارغ البال ہو جائیں گے اور سات سال تک بامن زندگی بسر کریں گے اور اسلام اور سنت نبی ﷺ کا عمل بلا خوف و معارضہ مخالفین جاری کریں گے یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت فرمائیں گے اور مسلمان اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے

اس حدیث سے یہ بھی قطعی نتیجہ نکلتا ہے اور مسلمانوں میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک جو سوڈان و ہندوستان وغیرہ بلاد میں مہدی موعود پیدا ہوئے ہیں وہ سب کے سب دعوی مہدویت و امامت میں جھوٹے ہیں۔ وہ نہ مدینہ میں پیدا ہوئے نہ مکہ میں جبراً امام بنائے گئے۔ انہوں نے خود اپنی سازش سے اپنی امامت و مہدویت کا سکہ جمانا چاہا مگر خدا تعالی نے وہ سکہ جمنے نہ دیا۔ ان کی تائید میں نشان مذکور (خسف) یا اور نشان (جس میں ان کی کتر بیونت و تاویل و تسویل کا دخل نہ ہو) ظاہر نہ کیا اور ان کی مہدویت و امامت کو دنیا نے کجا ان کے اضلاع و دیہات کے تمام لوگوں نے بھی تسلیم نہ کیا۔ اور ان سے تمام دنیا میں امن و اجراء اسلام و سنت نبی ﷺ کہاں، خود ان کی جان

کو بھی امن حاصل نہ ہوا۔ اور ان کے اپنے گاؤں و ضلع میں بھی اسلام عام نہ پھیلا۔ ان میں کوئی (مہدی سوڈان) مدت العمر خون وکشت میں سرگرداں رہا۔ اور اسی حالت میں مرا اور آخر اس کی قبر اور نعش کو اسکے مخالفوں نے ذلیل کیا۔ کوئی (مہدی قادیان) اپنے گاؤں میں حکام وقت کی داروگیر کے خوف سے بے دست و پا و بے زبان ہو کر گوشہ نشین رہا۔ حکام وقت کے خوف سے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ اپنے ارادہ وخواہش کے مطابق اپنے خیالات (جن کو صفحہ ۱۰۶ کتاب دافع الوساوس میں ظاہر کر چکا) بخوبی ظاہر اور اس پر عمل کر کے اپنا مشن پورا کرے بلکہ برخلاف ان خیالات مندرجہ دافع الوساوس کے وہ مدت العمر اپنے مخالف اعتقاد سلطنت انگریزی (جن کو خدا تعالی کا نافرمانبردار جانتا رہا) داروگیر کے خوف سے اس کو ابر رحمت اور تمام اسلامی سلطنتوں سے بہتر و بابرکت کہتا اور اس کو مشتہر کرتا رہا اور اسی کے خوف سے اور جھوٹی خوش آمد کی غرض سے اسلام کے ایک حکم اور اسلامی فرض رکن اعظم (جہاد) کو مطلق حرام بتاتا رہا (جہاد کو مطلق حرام سمجھنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ جہاد اسلام کا ایک رکن اور قطعی فرض ہے مگر ہاں وہ ایسی شرائط سے مشروط ہے، جیسی نماز و روزہ و حج و زکوۃ کے واسطے شرائط ہیں۔ مثلاً نماز کے واسطے وضو، روزہ کے واسطے عورت کا حیض سے پاک ہونا، حج و زکوۃ کے لئے مالدار ہونا وعلی ہذا القیاس۔ اور ان شرائط کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں ہو چکی ہے۔ ان ہی شرائط سے ثابت کیا گیا ہے کہ مذہبی جہاد ان مخالفین اسلام سے جائز نہیں جو مذہب اسلام سے تعرض نہ کریں اور مسلمانوں کو مذہب کی وجہ سے نہ ستائیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ان کو امن دے کر یا ان سے امن لے کر رہتے یا راستہ چلتے ہوں۔ محمد حسین) اور جھوٹی خوش آمد کا ورد کرتا ہوا بے نیل مرام و ناکام اس دنیا سے چل دیا۔ یہ لوگ امام مہدی ہوتے تو اپنی روحانی برکات اور آسمانی نشانات سے تمام دنیا میں دین اسلام اور سنت نبی بعد اسلام کو پھیلا کر دنیا سے اٹھائے جاتے اور روئے زمین کو دارالامن والامان بناتے اور کم سے اپنی ہی جائے سکونت سوڈان و قادیان کو ایسا دارالامن بناتے کہ ان میں ان کے مخالف دخل نہ پاتے نہ اس کے برعکس وہ اپنے گھر اور گاؤں کو جس کا نام دارالامان والامان رکھا ہوا تھا، حقیقۃً دارالامن نہ بنا سکے۔

اس حدیث ابوداؤد میں جو امام مہدی کی میعاد حکومت سال بیان ہوئی ہے یہ بجنسہ وہی میعاد ہے جو حضرت مسیح کی مدت حکومت اہل اسلام میں تسلیم کی گئی ہے اور حدیث صحیح مسلم میں منقول ہے۔ اس میعاد پر تصریح ہوئی ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر اور مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث مسلم کی دستاویز سے معیاد حکومت حضرت مسیح سات سال قرار دی ہے اور حجج الکرامۃ میں بصفحہ ۳۸۲ بدست آویز قول ابن حجر یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ دونوں مدتیں ایک ہی مدت ہے اس وجہ سے اس امن و

برکت وعدل کو جو اس مدت میں پایا جائے گا کبھی حضرت عیسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کبھی امام مہدی کی طرف۔

اس وحدت واتحاد مدت حضرت مسیح اور امام مہدی سے بھی یہ نتیجہ یقیناً نکلتا ہے کہ اس مدت میں امام مہدی کوئی جنگ جہاد نہ کریں گے اور اپنی روحانی برکات اور آسمانی نشانات کے ذریعہ اسلام اور سنت نبی ﷺ کو دنیا میں پھیلائیں گے جیسے مسیح اپنے آسمانی برکات سے دین کو ترقی دیں گے۔ دونوں حضرت کی مدت حکومت کو ایک مان کر یہ کہنا جائز نہیں اور بحکم عقل بھی ممکن نہیں کہ حضرت مسیح تو اس مدت میں امن پھیلاویں اور تلوار کو بے کار ٹھہراویں اور امام مہدی ان کے برخلاف تلوار کھینچ کر دنیا میں خونریزی کریں اور پھر ایک دوسرا کا موافق مشاور ٹھہرے۔ انّ فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السّمع و ھو شھید۔

اہل اسلام سے بعض حاطب اللیل مصنف اپنی تصانیف میں بعض روایات ایسی لائے ہیں جن میں پایا جاتا ہے کہ آخری زمانہ میں جو لڑائیاں اہل اسلام کی رومی عیسائیوں سے ہوں گی (خصوصاً وہ بڑی لڑائی جس میں رومیوں کے اسّی نشان نکلیں گے اور ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار جنگی لوگ ہونگے) ان میں امام مہدی شریک ہوں گے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ امام مہدی تقلید مذاہب چھوڑا کر خالص سنت وحدیث پر بزور شمشیر عمل کرائے گا۔ اور اس کے مقابلے میں بعض لوگوں نے کہا کہ قیامت کے قریب مسیح بن مریم آئے گا تو وہ حنفی مذہب کے مطابق حکم احکام جاری کرے۔

ان مصنفوں کی روایات اور ان کے خیالات مذکورہ میں ہم کوئی محدثانہ یا متکلمانہ بحث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس بحث کو اس مضمون میں ترک کرنے بضمن تمہید وعدہ دے چکے ہیں۔ اس مقام میں ان روایات کا دوسری روایات سے (جو ان کی روایات سے درجہ وطبقہ میں برابر ہیں یا ان سے بڑھ کر ہیں) معارضہ ومقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور اس معارضہ کو ان روایات کے ناقابل اعتبار ہونے کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ وہ روایات جن کو ہم معارضہ میں پیش کریں گے تین قسم کی روایات ہیں۔ قسم اول وہ روایات جو روایات کتب مصنفین مذکور ہی کے ہم درجہ وہم طبقہ ہیں اور اس میں صاف پایا جاتا ہے کہ رومیوں سے مسلمانوں کی لڑائیاں امام مہدی کے آنے سے پہلے ہو چکی ہونگی۔ امام مہدی ان کے بعد آئیں گے۔ قسم دوم اس مضمون کی روایات دیگر کتب جو کتب مصنفین مذکورین سے درجہ اور طبقہ میں مقدم وبالاتر ہیں، اور ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ لڑائیاں امام مہدی کے آنے سے پہلے ہو چکی ہونگی۔ قسم سوم دونوں طبقہ ودرجہ کی روایات متضمن فضائل وخصائص وبرکات

امام مہدی، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لڑائیوں میں شامل ہونا اور سال ہا سال تک (یعنی چھ سال تک جوان لڑائیوں کی میعاد بیان کی گئی ہے) ان لڑائیوں میں سرگردان پھرنا اور فتح کا منہ نہ دیکھنا اور پھر ساتویں سال فتح یاب ہونا امام مہدی کی رفیع شان سے جوان روایات میں بیان ہوئی ہے، نہایت بعید ہے۔

روایات قسم اول کی نقل و تفصیل کو ہم فضول سمجھتے ہیں لہذا بجائے اس نقل و تفصیل ان ہی حاطب اللیل مصنفوں کے (جو ان روایات کو اپنی روایات مذکورہ کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کر کے ان پر اعتماد و تمسک کر چکے ہیں) اس اعتراف کی نقل و بیان پر کہ ان روایات سے ان لڑائیوں کا آمد مہدی سے پہلے واقع ہونا ثابت ہوتا، اکتفا کرتے ہیں۔

صاحب حجج لکرامۃ فی آثار القیامۃ اس کے صفحہ ۳۴۹ میں اس مضمون کی ایک روایت لایا ہے کہ عیسائی قسطنطنیہ پر متسلط ہو جائیں گے اور ان کا عمل و حکم خیبر کے قریب تک پہنچ جائے گا اور شاہ روم قسطنطنیہ چھوڑ کر شام چلا جائے گا اور عیسائیوں کے ایک فرقہ سے صلح کر کے دوسرے فرقہ سے لڑائی کرے گا اور اس لڑائی میں مسلمان فتح یاب ہونگے تو ایک عیسائی کہے گا کہ صلیب کو غلبہ و فتح ہوئی۔ مسلمان کہے گا نہیں اسلام کو فتح ہوئی۔ پھر ایک مسلمان غصہ میں آکر صلیب کو توڑ دے گا تو ان دونوں جماعتوں میں جنگ شروع ہو جائے گی پھر مسلمان بادشاہ شہید ہو جائے گا اور عیسائیوں کا تسلط ملک شام پر ہو جائے گا اور باقی ماندہ مسلمان مدینہ منورہ کی طرف رجوع کرینگے اور عیسائیوں کا تسلط خیبر کے قریب تک پہنچ جائے گا تو اس وقت مسلمان امام مہدی کی تلاش کریں گے تا کہ انکی مدد سے وہ اس بلا سے نجات پائیں۔

اس روایت کا ظاہر مفہوم بحسب اعتراف صاحب حجج الکرامۃ یہ ہے کہ یہ لڑائیاں مسلمان اور عیسائیوں کی حضرت امام مہدی کی آمد سے پہلے ہو چکی ہونگی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت کو روم و شام میں ضعف و زوال آئے گا اور مسلمانوں کی جائے پناہ مدینہ منورہ ہوگا۔ تب امام مہدی او جود ظہور پذیر ہوگا، نہ اس سے پیشتر اور لڑائیوں اور خونریزیوں کے وقت میں۔

اس روایت رسالہ حشریہ میں امام مہدی کے پہلے چند واقعات کی نسبت اعتقاد اہل اسلام بیان ہوا ہے: اول بہت بلاد اسلامیہ پر نصاری کا تسلط ہو جانا۔ دوم ایک شخص کا اولاد ابوسفیان سے شام و مصر میں حکمران ہو جانا اور سادات کو قتل کرنا۔ سوم اسی کے درمیان میں نصاری کے ایک فرقہ کا شہر قسطنطنیہ پر متسلط و متصرف ہو جانا اور اس وجہ سے شام و روم کا قسطنطنیہ کو چھوڑ کر شام میں

چلا جانا اور دوسرے فرقہ نصاریٰ سے دوستی و مصالحت کر کے اس کی مدد سے مخالف فرقہ نصاریٰ سے جنگ کرنا اور اس جنگ میں فتح پانا۔ چہارم اس فتح کی نسبت نصاریٰ کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ فتح صلیب کو ہوئی اور بعض مسلمانوں کا دعویٰ کرنا کہ یہ فتح اسلام کو ہوئی ہے اور اس تکرار کی وجہ سے نصاریٰ کا عہد شکنی کرنا۔ پنجم مسلمانوں اور ان کے موافق فرقہ نصاریٰ میں جنگ ہو جانا اور اس جنگ میں اسلام کے بادشاہ کا شہید ہو جانا اور اس فرقہ نصاریٰ کا دوسرے مخالفین نصاریٰ سے صلح کر لینا اور ملک شام میں نصاریٰ کا تسلط پا لینا اور ان کی حکومت کا خیبر کے قریب پہنچ جانا۔ ٦ اور باقی ماندہ مسلمانوں کا مدینہ منورہ کی طرف رجوع کرنا۔ ۷۔ اس وقت مسلمانوں کا امام مہدی کو تلاش کرنا تا کہ ان کی مدد سے ان کو اس بلا سے نجات حاصل ہو۔

ان تینوں واقعات اور واقعہ سوم کے ضمنی امور ہفت گانہ پر احادیث ذیل میں روشنی پائی جاتی ہے جو صحیحین اور سنن ابوداؤد میں مروی ہیں۔

مسلمانوں اور نصاریٰ کی صلح کرنے پھر نصاریٰ کی عہد شکنی کر کے مسلمانوں سے لڑنے اور جماعت مسلمانوں کے شہید ہو جانے کا ذکر سنن ابوداؤد کی اس حدیث میں وارد ہے:

عن خالد قال جبير انطلق بنا الى ذى مخبر رجل من اصحاب النبى ﷺ فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول ستصلحون الروم صلحاً آمناً فتغزون .... فتنصرون و تغنمون و تسلمون حتى ترجعون حتى تنزلوا بمرج ذى تلول فيرفع رجل من اهل النصرانية الصليب فيقول الصليب فيغضب رجل من المسلمين فيدقه فعند ذلك تعذر الروم و تجمع الملحمة و عن حسان انه زاد فيه فيثور المسلمون الى اسلحتهم فيقتلون فيكرم الله تلك العصابة بالشهادة ۔رواہ ابوداؤد۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ رومی (عیسائیوں) سے باامن صلح کرو گے پھر تم کو فتح ہوگی تم لوٹ کا مال پاؤ گے اور خود (لوٹے جانے سے) بچو گے لڑائی سے پھر کر ٹیلوں والی چراگاہ میں پہنچو گے ایک نصرانی صلیب کو اٹھا کر کہے گا کہ صلیب کو فتح ہوئی ایک مسلمان کو اس پر غصہ آئے گا تو وہ صلیب کو توڑ ڈالے گا (اور کہے گا کہ اسلام کو فتح ہوئی) اس وقت عیسائی جماعت عہد شکنی کریں گے اور لڑائی ہوگی اور مسلمان شہید ہو جائیں گے۔

عیسائیوں کے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر کے عہد شکنی کرنے اور ان پر چڑھائی کرنے کا ذکر صحیح بخاری کی اس حدیث میں آیا ہے:

عن عوف بن مالک عن النبی ﷺ فی حدیث ثم هدنته تکون بینکم و بین بنی الا صفر فیعذرون فیاتونکم تحت ثمانین غایة تحت کل غایة اثنا عشر الفاً ۔ رواہ البخاری ۔(مشکوۃ ص ۴۵۸)

جس میں چھ علامات قیامت کا ذکر ہے ۔ا۔آپ کی موت ۔۲۔ فتح بیت المقدس ۔۳۔ طاعون ۔۴۔مسلمانوں میں ایسی کثرت مال ہوگی کہ سو دینار کو ہیچ سمجھنے کی وجہ سے خوش نہ ہونگے ۔ ۵ ۔فتنہ تمام عرب میں ۔ ۶ ۔مسلمانوں کا نصاری سے صلح کرنا پھر ان کا غدر کرنا اور اسّی جھنڈے لے کر جس میں ہر ایک کے ماتحت ۱۲ ہزار فوج ہوگی مسلمانوں پر چڑھائی کرنا۔

اور عیسائیوں کے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے اور مسلمانوں میں سے بہت لوگوں کے شہید ہو جانے پر قسطنطنیہ پر فتح پانے کا ذکر ان احادیث میں حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت ابن مسعودؓ کے جس میں یہ بیان ہے:

لا تقوم الساعة حتّی ینزل الروم با لاعماق او بوابق فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل الارض یومئذٍ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا و بین الّذین سبوا منا نقاتلهم فیقول المسلمون لا و اللّه لا نخلی بینکم و بین اخواننا فیقاتلونهم فیهزم ثلث لا یتوب اللّه علیهم ابداً و یقتل ثلثهم افضل الشهداء عند اللّه و یفتتح الثلث لا یفتنون ابداً فیفتتحون قسطنطنیه فبیناهم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفهم بالزیتون اذ صاح فیهم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اهلیکم فیخرجون و ذلک باطل فاذا جاء الشام خرج فبینا یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوة فینزل عیسی ابن مریم فامهم فاذا راه عدو اللّه ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لا نذاب حتی یهلک و لکن یقتله اله بیده فیریهم دمه فی حربته ۔ رواہ مسلم ۔

کہ نصاری اعماق یا وابق (حلب کے قریب ملک شام میں دو مقام ہیں) کے قریب

مسلمانوں سے لڑنے آکیمپ لگائیں گے ان کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت نکلے گی جو اس وقت مسلمانان روئے زمین سے افضل ہونگے۔ جب وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر یڈ میں کھڑے ہوں گے تو ان کو کہیں گے کہ ان مسلمانوں کی طرف ہم کو جانے دو جنہوں نے ہمارے لوگ قید کئے ہیں ہم ان سے لڑیں گے مسلمان جواب دیں کہ ہم ان کی طرف تم کو جانے نہ دیں گے پھر ان دونوں فریق میں لڑائی ہوگی تو ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے جن کو خدا تعالی کبھی معاف نہ کرے گا۔ اور ایک تہائی شہید ہونگے جو بہترین شہید کہلائیں گے اور ایک تہائی فتح یاب ہونگے اور وہ قسطنطنیہ پر (جو ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا) فتح پائیں گے اور جب وہ لوٹ کا مال بانٹ رہے ہوں گے اور اپنی تلواروں کو درخت زیتون پر لٹکائے ہونگے تو شیطان آواز دے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں پر جا پہنچا ہے اور یہ بات اس کی جھوٹ ہوگی۔ پھر وہ شام میں جائیں تو دجال نکلے گا۔ وہ اس کے مقابلہ میں صف آراء ہوں گے تو اس وقت نماز کے واسطے تکبیر ہو جائے گی۔ پھر عیسی نازل ہوں گے اور ان لوگوں کے پیشوا نماز میں (یا کتاب اللہ وسنت رسول کی پیروی میں، جیسا کہ اس باب میں اختلاف اقوال پہلے نقل ہو چکا ہے) بن جائیں گے اور ان کو دیکھ کر دجال پگھلنے لگے گا جیسے (پانی میں) نمک پگھل جاتا ہے آپ اس کو قتل نہ کرتے تو وہ یوں ہی پگھل جاتا ولیکن وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور لوگوں کو اپنے نیزے یا بھالے پر اس کا خون دکھائیں گے۔

یہ حدیث ابو ہریرہؓ کا بیان ہے۔ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں آیا ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی لا تقسم المیراث ولا یقوم .... الخ. (مسلم ص ۳۹۲)

قیامت نہ ہوگی جب تک کہ کوئی شخص نہ وراثت تقسیم کرے گا اور نہ لوٹ کا مال لینے سے خوش ہوگا (یعنی عموماً مسلمان قتل ہو جائیں اس وجہ سے وراثت و مال غنیمت لے کر خوش نہ ہونگے)

(پھر اس کی تفصیل میں) آپ نے فرمایا مسلمانان شام کیلئے ان کے دشمن نصاری سامان جنگ جمع کریں گے۔ مسلمان ایک جماعت اس شرط سے مشروط و مقرر کریں گے کہ وہ مر جائیں گے مگر فتح کے بغیر واپس نہ ہوں گے یہی شرط نصرانی کریں گے پھر باہم لڑیں گے یہاں تک کہ رات کی ان میں روک ہو جائیگی۔ پھر فریقین واپس ہوں گے اور کوئی غالب نہ ہوگا اور جماعت مشروط فنا ہو جائے گی۔ ایسا ہی تین دن تک ہوتا رہیگا اور جب چوتھا دن ہوگا تو باقی اہل اسلام صف آراء ہوں

گے اور ایسی لڑائی ہوگی کہ اس کی مثیل ونظیر پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی ۔ پھر خدا مسلمانوں کو فتح دے گا ۔ اگر کوئی جانور مقتولین کی لاشوں کے پہلو سے پرواز کرے گا تو وہ ہنوز ان لاشوں کو پیچھے چھوڑ کر نہ نکلے گا کہ مر کر گر پڑے گا ۔ ایک باب (جداعلی) کی اولاد کو جو اس جنگ میں مقتول ہونگے شمار کیا جاوے گا تو ایک سو میں سے صرف ایک بچے گا ۔ پھر وہ مال غنیمت سے کیونکر خوش ہونگے اور وہ اس حالت میں ہونگے کہ اس سے بڑھ کر خوفناک لڑائی کی خبر سنیں گے کہ دجال ان کے گھروں پر آ پڑا ہے اور وہ یہ سن کر سب کچھ چھوڑ کر گھروں کی طرف پھریں گے اور دس سوار جاسوسوں کو روانہ کریں گے تا کہ وہ دجال کے نکلنے کی خبر لاویں ۔ حضرت ﷺ نے فرمایا میں ان سواروں کے اور ان کے باپوں کے نام اور ان گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں ۔

مسلمانوں اور عیسائیوں میں اس بڑی لڑائی کا واقعہ ہونا اور اس کے بعد قسطنطنیہ کا فتح ہونا اس کے بعد، ساتویں سال ، دجال کا نکلنا ، جو امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا ، سنن ابی داؤد کی ان احادیث میں وارد ہے جن میں ایک حدیث معاذ سے مروی ہے :

قال رسول اللّٰہ ﷺ عمران بیت المقدس خراب یثرب و خراب یثرب خروج الملحمۃ و خروج الملاحمۃ فتح القسطنطنیۃ و فتح القسطنطنیۃ خروج الدجال ۔ (ابوداؤد ۔ ص ۳۳۴)

کہ فرمایا آپ نے بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کا آباد نہ رہنے کا موجب ہوگا اور مدینہ کے ایسے آباد نہ رہنے کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بڑی لڑائی واقع ہوگی اور بڑی لڑائی کے بعد (جس میں قسطنطنیہ ہاتھ سے نکل جائے گا) قسطنطنیہ کی فتح مسلمانوں کو ہوگی ۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال کا نکلنا ہوگا ۔

اور ایک حدیث عیسی بن یونس سے مروی ہے :

قال رسول اللّٰہ ﷺ الملحمۃ الکبری فی سبعۃ اشھر ۔ کہ بڑی لڑائی اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال سات مہینوں میں ہوگا ۔

اور ایک حدیث عبداللہ بسر سے مروی ہے :

انّ رسول اللّٰہ قال بین الملحمۃ و فتح المدینہ ستّ سنین و یخرج الدّجال فی السّابعۃ ۔ (ابوداؤد ۔ ص ۲۳۴) ۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا بڑی لڑائی و فتح قسطنطنیہ میں چھ سال ہیں اور دجال ساتویں سال نکلے گا ۔

ناقل (محمد حسین بٹالوی) کہتا ہے کہ روایت عیسی بن یونس اور روایت عبداللہ بن بسر کی تطبیق وموافقت یوں ہوسکتی ہے کہ بڑی لڑائی چھ سال تک ہوتی رہے گی اس کے آخری حصہ میں فتح قسطنطنیہ ہوگی ۔ پھر ساتویں سال کے شروع میں دجال کا نکلنا ہوگا جو امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ہوگا

منجملہ ان احادیث سبعہ تینوں احادیث (ایک بخاری دو مسلم) میں جن کی صحت وثبوت کی تسلیم پر روئے زمین کے سنی مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ابوداؤد کی چاروں احادیث (پہلی پانچویں چھٹی ساتویں) میں جن کی صحت وصالح احتجاج ہونا ابوداؤد کے نزدیک مسلم ہے واقعات ثلاثہ اور واقعہ سوم کے ضمنی امور میں سے امر دوم لغایت ششم صاف اور صریح منطوق نص میں پائے جاتے ہیں ۔

اور باقی امور ضمنی خصوصاً امر اول وششم (قسطنطنیہ کا مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا اور نصاری کا ملک شام وروم پر متسلط ہو جانا ان احادیث کے مفہوم سے) جس کو اصطلاح اصول فقہ اقتضاء النص کہا جاتا ہے ثابت ہے کیونکہ مسلمانوں کا خروج دجال کے پہلے اور اس کے قریب قسطنطنیہ کو فتح کرنا تب ہی ممکن ومتصور ہے کہ اس سے پہلے وہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکا ہو۔

ان واقعات کے تسلیم واعتقاد کا جن پر عام سنی فاضل محدث ومتکلم متفق ہیں کا نتیجہ لازمہ یہ ہے کہ انکے اعتقاد میں جو آخری زمانہ میں لڑائیاں وخونریزیاں مسلمانوں اور نصاری میں ہوں گی وہ امام مہدی کے زمانہ سے (جو زمانہ خروج دجال کے قریب ہوگا) پہلے ہو چکے ہوں گے اور ان کی ابتداء نصاری کی طرف سے ہوگی مسلمان صرف مدافعت کریں گے ۔

جو شخص اس سے پہلے چھ برس کی لڑائیوں میں امام مہدی کا شامل ہونا تجویز کرے گا اس کو اس آخری لڑائی و چڑھائی قسطنطنیہ میں (جو امام کے وقت ظہور اور زمانہ دجال کے خروج کے قریب ہوگی) امام مہدی کا شامل ہونا ماننا پڑے گا اور ساتھ ہی اس کے اس حدیث کو دیکھ کر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ لڑائی اور فتح ہتھیاروں کے بغیر صرف لاالہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر کہنے سے ہوگی اور اس سے بحسب تسلیم ماننا پڑے گا کہ امام مہدی ایسا صاحب کرامات و برکات تھا تو چھ برس تک اس کو تلوار چلانا اور اس فتح سے پہلے شکست کھانا اس کی شان کیلئے کیونکر مناسب ہوسکتا ہے ۔ وہ حدیث یہ ہے :

عن ابی ھریرہ انّ النّبی ﷺ قال ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البرود جانب منھا فی البحر ۔ قالوا نعم یا رسول اللّٰہ ۔ فقال لا تقوم الساعۃ حتی یغزوھا سبعون الفاً من بنی اسحاق فاذا جاؤھا تولوا فلم یقاتلوا بسلاح و لم یرموا بسھم قالوا لا الہ الّا اللّٰہ و اللّٰہ

اکبر فیسقط احد جانبھا قال ثور لا اعلم الا قال الذی فی البحر ثم یقول الثانیة لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر فیسقط جانبھا الآخر ثم یقول لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر یفرج لھم فید خلوھا بینا ھم یقسمون الغنائم اذ جاء ھم الصریح فقال ان الدجال قد خرج یترکون کل شیء یرجعون۔ (مسلم ج ا ص ۳۹۶)۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ایسا کوئی شہر سنا ہے جس کے ایک طرف میدان ہو اور ایک طرف دریا۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ ہم نے ایسا سنا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی جب تک ستر ہزار بنی اسحاق (یا بنی اسماعیل چنانچہ نووی اور قاضی عیاض کی آئندہ کلام میں ہے) چڑھائی کریں گے جب وہاں پہنچ کر اتریں گے تو نہ ہتھیاروں سے لڑیں گے نہ تیر چلائیں گے بلکہ صرف لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو اس شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ ثور (راوی حدیث) نے کہا کہ میرے علم میں جانب بحری کا اول گرنا ذکر کیا ہے۔ پھر دوسری دفعہ یہ کلمہ کہیں گے تو دوسری جانب گر جاوے گی۔ تیسری دفعہ یہ کلمہ کہیں گے تو وہ شہر فتح ہو جائے گا پھر وہ اس میں داخل ہونگے اور لوٹ کا مال لیں گے جبوہ اس کو بانٹنے لگیں گے تو ایک آواز کرنے والا آئے گا اور کہے گا کہ دجال نکلا۔ پھر وہ سبھی کچھ چھوڑ کر ادھر رجوع کریں گے

قولہ بنی اسحاق قال القاضی کذا فی جمیع اصول صحیح مسلم قال بعضھم المحفوظ من بنی اسماعیل و ھو الذی یدل علیہ الحدیث و سیاقہ انما اراد العرب و ھذہ المدینة ھی القسطنطنیہ۔ (صحیح مسلم۔ص ۳۹۶)

امام نوویؒ نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا ہے کہ بنی اسحاق، مسلم کے سبھی نسخوں میں ہے اور بعض روایات میں بنی اسماعیل کا لفظ آیا ہے اور یہی محفوظ ہے اور حدیث کا ظاہر و سیاق اسی کا مؤید ہے اور اس سے عرب کے لوگ مراد ہیں اور اس شہر سے قسطنطنیہ مراد ہے۔

اس حدیث میں نظر انصاف کرنے والا ہرگز جرأت نہ کرے گا اور نہ کہے گا کہ امام مہدی اس لڑائی و چڑھائی قسطنطنیہ میں ہتھیاروں سے کام لیں گے بلکہ وہ صاف تسلیم کریگا کہ اگر اس لڑائی میں ان کا شمول ہوگا تو اپنی برکات مہدوی سے کام لیں گے اور تیر تلوار کو ذریعہ فتح نہ بنائیں گے۔ پھر اس سے پہلے لڑائیوں میں ان کی برکات مہدویت کہاں جائے گی کہ اس کے ہوتے وہ تلوار سے

کام لیں گے اور پھر شکستیں کھائیں گے ۔

اس بیان میں دونوں قسم کی احادیث سے (جو احادیث متمسکہ مخالفین سے بعض درجہ میں برابر ہیں اور بعض میں بڑھ کر ہیں) ہم نے ثابت کر دیا کہ امام مہدی جب تشریف لائینگے تلوار وغیرہ ہتھیاروں سے کام نہ لیں گے بلکہ آسمانی تائیدات اور روحانی برکات سے دین اسلام پھیلائینگے۔

اب ہم اس مضمون کی خصائص و برکات امام مہدی کی ان ہی لوگوں کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تلوار وتفنگ اور خون ریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں ہے اور ان کی آسمانی برکات خونریزی و جنگ سیفی سے ان کو مستغنی کریں گی ۔ وباللہ التوفیق ۔

پس واضح ہو کہ معتقدین و قائلین حضرت امام مہدی سے وہ لوگ جو ان احادیث متعلقہ امام مہدی سے (جو صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں مروی ہیں تمسک کرتے ہیں اور ان سے اپنے خیالات کی تائید و ثبوت نکالتے ہیں امام مہدی کے حالات میں اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح یا حسن بلکہ ضعیف بھی معرض نقل و استدلال میں نہیں لاتے جس میں یہ بیان ہو کہ حضرت امام مہدی تلوار کھینچ کر آئیں گے اور بزور شمشیر غیر مسلم اقوام کو مسلمان بنائیں گے اور جبر و اکراہ سے دین اسلام دنیا میں پھیلائیں گے ۔ بلکہ اس کے برعکس وہی لوگ اپنی تصانیف میں صاف وصریح یہ الفاظ لکھ چکے ہیں کہ امام مہدی کسی سوتے کو نہ جگائیں اور کسی جان کا خون نہ بہائیں گے اور نہ کسی کو کسی جان کی خونریزی کا حکم دیں گے ۔ اس تصریح اور بیان صریح کے ساتھ پھر انہی لوگوں کا یہ کہنا کہ امام مہدی بزور شمشیر دین اسلام یا سنت نبوی دنیا میں پھیلائیں گے، اپنے قول کو خود جھوٹا کرنا ہے اور اس قول کی تکذیب کے واسطے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں ۔ تاہم ہم انہی کی کتابوں سے امام مہدی کے ایسے خصائل وفضائل نقل کرتے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی اپنے آسمانی نشانات اور الہی شہادات سے امام تسلیم کئے جائیں گے انہی نشانات کو دیکھ کر لوگ اسلام میں داخل ہوں گے خونریزی اور تلوار کشی کے آپ محتاج نہ ہوں گے ۔

صاحب حجج الکرامۃ نے اس کے صفحہ ۳۶۵ میں کہا ہے :

(ترجمہ) جن علامتوں سے امام مہدی پہچانے جائیں گے از انجملہ ایک یہ ہے بادل اس کے سر پر سایہ فگن ہو گا دوسرے یہ کہ اس بادل کے اندر سے آواز آئے گی کہ یہ شخص مہدی خلیفہ الٰہی ہے اس کی پیروی کرو ۔ تیسرے یہ کہ اس بادل سے ایک ہاتھ نکلے گا اور وہ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہے گا کہ لوگو یہ مہدی ہے ان کی بیعت کرو ۔ چوتھے یہ کہ فرشتہ آپ کے سر پر آئے گا

اور کہے گا کہ یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ پانچویں یہ کہ مہدی ایک پرند کی طرف اشارہ کریں گے تو وہ ان کے ہاتھ پر آ پڑے گا۔ چھٹا یہ کہ آپ ایک چھڑی کسی درخت کی زمین میں گاڑ دیں گے تو وہ فی الفور سبز ہو جائے گی اور پتے نکالے گی۔ ساتویں یہ کہ ایک لشکر شام سے آپ کے مقابلے کے لئے نکلے گا تو وہ مکہ اور مدینہ درمیان بیداء میں زمین میں دھنسایا جائے گا۔ آٹھویں یہ کہ آسمان سے ایک آواز آوے گی کہ لوگو! خدا تعالی نے تمہارے اوپر سے جباروں اور منافقوں کو کاٹ دیا ہے اور امت محمدیہ میں سے ایک بہتر شخص کو تمہارا ولی بنایا ہے تم اس سے مکہ میں جا کر ملو، وہ مہدی ہے جس کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ نویں یہ کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑے سونے کے ستون نکال دے گی اور مہدی اس کو لوگوں میں بانٹ دینگے۔ دسویں یہ کہ وہ کعبے کے نیچے سے خزانہ نکال دیں گے گیارھویں یہ کہ بحیرہ طبریہ یا غار انطاکیہ سے آپ تابوت سکینہ (صندوق طمانیت جو بنی اسرائیل میں لڑائیوں کے وقت آگے رکھا جاتا تھا) نکال کر بیت المقدس میں رکھ دیں گے جس کو دیکھ کر یہود (بجز اقل قلیل) مسلمان ہو جائیں گے۔ بارھویں یہ کہ آپ کے لئے دریا پھٹ جائے گا جیسے حضرت موسیٰؑ کے لئے پھٹ گیا تھا۔ تیرھویں یہ کہ حضرت عیسیٰؑ آپ کے ساتھ جمع ہونگے اور آپ کے پیچھے نماز میں اقتداء کریں گے۔

ان علامات کے علاوہ بعض اور علامات بھی اس کتاب میں مذکور ہیں۔ ہم نے ان کو اس لئے نقل نہیں کیا کہ ان علامات میں انسانی دخل واثر کا امکان بھی ہے اور ہمارے دعوی کے مؤید و مطلوب صرف آسمانی نشانات ہیں۔ ان علامات سے علامات نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۹ و ۱۰ کو امام مہدی فاطمی کے منکر اور ان کی جگہ مہدی قادیانی کے مجوز مرزائی پارٹی نے بھی ریویو آف ریلیجنز نمبر ۹، ۱۱، ۱۲ جلد ۸ میں تسلیم کیا ہے۔ مگر دجالی تاویلات سے ان کے معنی وہ قرار دیئے ہیں جو ان کے خیال میں مرزا میں پائے جاتے ہیں۔ ان دجالی معنی کی دجالیت سے بحث کرنا اس مضمون کا موضوع اور ہمارا اس وقت مطلوب نہیں۔ یہ بحث ہمارے مضمون منتہی المقال فی شان المسیح والمہدی والدجال میں ہوگی اور اس میں یہ دجالیت ان کی بخوبی ثابت کی جائے گی۔

اس مقام میں ان علامات کے ذکر کرنے سے صرف یہ مقصود تھا کہ جس شخص کی تائید و تصدیق آسمان و زمین کریں درخت جانور فرشتے اس کی گواہی دیں اور ان نشانات کو دیکھ کر یہود جیسے معاند و سنگ دل مسلمان ہو جاویں اس شخص کو کافروں کے مسلمان بنانے یا مقلدین مذاہب

اربعہ سے تقلید آئمہ چھڑانے کے لئے تلوار چلانے اور خون ریزی کرنے کی کیا حاجت پڑے گی۔ لہذا ان لوگوں کا باوجود اعتراف اس امر کے کہ مہدی کسی سوتے کو نہ جگاوے گا اور کسی کا خون نہ بہاوے گا پھر یہ کہنا کہ مہدی دین اسلام یا عمل بالسنہ بزور شمشیر پھیلائے گا درست نہیں ہے۔

فرقہ مرزائیہ اور مرزا قادیانی باوجود تصریح اور صریح اقبال اس امر کے کہ جس قدر احادیث متعلقہ امام مہدی صحاح ستہ وغیرہ میں وارد ہیں اور لوگوں کی زبان زد ہیں وہ سب کی سب غیر صحیح وموضوع و بناوٹی ہیں اور امام مہدی فاطمی کوئی آنے والا نہیں، پھر یہ بھی کہتے ہیں اس کی جگہ آنے والا ایک اور شخص تھا جو آچکا اور وہ مرزا غلام احمد ہے جو مہدی موعود بھی ہے مسیح موعود بھی ہے۔

یہ لوگ دنیا کی شرم وحیا اور آخرت کا خوف عذاب طاق میں رکھ کر پہلے تو امام مہدی کی جملہ احادیث اور روایات کو غیر صحیح وموضوع قرار دے چکے ہیں پھر ان احادیث وروایات سے جو ان کے خیال میں (نہ واقعہ میں اور دوسرے تمام مسلمانان روئے زمین کے اعتقاد میں) مرزا پر لگائی جا سکتی تھیں، مرزا پر لگا کر اپنی اس دجالی اصول وتحویل سے کہ ان احادیث کے مرزا پر صادق آنے سے ان کی صحت ثابت ہوتی ہے، صحیح اور لائق دستاویز بھی قرار دیتے ہیں۔ پہلے تو یہ دجالی چال خود مرزا نے اختیار کی تھی ایک حدیث ضعیف دارقطنی کو جس میں مضامین کسوف وخسوف کو امام مہدی کی علامت ٹھہرایا گیا ہے، اس دجالی اصول سے صحیح قرار دے کر اس سے اپنا مہدی ہونا ثابت کیا۔ پھر اس کے حامیوں اور پیروان نے ریویو آف ریلی جنز نمبر ۹ ج ۷ کے صفحہ ۳۴۲ میں یہی دجالی اصول گھڑ کر اس کے اور اس کے نظائر سے دستاویز کیا اور ان سے مرزا کا مہدی ہونا نکالا۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ کے صفحات ۴۷ تا ۱۵۶ ملخصاً)



تنقیح امامت قادیانی

اس عنوان پر پٹنہ کے مولانا محمد عبداللہ مرحوم کا ایک مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر کے ۲۳۔۳۰۔اگست ۱۹۱۲ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

مولانا عبداللہ فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں دو امر تنقیح طلب ہیں اور ان ہی کے فیصلہ سے اس مسئلہ کا فیصلہ ہے۔

امر اول: امامت نماز کے لئے اسلام شرط ہے یا نہیں؟

امر دوم: مذہب قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہے یا خارج؟

امر اول۔ یہ تو ظاہر ہے کہ امامت نماز میں اسلام شرط ضروری ہے۔ بایں ہمہ بنظر مزید تشفی شہادات ذیل ہدیہ ناظرین ہیں۔

ارکعوا مع الراکعین ای کونو مع المؤمنین فی احسن اعمالھم و ھو الصلوۃ عبر عن الصلوۃ بالرکوع لان صلوۃ الیھود لیس فیھا رکوع ۔(قرآن مع تفسیر جامع)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔یعنی مسلمانوں کے ساتھ ان کے سب سے اچھے کام میں کہ وہ نماز ہے شریک رہو۔

یہودیوں کی نماز سے ممتاز ہونے کیلئے آیت کریمہ ارکعوا مع الراکعین میں لفظ رکوع اطلاق کیا گیا اور اس سے نماز مراد لی گئی عبر عن الصّلوۃ بالرکوع احترازاً عن الصّلوۃ الیھود (بیضاوی) اس تفسیر کا مطلب وہی ہے کہ آیت مرقومہ میں لفظ رکوع اطلاق کیا گیا نماز گذارید بارکوع کنندگان یعنی بجماعت مسلمانان (تفسیر حسینی)

ان تینوں تفسیروں سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ ارکعوا مع الراکعین میں مقصود شارع یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ الصّلوۃ المکتوبۃ واجبۃ خلف کل مسلم براً کان او فاجراً ۔ سنن ابی داؤد۔

اس حدیث سے بخوبی ظاہر ہوا کہ نماز فرض مسلمانوں کے پیچھے پڑھا کرو۔امام اعتقاد

اصول اسلام کے ساتھ رکھتا ہو، اگر عمل میں نقص واقع ہونے سے فاجر ہو تو مضائقہ نہیں ہے

قال رسول اللّٰہ ﷺ لیؤذن لکم خیارکم و لیؤمکم قراء کم (ابی داؤد) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے نیکوکار اذان دیں اور تمہارے قرآن جاننے والے امامت کریں

اس جگہ پر اضافت قراء بجانب کم صاف بتا رہی ہے کہ امام اسلامی جماعت کا ہو مسلمانوں کا ہم مذہب و ہم مشرب ہو، کم از کم اصول اسلام میں ضرور متفق ہو۔ دیکھئے علامہ منصور بن ادریس حنبلی نے کشاف القناع عن متن الاقناع میں کفار و اہل بدعات منجر بکفر کی امامت سے نماز پڑھنے کو کس زور سے روکا ہے:

و لا یصح الصّلوۃ خلف کافر و لو کان کفرہ ببدعۃ (الی ان قال) و لو اسرہ ای الکفر فجھل الماموم کفرہ ثم تبین له لان صلوته لا تصح لنفسه فلا تصح لغیرہ و لعموم قوله علیه السلام لا یؤمّنّ فاجر مومناً ۔ ترجمہ: کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے اگرچہ اس کا کفر ایسی بدعت سے ہو جو مستلزم کفر ہے اگر کوئی کافر امام مقتدی سے اپنے کفر کو چھپاوے پھر مقتدی کو معلوم ہو جائے تو مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز خود صحیح ہے تو مقتدی کی نماز کیونکر صحیح ہوگی۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عام ہے کوئی بددین کسی دین دار کی امامت نہ کرے

یہاں فاجر سے مراد فاجر اعتقادی ہے ورنہ عملی فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے جو دوسری احادیث کا مفہوم ہے۔ اور عثمانؓ نے بھی عملی فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی نہ اعتقادی کے پیچھے۔ اور یہی تحقیق ہے شیخ الاسلام علامہ بن یونس حنبلی کی جو ان کی شرح منتہی الارادات سے ظاہر ہوتی ہے۔

و یصح الصّلوۃ خلف من خالف ما مومه فی فرع لم یفسق.. (الی ان قال) من خالف فی اصل کمعتزلة او فرع فسق به کمن شرب النبیذ مالا یکرہ مع اعتقاد تحریمه و اومن علی ذلک لم تقع الصلوۃ خلفه بفسقه ۔ اگر کوئی امام اپنے مقتدی سے کسی فرعی مسئلہ میں جس سے وہ شرعی فاسق نہیں ہوتا مخالف ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح و درست ہے۔ ہاں اگر اصول دین میں مخالف ہو جیسے معتزلی یا ایسے فرعی مسئلہ میں مخالفت کرے جس کے ارتکاب سے فاسق ہو جائے جیسے کوئی شخص نبیذ غیر مسکر کو حرام سمجھ کر ہمیشہ پیا کرے تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی۔

فقہائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے:

یجوز الصّلوة خلف صاحب ھوی و بدعة ولا یجوز خلف الرّا فضی والجھمی والقدری و المشبھة و من یقول بخلق القرآ ن و حا صله ان کا ن ھؤلا ء یکفر به صا حبه یجوز الصلوة بخلفه مع الکرا ھیة و الّا فلا (فتاوی عالم گیری)۔ اہل ھوا و بدعة کے پیچھے نماز صحیح ہوگی اور رافضی خارجی جہمی شبہہ، قائل حدوث قرآن کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی۔ الغرض بدعتی اگر حد کفر تک نہیں پہونچا ہے تو نماز اس کے پیچھے جائز مع الکراہت ہے ورنہ کلیتًا ناجائز ہے۔

فتاوی قاضی خان وفتاوی سراجیہ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

تنقیح امر ثانی: یہ بھی زیادہ غور طلب نہیں۔ خاتم النبیین کے الف و لام استغراق، ولا نبی بعدی کے لائے نفی جنس نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کوئی نبی جدید کسی قسم کا نہ ہوگا۔ صحیحین کی روایت میں جو تمثیل واقع ہے اس سے اس مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے:

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ انّ مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی داراً فاحسنه و اجمله الّا مو ضع لبنة من زاویة من زوایاہ فجعل الناس یطوفون و یتعجبون له و تقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنة فانا اللبنةو انا خاتم النبیین و عن جا بر نحوہ و فیه جئت فختمت الانبیاء (تفسیر خازن) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے نہایت ہی عمدہ مکان بنایا لیکن اس کے کسی گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے دیا۔ لوگ اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ میں وہی ایک اینٹ اور عمارت نبوت کا مکمل ہوں اور سب پیغمبروں سے آخر ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت نبوت میں ایک اینٹ کی کسر تھی جو ذات سرور کائنات سے پوری کر دی گئی۔ اب جو شخص اس کامل کو ناقص ٹھہرائے وہ منکر شان نبوت ہے اسی وجہ سے علماء اسلام نے حضرت خاتم النبین ﷺ کے بعد مدعیان نبوت اور ان کے مصدقین و متبعین کو کافر قرار دیا ہے۔ شہادات مندرجہ ذیل ہمارے اس دعوی کے لئے دلائل کافی ہیں:۔

باب حکم المر تد و ھو الذی یکفر بعد اسلا مہ نطقاً او اعتقا داً او شکا او فعلاً (الی ان قا ل) او ادعی النبوۃ او صدق من ادعا ھا بعد النبی ﷺ کفر لا نہ مکذ ب بقو ل اللہ تعا لی و لکن رسو ل اللہ و خا تم النبیین و لقو لہ علیہ السلام و لا نبی بعدی (کشاف ا لاقناع عن متن ا لاقناع)

وہ مرتد ہے جو قول وفعل یا اعتقاد سے اسلام کا انکار کرے یا حضرت ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرے یا ایسا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرے کا فر ہو جائیگا کیونکہ اس نے اللہ کے فرمان لکن رسو ل اللّٰہ و خا تم النبیین اور رسول اللہ کے ارشاد و لا نبی بعدی کو جھٹلا دیا۔

فمن ادعی النبوۃ او صدق من ادعا کفر لا نہ مکذ ب للہ تعا لی فی قولہ لکن رسو ل اللہ و خا تم النبیین و الحد یث لا نبی بعدی و فی الخبر لا تقوم السا عۃ حتی یخر ج ثلا ثو ن کذا با یز عم انہ رسو ل اللہ (شر ح منتھی ا لا ر ا دات)

اس عبارت کا معنی بھی مثل سابق کے ہے صرف اس قدر زیادہ ہے: حدیث میں آیا ہے جب تک تیس جھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والے پیدا نہ ہولیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

اذا لم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ آ خر الانبیاء فلیس بمسلم و کذ لک لو قال انا رسول اللّٰہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یر ید بہ من پیغامبر م یکفر اذا انکر آیۃ من القرآن کفر (فتاوی عالمگیری ملخصاً)

خا تم النبیین ختم بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ۔ (خازن)

خاتم النبیین و آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ علی قرأۃ عا صم بالفتح (الی ان قا ل) و لا یقدح فیہ نزول عیسی بعدہ لا نہ اذا نز ل کا ن علی دینہ مع ان المراد انہ آ خر من نبیء (تفسیر بیضاو ی)

یعنی جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو آ خر الا نبیاء نہ مانے مسلمان نہیں ہے۔ جو شخص عر بی زبان میں اپنے کو رسول اللہ یا فارسی زبان میں اپنے کو پیغمبر کہے وہ بھی مسلمان نہیں۔ تفسیر خاز ن و تفسیر بیضاوی میں خاتم النبیین کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر پیغمبری ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ آپ سب سے آخر پیغمبر ہیں۔ بیضاوی میں صرف اس قدر زیادہ ہے:

نزول عیسی سے مسئلہ ختم نبوت نبینا ﷺ پر اعتراض نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت عیسی بعد نزول اپنے دین محمدی کے تابع ہوں گے اور خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کو سب سے آخر میں نبوت عطا ہوئی اور حضرت عیسی آپ سے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید، حدیث شریف اور علماء اسلام کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضرت سید الانبیاء ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے وہ اور اس کے ماننے والے سب کافر ہیں۔ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کیا اور تا دم واپسیں اسی خیال باطل پر قائم اور اس کی ترویج و اشاعت میں سرگرم رہے اور ان کے تابعین بھی ان ہی کے ہم دم و ہمقدم ہیں، جیسا کہ مسیلمہ کذاب، حضرت رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو صحیح تسلیم کر کے اپنے کو نبی کہتا تھا۔ آپ کا درجہ نبوت میں اپنے سے زیادہ مانتا تھا اور حضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں اس کی درخواست یہ تھی کہ حضور مجھ کو اپنا جانشین بنا دیں۔ میں حضور کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں۔ صحیح بخاری کی اس روایت سے اس مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے:

بلغنا عن مسيلمة الكذاب قدم المدينة فاتاه رسول اللّٰه ﷺ و فی يد رسول اللّٰه ﷺ قضيب فوقف عليه فكلّمه فقال له مسيلمة ان شئت خليت بيننا و بين الامر ثمّ جعلته لنا بعد ذلك فقال النّبیّ ﷺ لو سألتنی هذا القضيب ما اعطيته و انّی لاراك الّذی اريت فيه ما اريت (بخاری ـ ملخصاً)۔ مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ حضرت ﷺ نے وہاں ٹھہر کر اس سے گفتگو کی۔ اس نے کہا اگر اپنے بعد مجھ کو اپنا جانشین بنا جایئے تو میں حضور کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر کھجور کی یہ شاخ بھی تو مجھ سے مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دونگا، میں تیرے حال سے خوب واقف ہوں۔

دیکھئے جناب رسول اللہ ﷺ نے کس سختی سے مسیلمہ کی درخواست نامنظور فرمائی۔ اس کی وجہ وہی دعوی نبوت باطلہ ہے۔ بعینہ یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی ماتحتی میں اپنے کو نبی و صاحب وحی قرار دے کر تمام مسلمانوں کو اپنی نبوت ماننے کے لئے زوروں کے ساتھ مخاطب بنایا اور بصورت نہ ماننے کے بہت سی خوفناک وعیدوں سے ڈرایا اور اس کے ماننے والے بھی برابر اس کے خیال باطل کے پھیلانے میں مستعد و کمر بستہ رہتے ہیں۔

مرزا قادیانی اور مسیلمہ کذاب میں سر مو فرق نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شیء۔ (انعام)

یہ آیت کریمہ بتصریح علمائے مفسرین مسیلمہ کذاب کی تضلیل و تکفیر میں نازل ہوئی۔ فی زماننا اس کا مصداق اس زمانہ کا مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بانی اسلام اور صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ حضرت نے اسکو اشد الکفر ٹھہرایا اور آپ کے اصحاب نے اس کی اور اس کی جماعت کی جو لاکھوں تک پہنچ گئی تھی ایسی بیخ کنی کی کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اس سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کو قادیانیوں کے ساتھ کوئی اسلامی تعلق و معاملہ نہیں رکھنا چاہیے اور نماز وغیرہ امور دین میں ویسے ہی علیحدہ رہنا چاہیے جیسا کہ دوسرے کفار سے ہم لوگ علیحدہ ہیں۔

اگر بالفرض مثل معتزلہ و روافض وغیرہ دیگر فرق ضالہ کے اہل قادیان احاطہ اسلام میں داخل مانے جاویں تاہم ان کی امامت سے صحت نماز غیر مسلّم ہے کیونکہ عدم جواز امامت و اقتداء کے لئے اسلام و بانی اسلام سے انکار کلی و کفر مطلق شرط نہیں ہے بلکہ بہت سے فرقہ ضالہ اسلامیہ کی اقتداء بھی محققین علماء اہلسنت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اس دعوی کی سند میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی تحقیق پیش کر دینا کافی ہے۔ آپ ایسے شخص کو جو حقانیت اسلام کا مقر ہے لیکن قرآن پاک یا اس کے تلفظ وغیرہ کو مخلوق کہتا ہے، کافر قرار دیتے ہیں۔ اسکے ساتھ میل جول، کھانا پینا، شادی بیاہ ترک کر دینے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس کے پیچھے نماز اس کے جنازہ کی نماز جائز نہیں رکھتے۔ اور جو لوگ صحابہ کرام کی تحقیر و تنقیص کرتے ہیں۔ ان سے ترک تعلقات اسلامی میں ایک روایت بھی نقل کرتے ہیں بنظر تصحیح نقل دونوں مقام کی عبارتیں ہدیہ ناظرین ہیں:

فمن زعم انہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر امتلوا و قال لفظی بالقرآن مخلوق فھو کافر با للّٰہ العظیم ولا یخالط و لایوا کل ولایناکح ولا یجاور بل یھجرہ و یھان ولا یصلّی خلفہ ولا تقبل شھادتہ ولا یصح ولایتہ فی نکاح ولیّہ و لا یصلّی علیہ اذا ما ت فان ظفر استتیّب ثلا ثاً ۔ (غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص۱۳۲)

فی روایت انس انّ اللّٰہ عز و جل ا ختارنی و اختارلی اصحابی فجعلھم انصاری و جعلھم ا صھاری وانہ یجیء فی آ خر الزمان

قوم ینتقصونهم الا فلا تواکلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناکحوهم الافلا تصلّوا معهم الا فلا تصلّوا علیهم حلّت اللعنۃ ۔(غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی لاہورص ۱۷۹) حضرت انس سے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یوں مروی ہے کہ اللہ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو برگزیدہ کیا اور ان کو انصار و اصھار ہونے کی عزت بخشی ہے۔آخر زمانہ میں کچھ لوگ ان کی کسرشان کریں گے۔خبردار خبردار ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا شادی بیاہ ترک کرو۔ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔اور نہ ان کی جنازہ کی نماز پڑھو اسے لوگوں پر خدا کی لعنت ہے۔

مقام غور ہے کہ جب تنقیص شان صحابہ میں اس قدر وعید اور ترک تعلقات اسلام کے لئے ایسی تاکید شدید ہے تو کسرشان انبیاء میں کس درجہ وعید سخت وکفر عظیم متصور ہوگا۔اسی وجہ سے فرمان الٰہی ہے:

انّ الّذین یؤذون اللّٰه و رسوله لعنهم اللّٰه فی الدنیا والآخرۃ و اعدّ لهم عذاباً الیماً ۔ جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق بحوالہ کتب رسالہ تحفۃ الاخلاء فی عصمۃ الانبیاء میں خوب ہے۔

اسلام نے انبیاء میں مساوات سمجھنے اور اس کا اقرار کرنے کے لئے حکم کیا ہے: لا نفرق بین احدٍ من رسله ۔ہم لوگوں کو پیغمبروں کے مدارج میں کم وبیش نہیں کرنا چاہیے۔لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن مجید کا یہ فیصلہ ناطق پسند نہیں آیا اور حضرت مسیح ابن مریم کی شان مبارک میں گستاخانہ کلام کیا۔دیکھئے مرزا کا یہ شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

علمائے مالکیہ بھی فاسق اعتقادی کے پیچھے نماز جائز نہیں رکھتے بلکہ ان کا فتوی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے تو اسی وقت اعادہ کرلے:

قال ابن برزۃ منهم و امّا الفاسق بالاعتقاد کالحروری و القدوری فیعید من صلّی خلفه فی الوقت علی المشهور (قسطلانی ج ۲ ص ۴۷ ملخصاً) یعنی علماء مالکیہ سے ابن برزہ کا قول ہے: مشہور یہ ہے کہ جو شخص فاسق اعتقادی مثل حروری و قدری کے پیچھے نماز پڑھے اسی وقت نماز دہرائے۔

علی ہذا القیاس علمائے شافعیہ بھی فرق ضالہ اسلامیہ شدید الضلالۃ کی اقتداء جائز نہیں رکھتے ہیں اوران کومثل دیگر کفار کے تصور کرتے ہیں۔

و استثنی الشافعیۃ مما سبق منکری العلم بالجزئیات و بالمعدوم ومن یصرح بالتجسم فلا یجوز الا اقتداء بھم کسائر الکفار (قسطلانی ج ۲ ص ۴۷) یعنی (جوفلسفی ضلالت میں مبتلا ہوکر) اللہ تعالی کے لئے علم بالجزئیات وعلم بالمعدوم کا انکار کرتے ہیں ، یا خدا تعالی کیلئے جسم ثابت کرتے ہیں علمائے شافعیہ ایسے لوگوں کی اقتداء سے نماز جائز نہیں رکھتے ان کومثل سائر کفار کے تصور کرتے ہیں۔

تحقیق صدر سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی ضلالت حروری، قدوری، مجسمہ وغیرہ سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے باتفاق علمائے مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت و باستدلال قرآن و حدیث نماز ان کی اقتداء سے باطل ہوگی۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ ۳۰۔ اگست ۱۹۱۲ء۔ص ۱۲۔۱۴)

تلافی مافات

تحریک ختم نبوت حصہ ہشتم صفحہ ۴۸ سطر ۹ طبع لاہور ۲۰۰۹ء جہاں اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ کے ص ۲۴۸۔۲۴۹ کے موجود نہ ہونے کا نوٹ لکھا گیا وہاں درج ذیل عبارت تصور کی جائے کیونکہ وہ صفحات اب مل گئے ہیں۔ بہاء)

...مظہریت پر ایماء ہے نہ یہ کہ جسم خدا ہے ۔۲۔ بے نظیری بے حدی کی نظیر کیوں باطل ہے۔ کیا ان دونوں صفات کی ایک ماہیت نہیں۔

قادیانی: اس کے جواب میں قادیانی اپنے پرچہ اخیری ۵ جون ۱۸۹۳ء میں پہلے تو وہی پرانا رونا رویا ہے کہ جس شرط سے بحث شروع کی گئی تھی اس شرط کا ایفاء ڈپٹی آتھم نے نہیں کیا۔ پھر اس شرط اور اس کی خلاف ورزی کو بیان کیا جو بارہا ہو چکا ہے۔ اخیر میں پھر وہی سوال نشان نمائی ڈپٹی آتھم سے نقل کر کے اس کے جواب میں پیچیدہ الفاظ اور قیود پر کیود کے ساتھ اس پیش گوئی کو نشان بنایا اور کہا کہ ڈپٹی آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں فوت ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کہا کہ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے، یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے، وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے ، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے ، مجھے

پھانسی دیا جائے ، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے گا،ضرور کرے گا،ضرور کرے گا۔آسمان زمین ٹل جائیں پراس کی باتیں نہ ٹلیں گی ۔ اس پر مباحثہ کا خاتمہ کیا۔

یہ مسئلہ الوہیت مسیح کے متعلق فریقین کی اس گفتگو کا خلاصہ مطلب ہے جس کو انہوں نے ۱۲۶ صفحہ میں ادا کیا ہے ۔اس خلاصہ سے ناظرین کو تمام گفتگو کا مطلب ایسا عمدگی اور شائستگی سے سمجھ میں آئے گا کہ ویسا ان کی اصل تحریرات سے سمجھ میں نہ آئے گا۔

اس خلاصہ سے ناظرین کو یقین ہو گا کہ فریقین نے اپنے اپنے دعاوی کے ثبوت اور فریق مخالف کے رد میں جو کچھ کہا ہے، اس میں غالباً علم وفہم وعقل وانصاف سے کام نہیں لیا۔ جو کچھ انہوں نے کہا اس میں اکثر حصہ لغو وفضول ہے اور کسی ایک فریق نے دوسرے فریق کی بات کا معقول جواب نہیں دیا۔قادیانی نے اپنے بھائیوں، پرانے عیسائیوں ،کے ٹوٹے پھوٹے دلائل کا کافی جواب نہیں دیا اور عیسائیوں نے اپنے دعوی کے موافق الوہیت مسیح کا ثبوت پیش نہیں کیا اور نہ مرزا کے ملحدانہ اصول کو رد کیا ہے ۔اس خلاصہ سے اس امر کا یقین حاصل ہونے سے ناظرین کو اس امر کی ضرورت نہ رہے گی کہ اس گفتگو پر مفصل ریویو کیا جائے اور اس گفتگو کی لغویت کو بدلائل ثابت کیا جائے، تاہم حسب وعدہ اس پر مفصل ریویو کرتے ہیں ۔ وھو ہذا

تقریر پرچہ اول قادیانی کے متعلق اسلامی رائے :

سوال اول کی تمہید میں قادیانی نے جو اولاً اصول مقرر کیا ہے کہ: جو دعوی کتاب آسمانی کی نسبت کیا جائے اس کا ثبوت بھی دلیل عقلی یا تاریخی سے اسی کتاب سے پیش کیا جائے ..یعنی جس کتاب آسمانی کا ثبوت عقلی یا تاریخی اس کتاب میں نہ پایا جائے وہ کتاب الہامی نہیں ہوسکتی ۔، یہ ایک ملحدانہ وزندیقانہ اصول ہے جس سے قادیانی کا مقصد اگرچہ بظاہر عیسائیوں کے دعوی ابنیت و الوہیت مسیح کا ابطال ہے مگر در پردہ اور فی الحقیقت مطلق (دین؟) کی بنیاد اکھاڑنا اور جملہ مذاہب خصوصاً اسلام کی بیخ کنی کرنا (خاکش بدہن) اور لوگوں کو ... خصوصاً قرآن مجید کی پیروی سے آزاد کرنا اور ان میں لامذہبی اور الحاد اور دہریہ پن پیدا کرنا ہے۔کسی کتاب کو الہامی مان لینے کے بعد ماننے والے کو یہ نہیں پہنچتا کہ وہ اس کتاب کے جملہ دعاوی و بیانات واحکام وہدایات کا عقلی یا تاریخی ثبوت اس کتاب میں تلاش کرے ۔ پھر اگر اس کتاب میں یا خارجاً ان کا ثبوت عقلی دلائل یا تاریخی شواہد سے نہ ملے تو اس کتاب کے الہامی ہونے سے منکر ہو جائے اور اس کتاب کی پیروی

سے دست بر داری اختیار کرے، بلکہ کسی کتاب کو الہامی ماننے کے بعد اس کے ماننے والے پر ضروری ہے کہ وہ اس کتاب کے ہر ایک بیان و ہدایت کو بغیر کسی ایگزامینیشن (امتحان) کے اس کو سراسر حق و راست سمجھے اور اس پر آمنا وصدقنا کہے۔ گو اس کا کوئی بیان (اس کی سمجھ میں) نہ آوے یا کوئی تاریخ اس کی مصدق نہ ہو۔ اور وہ یقین کرے کہ صاحب الہام کا دعوی عقلاء تمام جہان سے بڑھ کر لائق وثوق ہے اور وہ ان کے...

تحریک ختم نبوت حصہ ہشتم ص ۹۰ سطر ۱۹ طبع لاہور ۲۰۰۹ء پر جہاں اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ کے صفحات ۲۸۸۔۲۸۹ کے موجود نہ ہونے کا نوٹ لکھا گیا ہے وہاں درج ذیل عبارت تصور کی جائے کیونکہ وہ صفحات اب مل گئے ہیں۔ بہاء)

..اس کا نام عمانوایل رکھے گی، یہ فقرہ گھڑ لیا کہ لوگ اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔

ہم اس مقام میں پہلے یسعیاہ کی عبرانی عبارت نقل کرتے ہیں جن سے ان حضرات کی تحریف ثابت ہو۔ پھر وہ تفصیل نقل کریں گے جس سے ثابت ہو کہ یہ پیش گوئی حضرت یسیعاہ اور شاہ احاس کے وقت میں پوری ہوگئی تھی۔

اصل عبرانی عبارت بخط عبرانی یہ ہے (عبرانی سے لاعلم ہونے کے باعث اسے نقل نہیں کیا جارہا۔ بہاء).....

حروف عربی میں: لکن یبین ادو تا ئی هوا لکم او ن هنه ها علماه ها ره و یلد ت بین و قا را ت شمو عما نو ایل

اس عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے، باوجود اس کے خداتم کو نشان دے گا۔ دیکھو علماه یعنی جوان عورت حاملہ ہوگی (یا ہے، کیونکہ ها ره جو علماه کا فعل ہے حال واستقبال دونوں معنوں کے لئے آتا ہے) اور وہ بیٹا جنے گی اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔

وقا رات شمو کے یہی معنی ہیں۔ اور حرف ث بجائے تائے تانیث ہے)۔ حضرات عیسائیوں نے اس عبارت کے ترجمہ میں دو تحریفیں کی ہیں۔ کنواری کو عبرانی میں ثبو له کہتے ہیں، اور هماه جوان عورت کو کہتے ہیں خواہ کنواری ہو خواہ بیاہی۔ کتاب مقدس میں جہاں کنواری کا موقع ہے وہاں بھی لفظ ثبو له بولا گیا ہے۔ دیکھو کتاب خروج باب ۲۲۔ آیت ۱۶؟۔ اور استثنا باب ۲۲؟ آیت ۲۳۔ اور لغات بھی شاہد ہے دیکھو لغات عبرانی ولیم ہو پر۔

دوسری تحریف یہ کہ وقا را ت شمو عما نو ایل کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اس کا نام عمانوایل رکھیں، یعنی لوگ، حالانکہ وقارات مؤنث کا صیغہ ہے جو اس کی والدہ کی طرف راجع ہے

۔عیسائیوں نے جب دیکھا کہ حضرت مسیح کا نام عمانوایل ماں نے رکھا ہے اور نہ باپ نے بلکہ فرشتے نے اس کا نام یسوع بتایا اور وہی نام اس کی ماں اور باپ نے اس کا رکھا۔ دیکھو انجیل متی باب ا۔آیت ۲۱۔۲۲ تو انہوں نے اس فقرہ یسیعاہ ...میں تحریف وتصرف کر کے اس کا یوں بنالیا کہ اس کا نام عمانوایل رکھیں گے ۔ اور اس کو انجیل متی باب ا۔آیت ۲۳؟میں درج کیا۔ یہ ان حضرات کی تحریف وتصرف کی بات ہے۔اب اس پیش گوئی کی تفصیل اسی کتاب یسیعاہ وغیرہ سے کی جاتی ہے جس سے واضح ہو کہ یہ پیش گوئی حضرت یسیعاہ کے وقت میں پوری ہو چکی ہے۔

یسیعاہ کے باب ۷ کے شروع میں ہے:

اور شاہ یہودا اخز بن یوتام بن ازیاہ کے عصر میں ایسا ہوا کہ شاہ آرام رضین شاہ اسرائیل پکاہ بن ریمالیہ یروشلم پر لڑنے چڑھا، پر وہ فتح یاب نہ ہوا۔۲۔ اس وقت داؤد کے گھرانے کو آرام، افرائیم کو ساتھ لے کے فوج بڑھاتا ہے۔سو اس کے دل اور لوگوں کے دلوں نے جنبش کھائی ،جس طرح بن کے درخت ندی سے جنبش کھاتے ہیں۔ خداوند نے یسیعاہ کو حکم کیا کہ تو اپنے بیٹے شیارشوب کو لے کے تالاب کے سرے پر جو رفوگروں کے میدان کے راہ میں ہے،شاہ اخز سے جا کر مل ،اور اسے کہہ دھیان کر اور بے قرار مت ہو، اور مت ڈر۔ شاہ رضین اور اس کے آرامیوں، اور شاہ پکاہ کا غصہ کچھ خطرناک نہیں ہے۔ آرامیوں نے اسرائیلیوں اور ان کے بادشاہ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنایا ہے، وہ جوڈیا پر حملہ کرنا چاہتے ہیں،خوف سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر تابیل کے بیٹے کو اس کے تخت پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ اس لئے خداوند اس منصوبہ کو کامیابی نہیں دے گا۔ کیونکہ آرامی، اپنے دارالحکومت دمشق سے زیادہ مضبوط نہیں ہیں۔ اور دمشق بادشاہ رضین سے زیادہ مضبوط نہیں ۔۔ اور اسرائیل ۶۵ سال میں ایسا کٹ جائے گا کہ قائم نہ رہے گا۔ اسرائیل سماریہ اپنے دارالحکومت، سے زیادہ مضبوط نہیں،اور سماریہ شاہ پکاہ سے زیادہ مضبوط نہیں ۔اگر تم ایمان نہ ...



وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و صحبه اجمعین

کتابیات

الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح ۔ مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ ۔ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ

بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی ۔مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹیؒ ۔سن اشاعت ۱۹۰۶ء (فوٹو کاپی)

قاید قادیان ۔محمد اشرف علی تھانویؒ ۔ دراحتساب قادیانیت جلد۴ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح ۔محمد اشرف علی تھانویؒ دراحتساب قادیانیت جلد۴ مذکور بالا ۔

قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت ۔ اللہ وسایا ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان ۔۱۹۹۰ء ۔

فتاوی رضویہ ۔مولانا شاہ احمد رضا خانؒ ۔جلد ۱۵

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد۲ ؛ ۱۵ ؛ ۱۶ ؛ ۱۸ ؛ ۲۲ ۔اڈیٹر مولانا محمد حسین بٹالویؒ

ہفت روزہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۔اڈیٹر احمد حسن شوکتؒ

ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔اڈیٹر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

تصانیف مرزا غلام احمد قادیانی:

براہین احمدیہ پانچ حصے ؛ فتح اسلام ؛ توضیح مرام ؛ جنگ مقدس ؛ ازالہ اوہام ؛ آئینہ کمالات اسلام ؛ شہادۃ القرآن ؛ انجام آتھم ؛ استفتاء ؛ انوار الاسلام ؛ سراج منیر ؛ ضرورۃ الامام ؛ دافع البلاء ؛ حقیقۃ الوحی ؛ مجموعہ اشتہارات وغیرہ

دیگر قادیانی کتب ورسائل:

الحکم قادیان ؛ سیرۃ المہدی از مرزا بشیر احمد ؛ ذکر حبیب از مفتی محمد صادق قادیانی ؛ تذکرۃ المہدی از سراج الحق نعمانی ؛ تفسیر صغیر از مرزا محمود احمد قادیانی ؛ ترجمہ قرآن از مرزا طاہر احمد قادیانی، ترجمہ قرآن از میر محمد اسحاق قادیانی ۔